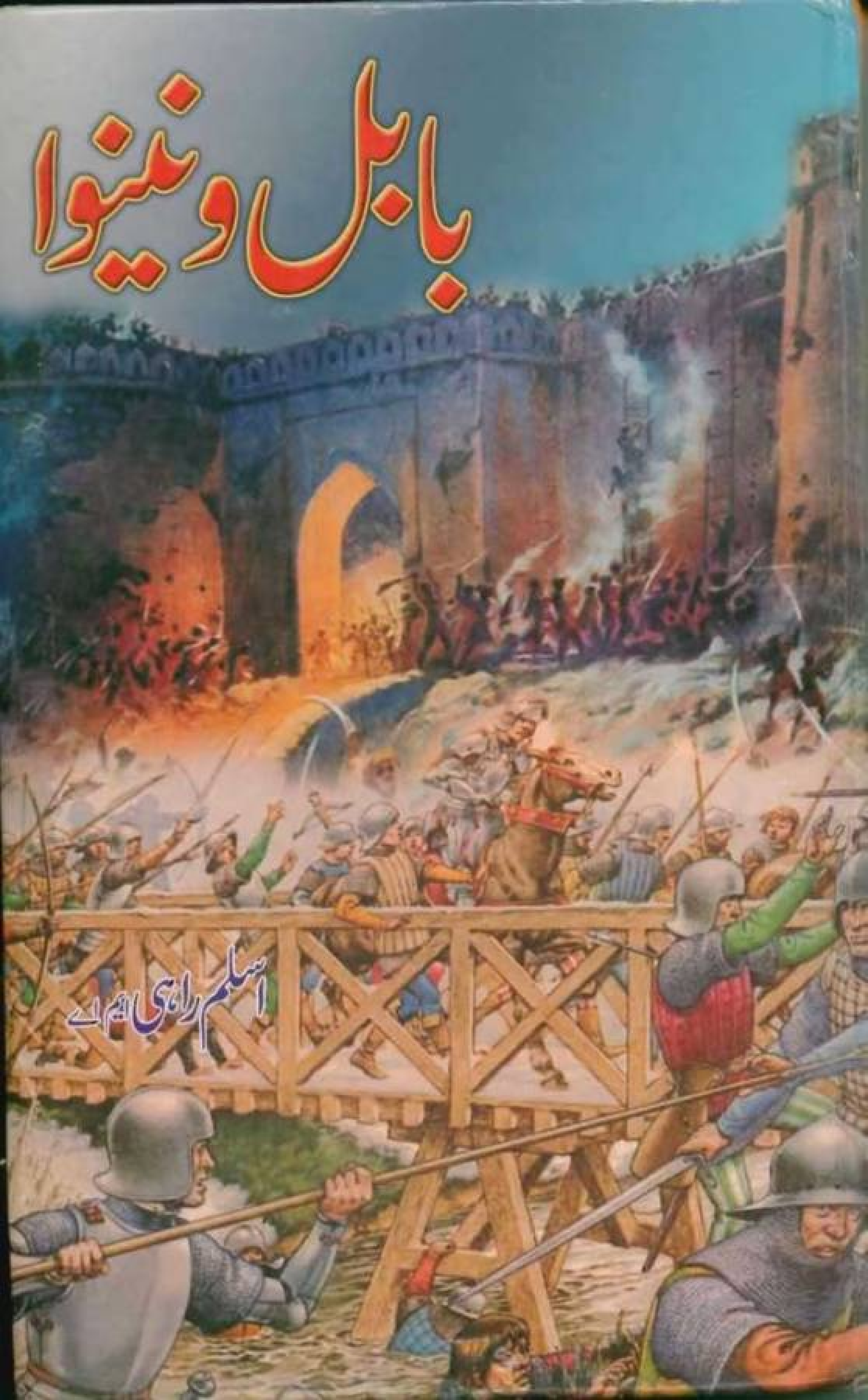
بابل و نینوا
اسلم راہی ایم اے

صدیوں پرانی تاریخ سے کشید کیا ہوا ناقابل فراموش تاریخی ناول

بابل و نینوا

اسلم راہی

ایم اے

خوبصورت لوگوں کی سرزمین

ناشر

علی میاں پبلی کیشنز

۲۰- عزیز مارکیٹ ، اُردو بازار ، لاہور - فون ۷۲۴۷۳۱۴

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

URDU FICTION
BABUL-O-NANVA
ASLAM RAHI

بار اول ——— ۳...
مطبع ——— یو اینڈی پرنٹرز
کمپوزنگ ——— الحرم کمپوزنگ سنٹر
قیمت ——— ۲۵۰ روپے

ISBN 969-517-133-8

اسٹاکسٹ
علی بک سٹال
نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال لاہور

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو

آٹھویں صدی قبل مسیح کی وہ ایک اداس مگر چاندنی رات تھی۔ بابل شہر کے زنداں کے ایک کمرے میں دو قیدی اداس اور افسردہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تنومند تھا۔

دونوں گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ چونک پڑے اس لئے کہ کچھ مسلح جوان ایک اور قیدی کو ان کی کوٹھڑی کی طرف لائے تھے۔ جلتی مشعلوں کی روشنی میں انہوں نے دیکھا' آنے والا نیا قیدی جسے پانچ چھ مسلح جوان گھیرے ہوئے تھے' خوبصورت دراز قد کڑیل اور توانا جسم کا مالک تھا۔

مشعلوں کی روشنی میں جب آنے والا نیا قیدی لوہے کے دروازے کے قریب آیا تب زنداں میں بیٹھے دونوں قیدیوں نے دیکھا' آنے والے اس نئے قیدی کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے گونجتے غاروں کے آبشاروں اور دیومالائی طلسم میں وحشتوں کا رقص اٹھ کھڑا ہو گا۔ اس کی آنکھیں ایسی گہری تھیں جیسے بے سحر آفاق کہر شفق کی بے خواب وادیوں کے اندر ان گنت اور بے شمار بے کراں سوچوں کے لمحے ڈوب جائیں گے۔ اس کے چہرے پر انا کے سرکش احساسات میں جذبوں کی حرارت اور ہر شئے کو دھواں دھواں خاک بہ سر کر دینے والی آندھیوں کے خروج کی سی سختی تھی۔ لگتا تھا وہ گویا بھوکی ننگی حیات کے بازار میں برق اثر سکوت اور ویران خلوتیں ترتیب دینے کے لئے پیدا ہوا ہو۔ اس کی چال میں رفعتوں کا جمال اس کے انداز میں شعلوں میں تپ کر موت کے جھکڑوں جیسی یورش تھی۔

ایک مسلح جوان نے آگے بڑھ کر لوہے کا جنگلا نما دروازہ کھولا اتنی دیر تک دوسرا اس کے قریب ہوا اور اسے دھکا دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیر مت کرو اندر جاؤ۔" اس رویے اور ان الفاظ نے گویا اس کی روح میں احساس کے کرب کا طوفان اور اس کی متجسس کھوئی کھوئی آنکھوں میں وحشت بھری مسافتوں کو بھر دیا ہو۔ تیز و تند تلخیوں سے اٹے اس کے چہرے پر گرج و رعد کے طوفانوں کا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ مڑ کر اس نے دیکھا اور کھا جانے والے انداز میں جس نے اسے دھکا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیا تھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دوبارہ مجھے دھکا دے کر تلخ لہجے میں گفتگو کرنے کی کوشش مت کرنا۔ میں تم لوگوں کا غلام ہوں نہ دبیل۔ جب مجھے بتایا جا چکا ہے کہ میرا معاملہ بابل کے بڑے بت خانے کے مہا پجاری کے سامنے پیش ہو گا تو پھر تم کوئی حق نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ ایسا رویہ روا رکھو۔"

اتنی دیر تک ایک تیسرا مسلح جوان اس کی طرف بڑھا اور دھمکی آمیز لہجے میں کہنے لگا۔

"تم کچھ زیادہ ہی ہٹ دھرمی اور اکڑ کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ چپ چاپ اس کمرے کے اندر چلے جاؤ ورنہ مار مار کر ایسا دوہرا کر دیں گے کہ چیختے چلاتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو جاؤ گے۔"

اس قیدی کے چہرے اور آنکھوں میں اس رویے اور ان الفاظ سے سینوں کو آتش فشاں کر دینے والی ہولناکیاں رقص کر گئی تھیں۔ جس نے اسے دھمکی دی تھی' زہر بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر خوفناک لہجے میں اس نے اسے مخاطب کیا۔

"تم بکتے ہو زیادہ' پھیلو گے تو یاد رکھنا میں تم چاروں کے خون کی جل تھل شریانوں کو زہر آلود' تمہارے جسم کی دیواریں گرا کر سوکھی بنجر زمین کی سی حالت کر دوں گا۔ زیادہ میرے ساتھ الجھو گے تو یاد رکھنا تمہاری روح کی ضو میں اندھیروں کی فصل' تمہارے بدن کی رو میں جلتے ناسوز بھرتا چلا جاؤں گا اور تمہارے ہونٹوں کی آنچ میں دائمی سوچوں کے کانٹے بو کے رکھ دوں گا۔"

اس قیدی کے یہ الفاظ مسلح جوانوں کو بھی ناگوار گزرے تھے پھر ان میں سے اچانک ایک حرکت میں آیا اور اس کی گردن پر اس نے زوردار گھونسا دے مارا تھا۔

قیدی برانگیختہ اور بیخ پا سا ہو گیا تھا۔ طوفانی انداز میں مڑا پھر زوردار انداز میں اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے لفظ "اللہ" پکارا اس کے بعد ان چاروں مسلح جوانوں پر اس نے گھونسوں اور لاتوں کی ایسی بارش کی کہ انہیں اس نے زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اتنی دیر تک کچھ اور مسلح جوان زنداں کے ایک طرف سے بھاگتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک جو شاید زنداں کا داروغہ تھا' اس قیدی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا معاملہ ہے؟"

جواب میں اس قیدی نے جب ساری کیفیت بیان کر دی تب داروغہ کسی قدر ٹھنڈا

ہو گیا۔ اپنے ان ساتھیوں کو جو زمین پر گرنے کے بعد اٹھ رہے تھے' سختی سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہیں اس نوجوان سے الجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا معاملہ کل پجاریوں کی عدالت میں پیش ہونا ہے اگر اس سے الجھو گے تو پھر یہ اس عدالت میں تمہارے خلاف بھی معاملہ کھڑا کر سکتا ہے۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ تم چاروں کو مار مار کر اس نے دوہرا کر دیا ہے۔"

پھر اس قیدی کو مخاطب کرتے ہوئے داروغہ کہنے لگا۔

"یہ سامنے والے کمرے میں چلے جاؤ' یہاں تمہارے ٹھہرنے کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔" وہ قیدی چپ چاپ اندر چلا گیا۔ جو مسلح جوان زمین پر گرنے کے بعد اٹھ گئے تھے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر زنداں کا لوہے کی سلاخوں والا دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔

وہ قیدی زنداں کی اس کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ وہ قیدی جو پہلے سے وہاں بیٹھے ہوئے تھے' ان پر اس نے ایک گہری نگاہ ڈالی۔ ان میں سے ایک ڈھلتی ہوئی عمر کا بوڑھا' دوسرا خوب جوان اور توانا اور کڑیل جسم کا مالک تھا۔ نیا قیدی ان پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد دائیں جانب مڑا اور اس کوٹھڑی کے ایک کونے میں جا کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا' آنکھیں اس نے بند کر لی تھیں۔

پہلے سے زنداں کی کوٹھڑی میں موجود اس بوڑھے اور نوجوان نے کچھ دیر تک عجیب سے انداز میں نئے قیدی کی طرف دیکھا پھر بوڑھا نوجوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دبیں میرے بیٹے! کعبہ کا کرب جھوٹ نہ بلوائے' آنے والا یہ قیدی بھی ہماری طرح مواحد ہی ہے' بت پرست نہیں۔ اس کے آنے سے مجھے خوشی ہوئی ہے اس لئے کہ بابل کے اس زنداں ہی میں نہیں بابل شہر اور اس کے اطراف میں مواحد قسم کے لوگ اگر نایاب نہیں تو بہت مشکل سے ملتے ہیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ہم مواحدوں کی کوٹھڑی میں ایک اور مواحد کا اضافہ ہوا ہے۔"

وہ نوجوان جس کا نام بوڑھے نے دبیں کہہ کر پکارا تھا' مسکراتے ہوئے بوڑھے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عم فرسان! تمہارا کہنا درست ہے لیکن جس لہجے میں اس نوجوان نے "اللہ" کو پکارا ہے اس لہجے سے میں یہ اندازہ لگا سکا ہوں کہ یہ نوجوان مواحد ہونے کے ساتھ ساتھ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہماری طرح عرب بھی ہے۔ کہو عم کیا میرا اندازہ غلط ہے؟"

بوڑھا مسکرایا اور کہنے لگا۔

"دہیس بیٹے! نہیں' یقیناً تمہارا اندازہ درست ہے۔ آنے والا یہ نیا قیدی جہاں اپنی جسمانی حالت' اپنے چہرے سے مظلوم اور بے گناہ لگتا ہے وہاں یہ مواحد ہونے کے ساتھ ساتھ عرب بھی ہے۔ نہ جانے اس بے چارے کو کس جرم اور ناکردہ گناہ کی پاداش میں زنداں کی اس کوٹھڑی میں لایا گیا ہے؟"

بوڑھا جب خاموش ہوا تب دہیس پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عم فرسان! اس کی ذات سے متعلق میں نے ایک اور اندازہ بھی لگایا ہے۔ تم نے دیکھا کس قدر آسانی کے ساتھ فولادی مکے برساتے ہوئے اور چاروں مسلح جوانوں پر پاؤں کی ٹھوکریں برساتے ہوئے اس نے لمحوں کے اندر ان چاروں کو اپنے سامنے زیر و مغلوب کر کے رکھ دیا۔ اس سے میں یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہوں کہ یہ نوجوان انتہائی طاقتور' دلیر' جراَتمند اور بلا کا خوفناک شخص لگتا ہے۔ اب دیکھو زنداں میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟"

بوڑھا مسکرایا' پھر اپنے پہلو میں پڑی دف اٹھائی اور رازداری سے کہنے لگا۔

"دہیس میرے بیٹے! ابھی میں اس کی شخصیت کا اندازہ لگاتا ہوں کہ یہ کیسا ہے اور کس نوع کا مواحد ہے۔ اگر مواحد نہیں ہے تو پھر کیسے اس نے زنداں کے چاروں مسلح جوانوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے خداوند قدوس کا نام پکارا؟"

بوڑھا رکا' ایک بھرپور نگاہ کوٹھڑی کے کونے میں بیٹھے قیدی پر ڈالی پھر دف پر اس نے ہاتھ مارا۔ تھوڑی دیر تک وہ لَے درست کرتا رہا پھر اس نے خداوند قدوس کی حمد انتہائی دل موہ لینے والے عربی انداز میں گانا شروع کی تھی۔ جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:

تیرا وجود نہیں' خالق! وجود تُو ہے
جہاں کوئی نہ ہو' وہاں موجود تُو ہے
یہ ستارے' شمس و قمر' یہ ارض و سما
ہر اک جرم کا سزاوارِ سجود تُو ہے
سب ذی حیات عبد' تیرے ازل تا ابد
دونوں جہاں کا آقا و معبود تُو ہے

یوم الست و ہو کہ ظہور کائنات
ان کُن کی فاصلتوں میں' شہود تُو ہے
انساں ہی پہ موقوف نہیں توصیف تیری
ہر ذی شعور کی زباں کا سرود تُو ہے
ہر چیز کو فنا ہے' ہر شے عدم کی راہی
لا فنا خالق کمال و ودود تُو ہے

جب تک بوڑھا فرسان دف بجاتے ہوئے حمد گاتا رہا' نیا قیدی جو کونے میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا' اس نے دیوار کی ٹیک چھوڑ دی تھی۔ چونک جانے کے انداز میں وہ اس بوڑھے اور اس کے ساتھی' دہیس کی طرف دیکھے جا رہا تھا' اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک اور چہرے پر ایک عجیب سی شادابی تھی۔ بوڑھے نے جب حمد کہنی بند کر دی' دف بھی خاموش ہو گئی' تب نیا قیدی ایک عجیب اور انوکھے سے جذبے میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دونوں کے قریب آن کھڑا ہوا۔ پھر بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں برا نہ مانو تو' کیا میں تمہارے پاس بیٹھ سکتا ہوں؟"

بوڑھے فرسان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"نوجوان! بیٹھ جاؤ۔ تم اپنے چہرے سے مجھے ایک بے ضرر نوجوان لگتے ہو۔ ویسے تم یہ تو ثابت کر ہی چکے ہو کہ تم خداوند قدوس کی واحدانیت کے سلسلے میں ہمارے ہی بھائی بند ہو .... بتاؤ کون ہو' کیسے اس زنداں تک پہنچ گئے ہو؟"

بوڑھے فرسان کے اس سوال پر اس نوجوان نئے قیدی کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"صاحبو! میرا نام حارث بن حریم ہے۔ میرا تعلق اموری عربوں سے ہے۔ میرا قبیلہ خانہ بدوش ہے۔ ہم لوگ جنوب کی سرزمینوں سے شمال کی طرف جا رہے تھے کہ یہاں بابل کے بعد دوسرے بڑے شہر دریقین کے سامنے پڑاؤ کیا۔ ہمارا پڑاؤ شہر سے لگ بھگ تین چار میل کے فاصلے پر ہو گا۔ کچھ دن وہاں آرام اور چین سے گزر گئے۔ اردگرد چراگاہیں کافی تھیں جہاں ہم خانہ بدوش قبیلوں کے ریوڑ چر لیا کرتے تھے۔ پھر ایک دن میں اور میرے قبیلے کے کچھ نوجوان قبیلے کی ضروریات کا سامان خریدنے کے لئے دریقین شہر کی طرف گئے۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہماری بدقسمتی کہ ہماری غیر موجودگی میں کچھ مسلح جوان قبیلے پر حملہ آور ہوئے۔ قبیلے کے بہت سے لوگوں کو انہوں نے تہہ تیغ کر دیا۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ میں اپنے چچا چچی اور ان کی اولاد کے ساتھ رہتا تھا۔ میرے چچا نے ہی میری پرورش کی تھی۔ مگر ہائے حیف' حملہ آوروں نے میرے چچا اور اس کے سارے اہلِ خانہ کا کام تمام کر دیا۔

جب ہم درِیقین شہر سے لوٹ کر اپنے پڑاؤ میں آئے تو وہاں ماتم برپا تھا۔ ہمارے قبیلے کے بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ جب سے ہم نے وہاں پڑاؤ کیا تھا' کچھ جوان ہمارے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ سامان کا لین دین کرتے رہے۔ اس طرح انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ ہم مواحد ہیں' بُت پرست نہیں۔ ہمارے قبیلے میں چونکہ بابل کے سب سے بڑے بُت مردوک کے متعلق بھی بحث ہوا کرتی تھی اور ہمارے قبیلے کے لوگ مردوک کو گالیاں دیتے ہیں' جسے بابل کے لوگ اور حکمران طبقہ اپنا خداوند اعلیٰ خیال کرتا ہے۔

میرے خیال میں وہ نوجوان جو ہمارے قبیلے سے لین دین کرتے رہے تھے' وہ بابلی دیوتا مردوک ہی کے پیروکار تھے۔ انہیں جب لین دین کے دوران خبر ہوئی کہ ہم مردوک پر لعنت بھیجتے ہیں اور مواحد ہیں' تب انہوں نے ہمارے شہر جانے کے موقع کو غنیمت جانا اور ہمیں مواحد ہونے کی سزا دینے کے لئے وہ ہمارے قبیلے پر حملہ آور ہو گئے۔ بہت سے لوگوں کو انہوں نے تہہ تیغ کیا اور بھاگ گئے۔

جس جگہ ہم نے پڑاؤ کیا تھا اس کے قریب ہی ایک بستی بھی تھی۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ ان مسلح جوانوں کا تعلق درِیقین شہر سے تھا۔

یہ صورتِ حال جاننے کے بعد ہم خاموش رہے لیکن میرے اندر قبیلے کی اس مظلومیت کا انتقام لینے کے لئے آگ لگی ہوئی تھی۔ میں ایک روز درِیقین کے بت خانہ میں گیا' جہاں شہر کا مرکزی بت خانہ تھا۔ اس میں داخل ہوا وہاں بابل کے حکمران کلدانیوں کا سب سے بڑا دیوتا جس کا نام مردوک ہے' اس کا بت پڑا ہوا تھا۔ اس پر حملہ آور ہوا' میرے پاس کلہاڑا تھا' وہ مار مار کر میں نے مردوک کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ اتنی دیر تک مجھے بہت سے مسلح جوانوں نے گھیر لیا اور مجھے بے بس کر کے یہاں بابل میں لے آئے۔ میرے خیال میں میرے قبیلے والوں کو خبر نہیں ہوئی کہ مجھے درِیقین سے یہاں بابل لایا گیا ہے۔ بس مردوک کے بت کو توڑنے کے جرم میں مجھے زنداں میں ڈالا گیا اور یہ جو بتایا گیا ہے کہ کل مجھے بابل کے سب سے بڑے مندر اور بت خانے کے پجاریوں کی عدالت میں

پیش کیا جائے گا' پھر وہی میری قسمت کا فیصلہ کریں گے۔ تو صاحبو! یہ ہے میری زنداں تک پہنچنے کی داستان۔ اب تم کہو کون ہو' کیسے اس زنداں میں پہنچے؟"

نیا قیدی حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب بوڑھے فرسان نے اسے مخاطب کیا۔

"تمہیں کس نے بتایا کہ کل تمہیں بابل کے سب سے بڑے مندر کے پجاریوں کی عدالت میں پیش کیا جائے گا؟"

جواب میں حارث بن حریم نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر دبیں اور فرسان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"صاحبو! جب مجھے بابل کے موجودہ کلدانی حکمران مردک بلدان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی اور دو بیٹیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں' جن لوگوں نے مجھے اس کے سامنے پیش کیا انہوں نے مجھے ان کے نام بھی بتائے۔ مردک بلدان کی بیوی کا نام رویان' اس کی بڑی بیٹی کا نام طبیرہ اور چھوٹی کا نام قندل ہے۔ جس وقت مجھے مردک بلدان کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے بتایا گیا کہ میں نے درِیقین کے سب سے بڑے بت خانے میں' جو ان کے قومی دیوتا مردوک کا بت رکھا ہوا تھا' اسے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے تب خود مردک بلدان' اس کی بیوی رویان اور اس کی بڑی بیٹی طبیرہ نے تو کسی خاص ردعمل کا اظہار نہ کیا لیکن اس کی چھوٹی بیٹی قندل اس انکشاف پر آگ بگولہ سی ہو گئی تھی اور بلند آواز میں اس نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ "چونکہ میں ان کے قومی بت کو توڑنے کا مرتکب اور مجرم ہوں لہٰذا فوراً میری گردن کاٹ دینی چاہیے۔"

لیکن مردک بلدان نے مسکراتے ہوئے معاملے کو ٹال دیا اور مجھے یہ جتایا گیا کہ کل مجھے بابل کے سب سے بڑے مندر کے پجاریوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ان کے سامنے میرا جرم بھی رکھا جائے گا اور وہی میری سزا تجویز کریں گے۔

صاحبو! مردک بلدان کی بیٹی قندل میں جہاں میں نے سب سے بڑی برائی یہ دیکھی کہ وہ بتوں سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور اپنے بت مردوک کے لئے اس نے میری گردن کاٹ دینے کا بھی ارادہ ظاہر کیا' میں نے اس میں ایسا وصف بھی دیکھا ہے جو دنیا میں بہت کم عورتوں میں پایا جاتا ہے' اس لئے کہ وہ دراز قد' بہترین جسمانی کشش رکھنے والی اور ایسی خوبصورت لڑکی ہے جو میں نے اپنی زندگی میں کبھی دیکھی نہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے حارث بن حریم رکا پھر دوبارہ اداس سے لہجے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں کہہ رہا تھا۔

"صاحبو! اب پتہ نہیں بابل شہر کے پجاری کل میری قسمت کا کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ میں خود بھی اپنے قبیلے والوں کو اطلاع نہیں دینا چاہتا۔ اگر انہیں خبر ہو گئی کہ یہاں میرے لئے سزا تجویز کی گئی ہے تو وہ بغاوت کھڑی کر دیں گے۔ ویسے بھی میں نے ان سے کہا تھا کہ میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں دریقین کی طرف جا رہا ہوں اور وہاں سے سیدھا شمال کی طرف نکل جاؤں گا۔ وہ کوچ کر جائیں۔ میں نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ میں کلدانیوں کے سب سے بڑے اور قومی بت مردوک کو توڑنے جا رہا ہوں۔

جیسا کہ میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا تعلق اموریوں کے خانہ بدوش قبیلے سے ہے۔ ہم لوگ شمال میں اشوریوں کا رخ کر رہے تھے۔ گو اشوریوں کا مرکزی شہر ان دنوں نینوا ہے لیکن اشوریوں کا موجودہ حکمران سارگون ایک نیا شہر آباد کر رہا ہے اور شہر کی آبادی کے لئے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس شہر کا نام اس نے درشروکن رکھا ہے (اس شہر کے کھنڈرات و اثرات آج بھی موجودہ شہر خورس آباد کے قریب پائے جاتے ہیں)۔

میرے قبیلے والے دریقین سے اشوریوں کے نئے تعمیر ہونے والے شہر درشروکن کا رخ کر چکے ہوں گے جہاں وہ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالیں گے' اس شہر کو آباد کرنے میں کچھ وقت لگے گا اور مجھے امید ہے کہ میرے قبیلے والے وہاں ایک عرصہ تک روزی کماتے رہیں گے۔ اگر میری بھی جان یہاں سے چھوٹ گئی تو میں یہاں سے سیدھا اس نئے آباد ہونے والے شہر کا رخ کروں گا اور اپنے قبیلے والوں میں جا کر شامل ہو جاؤں گا۔"

حارث بن حریم تھوڑی دیر کے لئے رکا' پھر دوبارہ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے زنداں کے دونوں ساتھیو! میں نے اپنے متعلق تم دونوں کو تفصیل سے بتا دیا ہے۔ اب تم بتاؤ تم دونوں کیسے اس زنداں میں پہنچے' تم دونوں کے درمیان کیا رشتہ' کیا تعلق' کیا رابطہ ہے؟"

جواب میں بوڑھا فرسان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا' پھر بول اٹھا۔

"زنداں کے نو وارد ساتھی! پہلے تو میں تجھے تیرے نام سے پکاروں گا نہ ہی تجھے اجنبی کہوں گا' تجھے بیٹا کہہ کے پکاروں گا۔ اس طرح تیرے اور میرے درمیان ایک تعلق

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو

سا پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ایک تعلق تو ہم دونوں کے درمیان پہلے ہی ہے' وہ سب سے بڑا تعلق ہے۔ وہ یہ کہ تم بھی خدائے واحد کے ماننے والے ہو' میں بھی مواحد ہوں۔ اس سے بڑھ کر کوئی تعلق اور رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرا تعلق اور رشتہ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے' وہ یہ کہ تم بھی عرب ہو ہم بھی عرب ہیں۔ سوائے فرزند مہران! ہم دونوں چچا اور بھتیجا ہیں۔

ہمارا تعلق عربوں کے گروہ اکاریوں سے ہے۔ ہمارا آگا پیچھا کوئی نہیں۔ ہم بنجاروں کی طرح نگر نگر' شہر شہر گھومنے والے لوگ ہیں۔ میں ایک اچھا داستان گو' مغنی بھی ہوں۔"

اس نے دف کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگا۔

"میرے پاس جو دف رکھی ہے اس کی مدد سے بھی تم نے میرے متعلق کچھ نہ کچھ اندازہ لگا لیا ہو گا۔ ہم لوگ شہر شہر' نگر نگر گھومتے ہوئے داستان گوئی اور زمزمہ پردازی کرتے ہیں۔ اس سے اپنی روزی کماتے ہیں' گزر بسر کرتے ہیں۔ ویسے ایک بات کہوں' میرا بھتیجا جس کا نام وہبیں بن بشرود ہے' یہ عمدہ قسم کا تیغ زن اور بہترین جنگی مہارت و ممارست رکھتا ہے۔

مہران بیٹے! ہم دونوں ہر شہر' نگر نگر گھومتے ہوئے جنوب کی طرف گئے۔ اپنے مقدس شہر مکہ کا رخ کیا' وہاں ہم نے خداوند قدوس کے گھر کا طواف کیا۔ طواف کرنے کے بعد نگر نگر گھومتے ہوئے ہم نے بابل کا رخ کیا۔ ہم بابل شہر میں رکنا چاہتے تھے' بابل شہر کے جنوبی دروازے سے داخل ہوں تو سامنے سب سے پہلے بابلیوں کے قومی اور سب سے بڑے بت مردوک پر نظر پڑتی ہے۔ دروازے کے سامنے ایک اونچے چبوترے پر مردوک کا بت نصب ہے۔ جو بھی شہر میں داخل ہوتا ہے اس کے سامنے جھکتا ہے' ایک طرح سے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ ہم دونوں نے چونکہ ایسا نہیں کیا لہٰذا بت کے آس پاس جو محافظ تھے انہوں نے پکڑ کر ہمیں شہر کے ناظم کے سامنے پیش کیا اور ہمیں اس زنداں میں بند کر دیا گیا۔ آج اس زنداں میں ہمارا تیسرا دن ہے' زنداں کے کچھ محافظوں نے ہمیں بتایا کہ ہفتے میں صرف ایک بار پجاریوں کی عدالت لگتی ہے اور سارے فیصلے وہی کرتے ہیں۔ میرے خیال میں کل اگر پجاریوں کی عدالت لگتی ہے اور تمہیں ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ہمیں بھی ان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ویسے زنداں کے ایک محافظ نے ہمیں بتایا تھا کہ معافی مانگنے پر ہمیں معاف کر دیا جائے گا کیونکہ ہمارا گناہ معمولی ہے۔ محافظ نے یہ بھی بتایا تھا کہ جب ہم دونوں کو پجاریوں کے سامنے پیش کیا جائے تو ہم ان سے یہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کہیں کہ ہم اس شہر میں اجنبی ہیں، یہاں کے رسم و رواج کا ہمیں علم نہیں۔ لہٰذا ہمیں معاف کر دیا جائے تو ہمیں معافی مل جائے گی لیکن میرے عزیز! ہم تمہاری قسمت کا فیصلہ بھی سنیں گے اور جب تک تمہارا معاملہ ختم نہیں ہوتا ہم یہاں تمہارے پاس قیام کریں گے۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ اب ایک دینی اور دنیاوی رشتہ ہے۔"

فرسان خاموش ہو گیا۔ حارث بن حریم نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"صاحبو! اگر تم بُرا نہ مانو تو میں تھکا ہوا ہوں، رات کا باقی حصہ آرام کر لوں۔ صبح مجھے پجاریوں کے سامنے پیش کیا جانا ہے۔ نہ جانے وہ میرے لئے کیا سزا تجویز کریں؟"

اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فرسان بول پڑا۔

"تم آرام کرو بیٹے، میں بھی لیٹنے لگا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم اسی کونے میں جا کر لیٹ گیا جہاں سے وہ اٹھا تھا۔ فرسان اور دہیس بھی اپنے چٹائی نما معمولی بستروں پر لیٹ گئے تھے۔

☆------☆------☆

اگلے روز حارث، دہیس اور فرسان، تینوں کو بابل کے سب سے بڑے بت خانے میں لے جایا گیا۔ جس کمرے میں وہ داخل ہوئے۔ وہاں پہلے سے کچھ پجاری بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بت خانے کا سب سے بڑا کمرہ تھا جس میں بابل کے ان بتوں کو رکھا گیا تھا۔ جن کی بابل کے کلدانی لوگ پوجاپاٹ کرتے تھے۔

کمرے کے سامنے پجاریوں کا ایک گروہ بیٹھا ہوا تھا، جن کے درمیان بابل کے اس بت خانے کا بڑا پجاری بھی قدرے اونچی جگہ اپنی نشست سنبھالے ہوئے تھا۔ ان کے دائیں جانب جو بت رکھے ہوئے تھے ان کے درمیان سب سے بڑا بت اور بابلیوں کے دیوتاؤں کا دیوتا مردوک رکھا ہوا تھا۔ مردوک کے دائیں جانب ایا نام کا بت تھا۔ یہ جادو کا بت تھا اور کلدانیوں کے ہاں اسے دیوتاؤں کے دیوتا مردوک کا باپ تصور کیا جاتا تھا۔

اس کے ساتھ چاند کا دیوتا سن اور آندھیوں کا دیوتا ابی رکھے ہوئے تھے۔ بائیں جانب آگ کے تین دیوتا گرا، گبل اور نسکو رکھے ہوئے تھے۔ ان سے ذرا پیچھے چار اور بت تھے۔ یہ حقیقتاً قدیم سمیری اور اکادی قوم کے بت تھے لیکن کلدانیوں کے ہاں ان کو بھی عزت اور تکریم دی جاتی تھی۔ لہٰذا بابل کے بت خانے میں ان کے بھی بت رکھے ہوئے تھے۔ ان چاروں میں سے ایک انو کا بت تھا جسے آسمان کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ دوسرا

ان لیل کا بت جو زمین کا دیوتا کہلاتا تھا۔ تیسرا رنگی دیوتا تھا، جسے پانی کا دیوتا تصور کیا جاتا تھا اور چوتھا بت انا دیوی کا تھا جو محبت اور جنگ کی دیوی سمجھی جاتی تھی۔ ان سارے بتوں سے آگے ایک انتہائی خوبصورت بت تھا، یہ کلدانیوں کی دیوی عشتار کا بت تھا۔ عربوں کے ہاں یہ دیوی مشترک طور پر پوجا کی جاتی تھی۔ عشتار کی پوجاپاٹ سمیریوں، اکادیوں، بابلیوں، اشوریوں، مسدیوں، کلدانیوں، حریوں، حوریوں اور آرامیوں میں مشترک طور پر کی جاتی تھی۔ کلدانیوں کی جو دیوی انا تھی یہ حقیقت میں عشتار دیوی ہی کا پرتو تھی۔

ان سارے بتوں کا ایک بار جائزہ لینے کے بعد حارث کی نگاہیں اپنے سامنے بیٹھے پجاریوں پر جم گئی تھیں۔ اس کے دائیں جانب فرسان اور دہیس بن بشرود کھڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں بڑے پجاری کی آواز بت کدے کے اس کمرے میں گونجی، وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں بابل کا بڑا پجاری زولاب ہوں، تم تینوں مجرموں کو میرے سامنے فیصلے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ تم میں سے فرسان اور دہیس بن بشرود کون ہیں؟"

اس پر فرسان بولا اور کہنے لگا۔ "میں فرسان ہوں اور میرے ساتھ یہ دہیس بن بشرود ہے، ہم دونوں چچا بھتیجا ہیں۔"

بڑے پجاری زولاب نے خفگی بھری نگاہ ان پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"تم لوگ بابل میں داخل ہوئے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم بابل کے جنوبی دروازے سے داخل ہوئے۔ دروازے کے سامنے جو ہمارے دیوتاؤں کے دیوتا مردوک کا بت رکھا ہوا تھا، تم دونوں نے اسے تعظیم کیوں نہ دی؟"

اس پر انتہائی انکساری اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرسان کہنے لگا۔

"محترم زولاب ہم اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم اس شہر میں نووارد تھے۔ اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ شہر میں داخل ہونے والے ہر شخص کو مردوک دیوتا کو تعظیم دینا ہوتی ہے تو ایسا کرنے میں ہم ہرگز روگردانی اور کوتاہی نہ کرتے۔ اجنبی اور نووارد ہونے کی وجہ سے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری پہلی غلطی کو نظرانداز کرتے ہوئے ہمیں معاف کر دیں گے۔"

فرسان کی اس گفتگو سے بڑے پجاری زولاب کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم دونوں چونکہ کہہ چکے ہو کہ اس شہر میں اجنبی ہو، یہاں کے رسم و رواج اور

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

رشتوں سے واقف نہیں ہو لہٰذا اجنبی ہونے کے ناطے تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ اس شہر میں داخل ہونے کے بعد آئندہ اگر تم نے ایسی ہی غلطی دہرائی تو تمہیں وہ سزا ملے گی جس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

بڑا پجاری زولاب جب خاموش ہوا تو فرسان کہنے لگا۔

"محترم زولاب اگر آپ برا نہ مانیں تو یہ جو ملزم آپ کے سامنے کھڑا ہے' اس کے فیصلے کی بھی کارروائی یہاں رک کر دیکھ سکتے ہیں؟"

بڑے پجاری زولاب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں جب گردن ہلا دی تو فرسان اور دبیس دونوں شہ نشین کے سامنے جو بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے' ان کے اندر خالی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے۔

ان کے بیٹھ جانے کے بعد بڑا پجاری زولاب تھوڑی دیر تک بڑے غور سے حارث بن حریم کا جائزہ لیتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"تم پر الزام ہے کہ تم نے ہمارے شہر دریقین میں ہمارے دیوتا مردوک کا بت توڑا۔ کیا یہ صحیح ہے اور کیا جو الزام تم پر لگایا گیا ہے اسے تم تسلیم کرتے ہو؟"

اس موقع پر حارث بن حریم کی چھاتی تن گئی تھی۔ بڑے پجاری زولاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"زولاب! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ مردوک کے بت کو میں نے توڑ کر پاش پاش کیا تھا۔ مجھے اس پر فخر ہے کہ میں بت شکن ہوں' بت پرست نہیں۔"

زولاب نے حارث بن حریم کی اس گفتگو کو ناپسند کیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے غصے کو ضبط کرتا رہا پھر دوبارہ اس نے پوچھا۔

"اگر تم بت پرست نہیں ہو تو تمہارا کیا عقیدہ ہے' کسے مانتے ہو؟"

حارث نے پھر پہلے جیسے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"میں یقیناً تم لوگوں جیسا بت پرست نہیں' میں ان سارے بتوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں اس خدائے واحد کا غلام ہوں' اس کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں۔ اس کو ہی مدد کے لئے پکارتا ہوں جو زمین اور آسمان کا مالک اور خالق ہے اور ہر شئے اس کی ملکیت اور وراثت ہے۔"

زولاب کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"ہمارا خدا تو یہ مردوک ہے۔ ہم اسے دیکھ سکتے ہیں' یہ ہمیں دکھتا ہے لیکن تم کیسے

عجیب انسان ہو کہ ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھتے ہو جسے نہ تم نے دیکھا ہے' نہ وہ تمہیں جانتا ہے۔ تمہارے ان دیکھے خدا کو کون تسلیم کرے گا؟"

حارث بن حریم کے چہرے پر بھی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"بڑے پجاری یہ تیری سمجھ و فہم' تیری عقل و دانش کا دھوکہ اور فریب ہے۔ کائنات کے جس مالک پر میں ایمان رکھتا ہوں اس کی ذات ہر شئے میں عیاں اور ظاہر ہے۔ اس بت کو تم تو دیکھ سکتے ہو یہ تمہیں نہیں دیکھ سکتا۔ یہ ایسا بدبخت ہے کہ اپنے جسم پر بیٹھنے والی مکھی کو بھی نہیں اڑا سکتا۔ اس قدر لعنت زدہ ہے کہ کتے بلیاں اگر اس پر بول براز کرتے رہیں تو انہیں روک نہیں سکتا۔

بڑے پجاری سن! میرا مالک میرا خدا ان دیکھا نہیں ہے۔ انسان کی بصیرت ہو' اس کی عقل و دانش صحیح کام کرتی ہو تو اسے کائنات کی ہر شئے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اس بت کدے کے بڑے پجاری سن! بتا جھینگر رات کو کیوں جاگتے ہیں اور کس کی ملہار گاتے ہیں؟ چڑیاں صبح کا اعلان کس کے حکم پر کرتی ہیں اور کس کے سرود گاتی ہیں؟ یہ ڈال ڈال پھرتی تتلیاں' یہ پاگل ہلکان ہوتے بھنورے کس مالک کے کہنے پر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں؟ پروانے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کس کے کہنے پر طلب کے لمحوں کی تلاش میں آگ میں کود پڑتے ہیں؟

میرا خدا وہ ہے جو ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ کو جل تھل کرتا ہے' جو پھولوں کو رنگ و خوشبو عطا کرتا ہے' جو انسان کو نیند میں ڈبوتا ہے' جو دریاؤں کی نمی سے ناآشنا زمینوں کو ان کی زرخیزی عطا کرتا ہے۔

میرا خدا وہ ہے جو آسمان پر چاند ستاروں کی براتوں کو رواں دواں کرتا ہے جو فلک کی فراخی سے چمکتی دھوپ کو اتارتا ہے۔ وہی خدا جس نے شام و سحر کو پیدا کیا' وہی خدا جو پیغمبروں کو ان کا عرفان عطا کرتا ہے۔ میرا خدا بکھرے آسمان پر جھاگ کی طرح اڑتے ابر کو ان کی منزلوں کی طرف لے جاتا ہے۔ وہی موسموں کے اندر انقلاب برپا کرتا ہے۔ ستاروں' صحراؤں' سبزہ و کہکشاؤں' ابر سے نکلتے طوفانوں' چنگھاڑتے سدا بے چین بگولوں کی وہی تخلیق کرتا ہے۔ میرا ہی خدا زندگی کو فنا سے بغلگیر کرتا ہے اور بود سے ہست کو نمودار کرتا ہے۔ وہی خالق حرفِ اول ہے وہی صورتوں کا نقش گر' وہی کاشف اسرار و رموز ہے۔

زولاب! میرا خدا ہر جگہ دکھائی دیتا ہے مگر دیکھنے والے کے پاس دیکھنے والی نگاہ ہونی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

چاہئے۔ بتا جو باتیں میں نے کہی ہیں ان میں کوئی جھوٹ یا کذب ہے؟ جس مالک کے متعلق میں نے یہ باتیں کہی ہیں وہی میرا قادر و قیوم ہے۔ اس کی وحدت کے چراغ میں روشن کرتا ہوں۔ اس کی اطاعت میں اور اس کی عبادت میں میں نے کبھی لاف و گزاف نہیں کیا۔ وہ میرا مہربان آقا اور راہنما ہے۔ میرے خیال میں جو الفاظ میں نے ادا کئے ہیں ان سے ایک عقل و فہم و فراست رکھنے والا بخوبی جان سکتا ہے کہ میرا خدا ہی اس کائنات کا مالک حقیقی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ اس کے علاوہ نہ کسی کے سامنے اطاعت و بندگی کے لئے سر کو خم کرنا چاہئے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو شرک ہے اور شرک کی سزا ہر صورت مل کر رہے گی۔

زدلاب! میں تسلیم کر چکا ہوں کہ میں نے تمہارے بت مردوک کو توڑا' اب تیرا جی جو چاہے میرے لئے سزا تجویز کرے۔"

بڑا پجاری زدلاب تھوڑی دیر تک اپنے دائیں بائیں بیٹھے دوسرے پجاریوں سے صلاح مشورہ کرتا رہا پھر اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم نے ناحق مردوک کو توڑا۔"

حارث بن حریم نے فوراً اس کی بات کاٹ دی کہنے لگا۔

"میں نے اسے ناحق نہیں توڑا۔ تم نے کبھی یہ نہیں سوچا' تمہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ کچھ لوگ ہمارے قبیلے پر حملہ آور ہوئے' ہم خانہ بدوش ہیں۔ میرے قبیلے کے کچھ لوگوں کو انہوں نے قتل کیا اور پھر بھاگ گئے۔ جس بستی کے قریب یہ واقعہ ہوا ہمیں کچھ لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں کا تعلق اسی بستی سے تھا۔ بستی کے لوگوں نے ہمیں ان کے نام نہیں بتائے۔ شاید وہ ان سے ڈرتے تھے' خوفزدہ تھے۔ چونکہ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگوں کو جان سے مارا گیا تھا۔ ان میں میرا چچا اور ان کے اہل خانہ بھی تھے لہٰذا میرے قبیلے کے دوسرے لوگوں نے تو صبر کیا لیکن میں صبر کا دامن نہ تھام سکا' میں اس بستی میں داخل ہوا' تمہارے مردوک کو توڑا جس کی پاداش میں لوگوں نے مجھے پکڑ کر یہاں بابل کے زنداں میں بند کر دیا اور آج تمہارے سامنے پیش کر دیا ہے۔ بڑے پجاری! تم نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ان لوگوں نے کیوں اتنی جانوں کو قتل کیا۔ تمہیں ایک مردوک کے ٹوٹنے اور پاش پاش ہونے کا تو بڑا صدمہ اور دکھ ہوا ہے لیکن جو انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کا تمہیں کوئی دکھ اور صدمہ نہیں ہے۔ تم کیسے منصف' کیسے انصاف کرنے والے ہو کہ خداوند قدوس کی بہترین تخلیق یعنی انسانوں پر تم پتھر کے ان حقیر بتوں کو ترجیح دیتے ہو۔"

حارث بن حریم کی اس گفتگو سے زدلاب برافروختہ اور سیخ پا ہو گیا تھا۔

"میں تمہاری زیادہ گفتگو سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تم نے چونکہ تسلیم کر لیا ہے کہ مردوک کا بت تو نے توڑا ہے لہٰذا تجھے ہم بابل کے پجاری وہی سزا دیں گے جو بتوں سے بغاوت کرنے والوں کو دی جاتی ہے۔ کل صبح کا سورج طلوع ہونے کے بعد تمہیں درندے کے سامنے پھینک دیا جائے گا۔ وہ جو چاہے تمہارے ساتھ سلوک کرے مگر ایک بات تم پر واضح کر دی جاتی ہے' اگر تم اس درندے کے ہاتھوں مارے گئے تو اپنی سزا کو پہنچ جاؤ گے۔ اگر تم اس درندے پر قابو پا گئے تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا' چھوڑ دیا جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بڑا پجاری رکا اور جو مسلح جوان حارث بن حریم کو لے کر آئے تھے' انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اس نوجوان کو زنداں کی طرف لے جاؤ اور کل اس کی سزا کا اہتمام کرو۔" اس کے ساتھ ہی مسلح جوان حرکت میں آئے اور حارث بن حریم کو باہر لے جانے لگے تھے۔ سارے پجاری بھی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ جو لوگ فیصلہ سننے کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے وہ بھی باہر نکلنے لگے تھے۔

حارث بن حریم جب اس کمرے سے باہر نکلا تو پیچھے سے تیز تیز چلتے ہوئے فرسان اور دبیس آئے۔ پھر دبیس حارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے مہربان عزیز! فکر مند نہ ہونا' مجھے امید ہے کہ وہ خداوند جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں' وہ تیری گلوخلاصی ضرور کروائے گا۔ ہم یہیں ہیں۔ آج کی رات ہم کسی سرائے میں بسر کریں گے اور کل پھر تم سے ملاقات کریں۔"

حارث بن حریم نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا' پھر وہ ان مسلح جوانوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

☆======☆======☆

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد بابل شہر کا وہ میدان جہاں سزا یافتہ مجرموں پر درندے چھوڑے جاتے تھے' بابل کے لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ بیضوی شکل کا وہ ایک بہت بڑا میدان تھا جس کے چاروں طرف لوگوں کے بیٹھنے کے لئے سیڑھیاں بنائی گئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے آگے مضبوط لکڑیوں کے اونچے جنگلے لگا دیئے گئے تھے تاکہ جو درندے میدان میں اتارے جائیں وہ میدان میں بیٹھے تماشائیوں پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔ ایک طرف کسی قدر اونچی نشستیں بنی ہوئی تھیں جن کے اوپر رنگدار

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کپڑوں کا چھتر تان دیا گیا تھا۔ اس چھتر کے نیچے بابل کا بادشاہ مردک بلدان' اس کی بیوی رویان' دونوں بیٹیاں قندل اور طبیرہ کے علاوہ بابل کی سلطنت کے بڑے بڑے سالار اور مردک بلدان کے عزیز و اقارب بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے میں اس میدان کے ایک دروازے سے حارث بن حریم کو اندر لایا گیا۔

مسلح جوانوں نے حارث بن حریم کو اس میدان میں لانے کے بعد اس شہ نشین کے سامنے لا کھڑا کیا جس پر کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان اپنے اہلِ خانہ' عزیز و اقارب اور اپنے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

مردک بلدان نے تھوڑی دیر تک حارث بن حریم کا بغور جائزہ لیا' پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق تم نے ایک قبیح جرم کیا ہے۔ تم نے کلدانیوں کے دیوتاؤں کے دیوتا کا بت توڑ کر ایسا گناہ کیا ہے جس کی جس قدر سخت سزا دی جائے اتنی ہی کم ہے۔ تمہارے لئے غنیمت ہے کہ تم پر درندہ چھوڑنے سے قبل تمہیں تمہاری تلوار اور ڈھال دے دی گئی ہے تاکہ اگر تم میں دفاع کرنے کی ہمت ہو تو کر سکو۔"

مردک بلدان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بے پناہ غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بیٹی قندل بول پڑی۔

"اے میرے باپ! اس شخص کا جرم ایسا ہے جو ہر صورت میں ناقابلِ معافی ہے۔ اس نے ہمارے دیوتاؤں کے دیوتا کا بت توڑا۔ اسے کسی بھی صورت اپنی تلوار اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ اس کی تلوار اس سے لے لینی چاہئے۔ اس کو سزا دی جا رہی ہے' اس کو درندے کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں میدان میں اتارا گیا۔ ایسے گناہگار کی تو دیکھتے ہی گردن کاٹ دینی چاہئے۔"

حارث بن حریم جان چکا تھا کہ وہ لوگ اس کی جان کے درپے ہیں لہٰذا بڑی بے باکی سے اس نے میدان میں داخل ہونے کے بعد پہلی بار بڑے غور سے قندل کی طرف دیکھا۔

قندل کی شخصیت بہاروں کی ہلکی دھوپ اور محبت کی شبنم میں نہائے تازہ سرخ پھولوں' رگ رگ میں تلاطم برپا کر کے جسم میں تحلیل ہوتے شفق رنگوں کے تند ریلوں سے بھی بڑھ کر تھی۔ وہ نغموں کے سحر سے بڑھ کر مسحور عنبرین سحر کے مستانہ نور' نشاط و

مستی میں بھرے خواب زاروں اور شنگرفی لبوں جیسی خوبصورت تھی۔ ہونٹوں کی خوشبو اور وجدان کے نیلموں سے بجے نغموں کے گھر جیسی حسین اور شام کی گل رنگ شفق میں نور کی ردا اوڑھے شب کی حسین دیویوں جیسی پُر جمال تھی۔

اس کی جوانی چشم نیم وا کی مست لرزشوں اور سرخ ساغروں کے گرم زمزموں سے لبریز تھی۔ سمندر کی تشنگی سمیٹے اس کا بدن اور اس کا شباب ایسا تھا جیسے برستے لپکتے شعلوں میں تپ کر زندگی کا دلکش روپ شبنمی قبائے گل کی صورت اختیار کر گیا ہو۔

اس کا مرمریں جسم' بھرے گال' فراخ سینہ' گداز کونپل سے دست و پا اسے آئینہ مشیت کشت زارِ رحمت' ایک برق خوش اندام اور ایک آتش گل خام بنائے ہوئے تھے۔ مجموعی طور پر وہ لڑکی الفاظ کا طلسم' نغموں کی جل ترنگ' سرگم کا کوئی روپ لگ رہی تھی۔ غرض اس کے حسن' اس کی خوبصورتی' اس کے جمال' اس کی شادابی' اس کی جوانی' اس کے شباب سے ایسا لگتا تھا جیسے دنیا بھر کے رنگ و رنگ آہنگ و ڈھنگ اکٹھے کر کے حسن کی قوس و قزح میں بڑی خوبصورتی اور سلیقے کے ساتھ بھر دیئے گئے ہوں۔

حارث بن حریم نے جب اس انداز میں قندل کی طرف دیکھا تو قندل نے جھڑک دینے والے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"اس طرح میری طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے تمہاری سزا تو معاف نہیں ہو جائے گی۔ میں تمہیں اسی میدان میں انتہائی بے بسی بے کسی میں تڑپتے ہوئے مرتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ تُو نے ہمارے سب سے بڑے دیوتا کا بت پاش پاش کیا ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی ہمارے ہاں کوئی معافی نہیں ہے۔"

قندل تھوڑی دیر خاموش رہی پھر جب اس نے دیکھا کہ اس سے اس کی تلوار نہیں لی جا رہی تب کڑک کر بولی۔

"اس سے اس کی تلوار لے لی جائے۔ میں نے کہا ہے یہ مقابلے کے میدان میں نہیں اتر رہا بلکہ اپنے گناہوں کی پاداش اور اپنے جرائم کی سزا بھگتنے کے لئے اس میدان میں لایا گیا ہے۔"

اس موقع پر مسکراتے ہوئے بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے اپنے قریب ہی بیٹھے ہوئے بل کے بڑے پجاری زولاب کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ اس پر زولاب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر مسلح جوانوں کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اس جوان سے اس کی تلوار لے لو۔ تاہم اس کی ڈھال اس کے پاس رہنے دو۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

تم میدان سے نکل جاؤ تاکہ درندے کو اس پر چھوڑا جائے۔"

مسلح جوانوں نے حارث بن حریم سے اس کی تلوار لے لی تاہم ڈھال اس کے پاس ہی رہنے دی۔ اس کے ساتھ ہی جب وہ میدان سے نکل رہے تھے' تب حارث بن حریم نے آسمان کی طرف دیکھا پھر بڑی انکساری' انتہائی عاجزی میں وہ اپنے خداوند قدوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اے اللہ تُو واحد و لاشریک و بے ہمتا ہے' تیری واحدانیت کا پیروکار ہونے کی ہی وجہ سے یہ لوگ میرے دل کا آئینہ کرچی کرچی' میری روح کا پیمانہ پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان ظالموں کے سامنے میں نے وحدت پرستی کا اعلان کیا ہے' شرک پرستی کے سامنے سر کو خم نہیں کیا۔

میرے اللہ! تُو ہی آسمان کی نیلاہٹوں میں جگمگاتی روشنیوں کو استوار کرتا ہے۔ تو ہی زمین کی سختی کے اندر سے بیج کے نازک شگوفوں کو نوکِ خنجر کی طرح نکالتا ہے۔ تُو چاہے تو لمحوں کی جاری زہریلی رود کو پیالوں کے سرور' داشتاؤں کی بے ہودہ پرہیزگاری کو دانش اور داس اور زیست کی دائمی تلخیوں کو نئی منزلوں نئی راہ گزر میں تبدیل کر کے رکھ دے۔

میرے مالک! خواہشوں کے یہ سوداگر گناہوں کے یہ راستے استوار کرنے والے تکذیب کا سرِ مکتوم اور تاریب کا روگ بن کر جگمگاتی سچائیوں کو اس کی اڑان زنوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے اللہ ان ظالموں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ میرے اللہ آج کے امتحان میں مجھے کامیاب رکھنا۔ میرے اللہ اس مقابلے سے مجھے زندہ اور سرخرو بنا کر نکالنا کہ اس میں تیری واحدانیت کی رفعتیں پنہاں ہیں۔"

آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے حارث بن حریم شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ چونک پڑا۔ اس لئے کہ اس موقع پر کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کی بیٹی قندل نے طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

"ابھی تو تم پر شیر کو چھوڑا ہی نہیں گیا' تم تو ابھی سے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کپکپانے لگے ہو۔ ابھی تو تم نے موت کو اپنے سامنے سرگرداں دیکھنا ہے۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی؟"

حارث بن حریم نے قندل کی طرف دیکھا۔ پھر وہ بھی طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خانم! میں جس کا عبد ہوں وہ بڑا رحمان ہے۔ میں تم لوگوں سے اور تمہارے اس

خونی کھیل سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میرا بھروسہ' میرا ایمان اپنے اس اللہ پر ہے جو جب چاہے تعبیروں کے درد کو اجالوں کی کرنوں' برستی آتش کی تپش کو برف کے پانی کی بوندوں میں تبدیل کر دے۔

خانم! ذرا اس درندے کو باہر تو نکلنے دو۔ میں نے اپنے رب کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر لیا ہے۔ اس درندے پر اگر میں صورت گری کے ہنر' دکھ کے کوہسار اور موت کے مچلتے دھاروں کی طرح وارد نہ ہو گیا تو میرا نام تبدیل کر دینا۔ خانم! دو کاموں میں سے ایک کام ہو کے رہنا ہے۔ یا تو میں موت کے بگولوں کی طرح اس شیر پر وارد ہو کر اسے مٹی میں ملا کر رکھ دوں گا یا وہ مجھ پر حاوی ہو کر میری عمر کا جام بقا توڑتے ہوئے میرے اعصاب کو شل کر کے مجھے خون میں نہلا دے گا۔ بہرحال دو کاموں میں سے ایک ہونا ہے اور وہ ہو کے رہے گا۔ جو کھیل تم رچانے والی ہو میں اس سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔"

حارث بن حریم کو کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ دائیں جانب جو موٹی موٹی اور مضبوط لکڑیوں کے پنجرے بنے ہوئے تھے اس کا دروازہ کھلا اور ایک شیر دھاڑتا ہوا میدان میں اترا اور حارث بن حریم کی طرف بڑھا تھا۔

حارث بن حریم بھی چوکس ہو گیا تھا۔ اپنی ڈھال کو اس نے اپنے سامنے کر لیا تھا۔ جلدی جلدی اس نے اپنے بازو پر بندھے ہوئے جوشن درست کئے۔ دائیں ہاتھ کی مٹھی اس نے سختی سے بند کر لی۔ شاید اس سے وہ شیر پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔

قریب آ کر جونہی حارث بن حریم پر حملہ آور ہونے کے لئے شیر نے جست لگائی عین اسی لمحہ حارث بن حریم نے بائیں ہاتھ سے اپنی ڈھال لہرائی اور شیر جب اس کے قریب آیا تو پوری طاقت اور پورے زور کے ساتھ اس نے خداوند قدوس کی کبریائی کا نعرہ مارا ساتھ ہی انتہائی قوت کے ساتھ اس نے ڈھال شیر کے منہ پر دے ماری تھی۔

شیر حارث بن حریم کی بجائے زمین پر گرا تھا۔ اس لئے کہ حارث بن حریم کی ڈھال کی ضرب کافی زوردار تھی۔ جونہی شیر زمین پر گرا حارث اس کی طرف بڑھا وہ جانتا تھا کہ اگر شیر پر ضرب لگانے میں اس نے تھوڑی سی بھی تاخیر کی تو وہ اسے چیر پھاڑ کے رکھ دے گا۔ لہٰذا شیر جونہی زمین پر گرا وہ برق کے کوندے کی طرح آگے بڑھا اور اپنی ڈھال اور اپنے دائیں ہاتھ کی آہنی ضربوں سے اس نے شیر کا سر ہلا کے رکھ دیا تھا۔

شیر اٹھا' سر کو اس نے جھنجھوڑا' حارث بن حریم پھر آگے بڑھا' شیر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے جست لگانا ہی چاہتا تھا کہ حارث نے پھر زوردار انداز میں دو بار اس کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

منہ پر اپنی ڈھال کی ضربیں لگا دی تھیں۔ باہر بیٹھے ہوئے لوگ عجیب سے انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ تو یہ اندازہ لگائے ہوئے تھے کہ اپنی پہلی جست میں شیر اسے چیر پھاڑ کے رکھ دے گا لیکن یہاں معاملہ الٹ دکھائی دے رہا تھا۔ خوفناک وار کرتے ہوئے حارث بن حریم نے شیر کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔ بابل کا بادشاہ مردک بلدان اور بڑا پجاری حیرت سے حارث بن حریم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب کہ قندل کافی حد تک پریشان تھی کہ شیر اس پر قابو نہیں پا رہا۔

سر پر آہنی اور بھاری ضربیں پڑنے سے شیر پھر بوکھلایا تھا۔ اس کی بوکھلاہٹ سے حارث بن حریم نے پورا فائدہ اٹھایا پھر اس پر دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا۔ بائیں ہاتھ کے بجائے اس نے اپنی ڈھال اب اپنے دائیں ہاتھ میں لے لی تھی۔ شیر کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر تک شیر نے ایک جست اس پر لگائی۔ حارث بن حریم نے فوراً اپنا بایاں بازو شیر کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کے بازو پر چونکہ لوہے کا جوشن چڑھا ہوا تھا' لہٰذا شیر اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ جونہی اس نے بازو شیر کے منہ میں ڈالا اس کے ساتھ ہی دائیں ہاتھ سے اس نے لگاتار برستی بارش کی طرح اپنی ڈھال برسانی شروع کر دی تھی۔

بھاری ڈھال کی ان ضربوں سے شیر کا سر پلپلے تربوز کی طرح ہو کر رہ گیا تھا۔ حارث کے بازو پر اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ پھر اپنی ڈھال سے شیر کو اس نے ایک زوردار دھکا دیا۔ شیر زمین پر گرا۔ حارث آگے بڑھا' شیر کے اگلے دونوں بازوؤں کے سامنے اس نے اپنی ڈھال رکھ دی اور اپنا پاؤں شیر کی گردن پر اس طرح رکھا کہ شیر کا سانس اس نے بند کر دیا تھوڑی دیر تک تڑپ تڑپ کر شیر موت سے ہمکنار ہو گیا تھا۔

شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد حارث بن حریم نے سکھ کا ایک لمبا سانس لیا۔ اپنی ڈھال اس نے ایک طرف رکھ دی۔ شیر کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اس نے طاقت اور قوت کے ساتھ ایک طرف پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے خداوند قدوس کی تکبیر بلند کی گویا ایسا کر کے اس نے اپنی فتح' اپنی کامیابی کا نعرہ بلند کیا تھا۔

عین اسی لمحہ حارث بن حریم کے کانوں میں قندل کی چیختی ہوئی آواز پڑی' وہ بڑے پجاری کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"مادہ شیر کو بھی اس پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ابھی اس کی سزا کی تکمیل نہیں ہوئی۔"

قندل کے ان الفاظ نے حارث بن حریم کے جسم میں آگ بھر دی تھی۔ ایک دم وہ جھکا زمین پر پڑی ہوئی اپنی ڈھال اس نے سنبھالی' بھاگتا ہوا دائیں جانب گیا۔ لکڑی کا پنجرہ

اس نے کھولا۔ اندر مادہ شیر اسے دیکھتے ہی غرائی تھی۔ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد حارث بن حریم کے ولولے جوان تھے۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنا بایاں ہاتھ فوراً مادہ شیر کے منہ میں ڈال دیا اور دائیں ہاتھ سے اس نے دھنا دھن اس پر ڈھالیں برسانا شروع کر دی تھیں۔

تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد شیر ہی کی طرح مادہ شیر کو بھی بے سدھ کر کے حارث بن حریم نے دم کشی کے ذریعے اس پر بھی موت وارد کر دی تھی۔ پھر اس نے پنجرے کا دروازہ کھلا ہی رہنے دیا۔ میدان میں آیا' اس شہ نشین کے سامنے آن کھڑا ہوا جس پر مردک بلدان بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے بابل کے عظیم بادشاہ! اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ جو سزا آپ کے بڑے پجاری نے میرے لئے تجویز کی تھی وہ تو میں بھگت چکا ہوں۔ اب کیا مجھے یہاں سے جانے کی اجازت ہے۔ اگر ہے تو میری تلوار مجھے لوٹا دی جائے۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ کے جواب میں مردک بلدان نے کچھ مسلح جوانوں کو اشارہ کیا' وہ میدان میں داخل ہوئے اور بڑے باعزت طریقے سے انہوں نے چمڑے کی وہ پیٹی جس میں حارث کی تلوار اور خنجر تھے' وہ اس کے حوالے کی۔ پیٹی حارث بن حریم نے اپنی کمر پر باندھی' دوبارہ اس نے مردک بلدان کو مخاطب کیا۔

"آپ نے میری استدعا کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب میرے متعلق آپ کا کیا فیصلہ ہے؟"

مردک بلدان سنجیدہ ہو گیا۔ کچھ سوچا پھر بھاری بھرکم آواز میں کہنے لگا۔

"تم یقیناً اپنی سزا بھگت چکے ہو۔ اب تمہیں مزید کسی کرب' کسی امتحان میں نہیں ڈالا جائے گا۔ تم آزاد ہو لیکن میں تمہیں ایک پیشکش کرتا ہوں۔"

حارث بن حریم کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ "کیسی پیشکش؟"

اس موقع پر قندل بھی بڑے غور سے اپنے باپ مردک بلدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مردک بلدان نے پھر حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"تم ایک بہادر' طاقتور' دلیر' بے باک نوجوان ہو۔ ایسے نوجوان کو ضائع کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ میں تمہیں اپنے لشکریوں میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ تمہاری حیثیت عام لشکری کی سی نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک اچھے سالار کی سی ہوگی۔ میں تمہاری طاقت' قوت' جرأتمندی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے جس طرح تم بہادر اور

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

طاقتور ہو اسی طرح تم عمدہ تیغ زن بھی ہو گے۔ کہو میری اس پیشکش کا تم کیا جواب دیتے ہو؟"

حارث بن حریم کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"بابل کے عظیم بادشاہ! میں اس پیشکش کو قبول نہیں کرتا۔ میرا تعلق ایک خانہ بدوش گروہ سے ہے۔ میں اپنے قبیلے میں واپس جانا پسند کروں گا۔ اے بادشاہ! آپ کے شہر میں میری حیثیت ایک مجرم کی سی ہے۔ اس میدان میں آپ کے شہر کے بے شمار لوگ جمع ہیں۔ ایک مجرم اور گناہگار کی حیثیت سے مجھے اس میدان میں رکھا گیا اور مجھ پر درندے چھوڑے گئے۔ اب میں آپ کے لشکر میں اگر شامل ہو بھی جاتا ہوں تو یہ جو مجھے سزا دی گئی ہے اس کا داغ سدا میرے ماتھے پر چمکتا رہے گا اور لشکری ایک گناہگار اور مجرم کی حیثیت سے میری ویسی عزت نہیں کریں گے جیسی کسی سالار کی کی جانی چاہئے۔ لہٰذا میں آپ کے لشکر میں شامل نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی میں آپ کی پیشکش کو قبول کر سکتا ہوں۔"

مردک بلدان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"خانہ بدوش قبیلے میں تمہیں کیا ملے گا اگر تم ایک سالار کی حیثیت سے میرے لشکر میں شامل ہونے کی ہامی بھر لو تو تمہیں رہنے کے لئے ایک عمدہ حویلی دی جائے گی۔ دنیا کی ہر آسائش تمہیں میسر ہو گی۔ تم نہ مجرم رہے ہو اب نہ گناہ گار۔ جو سزا تمہیں دی گئی وہ تم بھگت چکے ہو۔ سالار کی حیثیت سے جس نے تمہاری عزت نہ کی' تمہارے وقار کو کم کرنے کی کوشش کی اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہ ہو گا۔"

حارث بن حریم نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"آپ مجھے کہہ چکے ہیں کہ اب میں آزاد ہوں' لہٰذا میں اپنی ذات سے متعلق فیصلہ کرنے میں بھی آزاد ہوں۔ مجھے افسوس ہے' میں آپ کی اس پیشکش کو قبول نہیں کر سکتا۔"

مردک بلدان تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس نے حارث کو دوبارہ مخاطب کیا۔

"ٹھیک ہے' میں تمہارے فیصلے کی قدر کروں گا۔ تمہارے اس فیصلے سے ثابت ہوتا ہے کہ تم لالچی اور حریص بھی نہیں ہو۔ کسی جرأتمند دلیر اور بہادر نوجوان کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ یہ تو بتاؤ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد تم از خود پنجرے کی طرف کیوں گئے اور وہاں مادہ شیر کا کیوں خاتمہ کیا؟"

حارث بن حریم کے چہرے پر انوکھی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"جس وقت میں شیر کا خاتمہ کر چکا تھا اس وقت آپ کی بیٹی چلا چلا کر مادہ شیر کو بھی پنجرے سے نکالنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ میں نے سوچا مادہ کو باہر آنے کی کیا زحمت دینی ہے' پنجرے کے اندر ہی اس سے نپٹ لیتا ہوں۔ سو میں پنجرے میں داخل ہوا اور وہاں اس کا خاتمہ کر دیا۔"

مردک بلدان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' کہنے لگا۔

"اب تم آزاد ہو۔ جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ اگر تم بابل شہر میں رہنا چاہو تو تمہاری رہائش کا عمدہ اہتمام کر دیا جائے گا۔ کوئی تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ کوئی تمہیں میلی آنکھ سے نہ دیکھے گا۔ کوئی تم پر انگلی نہ اٹھائے گا اور اگر تم کہیں جانا چاہو تو تم آزاد ہو۔" اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہاں قیام نہیں کروں گا۔ آج ہی یہاں سے شمال کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ میرا قبیلہ بھی ادھر جا چکا ہو گا۔"

اس پر مردک بلدان وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ اس کی بیوی رویان اور بڑی بیٹی طبیرہ بھی اس کے ساتھ ہو لی تھیں۔ تاہم اپنی ماں سے تھوڑی سی گفتگو کرنے کے بعد چھوٹی اور خوبصورت و حسین بیٹی قندل بڑے پجاری زدلاب کے پاس آئی اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"حیرت کی بات ہے کہ یہ شخص شیر پر قابو پا گیا ہے اور مادہ شیر کا بھی اس نے پنجرے میں خاتمہ کر دیا ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے کسی مجرم کو میں نے ایسا طاقتور دلیر نہیں دیکھا جو شیر پر قابو پا گیا ہو۔ ورنہ جس مجرم کو بھی اس میدان میں لایا گیا درندوں نے اسے چیر پھاڑ کے رکھ دیا۔

اب اسے آزاد کر دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے دیوتا مردوک کا گناہگار اور مجرم ہے۔ اسے بچ کر اپنی منزل کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ جونہی یہ شہر سے نکلے اس کے پیچھے کچھ مسلح جوان لگا دو۔ یہ تھکا ہارا ہے۔ اگر تم دو تین آدمی بھی جو اچھے تیغ زن ہوں' اس کے پیچھے لگاؤ گے تو وہ اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ بابل شہر سے یہ ذرا دور جائے تو وہ اس پر حملہ آور ہوں اور اس کا خاتمہ کر دیں۔ پھر مجھے اس کے خاتمے کی اطلاع ملنی چاہئے تاکہ مجھے سکون ہو کہ مردوک کے توڑنے والے کو جو سزا ملنی چاہئے تھی وہ مل گئی ہے۔ محترم زدلاب! آج اگر اس جوان کو سزا نہ دی گئی اور یہ باعزت بچ کر یہاں سے چلا گیا تو پھر عام لوگوں کی نگاہوں میں ہمارے دیوتاؤں کے دیوتا مردوک کی کیا قدر' کیا وقعت رہ جائے گی۔ جو آدمی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

آپ اس کے تعاقب میں لگائیں وہ ایسے ہوں جنہوں نے آج اس میدان میں اسے دیکھ لیا ہو تاکہ جب بابل سے شمال کی طرف جاتے ہوئے وہ اس پر وارد ہوں تو اسے پہچان سکیں۔ جب بابل کے شمالی علاقوں میں وہ مسلح جوان اس کا خاتمہ کر کے واپس آئیں تب مجھے اطلاع دی جائے کہ مردوک کے اس باغی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

قندل کی اس ساری گفتگو کے جواب میں بڑے پجاری زولاب نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ ساتھ ہی وہ مسکرا بھی رہا تھا۔ قندل مطمئن ہو گئی تھی۔ پیچھے ہٹی اور بھاگتی ہوئی اس سمت گئی جہاں اس کا باپ' ماں اور بہن گئے تھے۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے اپنی بڑی بہن طبیرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔ طبیرہ بھی شکل و صورت میں کافی حد تک اس سے ملتی جلتی تھی لیکن خوبصورتی میں قندل اس سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ایسی جسمانی کشش رکھتی تھی جسے بے مثال و بے نظیر کہا جا سکتا تھا۔ وہ بات طبیرہ میں نہ تھی۔

☆======☆======☆

جب سارے لوگ موت کے اس میدان سے نکل رہے تھے تب حارث بن حریم اس میدان میں کچھ سوچتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر سجدہ ریز ہوا۔ پھر بڑی عاجزی اور انکساری میں سجدے میں پڑے پڑے کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ! تیری ہی وہ ذات ہے جس نے فلک کو بلاستون بلند کیا۔ تو ہر کمال' عقل و فہم سے بالاتر ہے۔ تو ہی ساری کائنات کا آسرا ہے۔ تیرا کوئی شریک اور ہم سر نہیں۔ میرے اللہ نہ تیری کوئی مثال ہے' نہ مثل۔ عالم کی ہر شئے فنا کی زد میں ہے۔ صرف تیری ہی ذات لازوال و لافنا ہے۔ سب روشنیاں' سب اجالے یہ عرش و فرش لوح و قلم سب کا تو ہی مالک و وارث ہے۔ میرے اللہ! میں تیرا ممنون اور شکرگذار ہوں کہ تو نے اُڑتی وحشتوں' پھیلتے جبر کے سامنے میری حفاظت کی۔ موت کے اس میدان میں مجھے کامیاب و سرخرو کر کے نکالا۔ میرے اللہ! تو ہی سارے رنگوں کا مخزن اور ساری خوشبوؤں کا تو ہی منبع ہے۔ میں ہر بڑے وقت میں ضرورت کے ہر لمحے میں میرے اللہ مدد کے لئے تجھے ہی پکارتا ہوں۔ تو نے میری پکار سنی' میری حمایت و نصرت کا سامان کیا۔ میرے اللہ! میں تیرا حقیر و عاجز بندہ ہوں۔ تیرے سامنے کبھی سرکشی نہیں کروں گا۔ تیرے احکامات سے رُوگردانی نہیں کروں گا۔ تیری ذات' تیری صفات' تیرے حقوق میں کبھی کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ اس نے صاف کیا۔ کپڑے جھاڑے پھر جب وہ میدان سے نکلا تو ایک طرف سے فرسان اور دبیس تقریباً بھاگتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے حارث بن حریم مسکرا دیا۔ ایک جگہ رک گیا۔ دونوں بھاگتے ہوئے اس کے قریب آئے۔ پہلے دونوں پُرجوش انداز میں اس سے بغلگیر ہوئے' پھر فرسان اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"اے خدا کی واحدانیت کے پیروکار' میرے ساتھی! پہلے تو اس خدا کی تعریف جو فکرِ انسانی پر محبت کے صحیفے اتارتا ہے۔ پردہ داری ہی میں نہیں ظاہر میں بھی انسان پر اپنے ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جو قلب انسانی کو آئینہ تجلی بنا دیتا ہے۔ وہی تذبذبوں کی گھٹاؤں میں انسان کی مدد اور اعانت کرتا ہے۔ وہی زیست پر اترتی کالی ابتلاؤں کے سامنے اپنے بندے کی حفاظت کا سامان کرتا ہے۔

اے مہربان فرزند! تو نے کیا خوب مقابلے کے میدان میں اپنی جرأتمندی' اپنی ہنرمندی کا مظاہرہ کیا۔ تو نے کیا خوب بت کدے کی ہواؤں پر خوئے بت شکنی کے طوفانوں کو وارد کیا۔ میرے عزیز! میں آگ کے جلتے شعلوں جیسی تیری جرأتمندی' سناٹوں کے صحرا میں تن و جان میں کہرام برپا کر دینے والے سنگ و خشت کے طوفانوں جیسی تیری بے باکی کو صد سلام پیش کرتا ہوں۔ تیرے جیسے جوان ہی خاک کو بے پایاں عزم عطا کرتے ہیں۔ تیرے جیسے جوانوں کے عزائم ہی آئینوں تک کو بے عکس کر کے رکھ دیتے ہیں۔"

فرسان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مسکراتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا' کہنے لگا۔

"اے مہربان عم! میرے خیال میں جو الفاظ آپ میرے لئے استعمال کر چکے ہیں یہ کافی زیادہ ہیں۔ مزید کچھ نہ کہئے گا۔ مقابلے کی ابتدا ہونے سے پہلے میں نے بڑے خشوع و خضوع اور عاجزی سے اپنے خداوند کو اپنی نصرت' اپنی مدد کے لئے پکارا تھا۔ میں اپنے قادر مطلق اور مہربان آقا کا انتہا درجہ کا ممنون ہوں کہ موت کے اس میدان میں اس نے میری نصرت کا سامان کیا اور میں اس میدان سے سرخرو اور کامیاب ہو کے نکلا۔"

حارث کو کہتے کہتے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ دبیس آگے بڑھا' اس کے شانے' اس کے بازو اور اس کے کندھے دبانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی کہنے لگا۔

"میرے بھائی! تم تھک گئے ہو گے' یکے بعد دیگرے دو درندوں سے مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔"

حارث نے بڑے پیارے انداز میں دبیس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر کہنے لگا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

”نہیں دبیس میرے بھائی! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔ جس وقت مقابلہ ہوا تم دونوں کہاں تھے؟“

اس بار فرسان بول پڑا۔

”ہم لوگ بابل کے بادشاہ مردک بلدان کی شہ نشین کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ تمہاری مردک بلدان کی بیٹی قندل کے ساتھ گفتگو کو بھی ہم نے سنا۔ جو گفتگو خود تمہاری مردک بلدان سے ہوئی وہ بھی ہم نے سنی۔ مقابلے کے بعد مردک بلدان نے جو تمہیں پیشکش کی اس کو بھی ہم نے سنا۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ اس کے لشکریوں میں شامل نہیں ہوئے۔ جو تم نے اس پیشکش میں جواب مردک بلدان کو دیا وہ ہم دونوں کے دلوں کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ اب تمہارا کیا لائحہ عمل ہے؟“

جواب میں حارث مسکرایا اور کہنے لگا۔

”پہلے تم دونوں بتاؤ تم چچا بھتیجا‘ کس سمت نکلنا پسند کرو گے؟“

حارث کی بات کاٹتے ہوئے دبیس فوراً بول پڑا۔

”میرے بھائی ہماری بات چھوڑو جیسا کہ میرے چچا پہلے ہی بتا چکے ہیں ہم بنجارے ہیں۔ نگر نگر‘ شہر شہر‘ بستی بستی گھومتے ہیں۔ میرا چچا داستان گو ہونے کے علاوہ ایک بہترین مغنی اور بربط نواز بھی ہے۔ بس یہی پیشہ ہم دونوں کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ کام تو میرا چچا کرتا ہے میں تو صرف اس کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں۔ ہم بھی اُدھر ہی جائیں گے جدھر کا تم رخ کرو گے۔ تمہارے ساتھ ایک محبت ایک چاہت سی ہو گئی ہے۔“

دبیس بن بشرود کی اس گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ دو اجنبی تقریباً مسکراتے ہوئے ان کے قریب آئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے فرسان‘ دبیس اور حارث بن حریم کسی قدر پریشان اور فکرمندی کا شکار ہو گئے تھے۔ حارث بن حریم کے چہرے پر تجسس کی پرچھائیاں بکھر گئی تھیں۔ وہ دونوں قریب آئے‘ پھر ان دونوں میں سے ایک مسکراتے ہوئے حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ہماری آمد پر تم تینوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کون ہو کدھر سے آئے ہو کدھر کا رخ کرنا چاہتے ہو۔ کیسے موت نے تمہیں مقابلے کے اس میدان میں لا کھڑا کیا۔ یہ ہم سب جان چکے ہیں۔ سن میرے عزیز! ہم اس شہر کے رہنے والے نہیں ہیں‘ ہم آشوری ہیں۔ دو دن پہلے ہم اپنے بادشاہ سارگون کی طرف سے پیغام لے کر بابل

میں داخل ہوئے۔ ہم دونوں قاصد کی حیثیت سے بابل کے بادشاہ مردک بلدان کی طرف آئے تھے۔ ہمارے بادشاہ سارگون نے ہمارے ذریعے بابل کے بادشاہ مردک بلدان کو پیغام بھجوایا تھا کہ جس طرح بابل میں ان کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کی عزت اور احترام کیا جاتا ہے اسی طرح آشوریوں کے سب سے بڑے دیوتا کا بھی بابل کے اندر احترام کیا جائے اور اس کے بت کو یہاں رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے ہمارے بادشاہ سارگون کی اس پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ لہٰذا اب ہم واپس جا رہے ہیں۔ جو جواب ہمیں مردک بلدان نے دیا ہے وہ جا کر اپنے بادشاہ سارگون تک پہنچائیں گے اور یہ جواب سن کر ہمارا خیال ہے کہ ہمارا بادشاہ سارگون ضرور بابل پر حملہ آور ہو کر بابل کے بادشاہ مردک بلدان کے اس روکھے اور حقارت سے بھرے ہوئے جواب کی سزا دے گا جو اس نے دیا ہے۔

بابل کے بادشاہ نے تمہیں اپنے لشکریوں میں شامل کر کے سالار کا عہدہ دینے کی کوشش کی لیکن تُو نے اسے ٹھکرا دیا۔ بہت اچھا کیا۔ تُو بہادر ہے‘ دلیر ہے‘ جراٗتمند ہے‘ طاقتور ہے‘ تیرے جیسے نوجوان نہ جگہ جگہ ملتے ہیں اور نہ روز روز پیدا ہوتے ہیں۔ ہم تجھے پیشکش کرتے ہیں کہ تُو ہمارے ساتھ نینوا شہر چل جو کچھ یہاں پیش آیا اس کی تفصیل ہم اپنے بادشاہ سارگون سے کہیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ تیری قدردانی کرے گا۔ تیری جراٗتمندی‘ تیری بے باکی اور تیغ زنی سے فائدہ اٹھائے گا اور تجھے وہ عزت اور احترام دے گا جس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ بولو کیا تم ہمارے ساتھ نینوا جانا پسند کرو گے؟“

حارث بن حریم مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔

”میں تمہاری اس پیشکش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ضرور نینوا کا رخ کروں گا۔ اس لئے کہ میرے قبیلے کے لوگ پہلے ہی محنت مزدوری کرنے کے لئے تمہارے بادشاہ سارگون کے نئے آباد کئے جانے والے شہر در شروکن کی طرف روانہ ہو چکے ہیں لیکن میرے معاملے میں ایک قباحت ہے۔ اس کی بنا پر میں تمہارا ساتھ نہ دے سکوں گا۔ یہ میرے دو زنداں کے ساتھی ہیں ایک کا نام فرسان دوسرے کا نام دبیس ہے۔ دونوں چچا بھتیجا ہیں۔ یہ بھی میرے ساتھ روانہ ہونا چاہتے ہیں۔ مگر میں ان کا بھی ساتھ نہ دے سکوں گا۔ اس لئے کہ ان دونوں کے پاس اپنے گھوڑے ہیں۔ تم لوگوں کے پاس بھی سواریاں ہوں گی۔ میں تو اپنے خانہ بدوش قبیلے سے مردوک کا بت توڑنے کے لئے کلدانیوں کے شہر در یقین میں داخل ہوا تھا۔ ہم نے چونکہ شہر کے قریب ہی پڑاؤ کیا ہوا تھا لہٰذا میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے ساتھ اپنے گھوڑے کو لے کر نہ گیا تھا۔ اب میں اس وقت بالکل بے مایا ہوں۔ جیبیں بھی میری خالی ہیں۔ میں اپنی سواری کا انتظام نہیں کر سکتا چونکہ کلدانی محافظ مجھے دریقین سے پکڑ کر سیدھے یہاں لے آئے ہیں۔ تم لوگ اپنی منزل کی طرف جاؤ' میں کسی نہ کسی طرح سفر کرتے ہوئے کسی نہ کسی روز ضرور نینوا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب دبیس احتجاج بلند کرتی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"حارث بن حریم! میرا چچا فرسان تمہیں اپنا بیٹا کہہ چکا ہے۔ اس ناطے رشتے سے تم میرے بھائی ہو۔ کس قسم کی گفتگو کرتے ہو اگر تمہارے پاس سواری نہیں ہے سواری خریدنے کے لئے تمہارے پاس رقم بھی نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے اور میرے عم کے پاس اپنے گھوڑے ہیں۔ میں اور عم ایک گھوڑے پر سوار ہوں گے ایک گھوڑا تمہارے لئے وقف کر دیں گے۔ اس طرح تم ہمارے ساتھ سفر کرو گے۔ ہم تمہیں پیچھے چھوڑ کر تو نینوا شہر کی طرف روانہ نہیں ہوں گے۔"

دبیس کے خاموش ہونے پر نینوا کے ان دو قاصدوں میں سے ایک بول پڑا۔

"میرے عزیز! میں تمہاری تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔ جو کچھ تُو نے کہا ہے یہ ناقابل عمل ہے۔ تم دونوں چچا بھتیجا اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گے۔ ہم دونوں کے پاس بھی اپنے گھوڑے ہیں۔ شہر سے باہر نکلتے ہیں۔ بابل کے شمال میں بالکل قریب ہی سرائے ہے۔ وہاں سے عمدہ سے عمدہ گھوڑا مل سکتا ہے اور خریدا جا سکتا ہے۔ وہاں چلتے ہیں ہمارے پاس کافی رقم ہے۔ وہاں سے حارث بن حریم کے لئے گھوڑا خریدا جائے گا۔ اس کے بعد ہم اکٹھے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوں گے۔"

قاصد لمحہ بھر کے لئے رکا پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن حریم! یہ تم پر کوئی احسان نہیں کیا جا رہا اور نہ ہی میری پیشکش کو ٹھکرانا۔ یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ اب چلو' ایسا کرو تم تھوڑی دیر یہاں رکو ہم اپنے گھوڑوں کو لے آتے ہیں۔" اس پر دبیس فوراً بول پڑا۔

"ہاں' حارث! تم رکو میں اپنا اور عم کا گھوڑا لے آتا ہوں۔ عم فرسان بھی تمہارے پاس رکتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی دونوں قاصد اور دبیس وہاں سے چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں لوٹے دو گھوڑوں کی باگیں دبیس نے پکڑ رکھی تھیں۔ جب

کہ دونوں قاصد اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے ہوئے تھے۔ شہر سے نکل کر دونوں قاصد اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ فرسان اور دبیس ایک گھوڑے پر ہو بیٹھے۔ دبیس نے اپنا گھوڑا حارث بن حریم کو پیش کر دیا۔ اس طرح وہ شمال کی طرف بڑھے تھے۔

بابل کے شمال میں تھوڑے ہی فاصلے پر ان دونوں قاصدوں کی راہنمائی میں وہ سرائے میں داخل ہوئے۔ سرائے میں سب سے پہلے وہ گھوڑوں کے سوداگروں سے ملے حارث بن حریم کو ان سوداگروں نے بہت سے گھوڑے دکھائے جن میں سے ایک اس نے پسند کیا۔ قاصدوں نے گھوڑے کی قیمت ساز سمیت چکا دی۔ اس کے بعد پانچوں نے اسی سرائے میں بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھایا پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

جب وہ بابل کے شمال میں لگ بھگ تین فرسخ کا فاصلہ طے کر چکے تب اچانک ان کے پیچھے دھول اُڑتی دکھائی دی۔ اس دھول میں سے کچھ مسلح جوان نمودار ہوئے۔ ان کے پاس سے گزرنے کے بعد وہ ان کے سامنے آئے پھر ان کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ایسا کرنے پر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے علاوہ دونوں آشوری قاصدوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے ڈھالیں سنبھال لی تھیں۔ اتنی دیر تک راہ روکنے والوں میں سے ایک بول پڑا۔

"قوم آشور کے دونوں قاصدو! تم دونوں اپنی منزل کی طرف ہو لو' تم سے ہم کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ باقی تین افراد رہتے ہیں۔ ان میں سے ڈھلی عمر کا داستان گو ہے اس کے ساتھ اس کا بھتیجا ہے' یہ بھی جا سکتے ہیں۔ ان کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف اس شخص کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس کا نام حارث ہے۔ تم چاروں جاؤ' اس کو ہم آگے نہیں جانے دیں گے۔ اس سے اس کی ذات کا ہمیں تاوان وصول کریں گے۔ ہمارے دریقین کے بت کدے میں بے کلی' ویرانی اور کربناک وحشت پھیلانے کے بعد آسودہ جان لمحوں کی طرح یہ یہاں سے نکل کر کسی پناہ گاہ کی طرف نہیں جا سکتا۔ یہاں ان ویرانوں میں ہم اس پر سفاک لمحوں کی طرح وارد ہوں گے اور اس سے اس کی پہچان چھین کر رہیں گے۔"

راہ روکنے والوں کی اس گفتگو کے جواب میں دبیس بن بشرود اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے کڑکتی آواز میں بول پڑا۔

"کسی دھوکے اور فریب میں مت رہنا۔ حارث بن حریم اکیلا نہیں ہے۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جس طرف سے آئے ہو اسی طرف لوٹ جاؤ۔ ہواؤں میں اپنی موت

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کی بُو بھرنے کی کوشش مت کرو۔ اگر باز نہیں آؤ گے تو یاد رکھنا توانائی سے بھرے ہمارے کھردرے ہاتھ تمہیں ایسا روگ دیں گے کہ زندگی کو زندگی بھر دربدر ہوتے دیکھو گے۔ اپنی زیست کے اجزا کو مجتمع رہتے ہوئے ہی یہاں سے لوٹ جاؤ۔ یاد رکھنا تم قضا کو آوازیں دے رہے ہو اور قضا کے غم سمیٹنے کے لئے بڑے مضبوط اعصاب کی ضرورت ہے۔"

دبیس بن بشرود جب خاموش ہوا تو دو قاصدوں میں سے ایک بول پڑا۔

"ہماری راہ روکنے والے ضبط کی حدود پار نہ کرو۔ لگتا ہے تمہیں زندہ رہنے کی تمنا نہیں۔ اگر ہمارا کہا نہ مانو گے تو یاد رکھنا ہم تمہارے شعور میں وحشت' تمہارے نفسِ آنچ' تمہاری آنکھوں میں خار' تمہارے دل میں دشتِ غربت کا غبار اور تمہاری روح میں غم و اندوہ کی حکایات بھر کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

قاصدوں کی اس دھمکی کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی۔ راہ روکنے والوں میں سے ایک پھر کہنے لگا۔

"تمہاری ان ساری دھمکیوں کی ہمارے ہاں کوئی وقعت' کوئی اہمیت نہیں۔ میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ تم چاروں یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ حارث بن حریم یہاں سے نہیں جا سکتا۔ یہاں ہم اسے اس کو زندگی کے آخری لمحوں سے ہمکنار کریں گے۔"

حارث بن حریم ابھی تک بالکل پُرسکون کھڑا تھا۔ اچانک اس نے راہ روکنے والوں کو مخاطب کیا۔

"میری راہ روکنے والو اور میری زندگی کے درپے ہونے والو! یاد رکھنا میں تو پہلے ہی گھمبیر راستوں کا مسافر ہوں۔ مجھ سے ٹکراؤ گے تو اپنی تاثیر گنوا بیٹھو گے' اپنی توقیر کھو دو گے' ہجر کی جلتی شام میں اپنی انا کی پکی دیواریں خود اپنے ہاتھوں سے ہی گرا بیٹھو گے۔ میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ راستہ چھوڑ دو اور جدھر سے آئے ہو اُدھر ہی دفع ہو جاؤ ورنہ تم سب کی لاشیں یہاں تڑپ رہی ہوں گی۔"

جو پہلے بولا تھا وہی بپھرتے ہوئے بولا۔

"لاشیں ہماری نہیں' تم اکیلے کی لاش یہاں تڑپے گی۔"

اس کی اس گفتگو سے حارث بن حریم کی نگاہوں میں چنگاریاں اور چہرے پر صحراؤں کی تشنہ لبی پھیل گئی تھی۔ پھر اچانک وہ حرکت میں آیا اور احساس کے دروازوں پر دستک دیتے حوادث کے دہکتے شعلوں' زندگی کی ہر رونق کو روندتے انجانے گرداب اور ہر شے کو بے رنگ بے لباس اور بے عکس کر دینے والے جبر و استبداد کے ہجوم کی طرح ان پر حملہ

آور ہو گیا تھا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں اس نے راہ روکنے والوں میں دو کو موت کے گھاٹ اتار کے رکھ دیا تھا۔

حارث بن حریم کے ساتھ ہی ساتھ دونوں آشوری قاصد اور دبیس بن بشرود بھی راہ روکنے والوں پر کانٹوں بھری دوریوں اور فرقتوں' رگ رگ میں خوف کی سنسنی پھیلا دینے والی مچلتی امنگوں اور جذبوں' ہر شے کو بکھرے ناآشنا چہروں کے خوابوں اور ٹوٹے شیشوں کی بکھری کرچیوں میں تبدیل کر دینے والے ہولناک صحرائی طوفان کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں آشوری قاصدوں اور دبیس بن بشرود کا حملہ ایسا خوفناک تھا کہ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے چار راہ روکنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اتنی دیر تک حارث بن حریم ایک اور کا خاتمہ کر چکا تھا۔ باقی ایک بچا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے دونوں آشوری قاصدوں اور دبیس بن بشرود کو حارث بن حریم نے روک دیا۔ پھر راہ روکنے والوں میں سے جو ایک بچا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے حارث تحکمانہ مگر جبر بھرے انداز میں بول اٹھا۔

"جو کچھ میں تم سے پوچھنے لگا ہوں اس کا جواب سچائی پر رہتے ہوئے دینا۔ اگر تم نے مجھے ٹالنے کی کوشش کی یا جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لیا تو یاد رکھنا تمہارے یہ سات ساتھی تو بڑی عجلت میں ہمارے ہاتھوں مرے گئے' تمہیں میں انتہائی طور پر ترسا ترسا کر اور ذلت کی موت ماروں گا۔"

بچنے والا اکیلا ڈر سے کپکپا رہا تھا۔ حارث بن حریم کی غصیلی آواز پھر اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"اپنے گھوڑے سے نیچے اترو۔"

وہ فوراً چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔

حارث نے دبیس بن بشرود کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "دبیس ذرا آگے بڑھو اور اس سے اس کے ہتھیار لے لو۔"

دبیس آگے بڑھا' اس سے اس کی تلوار اور ڈھال لے لی۔ اس نے کوئی مزاحمت نہ کی تھی۔ دبیس جب دوبارہ اپنی جگہ پر آن کھڑا ہوا تب اپنی جگہ پر کھڑے ہی کھڑے حارث بن حریم نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"یہ بتاؤ تم آشوں کو میرے پیچھے کس نے لگایا۔ تمہاری قوم کے خلاف جو میں نے گناہ کیا' تمہارے سب سے بڑے دیوتا کا بت توڑنے کا جو جرم میں نے کیا اس کی سزا مجھے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مل گئی۔ مجھے درندوں کے سامنے پھینکا گیا۔ میرے اللہ نے میری مدد کی' وہاں سے بچ نکلا۔ جب میں اپنی سزا بھگت کر اپنی منزل کی طرف جا رہا ہوں تو پھر کس بنا پر تمہیں میرے پیچھے لگایا گیا۔ کس کے کہنے پر تم میرے تعاقب میں نکلے ہو۔"

تعاقب کرنے والے نے تھوڑی دیر تک سہمے سہمے انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

"تم لوگوں کا تعاقب کرنے کے لئے ہمیں بابل کے بت کدے کے سب سے بڑے پجاری زولاب نے حکم دیا تھا۔ اس نے خود سے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ یہ فیصلہ بابل کی شہزادی قندل کا تھا۔ وہ ہر صورت میں تمہارا خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔ مردوک کے بت ٹوٹنے کا اسے بے حد دکھ اور صدمہ تھا۔ لہٰذا تم جو موت کے منہ سے بچ نکلے تو یہ بات بھی اس کے لئے انتہائی ناگوار اور ناپسندیدہ تھی۔ لہٰذا اس نے بڑے پجاری زولاب کو حکم دیا کہ جب تم شہر سے نکلو تو تمہارے پیچھے مسلح جوان لگائے جائیں جو تمہارا خاتمہ کر دیں۔ اس طرح بڑے پجاری نے تمہارے تعاقب میں ہمیں لگایا تاکہ تمہارا خاتمہ کر دیا جائے لیکن ہماری بدقسمتی کہ خود ہمارا ہی خاتمہ ہو گیا۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اسے مخاطب کیا۔

"اپنے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔" وہ فوراً کسی فرماں بردار بچے کی طرح اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا۔ حارث بن حریم کے کہنے پر دبیس بن بشرود بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھا پھر وہ آگے بڑھے تھے۔ اس قاصد کو چند فرسخ تک وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر اسے واپس جانے کی اجازت دے دی تاکہ وہ بڑے پجاری زولاب کو جا کر اپنے ساتھیوں کے مرنے کی خبر دے۔

☆======☆======☆

کلدانیوں کا بادشاہ مردوک بلدان اپنی بیوی ردیان' بیٹی قندل اور طبیرہ کے ساتھ بابل کے محل میں ایک کمرے کے اندر بیٹھا محو گفتگو تھا کہ ایک مسلح جوان اندر آیا' سب کو اس نے زمین کی طرف جھکتے ہوئے خوب تعظیم دی۔ پھر قندل کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"محترم زولاب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

قندل کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس مسلح جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اسے اندر ہی بھیج دو۔ جس معاملے کی خبر وہ دینا چاہتا ہے اس کی اطلاع میں پہلے ہی اپنی ماں' بہن اور باپ کو دے چکی ہوں۔"

مسلح جوان باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پجاری زولاب اندر آیا' ہاتھ کے اشارے سے مردوک بلدان نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گیا تب قندل نے اسے مخاطب کیا۔

"محترم زولاب! اب بتائیں آپ کیا کہتے ہیں؟ گو میں نے آپ سے علیحدگی میں کہا تھا کہ اس شخص کے پیچھے مسلح جوان لگائے جائیں لیکن محل میں آ کر میں نے اپنے باپ' ماں اور بہن سے اس کا ذکر کر دیا تھا۔ میں تو گزشتہ شب ہی سے بڑی بے چینی سے انتظار کر رہی تھی کہ آپ خود آئیں گے یا قاصد بھیج کر مجھے یہ اطلاع کریں گے کہ ہمارے دیوتا مردوک کا بت توڑنے والے کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

زولاب کے چہرے پر دور دور تک پریشانیاں اور افسردگیاں تھیں۔ قندل جب خاموش ہوئی تو کہنے لگا۔

"میری بیٹی! جو کچھ تم نے سوچا ہے ایسا نہیں ہوا۔ وہ نوجوان نہ جانے کاہے کا بنا ہوا ہے۔ پتھر کا ہے یا فولاد کا۔ پہلے موت کے میدان میں وہ کامیاب رہا۔ بڑی آسانی کے ساتھ اس نے شیر پر قابو پایا پھر انتہائی درندگی اور خونخواری پر اتر آیا۔ خود اس نے مادہ شیر کا پنجرہ کھولا اور اس کے اندر گھس کر اس کا بھی خاتمہ کیا۔ اب اس نے اس سے بھی بڑا ایک حادثہ رونما کر دیا ہے۔

میں نے اس کے تعاقب میں آٹھ مسلح جوان لگائے تھے جو بہترین جنگجو تھے۔ بابل کے شمال میں چند فرسخ کے فاصلے پر انہوں نے اس کی راہ روکی۔ اس کے ساتھ آشوریوں کے دو قاصد بھی تھے جو یہاں ہمارے پاس اپنے بادشاہ کا پیغام لے کر آئے تھے اور دو وہ اشخاص بھی تھے جنہوں نے بابل شہر میں داخل ہو کر ہمارے دیوتا کو تعظیم نہیں دی تھی اور انہیں زنداں میں ڈال دیا گیا تھا۔ بعد میں انہوں نے معافی مانگی اور میں نے انہیں رہا کر دیا تھا۔ اس طرح وہ پانچ تھے لیکن ان میں تیغ زن صرف چار ہی تھے۔ اس لئے کہ ان میں سے ایک بوڑھا داستان گو تھا' تیغ زنی کا ہنر اگر وہ جانتا بھی ہوتا تو وہ عمر کے اس حصے میں تھا جہاں کسی نوجوان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جہاں تک اس کے محافظ کا تعلق ہے' میرا خیال ہے وہ اچھا تیغ زن ہو گا۔ اس لئے کہ اس کا تعلق اکادیوں سے ہے۔ جہاں تک اشوریوں کے دونوں قاصدوں کا سوال ہے تو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میرے خیال میں وہ بھی تیغ زن ہی ہوں گے لیکن اتنے اچھے نہیں کہ جتنے اچھے تیغ زن میں نے ان کے تعاقب میں بھیجے تھے لیکن میرا اندازہ ہے کہ جیسا وہ شخص پُرقوت اور طاقتور ہے ایسا ہی تیغ زنی میں بھی بے مثال و بے نظیر ہے۔ بہرحال جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ان آٹھ میں سے سات کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ایک کو اس نے زندہ رکھا۔ کچھ دور شمال میں اس کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ اب کوئی اس کا تعاقب نہیں کر سکتا تب اس نے جسے زندہ رکھا تھا' جو ہمارا آٹھواں مسلح جوان تھا' اسے اس نے واپس بھیج دیا اور اس نے مجھے آ کر اطلاع دی ہے کہ کس طرح اس کے سات ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔"

زولاب کے ان الفاظ پر قندل چونکی تھی۔ بڑی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ "یہ کیسے ممکن ہے کہ تین درمیانے درجے کے تیغ زن اور ایک اچھا تیغ زن ہمارے آٹھ بہترین تیغ زنوں پر قابو پالیں اور ان میں سے سات کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد آٹھویں کو چھوڑ کر ہمیں سات کی موت کا پیغام دینے کے لئے بابل کی طرف روانہ کر دے۔"

مردک بلدان جو اب تک گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ بول اٹھا۔

"میں نے اپنی بیٹی قندل کو سمجھایا بھی تھا کہ تم نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگانے کا مشورہ دے کر انتہا درجہ کی غلطی کی ہے۔ میرے خیال میں اب تم سب لوگوں کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو گا۔ میرا اندازہ ہے کہ آٹھ کی بجائے اگر تم سولہ مسلح جوان بھی اس کے تعاقب میں لگاتے تو وہ ان کا بھی خاتمہ کر کے اپنی منزل کی طرف نکل جاتا۔

جس وقت موت کے میدان میں پہلی بار اسے میرے سامنے پیش کیا گیا تھا تو میں نے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک دیکھتی تھی۔ ایسی چمک رکھنے والے نوجوان من و تُو کو مسمار کرتے ہوئے گوشۂ گور میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ایسے دلیر نوجوان بزم کے ہر جامِ بقا کو توڑ کر فنا کر دیتے ہیں۔ زیست کے قیدخانے اور گناہ آلود ہوس کی ہر جبریت کے خلاف نعرہ زن ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے زیادتی کی جاتی ہے تو یہ لوگ ناانصافی اور دکھ کے آزار کے خلاف بھی فطرت کے عناصر کی طرح حرکت میں آ جاتے ہیں۔ وہ صحرا کا خانہ بدوش بدو تھا اور یہ بدو آسمان کی طرح آزاد ہوتے ہیں۔ کھلتے کنول جیسے کھلے ذہن کی طرح آزاد کسی کی پابندی قبول نہیں کرتے۔

جب اسے میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے اس کے چہرے پر ایک عجیب سی

چمک ایک عجیب روشنی دیکھی تھی۔ ایسی روشنی شب کے رموز کو بھی عقل کا نور عطا کر دے ایسے نوجوان اپنی جرأت اور ہمت سے دشتِ تخلیق میں امکان کی حدود کو بھی پار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ شب و روز کے فناگیر تماشوں میں کھڑے ہو کر بھی فردا کو امروز میں بدل دینے کی ہمت کر لیتے ہیں۔"

مردک بلدان لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ اپنی بیٹی قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"بیٹی تُو جانتی ہے بلکہ تُو نے دیکھا کہ اس نے کس آسانی سے پہلے نر شیر کو اپنے سامنے زیر کیا اور اس کا خاتمہ کیا پھر وہ کمال جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ازخود وہ مادہ شیر کے پنجرے میں داخل ہوا اور پنجرے کے اندر اسے موت سے ہمکنار کیا۔ بیٹی! تو جانتی ہے جس طرح بن بادل برکھا نہیں ہوتی جس طرح بن سورج کے دھوپ نہیں نکلتی اسی طرح ہمت جرأت اور قوت کے بغیر ان درندوں پر قابو پانا ممکن تھا ہی نہیں۔

میں نے اسی لئے اسے لشکر میں سالار کے عہدے کی پیشکش کی تھی۔ اس لئے کہ میں نے بڑے غور سے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ اس کے چہرے کا جائزہ لیا تھا۔ تو نے دیکھا اس نے میری پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ صرف اپنی عزت' اپنی انا اور اپنے نفس کی حرمت کی خاطر۔ ایسے نوجوان رزق روزی کی پرواہ کئے بغیر اپنے آثار اپنے احوال اور اعتقاد کی حفاظت کے لئے وقت کی بدترین صلیبوں اور موت کو پروان چڑھاتے کھنڈرات کے اندر بھی کھڑے ہو کر اپنی آتشِ دل کی ترجمانی کرتے ہوئے جرأت زنداں اور ضبط پیہم کا مظاہرہ کر کے اپنے جذبوں کو محفوظ کرتے ہیں۔

موت کے میدان میں اس سے پہلے جس کو بھی درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی گئی' میں نے ہمیشہ ان مجرموں کے چہروں پر دھواں دھواں پریشانیاں دیکھیں لیکن اس نوجوان کے چہرے پر ایسی کوئی پریشانی کوئی فکرمندی نہ تھی۔ موت کے میدان میں کھڑے ہو کر بھی اس کی آنکھوں میں ایک آسودگی' اس کے چہرے پر ایک انوکھی طمانیت تھی۔ ایسے نوجوان شہرِ عزم کے محافظ بن کر اپنی جرأت اور ہمت سے خون میں بھی گلزار کھڑے کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ زولاب نے بتایا ہے کہ آشوری قاصد اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں تو یاد رکھنا وہ اسے اپنے بادشاہ سارگون کے سامنے پیش کریں گے اور جس قدر زیادتیاں ہم نے اس نوجوان کے ساتھ کی ہیں وہ ساری زیادتیاں سارگون اس کے سر پر سجا کر ہمارے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خلاف اسے استعمال کرے گا۔ ہم نے ناحق اپنی سوچ کے گدلے پانی میں گندگی پھینکتے ہوئے اس نوجوان کو آلودہ کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے جو اسے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تو آہستہ آہستہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ جذبے سرد آنکھوں میں بجھتے جذبوں کی طرح ماند پڑ جاتے اور ہم نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگا کر اسے سنگِ تحقیر سے زخمی کرنے کی کوشش کی ہے اور یاد رکھنا اس کا وہ انتقام ضرور لے گا اور سارگون نے اگر اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیا تو وہ لشکر میں اسے بہترین عہدہ دے گا اور ایسے نوجوان لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے آندھی اور طوفانوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ہمیں اس کے ساتھ محبت' چاہت اور الفت کے ساتھ پیش آنا چاہئے تھا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ اگر محبت کا اظہار کیا جائے تو وہ بہترین ہمدم عمدہ راہبر اور بے ضرر راہ گزر ثابت ہوتے ہیں۔"

مردک بلدان کی اس ساری گفتگو کو قندل بڑے تحمل' بڑے ضبط سے سن رہی تھی۔ آخر وہ پھٹ پڑی۔

"اے میرے باپ! آپ اس نوجوان کو کیا سمجھتے ہیں' وہ اکیلا ہمارے خلاف کیا کر سکتا ہے؟ کیا ہمارا غم' ہماری خوشی اس کی ذات سے وابستہ ہے؟ اگر آشوریوں کا بادشاہ سارگون اس کو اپنے لشکر میں شامل کر کے ہمارے خلاف استعمال بھی کرتا ہے تو وہ اکیلا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ کیا ہماری عسکری طاقت اور قوت آشوریوں کے بادشاہ سارگون سے کم ہے؟ مجھے امید ہے کہ اگر سارگون نے اسے لشکر دے کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہمارے سالار اسے ذلت اور پستی میں رگید کر رکھ دیں گے' وہ اکیلا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے؟"

قندل کی اس گفتگو سے مردک بلدان کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بڑی شائستگی' بڑی شفقت میں اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بیٹی! میں تمہارے خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ یاد رکھنا کبھی کبھی خار و خس کے اندر کوئی خفتہ چنگاری بھی آگ کے طوفانوں کا روپ دھار لیتی ہے۔ کبھی کبھی زعفرانی مسکراہٹ بکھیرتے ستارے موت سے الجھتا غضب بھی برسانا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی ہری رُتوں کی قبا پہننے والے خزاں کا عذاب بھی اوڑھ لیتے ہیں .... بہرحال جو کچھ ہوا سو گزر گیا۔ اب ہم اس کی تلافی نہیں کر سکتے۔ میری بڑی خواہش تھی کہ وہ جوان میرے لشکر میں شامل ہوتا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو میں اس سے بہت کام لیتا اور جو کام میں اس سے لینا

چاہتا تھا یقیناً اب آشوریوں کا بادشاہ سارگون اس سے لے گا۔ اس لئے کہ جب آشوریوں کے قاصد اسے اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں تو وہ ایسا کسی وجہ' کسی علت کے بغیر نہیں کر رہے۔"

اس موقع پر قندل مسکراتے ہوئے بولنے لگی۔

"آپ چھوڑیں اس موضوع کو۔ وہ اکیلا ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جب وقت آئے گا تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے سالار اسے ایسے دھتکاریں گے جیسے کوئی سخت دل رئیس زادہ کسی بھکاری کو دھتکار دیتا ہے۔"

قندل کی اس گفتگو پر سب ہنس دیئے پھر بڑا پجاری زولاب وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ جب کہ مردک بلدان اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ گھریلو موضوع پر وہی گفتگو کر رہا تھا جو زولاب کی آمد سے پہلے جاری تھی۔

☆=======☆=======☆

دوسری جانب حارث بن حریم' دہیس بن بشرود' فرسان تینوں ان دونوں آشوری قاصدوں کے ساتھ نینوا شہر کا رخ کر رہے تھے۔

آشوری بھی اکادیوں' بابلیوں' آرامیوں' کلدانیوں اور کنعانیوں کی طرح سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور عرب تھے۔ انہوں نے شمالی عراق میں اپنی حکومت قائم کی۔ شمالی عراق میں ان کی ریاست کا نام آشور تھا۔ ان کے سب سے بڑے اور سرکاری دیوتا کا نام بھی آشور تھا اور انہوں نے اپنے لئے جو پہلا شہر آباد کیا اس کا نام بھی آشور ہی رکھا۔ کچھ عرصہ تک یہ شہر ان کا مرکزی حکومت رہا بعد میں حکومت کا مرکز شہر نینوا قرار دیا گیا۔

دوسری ہزاروییں قبل مسیح کے آغاز میں شمال کی طرف ان کی سیاسی حدود پھیلنا شروع ہوئیں۔ شروع شروع میں ان کی حکومت موجودہ موصل کے گرد و نواح کے علاقے پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد آنے والے دور میں آشوریوں نے ترقی کی اور اپنی سلطنت کو پھیلانا شروع کیا۔ نینوا شہر کو اپنا مرکز بنایا۔

آشوری' انتہا درجہ کے جنگجو' بہادر اور دلیر تھے۔ وقفے وقفے سے یہ لوگ شام' فلسطین' ترکی' مصر' ایران اور خصوصاً زیریں ایران پر کامیاب یلغار کرتے رہے۔ جس قوم پر بھی یہ حملہ آور ہوئے اس کے خلاف عموماً انہوں نے فتوحات کے پرچم ہی بلند کئے۔

ان کی فتوحات اور ان کی عسکری قوت کا راز لوہے کے ہتھیاروں میں پنہاں تھا۔ آشوریوں نے بابلی تہذیب سے بہت کچھ حاصل کیا۔ یہ لوگ سنگتراشی اور فنِ تعمیر کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بڑے شوقین تھے۔ اپنے عروج کے دور میں ان کی سلطنت دریائے نیل سے لے کر بحیرہ کیسپیئن اور سلیشیا سے لے کر لگ بھگ خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس قوم کے جو بڑے بڑے اور عظیم حکمران پیدا ہوئے ان میں آشور نصریال' شالماز نصر سوم' تگلت پلاسر' شروکن' سارگون اس کے بعد اس کا بیٹا سناخریب اور آشور بنی پال تھے۔

آشوریوں کو تاریخ میں قوم یونس بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ کے پیغمبر یونس علیہ السلام آشوریوں کی طرف ہی مبعوث کئے گئے تھے۔ ان دنوں آشوریوں کا مرکزی شہر نینوا تھا۔ جس کے وسیع کھنڈرات آج تک دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے موجودہ شہر موصل کے عین مقابل پائے جاتے ہیں اور آج تک اس علاقے میں یونس نبی نام سے ایک مقام بھی موجود ہے۔ اس قوم کے عروج کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا دارالسلطنت نینوا تقریباً ساٹھ میل کے دور میں پھیلا ہوا تھا۔

یہ دنیا کی پہلی قوم ہے جس سے خداوند قدوس نے کسی خاص وجوہ کی بنا پر عذاب ٹال دیا حالانکہ خدا کے اس قانون کے مطابق عذاب کا فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی کا اس کے لئے نافع نہیں ہوتا لیکن آشوریوں کو خداوند قدوس نے اس قانون سے مستثنیٰ قرار دیا اور ان سے عذاب کو ٹالا۔ گو اللہ کے نبی یونس علیہ السلام کے ذریعے ان کو عذاب کی تنبیہہ کر دی گئی تھی لیکن جب انہوں نے توبہ استغفار کیا تو خداوند قدوس نے ان سے عذاب کو ٹال دیا۔ جب یہ قوم ایمان لے آئی تو خداوند نے اس کی مہلت عمر میں بھی اضافہ کر دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے بعد اس قوم کے خیال و عمل کی گمراہیاں پھر پہلے کی طرح عروج پر آگئیں تو خداوند نے حضرت یونس علیہ السلام کے بعد ناہوم نبی کو ان کی طرف مبعوث کیا۔ انہوں نے بھی اس قوم کو واحدانیت کا درس دیا اور بت پرستی ترک کرنے کی تنبیہہ کی جب اس قوم نے کوئی اثر نہیں لیا تب خدا نے ان کی طرف صفنیاہ نبی کو مبعوث کیا۔ اس نبی کے حوالے سے گویا خداوند کی طرف سے آشوریوں پر آخری تنبیہہ تھی۔ جب وہ بھی کارگر نہ ہوئی تو آخر کار چھ سو بارہ قبل مسیح (612 ق م) کے لگ بھگ زمانے میں اللہ تعالیٰ نے میڈیا والوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ میڈیا کا بادشاہ بابل والوں کی مدد سے آشوریوں کے علاقے پر چڑھ آیا۔

آشوری فوج شکست کھا کر نینوا میں محصور ہو گئی۔ کچھ مدت تک اس نے سخت مقابلہ کیا۔ پھر دجلہ کی طغیانی نے فصیلِ شہر توڑ دی اور حملہ آور اندر گھس گئے۔ پورا شہر

جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا۔ گرد و پیش کے علاقے کا بھی یہی حشر ہوا۔ آشوریوں کا بادشاہ خود اپنے محل میں آگ لگا کر جل مرا۔ اس کے ساتھ ہی آشوری سلطنت اور تہذیب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ زمانہ حال میں آثار قدیمہ کی جو کھدائی اس علاقے میں ہوئی ہے اس میں آتش زدگی کے نشانات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

آشوریوں کے سب سے بڑے دیوتا کا نام آشور تھا اور یہ ان کا جنگ کا دیوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آشوریوں نے جس وقت صحرائے عرب سے شمال کی طرف ہجرت کی تو اپنے جس سردار کے تحت انہوں نے ہجرت کی اس کا نام آشور تھا۔ لہٰذا اسے ہی انہوں نے دیوتا مان لیا اور اسی کے نام پر یہ آشوری کہلائے۔ اس کے نام پر انہوں نے اپنا پہلا مرکزی شہر آشور کے نام سے آباد کیا۔

آشور کے علاوہ ان کا دوسرا بڑا دیوتا شاماس تھا۔ یہ سورج کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ ان دو کے علاوہ اور بہت سے بھی ان کے دیوتا تھے جن کی یہ پوجا کرتے تھے۔ بابلیوں کی طرح عشتار دیوی کی نینوا میں بھی پرستش کی جاتی تھی اور جس طرح بابلیوں کے ہاں عشتار دیوی جنگ اور محبت کی دیوی مانی جاتی تھی' آشوریوں کے ہاں بھی عشتار جنگ اور محبت کی دیوی کی حیثیت رکھتی تھی۔

☆------☆------☆

ان دونوں آشوری قاصدوں کے ساتھ ایک روز حارث بن حریم' دمیس بن بشرود اور فرسان نینوا شہر میں داخل ہوئے۔ جس دروازے سے وہ داخل ہوئے انہوں نے دیکھا اس دروازے کے اوپر دائیں جانب آشور دیوتا کا بت تھا۔ بائیں جانب آشوریوں کے دوسرے بڑے دیوتا شاماس کا بت تھا۔ شہر کے اس دروازے اور ان کے بتوں کا جائزہ لیتے ہوئے حارث بن حریم اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ آشوری قاصدوں کی راہنمائی میں نینوا شہر میں داخل ہوا۔

شہر میں داخل ہوتے وقت آشوری قاصدوں نے ان تینوں پر یہ بھی انکشاف کیا کہ نینوا شہر کے سارے دروازوں کے نام ان کے دیوتاؤں کے نام سے منسوب کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ان تینوں کو آشوریوں اور نینوا شہر کے متعلق تفصیل بھی بتاتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں قاصد آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے قصر کے سامنے جا رکے تھے۔ پھر ایک قاصد نے حارث بن حریم کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

''تم تینوں یہاں رکو' میں اور میرا ساتھی قصر کے اندر جاتے ہیں پھر واپس آکر تمہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بتاتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔" حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور فرسان تینوں وہاں کھڑے رہے جبکہ دونوں قاصد قصر کے اندر چلے گئے تھے۔

تینوں کو کچھ دیر وہاں کھڑا ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ ایک قاصد لوٹا اور حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں نے تم تینوں سے متعلق اپنے بادشاہ سارگون سے تفصیل کہہ دی ہے۔ اس وقت بادشاہ سارگون اپنے بیٹے سناخریب اور پوتے اسارہدون کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ وقت ہمارے بادشاہ کے لئے زمزمہ خوانی کا ہے لیکن چونکہ میں نے تمہارے متعلق انہیں بتا دیا ہے۔ ہمارا باشاہ زمزمہ خوانی سے پہلے تمہیں ملنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھ سے تمہارے حلات بڑی دلچپی سے سنے۔ اب وہ بے چینی سے تمہارا منتظر ہے۔ تم تینوں میرے ساتھ آؤ۔"

تینوں اس قاصد کے ساتھ ہو لئے یہاں تک کہ وہ ان تینوں کو لے کر قصر کے ایک کمرے میں داخل ہوا اور اندر سامنے آشوریوں کا بادشاہ سارگون' اس کے دائیں جانب اس کا بیٹا سناخریب اور بائیں جانب اس کا پوتا اسارہدون بیٹھے ہوئے تھے۔ تینوں جب آگے بڑھے تب ان تینوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پرجوش انداز میں حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور فرسان سے مصافحہ کیا' ساتھ ہی سارگون نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ خود بھی وہ تینوں باپ بیٹا اور پوتا اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ پھر سارگون نے ان دونوں قاصدوں کو جو ابھی تک کھڑے تھے' ہاتھ کے اشارے سے فرسان کے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز سارگون نے کیا۔

"تم تینوں میں سے حارث بن حریم کون ہے؟"

حارث بن حریم نے سارگون کی طرف دیکھا پھر بڑی انکساری سے کہنے لگا۔

"آشوریوں کے بادشاہ! میں حارث بن حریم ہوں۔"

سارگون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کچھ دیر سوچا پھر کہنے لگا۔ "مجھے تمہارے اور تمہارے دونوں ساتھیوں کے متعلق میرے قاصد تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں۔ اس طرح تمہارا ہمارے ساتھ ایک رشتہ ہے اور یہ کہ ہم بھی عرب ہیں' تم بھی عرب ہو۔ میرے دونوں قاصد تمہارے متعلق مجھے تفصیل بھی بتا چکے ہیں کہ کس طرح کلدانیوں کے ہاں تمہارے خانہ بدوش قبیلے پر حملہ کیا گیا۔ تمہارے چچا اور ان کے اہل خانہ کا خاتمہ کیا گیا اور جو لوگ تمہارے خانہ بدوش قبیلے پر حملہ آور ہوئے وہ بھاگنے میں

کامیاب ہو چکے ہیں۔"

سارگون کی بات کاٹتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا۔

"جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے وہ سچ ہے۔ کلدانیوں کے شہر دریقین کے قریب ہم پر حملہ کیا گیا۔ حملہ آوروں میں سے کچھ کو تو ہمارے خانہ بدوش قبیلے والوں نے ٹھکانے لگا دیا لیکن ان میں سے چھ یا سات کے لگ بھگ اپنی جانیں بچا کے بھاگ نکلے۔ میرے قبیلے والوں اور میں نے انہیں دریقین شہر میں تلاش کیا لیکن ہمیں وہ ملے نہیں' کہیں اور بھاگ گئے ہیں۔ وہ جہاں کہیں بھی جائیں' ہمارے انتقام سے بچ نہ پائیں گے۔"

سارگون شاید حارث بن حریم کی اس گفتگو سے خوش ہوا تھا اس لئے کہ وہ مسکرا رہا تھا۔ حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو اس نے گفتگو کا پھر آغاز کیا۔

"میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ کلدانیوں نے تمہاری قدردانی نہیں کی۔ انہوں نے ناحق تمہیں درندوں کے سامنے ڈالنے کی سزا دی۔ حالانکہ یہ کوئی اتنا بڑا جرم نہیں تھا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تمہیں کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان نے اپنے لشکر میں سالار کی پیشکش کی تھی لیکن تم نے ٹھکرا دی۔ یقیناً تم جیسے عزت نفس رکھنے والے شخص کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔

تمہارے حالات سن کر میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ میں تمہیں اپنے لشکر میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کروں گا یا یوں جانو ایک ذمہ دار سالار کا عہدہ تمہیں دوں گا۔ میرا نام تمہیں پتہ ہی ہے۔ میرے ساتھ دائیں جانب میرا بیٹا سناخریب ہے' بائیں جانب میرا پوتا اسارہدون ہے۔ میں پہلے تمہارا امتحان لوں گا۔ اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو پھر یاد رکھنا میری سلطنت میں میرے' میرے بیٹے اور میرے پوتے کے بعد سب سے زیادہ تمہاری اہمیت ہو گی۔

مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تمہاری طرح یہ دبیس بن بشرود بھی اچھا تیغ زن ہے۔ یہ بھی تمہارے ساتھ ہی کام کرے گا۔ جہاں تک تمہارے معمر ساتھی فرسان کا تعلق ہے تو مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ ایک اچھا داستان گو ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین دف نواز بھی ہے۔ اسے میں اپنے قصر میں کام دوں گا۔"

ساگورن تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

"میں سب سے پہلے شمال میں دو مہمات تمہیں سونپوں گا۔ ہمارے شمال میں دو قومیں آباد ہیں۔ شمال مشرق کی طرف حوری جو اپنے آپ کو انتہائی طاقتور اور ناقابلِ تسخیر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خیال کرتے ہیں اور شمال مغرب میں جبل طاردس سے لے کر بحیرہ اسود تک خونخوار حتی پھیلے ہوئے ہیں۔ اکثر و بیشتر دونوں خونخوار قومیں ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔

میرے عزیز' میں تمہیں ایک خاصا بڑا لشکر مہیا کروں گا۔ ایک مہینے کی مہلت بھی دوں گا تاکہ تم ان لشکریوں کو اپنے مزاج' اپنے ڈھنگ کے مطابق تربیت دے سکو۔ اس کے بعد میں چاہوں گا کہ تم حوریوں اور حتیوں کے خلاف حرکت میں آؤ۔ اگر تم ان کے خلاف کامیابی حاصل کرنے میں فوزمند رہے' انہیں شکست دی اور انہیں خراج دینے پر مجبور کر دیا تب یوں جانو میری سلطنت میں تمہارا ایسا وقار ہو گا جس کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔"

سارگون رکا کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے قاصدوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ تمہارا خانہ بدوش قبیلہ محنت مشقت حاصل کرنے کے لئے میرے نئے آباد کئے جانے والے شہر در شروکن کا رخ کئے ہوئے ہے۔

مجھ سے فارغ ہونے کے بعد میرا بیٹا سناخریب تم تینوں کے قیام کا عمدہ انتظام کرے گا۔ تمہیں اس لشکر سے بھی متعارف کرا دے گا جس کے ساتھ تم نے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آنا ہے۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ اس دوران تم اپنے قبیلے والوں سے رابطہ قائم کرنا۔ ان میں وہ سارے لوگ جو حرب و ضرب کے فنون سے واقف ہوں' تیغ زنی میں عمدہ مہارت رکھتے ہوں انہیں تم اپنے لشکر میں شامل کر سکتے ہو اور جو تیغ زنی کا ہنر نہ رکھتے ہوں انہیں میرے نئے بسائے جانے والے شہر در شروکن میں عمدہ معاوضہ پر کام مہیا کیا جائے گا اور وہاں تمہارے قبیلے کے مرد و عورتوں کو اچھی رہائش گاہیں بھی مہیا کی جائیں گی تاکہ شہر کی تعمیر میں حصہ لیتے ہوئے وہ وہاں پُرسکون زندگی بھی بسر کر سکیں۔"

سارگون خاموش ہوا تو شکر گزاری کے انداز میں حارث بن حریم اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں آپ کا انتہا درجہ کا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ میرے خانہ بدوش قبیلے کو اس قدر اہمیت دے رہے ہیں۔ جو دو مہمات آپ مجھے سونپنا چاہتے ہیں میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں ان میں سرخرو ہو کے نکلوں گا۔ ایک مہینے میں میں اس لشکر کی تربیت بھی مکمل کر لوں گا جو میرے ساتھ کام کرے گا۔ پھر میرے رب کو منظور ہوا تو میں اپنے

سامنے کسی باغی' کسی دشمن کے پاؤں جمنے نہ دوں گا۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب سارگون تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر انتہائی سنجیدہ سا سوال کر ڈالا۔

"میرے عزیز! عقیدے کے لحاظ سے تم کیا ہو' کس مذہب' کس دین سے تعلق رکھتے ہو؟"

اس سوال پر حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پھر فوراً بول پڑا کہنے لگا۔

"میں اور میرے دونوں یہ ساتھی دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ آپ برا نہ مانئیے گا۔ بتوں کی پوجا اور پرستش کرنے والے نہیں ہیں۔ بتوں کو ہم اچھا نہیں سمجھتے۔ نہ بت پرستی کی طرف مائل ہیں۔ نہ بت کدے کی طرف جاتے ہیں۔ صرف ایک خداوند قدوس کی عبادت کرتے ہیں اور خداوند قدوس نے انسانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے جو احکامات اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام پر بھیجے انہی کے ہم پیروکار ہیں۔ ساتھ ہی اے بادشاہ ہم ایک آنے والے رسول کے بھی منتظر ہیں۔

اے بادشاہ! جس رسول کے ہم منتظر ہیں اس کے آنے کی بشارت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دی۔ اس کے آنے کی بشارت بنی اسرائیل کے عظیم پیغمبر موسیٰ علیہ السلام نے بھی دی۔ ہم اسی رسول کے منتظر ہیں۔ وہ کھجوروں والی سرزمین پر پیدا ہو گا۔ نجومیوں اور قدیم بشارتوں کے مطابق وہ مکہ شہر میں پیدا ہو گا اور موجودہ یثرب شہر اس کا دارالہجرت ہو گا۔ اے بادشاہ! وہ رسول اگر ہماری زندگی ہی میں مبعوث ہو گئے تو ہم تینوں یہاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی زندگی کے باقی ایام ان کے قدموں میں گزارتے ہوئے فخر اور سعادت محسوس کریں گے۔

دینِ ابراہیمی کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ہم دین ابراہیمی کے فرماں بردار تو ہیں ساتھ ہی ساتھ ہم آنے والے اس رسول پر بھی ایمان لائے ہوئے ہیں اور اپنے خداوند سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جلد مبعوث ہو۔ اس لئے کہ پرانی کتابیں اور صحیفے کہتے ہیں کہ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے ان کے گھوڑوں کے سامنے زمین سمٹ جائے گی' سمندر دریا ان کا راستہ نہ روک پائیں گے اور اس کا پیغام آگ کے طوفان کی طرح دور و نزدیک تک پھیلتا چلا جائے گا۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا سارگون' اس کا بیٹا اور پوتا تینوں چپ چاپ اس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کو سنتے رہے۔ اس کے خاموش ہونے پر سارگون نے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیزو! ہمیں تمہارے عقیدے سے کوئی غرض و غایت نہیں۔ تم جس عقیدے سے بھی تعلق رکھو وہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور تمہیں ایسا کرنے کی اجازت و آزادی ہے۔ ہمارے ہاں کسی کی عزت و وقار عقیدے کی بنا پر مقرر نہیں کیا جاتا بلکہ اسے ہم اس کے اعمال کی وجہ سے عزت و توقیر عطا کرتے ہیں۔ جو کام ہم تمہیں سونپ رہے ہیں اگر اس میں تم فوز مند رہے تو تمہیں ہمارے ہاں ایسی توقیر' ایسی عزت ملے گی جس کا تم اور تمہارے خانہ بدوش قبیلے والے اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔"

سارگون لمحہ بھر کے لئے رکا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ اس کا حاجب اندر آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مالک! باہر راہطہ آئی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے بھیجوں۔ میں نے اسے یہ کہہ کر روکا تھا کہ مالک کے پاس کچھ اجنبی بیٹھے ہوئے ہیں جس کی بنا پر وہ باہر رک گئی ہے۔"

حاجب مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سارگون نے اس کی بات کاٹ دی' کہنے لگا۔

"اسے باہر رہنے کی ضرورت نہیں۔ اسے اندر بھیجو۔" حاجب جب باہر نکلنے کے لئے مڑا تب حارث بن حریم' دہیس بن بشرود اور فرسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"صاحبو! شاید میرے قاصدوں میں سے ایک نے تمہیں بتایا ہو گا کہ میرے قصر کے اس کمرے میں یہ وقت میرے لئے زمزمہ خوانی کا ہے۔ جو لڑکی تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں داخل ہو گی وہ بہترین مغنیہ ہے۔ آشوریوں کے ہاں اس جیسی خوبصورت آواز' خوبصورت ادا' خوبصورت چہرے والی مغنیہ کہیں نہیں ملے گی۔ تم بھی بیٹھو اور اس کے گانے سے لطف اندوز ہونا۔"

سارگون کے ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کمرے میں ایک لڑکی داخل ہوئی۔ وہ مچلتے آبشاروں میں خوشبو بھرے رنگوں جیسی خوبصورت حسن کی کارگہ شیشہ گری کے اجلے مناظر میں چمکا دینے والے طلسم کی پُرجمال اور آئینہ برداروں کے میلے میں دھنک کے رنگ بکھیرتے رنگین شہہ پاروں جیسی خوبصورت تھی۔ اس کی جوانی کلیوں سے لدی شاخ پر پھولوں کی بارش' اس کا شباب شوق کے پروں پر وصل کی کھولتی حدت اور اس کا جوبن چاہ بابل کے فرشتوں کے حریری حروف ارقام جیسا تھا۔

اس کی آنکھوں میں تاثیرِ سخن کی مستیاں تھیں اور اس کے سلگتے سرخ ہونٹوں کی

شفق رنگ کہانیوں میں چاشنی حسنِ بیان اس کے رنگین خدوخال میں آگہی کے حسین استعارے جوش مار رہے تھے۔ اس کے مرمریں عارض رنگین رعنائیاں پیش کر رہے تھے اور اس کے جسم کے زاویے اپنے اندر تجسیم کا کمال رکھتے تھے۔ بہرحال اس کا لہکتا مہکتا جسم' اس کا دراز قد و قامت' اس کی جسامت کی زیبائی اسے پُرجمال لمحوں کا سیل بے باک بنائے ہوئے تھا۔

وہ لڑکی آگے بڑھی ایک نشست پر آپ سے آپ آ کر بیٹھ گئی۔ شاید یہ اس کا روزمرہ کا معمول تھا۔ جب وہ بیٹھ گئی تب سارگون نے اسے مخاطب کیا۔

"راہطہ! پہلے میں تمہارا تعارف ان تین اجنبیوں سے کراتا ہوں۔" اس کے بعد سارگون نے راہطہ نام کی اس لڑکی کا تعارف حارث بن حریم' دہیس بن بشرود اور فرسان سے کرا دیا تھا اور ان سے متعلق تھوڑی بہت تفصیل بھی بتا دی تھی۔

راہطہ کے تاثرات سے لگتا تھا جیسے وہ اس تعارف پر بہت خوش ہو' سارگون کے خاموش ہونے پر اس نے فرسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اگر آپ داستان گو ہیں تو پھر آپ........"

راہطہ اپنی سحر انگیز آواز میں مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ رک گئی۔ اس لئے کہ فرسان بول پڑا۔

"اگر تم مجھ سے یہ جاننا چاہتی ہو کہ میں صرف داستان گو ہی ہوں تو ایسا نہیں ہے۔ میں ایک مغنی بھی ہوں اور تم شاید یہ جاننا پسند کرو گی کہ میں دف بجا سکتا ہوں یا نہیں تو سن میری بیٹی! دف بجانے میں مَیں کمال رکھتا ہوں۔ دف کے علاوہ بربط بھی بجا سکتا ہوں۔"

فرسان کے ان الفاظ پر راہطہ اور زیادہ خوش ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

"اگر ایسی بات ہے تو یہاں میرے قریب آ کر بیٹھیں۔ بربط آپ بجائیں گے' دف پر ہاتھ میں خود لگاؤں گی۔" اس کے ساتھ ہی راہطہ اٹھی۔ کمرے کے ایک کونے سے وہ دف اور بربط اٹھا لائی تھی۔

فرسان اپنی جگہ پر اٹھا اور کہنے لگا۔

"میرے پاس اپنا دف بھی ہے۔ اگر تم اسے بجانا چاہو تو بجا سکتی ہو اور اگر تم اپنے ہی دف کو استعمال کرنا چاہتی ہو تو تمہاری مرضی۔" پھر اپنے ایک ہاتھ میں اپنا دف پکڑے فرسان راہطہ کے پہلو میں جا بیٹھا تھا۔ راہطہ نے بربط اٹھا کر اس کی گود میں رکھ دیا تھا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جو نغمہ اس نے الاپنا تھا فرسان سے اس کے متعلق گفتگو کرتی رہی۔ جس کے جواب میں کچھ دیر تک فرسان بربط کی سُریں درست کرتا رہا۔ آہستہ آہستہ بربط نے اپنی صحیح لے پکڑی پھر راحطہ نے اپنی طلسم اور جادو بکھیرتی آواز میں گانا شروع کیا۔ اس کا گیت عربی اور آرامی دونوں ملی جلی زبانوں میں تھا۔ جس کا مفہوم کچھ یوں تھا:

میں اسے سلام کروں جو وقت کے آسمان کی پہنائیوں
اندیشوں کی برکھا رُتوں میں
مرمریں اجسام کے تحفظ کو لا فنا بنا دے
جو سرابوں کے یاس افزا کشف
اندھیروں کی خیرات مانگتے اندھے کالے حوادث میں
رس، روشنی، خوشبو بن کر اتر جائے
میں اسے سلام کروں جو انتشارِ منزل میں بھٹکتی
شب کی اداسیوں
غم کی دیوداسیوں میں
مقدس عزائم بھرے صحیفے اتار دے
میں اس کو سلام کروں
جو نئی مسافتوں کی سوچوں میں گم کرنے والے
نحیف کاندھوں کو مشق ستم بنانے والے
بدن کے بوجھ سے بے زار کر دینے والے ماحول کے اندر
کونپلوں سے گداز جذبوں
اور چاہتوں بھری صداؤں کی طرح نمودار ہو
مجھے اس کی تلاش ہے
جو فضاؤں میں خوابوں کی خوشبو
کرنوں میں گلوں کا تبسم
صبح بہار میں سبک خرامی
ہواؤں میں عطر بیزی
ہر نگار خانے میں خوشیاں
اور زندگی کے ہر پیراہن میں چاہت کے سکے بھر کے رکھ دے

مجھے اس کی تلاش ہے
جس کے لئے الفاظ کتابیں چھوڑ کر
تتلیاں اپنے مامن ترک کر کے
مانوس عکس اپنی تجسیم چھوڑ کر
فتح مندی کے زمزمے اپنے راگ سے نکل کر
غلاموں کے قافلے، گداگروں کے گروہ
دانش مندی اور مردم شناسی سے ہمکنار ہو کر
اس کے پیچھے اس کے تعاقب میں لگ جائیں
مجھے اس کی تلاش ہے
جو مرگ ظلمت، صبح کاذب
زندان کی تاریکی، قفس کی اداسیوں کو
اعلیٰ آدرشوں کے درخشاں لمحوں
اور نگر نگر پھیلتی مہک میں تبدیل کر دے
جو تصورات کے جزیروں سے نکل کر
احساس کی شہہ نشینوں پر نزول کرے
جو قطرہ شبنم کی لمحوں کی سی زیست کو صدیوں میں بدل دے
جو خواہشوں کی کالی دیویوں کو لات مار کر
اُڑتے لمحوں کو خوشبو بنا کر رگوں میں اتار دے
جو گم روشنیوں کے نشانات کو
آفتابِ جہاں تاب کی طرح ڈھونڈ نکالے
جو حرمت انسان کو مقصودِ نظر بنا دے
جو تخلیق کی قدرتوں کا شاہکار بن کر نمودار ہو
ایسے نوجوان کو
میں نے کوچہ و بازار، دشت و بیابان
آبادیوں کے رنگ و آہنگ
حوادث کی تیز لہروں میں تلاش کیا
ایسے نوجوان کو میں نے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
خوبصورت لوگوں کی محفل ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

غلاموں کے غولوں
قاتلوں کے قبیلوں
زیست کی دھوپ چھاؤں میں ڈھونڈا
ایسے نوجوان کو میں نے
عرفان کی آگہی کے دھیان
ہر اسفل و عالی
وقت کے نالوں کے کشفِ باطن
صدیوں کی تیرگی کے غبار
اور قدم قدم اندھیروں کی لہروں میں کھوجا
لیکن وہ مجھے نہ ملا
اگر ایسے نوجوان کا کوئی وجود ہوتا
تو میں اس کے ذہن کے اوطاقوں
اس کی خواہشوں کی روشنیوں
اس کے دل کے آلودہ احساسات
اس کے شعورِ سماعت
اس کی روح کی گہری نیلی گہرائیوں
اس کی چاہتوں کی صداؤں میں اتر کر
اپنے مضطرب و سرگرداں ضمیر کو آسودہ اور مطمئن کر لیتی

اتنا کہنے کے بعد راہطہ نام کی اس مغنیہ نے گانا بند کر دیا تھا۔ اس کے ہاتھ بھی دف پر رک گئے تھے۔ بربط پر کھیلتی فرسان کی انگلیاں بھی تھم گئی تھیں۔ راہطہ نام کی اس لڑکی نے قصر کے اس کمرے کے اندر اپنی آواز سے ایسا سماں باندھ دیا تھا جیسے ارغوان کی طرح نغمہ سرا روحوں نے بربط کے ارتعاش پر زندگی کا رسیلا پن چار سُو کف اڑاتی موجوں کی طرح پھیلا دیا ہو۔ جب وہ مغنیہ خاموش ہوئی تب بڑے اعتماد اور اشتیاق میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے حارث بن حریم نے اسے مخاطب کیا۔

"اے مغنیہ! میں حقیقت کی تعریف کرتے ہوئے بخل سے کام نہیں لیتا۔ تیری ادائیگی میں چھپی ہوئی ایک انوکھی شگفتگی ہے' تیری آواز میں فطرت کی پُراسرار قوتیں پنہاں ہیں۔ تیری آواز کا رس کوہستانی جھرنوں کے گیتوں اور خواب انگیز ابدی نغموں کی

طرح ویران کھنڈروں کو بشاشت آمیز شائستگی' جلتے ہوئے اداس موسموں کو شیر گرم سکون اور حیوانی طلب کو ذہنی رفعت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ایمان کی بات ہے یہاں میں اجنبی ہوں اور خدا گواہ ہے اگر میں اجنبی نہ ہوتا تو جس طرح تم نے گانا گا کر اس ماحول کو مسحور کر دیا ہے میں تجھے اس قدر نوازتا کہ تُو خوش ہو جاتی۔

مغنیہ! میں یہ بھی کہوں گا کہ جہاں تیری ذات نسوانیت کا ایک وقار ہے وہاں تیری آواز شباب کی امنگوں کا سرور اور تیرے گانے کا انداز مسرتوں کی جستجو کا ہے۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ پر بڑے موہ لینے والے انداز میں راہطہ مسکرا رہی تھی۔ اس موقع پر سارگون نے اپنے بیٹے سناخریب کو مخاطب کیا۔

"سناخریب میرے بیٹے! حارث بن حریم اب اس قصر کے کمرے میں اجنبی نہیں ہے' میں اسے اپنے لشکریوں میں سالار مقرر کر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جو دو مہمات میں سر کرنے کی شرط اس کے لئے لگا چکا ہوں ان دونوں مہمات میں یہ خوب فوزمند ہو کے نکلے گا۔ اس کے آگے نقدی رکھ دو یہ جس قدر نقدی چاہے راہطہ کو دے سکتا ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں۔"

سناخریب اپنی جگہ سے اٹھنے والا ہی تھا کہ راہطہ نے اسے روک دیا پھر سارگون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"مالک! آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اجنبی نے جو میری ذات' میری آواز' میری گائیکی کی تعریف کے لئے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ مجھے اس کی طرف سے کسی نقدی کی ضرورت نہیں۔" پھر راہطہ نے حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اجنبی! جو الفاظ تم نے استعمال کئے ہیں وہ نقدی سے زیادہ گراں ہیں۔ اب میں تم سے ایک التجا کرتی ہوں کہ یہ جو فرسان میرے پاس بیٹھا ہے تھوڑی دیر پہلے مجھے بیٹی کہہ کر پکار چکا ہے' کیا میں اسے اپنے ساتھ رکھ سکتی ہوں؟ جب اس نے مجھے بیٹی کہا ہے' میں اسے اپنے ساتھ باپ کی حیثیت سے رکھوں گی۔ یہاں کے لوگ جانتے ہیں' میں اکیلی ہوں۔ قصر کے علاوہ میں کہیں گاتی بھی نہیں ہوں' میں دو وجوہات کی بنا پر اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں۔ اول یہ کہ اس نے مجھے بیٹی کہہ دیا ہے۔ دوم یہ کہ یہ ایک بہترین بربط نواز ہے۔ دف بھی اچھا ہی بجاتا ہو گا۔ اس بنا پر میں چاہتی ہوں' یہ میرے ساتھ رہے۔"

حارث بن حریم منہ سے کچھ نہ بولا۔ سوالیہ سے انداز میں وہ دبیس بن بشرود کی

طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس موقع پر دبیس بن بشرود بول پڑا۔

"مغنیہ! فرسان میرا چچا ہے۔ تم خود اس سے بات کرو اگر یہ تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے تو اپنی زندگی کے بقایا دن آشوریوں کے لشکر میں گزار دینے ہیں۔"

دبیس بن بشرود کے ان الفاظ پر راحطہ بڑے غور سے فرسان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ فرسان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑے شفقت بھرے انداز میں راحطہ کے سر پر رکھا اور کہنے لگا۔

"سن بیٹی! میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور ایسے ہی تیرے ساتھ رہوں گا جیسے ایک باپ اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا ہے۔ اب ہم دونوں باپ بیٹی اکٹھے رہیں گے۔ قصر میں اکٹھے ہی آیا کریں گے۔ دیکھ مجھے امید ہے جہاں میں تم سے بہت کچھ سیکھوں گا وہاں تجھے بھی مجھ سے سیکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔" اس کے ساتھ ہی راحطہ اٹھ کھڑی ہوئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرسان بھی اٹھ کھڑا ہوا پھر راحطہ فرسان کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے گئی تھی۔

سارگون بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے کہنے پر سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

حارث بن حریم نے اپنے خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ رابطہ قائم کیا۔ اس کے قبیلے کے جو لوگ تیغ زنی کے ماہر تھے انہیں اس نے آشوریوں کے لشکر میں شامل کر لیا۔ قبیلے کے باقی لوگ سارگون کے نئے تعمیر ہونے والے شہر میں کام کرنے لگے تھے۔ اس طرح دن تیزی سے گزرنے لگے تھے۔

☆------☆------☆

اپنے حصے کے لشکر کو اپنے طور پر تربیت دینے اور انہیں اپنے جنگی مزاج کے مطابق ڈھالنے کے بعد سارگون کے حکم پر اس لشکر کو لے کر حارث بن حریم نکلا۔ ایک نائب کی حیثیت سے دبیس بن بشرود اس کے ساتھ تھا۔ نینوا سے روانہ ہوتے وقت حارث بن حریم نے اپنے خانہ بدوش قبیلے کے کچھ لوگوں کو ان کلدانیوں کی تلاش میں بھی روانہ کیا تھا جو اس کے قبیلے پر حملہ آور ہو کر قتل کا باعث بنے تھے اور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سارگون کے حکم پر حارث بن حریم کو شمال مغرب اور شمال مشرق کی دو اقوام پر حملہ

آور ہونے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ شمال مشرق میں حوری اور شمال مغرب میں حتی تھے۔

جہاں تک حوریوں کا تعلق ہے تو یہ بہت عرصہ پہلے کچھ عرب قبائل میں بھی شامل تھے۔ غالب خیال ہے کہ یہ بھی سامی عرب ہی تھے لیکن مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ ایک غیر سامی گروہ تھا اور کچھ مؤرخین کہتے ہیں کہ ان کا تعلق ہندی یورپی گروہ سے بھی تھا۔ بہرحال اب تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ یہ لوگ کون تھے۔

طاقت اور قوت پکڑنے کے بعد ان حوریوں کا اصل وطن جھیل ارومیہ اور کوہستان زاگروس کے درمیان تھا۔ اٹھارویں صدی قبل مسیح کے اواخر میں انہوں نے دوآبہ دجلہ و فرات کے شمالی حصے پر حملہ کیا اور وہاں جم کر بیٹھ گئے۔ پھر شمالی شام کی طرف بڑھنے لگے اور مشرقِ قریب میں انہوں نے زبردست سلطنت قائم کی۔ ان کے زور پکڑنے سے پہلے عربوں کے آموری قبائل پہلے سے شام کے اس حصے میں موجود تھے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حوریوں کی آمد کا تعلق غالباً اسی حرکت عام سے ہے جس نے ہندی ایرانی گروہوں کو ایران اور ہندوستان پہنچایا اور کاشیوں کو زاگروس سے بابل کی طرف بڑھنے پر مجبور کیا۔

حوریوں کا بادشاہ ان دنوں ارزا تھا۔ حوریوں کی اس سلطنت کا نام آرارتو تھا اور ان کے مرکزی شہر کا نام مساتیر تھا۔ حوریوں کے بادشاہ ارزا نے اپنے بیٹے خالدی کو اپنا نائب السلطنت مقرر کر رکھا تھا۔ حوریوں کے بڑے بتوں کے نام متھرا' اردنا اور اندرا تھے۔ انہی بتوں کے ناموں کو دیکھتے ہوئے مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ ایک غیر سامی گروہ تھا۔ کیونکہ ان بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا ہندوستان میں بھی ہوتی تھی۔

یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کرتل عمارنہ کے مقام پر حوریوں کی جو مٹی کی پکائی ہوئی لوحیں ملی ہیں ان میں جو ان کے احوال درج ہیں وہ اکادی زبان میں بھی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حوریوں کا بھی تعلق کسی نہ کسی طور پر سامیوں سے ہی تھا لیکن بعض مؤرخین اس خیال کو رد کرتے ہیں کہ ان دنوں اکادی زبان ایک بین الاقوامی زبان سمجھی جاتی تھی۔

حوریوں کی اصل زبان کو اب تک پڑھ کر اس کا مطلب نہیں نکالا جا سکا۔ مؤرخین یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ اس زبان کا تعلق نہ سامی گروہ سے ہے اور نہ ہندی یورپی زبانوں سے۔ حوریوں سے متعلق جو ابتدائی دستاویزات اب تک ملی ہیں وہ چھ تختیاں ہیں جو ماری اور الالخ کے مقام سے دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ مقام موجودہ انطاکیہ کے نواح میں واقع ہیں۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حوریوں سے متعلق جو لوحیں بوغاز کوئی اور راس الشمرہ سے ملی ہیں یہ تختیاں مؤرخین کے مطابق چار سو سال پیشتر کی ہیں۔ یہ تختیاں بھی زیادہ تر اکادی زبان ہی میں ہیں۔ کہیں کہیں حوری الفاظ بھی بیان کئے گئے ہیں اور اکادی متن کو سامنے رکھ کر علماء ان لوحوں کا مطلب نکالنے میں مصروف ہیں۔ حوریوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آشوریوں کے لئے وہ جسمانی خدوخال میراث میں چھوڑے جن کی وجہ سے آشوری اپنی سامی برادری کے جنوبی لوگوں یعنی بابلیوں سے ممتاز رہے۔ جن سامی خدوخال کو یہودیوں سے خصوصاً منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل حتی اور حوری خدوخال ہیں۔ جب حتیوں نے حوریوں کی سلطنت کو تسخیر کرنا شروع کیا تو حوری حتیوں کی مبہم اصطلاح میں شامل کر لئے گئے۔ مشرقی شام میں حوریوں کے جو باقیات تھے انہیں آرامیوں نے اپنے اندر جذب کر لیا۔ لبنان میں زہرہ کے نزدیک فرزن نام کا ایک گاؤں ہے جس میں ایک پرانا لفظ بدل مشہور ہے جو راس الشمرہ کی دستاویزات میں بھی آیا ہے۔ اس کے معنی لوح کے ہیں۔ بشریات کے ماہروں نے جو تحقیقات اب تک کی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لبنان میں انسانیت کے جو نمونے حاصل ہوئے ہیں ان پر حوریوں کا غلبہ ہے۔

جس قوم پر حملہ آور ہونے کے لئے حارث بن حریم کو روانہ کیا گیا تھا نینوا کی سرزمینوں کے شمال مغرب میں وہ حتی تھے۔ حتیوں کے جو خدوخال یادگاروں میں محفوظ ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل حوریوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ اصلاً اناطولیہ کے اس علاقے سے تھے جسے دریائے ہلس کا علاقہ کہنا چاہئے۔ حتی اپنے وطن کا نام ختی بتاتے تھے اور ان کے دارالحکومت کا نام ختوشاش یعنی حتیوں کا شہر ہوا کرتا تھا۔ آج کل اسے بوغاز کوئی کہتے ہیں۔ جو موجودہ شہر انقرہ سے نوے میل مشرق میں واقع ہے۔

حتیوں کا انگریزی نام دراصل عبرانی سے لیا گیا ہے۔ شروع شروع میں جب حتیوں نے تاریخ کے اسٹیج پر نمودار ہونا شروع کیا تو اس وقت ان کا مرکزی شہر کشار تھا۔ اس شہر کا سراغ ابھی تک نہیں لگایا جا سکا۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ ہندی یورپی فاتحین اور اناطولیہ کے اصل باشندوں کی آمیزش سے ایشیائے کوچک کے حتی پیدا ہوئے ان کے چہرے کا نقشہ ابھری ہوئی ناک ذرا پیچھے کی طرف ہٹی ہوئی پیشانی' ٹھوڑی ویسے ہی تھی جیسے کہ اصل باشندوں کی تھی۔ مشرقی اناطولیہ کے باشندوں اور ارمنوں میں اب بھی یہ ناک نقشہ پایا جاتا ہے۔

حتی سب سے پہلے 1595ق م میں تاریخ کے اسٹیج پر نمودار ہوئے۔ جب انہوں

نے بابل شہر پر حملہ آور ہو کر اس شہر کو لوٹا اور وہاں کے حکمران خاندان کا خاتمہ کر دیا اس خاندان کا تعلق تاریخ کے مشہور حکمران حمورابی سے تھا۔

بابل سے نکل کر حتیوں نے موجودہ حلب شہر کو بھی فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر ڈالا۔ حلب کے باشندوں کو انہوں نے قید کیا اور حلب کے سب سے بڑے دیوتا حدد اور دوسرے سامی دیوتاؤں کو مالِ غنیمت کے طور پر اپنے مرکزی شہر ختوشاش لے گئے۔

حتیوں نے اپنے بادشاہ شوبیلولیوما کے عہد میں انتہادرجہ کا عروج حاصل کیا یہ بادشاہ لگ بھگ 1400ق م گزرا۔ اس کے دور میں حتیوں کی سلطنت کو کمال حاصل تھا۔ حتیوں کے اس بادشاہ نے شمالی شام میں مستقل قدم گاہ کا بندوبست کیا اور اس نے ایسی حیثیت اختیار کر لی کہ مصر کے فرعونوں سے جبلہ کے جنوب تک کا علاقہ چھین لیا۔ اس بادشاہ کی حکومت کے آخری دور میں حتی سلطنت مغربی ایشیا کی نہایت قوی اور طاقتور سلطنت بن چکی تھی۔ یہاں تک کہ ہکسوس عرب حوری سب اس سلطنت میں شامل ہو چکے تھے۔

بادشاہ شوبیلولیوما نے صرف جنگی قوت کے استعمال کو اپنا مدار نہ بنایا بلکہ حسنِ تدبیر سے کام لیتا رہا۔ مثلاً ایشیائی ملکوں کو مصر کے خلاف بغاوت پر اکساتا رہا۔ اغاریہ کے امیر کو اس نے فرعون کا حلیف ہونے سے علیحدہ کیا۔ ان تدبیروں سے اسے پوری کامیابی ہوئی۔ اس نے اس دور کے ۱۰ بری عرب قبائل کے امیر عبد حشرطہ اور اس کے بیٹے عزیرو کو اپنے معاون کے طور پر استعمال کیا اور ان کے تعاون سے بحیرہ روم کے فونیقی ساحلوں کو اس نے تسخیر کیا۔

حتیوں کا فلسطین کے رہنے والوں سے بھی خاصا گہرا تعلق رہا تھا۔ گو فلسطین کبھی حتی سلطنت میں شامل نہ ہوا تھا' تاہم وہاں حتی عناصر کی خاصی کثرت تھی۔

توریت میں حتی اصطلاح فلسطین کے ان تمام غیر سامی باشندوں کے لئے استعمال کی جاتی تھی جو عبرانیوں کی فتح و تسلط سے پہلے وہاں موجود تھے۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ فلسطین کی آبادی میں حتی عناصر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھے۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا جاتا ہے کہ موجودہ شہر حبرون حتیوں کا ہی شہر تھا۔

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بھائی عیسو کی بیویاں حتی تھیں۔ اس کے علاوہ بنی اسرائیل نے حتی عورتوں سے ازدواجی تعلقات پیدا کئے۔ آثار قدیمہ میں چودھویں صدی ق م کے جن نوادرات کا سراغ ملا ہے۔ نیز جو مہر اور ہتھیار ملے ہیں ان سے حتی اثرات کا واضح

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ثبوت ملتا ہے اور اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حرم میں بھی حتی خواتین موجود تھیں۔

حزقی ایل کی کتاب میں بے وفا یروشلم شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

"اے یروشلم تیرا باپ آموری اور تیری ماں حتی تھی۔"

حتیوں کے حالات ان مٹی کی لوحوں سے ملتے ہیں جو 1906ء اور 1912ء تک بوغازکوئی سے برآمد ہوئے۔ ان لوحوں کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ جو حتی حکمرانوں نے شاہی محافظ خانے کے طور پر 1300 ق م کے آس پاس جمع کی تھیں۔ ان تختیوں اور لوحوں میں مسماری خط استعمال کیا گیا ہے۔ جسے پڑھنے میں ایک چیک عالم کامیاب ہو چکا ہے اور حتیوں سے متعلق معلومات کا سب سے بڑا ذخیرہ یہی لوحیں ہی ہیں۔

حتی تصویریں اور قطعات پتھر کی چٹانوں پر بھی کندہ کرتے تھے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ ایک سطر دائیں سے بائیں جانب تو دوسری سطر بائیں سے دائیں جانب ہوتی تھی۔ اسے مسماری رسم الخط کہا جاتا تھا اور موجودہ عالم اسے پڑھنے میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ موجودہ شام میں تین مقامات ہیں جہاں ان کے تصویری کتبات والی یادگاریں ملتی ہیں۔ ایک کرکیش یعنی موجودہ جرابلس' دوسرا حلب اور تیسرا حمات۔ کرکیش سے چوبیس سنگی کتبات حاصل ہوئے ہیں۔ جو اب برطانوی عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔ حمات سے صرف چار کتبات اور باقی حلب سے لوحیں ملی ہیں اور یہ بھی مختلف یورپی عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ حتیوں کے مذہب کے متعلق کچھ زیادہ معلومات اب تک حاصل نہیں ہوئیں۔ بہرحال مظاہر پرستی ان میں عام تھی۔ جو اپنی ابتدائی شکل میں بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ چشموں' دریاؤں' درختوں' پہاڑوں کو مقدس سمجھا جاتا تھا۔ دیوتاؤں میں ان کا سب سے بڑا دیوتا تیشوب تھا جو آندھیوں اور جھکڑوں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا اس کو وہ اپنا قومی دیوتا خیال کرتے تھے۔

قدیم شامیوں کا حدد نام کا دیوتا حتیوں کے تیشوب دیوتا سے کافی حد تک ملتا جلتا تھا۔ گو عشتار دیوی عربوں کی دیوی تھی لیکن اس کی پوجا پاٹ حتیوں کے ہاں بھی ہوتی تھی۔ اس لئے کہ تیشوب کے ساتھ جو دیوی نمودار ہوئی ہے وہ بالکل عشتار جیسی ہی ہے۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ جس طرح شام میں تموز اور عشتار مغرب میں ایڈونیس اور وینس اور ایشیائے کوچک میں عتیس اور سیبل کی پوجا اور پرستش کی جاتی تھی اسی طرح حتیوں میں تیشوب اور عشتار کی پرستش کی جاتی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حتی اپنے تیشوب دیوتا کو یوں پیش کرتے تھے کہ ایک آدمی سانڈ پر کھڑا ہوتا اور اس نے ہاتھ میں بجلی پکڑ رکھی ہوتی تھی۔ ان کی سب سے طاقتور معبود سورج دیوی تھی۔ جو جنگ کی دیوی بن گئی اور اس نے زمین کی دیوی کی بھی کچھ صفات حتیوں کے ہاں حاصل کر لی تھیں۔ دیوتاؤں کا لباس جیسا کہ پرانی ملنے والی یادگاروں سے ملتا ہے۔ عموماً گھٹنوں سے اوپر کرتہ ہوتا اوپر مخروطی شکل کی ٹوپی ہوتی۔ دیویوں کو بہت لمبے کرتے پہنائے جاتے اور ان کے سروں پر بلند ٹوپیاں رکھی جاتی تھیں۔ جوتے نوکدار ہوتے اور ان کا اگلا حصہ اوپر کو اٹھا ہوا ہوتا تھا۔ یہ چیز دیوتاؤں اور دیویوں میں مشترک دیکھی گئی ہے۔

حتیوں نے جب شامیوں' مصریوں اور آشوریوں سے تعلقات پیدا کر لئے اور ان سے ملنا جلنا ہوا تو انہوں نے ان قوموں کے بھی دیوتاؤں کو اپنا لیا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ حتیوں کے ہاں عورت کی زیادہ قدر و منزلت تھی۔ حتیوں کے دارالاصنام میں دیویوں کو نمایاں حیثیت دی گئی تھی۔

جس دور میں آشوری' حوریوں اور حتیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے تھے اس دور میں حتی تین حصوں میں بٹے ہوئے تھے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ ان کی تین سلطنتیں تھیں۔ ایک سلطنت کا مرکزی شہر حلب اور دوسری کا حمات تھا اور یہ دونوں حتی سلطنتیں آشوریوں کی باج گذار ہو چکی تھیں۔ باقی تیسری حتی ریاست رہتی تھی جس کا مرکزی شہر کرکیش تھا اور یہ آشوریوں سے لڑنے پر آمادہ تھے اور کسی بھی صورت ان کے سامنے سر خم کرنے کو تیار نہ تھے اور اسی کے خلاف آشوریوں کو حرکت میں آنا تھا۔

☆------☆------☆

اب حارث بن حریم کے سامنے دو مہمات تھیں۔ ایک حوریوں کے بادشاہ ارزا کے خلاف دوسری حتیوں کی ریاست کرکیش کے حکمرانوں کے خلاف تھی۔

نینوا شہر سے نکل کر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بڑی تیزی کے ساتھ اپنے لشکر کے ساتھ شمال مشرق کے رخ پر جھیل ارومیہ کی طرف بڑھے تھے۔

دوسری جانب حوریوں کے بادشاہ ارزا کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ آشوریوں کا ایک لشکر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ لہٰذا وہ بھی اپنے مرکزی شہر مساسر سے نکلا اور کھلے میدانوں کے اندر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کی راہ روک کھڑا ہوا تھا۔

دونوں لشکروں نے دم لئے بغیر اپنی اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

حارث بن حریم نے اپنے لشکر کو صرف دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک اس نے اپنے پاس دوسرا دبیس بن بشرود کی سرکردگی میں دیا تھا۔ یہ وہ لشکر تھا جس میں حارث کے خانہ بدوش قبیلے کے جوان بھی شامل تھے اور جنہیں وہ لگاتار ایک ماہ سے بھی زائد تک عسکری تربیت دیتا رہا تھا۔ اب لشکر کا وہ حصہ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے خاصا مانوس ہو چکا تھا۔

ادھر حوریوں کے بادشاہ ارزا نے بھی اپنے لشکر کو دو ہی حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا' دوسرا حصہ اس نے اپنے بیٹے حالدی کی سرکردگی میں دیا تھا
جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تب ایک بار آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے حارث بن حریم نے اپنے خداوند قدوس کی واحدانیت اور اس کی کبریائی کی تکبیریں زوردار انداز میں بلند کیں پھر اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور حوریوں پر چہروں کو آزردہ اور تخیل کی اڑانوں کو خستہ و ماندہ کر دینے والے بے کراں آرزو کے سرسام' خبیث روحوں تک کی فطرت اور موسموں کے مزاجوں کو بدل دینے والے عناصر اور سربستہ رازوں کی رمز حسن تک میں بے کراں ماہ و سال کے خونی لمحوں کے سیل بے باک کی طرح داخل ہو جانے والے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے حملوں میں کواڑوں کی چھپی درزوں پر دستک دیتے یخ بگولوں کے زور جیسی جرأت مندی تھی۔ نفرت کی بھڑکتی جوالہ اور راستے کے پیچ وخم درست کر دینے والے قضا و قدر کا سا عزم اور خون کی جل تھل شریانوں میں وحشت بھر دینے والے خوف سی بے باکی اور جاں نثاری تھی۔

حوریوں کے بادشاہ ارزا اور اس کے بیٹے حالدی نے بھی ہر صورت میں آشوریوں کو پسپا کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ لہٰذا حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے حملوں کے جواب میں وہ دونوں باپ بیٹا بھی آشوریوں پر موت کے زاویے بنانے ژولیدہ خوابوں کے طمانچوں' لاشوں کے ٹکڑوں پر اترتے بھوکے خونی گدھوں اور پاگل کر دینے والی انتہائی شدت کی صحرائی پیاس کی تڑپ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

حوریوں کے مرکزی شہر مساسر کے نواحی میدانوں کے اندر دونوں لشکروں کے ٹکرانے کے باعث ہر من کے کورے کاغذ پر زہر کی بوندوں کی لکیریں بننے لگی تھیں۔ تاریخ کے ادھورے صفحات پر کرب کے رنگوں کی تحریریں رقم ہونے لگی تھیں۔ وقت کی سلاخوں میں روحوں کی تن آسانی انگارہ بنتے لہو اور قضا کے پھیلتے دھوئیں سے عبارت

ہونے لگی تھی۔

میدانِ جنگ میں چاروں طرف تنہائی کی تاریکیوں میں اچانک جاگ اٹھنے والی آتش کا شور' چتا کے دھوئیں جیسے خوف اور کنوؤں کی خاموشی میں موت کے ہولناک قہقہوں کا سا خروش اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ چاروں طرف اپنی خونی خواہشوں کو تراشتی قضا رقص کرنے لگی تھی۔

حوریوں کے بادشاہ ارزا اور اس کے بیٹے حالدی نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ آشوریوں کو پسپا کریں لیکن حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے حملے ایسے زوردار اور ایسے جان لیوا تھے کہ ان کی کوئی بھی تدبیر ان کا کوئی بھی حیلہ کارگر ثابت نہ ہوا۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود آہستہ آہستہ اگلی صفوں سے نکلتے ہوئے حوریوں کے وسطی حصے کا رخ کر رہے تھے اور پھر آہستہ آہستہ حوریوں کے لشکر کی صفیں کم ہونا شروع ہو گئی تھیں اور لشکر کے اگلے حصے سے لے کر پشت تک افراتفری اور بے زاری کی ایک لہر سی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ارزا اور اس کے بیٹے حالدی نے آپس میں مشورہ کیا۔ اپنی شکست کو انہوں نے قبول کیا اور اپنے لشکر کے پشتی حصے میں انہوں نے پسپائی کے قرنے بجا دیئے تھے۔ ان قرنوں کی آواز سنتے ہی حوری بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنی پشت پر اپنے مرکزی شہر میں محصور ہو گئے تھے۔

حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے اور مساسر شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا تھا۔

حارث بن حریم نے انتہائی سختی سے شہر کا محاصرہ کیا۔ نہ کسی کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیتا' نہ کسی کو شہر سے باہر نکلنے دیتا۔ اس طرح شہری اس قید تنہائی سے تنگ اور بے زار ہونے لگے۔ پھر ایک روز چند اشخاص پر مشتمل ایک وفد شہر کے جنوبی دروازے سے نکلا ان کے ہاتھ میں سفید رنگ کا جھنڈا تھا۔ شاید وہ صلح پر آمادہ تھے۔

یہ وفد حارث بن حریم کے لشکر میں داخل ہوا۔ آشوری لشکریوں سے پوچھتے ہوئے وفد کے وہ ارکان حارث بن حریم کے خیمے کے سامنے آئے اس وقت حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ وہاں کھڑے تھے۔ آشوری لشکری وفد کے ان ارکان کو ان کے سامنے لائے۔ حارث نے ان کا جائزہ لیا۔ پھر ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

”عزیزو! تم جو اپنے شہر مسامسر سے سفید علم لے کر نکلے ہو تو کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟“

وفد کے ان ارکان کا جو سرکردہ تھا۔ وہ حارث بن حریم سے قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”آشوریوں کے سالار ہمارا بادشاہ ارزا اور اس کا بیٹا حالدی دونوں آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ کھلے میدانوں میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ حوریوں کو شکست دے چکے ہیں۔ ہمارا لشکر اور شہری دونوں محصور ہیں۔ شہر زندگی کی ضروریات سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ لوگ بے زاری اور نفرت کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ ہمارا بادشاہ آپ سے صلح اور آشتی کا خواستگار ہے۔“

حارث بن حریم نے کچھ سوچا پھر وفد کے اس سرکردہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ہم ناحق کسی کا قتل عام نہیں کرنا چاہتے۔ تم ایسا کرو واپس جاؤ اپنے حکمران ارزا اور اس کے بیٹے حالدی کو بھیجو وہ میرے ساتھ گفتگو کریں۔“

آنے والے اس وفد کے سرخیل نے کسی قدر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”وہ خود کیسے یہاں آئیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ جب وہ شہر سے نکلیں گے تو آپ کے لشکری ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کا خاتمہ کر دیں گے۔“

حارث بن حریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

”ایسی کوئی غلط حرکت نہیں کی جائے گی۔ ہم بت پرست نہیں ہیں کہ بات بات پر دھوکہ دیں۔ ہم خدائے واحد کے ماننے والے ہیں اسی کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں جو وعدہ کرتے ہیں اس پر قائم و دائم رہتے ہیں۔ خواہ اس میں ہماری جان کے لالے کیوں نہ پڑ جائیں۔ واپس جاؤ اور اپنے حکمران ارزا اور اس کے بیٹے سے کہو کہ وہ بلا جھجک اسی طرح شہر سے نکلیں جس طرح تم لوگ نکل کر آئے ہو۔ میرے کچھ محافظ دستے شہر پناہ کے جنوبی دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ ان دونوں باپ بیٹا کو بحفاظت میرے پاس لے کر آئیں گے۔ ان سے جا کر کہو کہ وہ اللہ جو زمین اور آسمان کا مالک ہے۔ جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا۔ اس کو بیچ میں گواہ رکھ کر میں انہیں حفاظت اور باتحفظ واپسی کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر میں تم لوگوں سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔“

حارث بن حریم کی اس گفتگو کے جواب میں شاید وفد کے وہ اراکین مطمئن ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ پھر ان کا سرکردہ کہنے لگا۔

”ہم اس ضمانت پر اعتبار کرتے ہیں۔ واپس جاتے ہیں اور اپنے بادشاہ ارزا اور اس کے بیٹے حالدی کو آپ کی طرف روانہ کرتے ہیں۔ آپ وعدے کے مطابق ان دونوں کی حفاظت کے لئے دستے شہر پناہ کے جنوبی دروازے کے قریب کھڑے کر دیں۔“

اس کے ساتھ ہی وفد کے وہ ارکان وہاں سے چلے گئے۔ وعدے کے مطابق ارزا اور اس کے بیٹے حالدی کی حفاظت کے لئے حارث بن حریم نے اپنے لشکر سے چند دستے نکال کر مسامسر شہر کے جنوب میں کھڑے کر دیئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد حوریوں کا بادشاہ ارزا اور اس کا بیٹا حالدی شہر پناہ کے جنوبی دروازے سے نکلے ان کے ساتھ ان کے اپنے حفاظتی دستے بھی تھے۔ پھر ارزا اور ان کے حفاظتی دستوں کے اردگرد حارث بن حریم کے دستوں نے تحفظ کا ایک ہالہ بنا لیا تھا اور انہیں لے کر وہ اپنے لشکر میں آئے اور حارث بن حریم کے خیمے کے باہر آن رکے۔ حارث بن حریم، دمیس بن بشرود اور دوسرے سالاروں نے بہترین انداز میں ارزا اور اس کے بیٹے حالدی کا استقبال کیا۔ حارث بن حریم انہیں اپنے خیمے میں لے گیا۔ ان سے بہترین سلوک کرتے ہوئے نشستوں پر بٹھایا۔ جب دونوں باپ، بیٹا نشستوں پر بیٹھ گئے تب حارث بن حریم نے انہیں مخاطب کیا۔

”میرے عزیزو!............“

حارث بن حریم کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ارزا پہلے ہی بول پڑا اور وہ کہنے لگا۔

”آشوریوں کے سالار! ہم آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ ایسی صلح کہ آنے والے دور میں آشوری اور حوری بغیر کسی جنگ کے اپنے علاقوں میں امن سے رہیں۔“

حارث کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”حوریوں کے عظیم بادشاہ! میں اس صلح کو تیار ہوں لیکن میری کچھ شرائط ہیں۔“

ارزا نے تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھ لیا۔

”کیسی شرائط؟“

”پہلی شرط یہ ہے کہ آپ آشوریوں کو اپنی استطاعت اپنی طاقت کے مطابق جس قدر آسانی سے آپ ادا کر سکیں خراج ادا کریں۔

میری دوسری شرط یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں آپ کبھی بھی حتیوں کے ساتھ مل کر آشوریوں کے مفادات کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لئے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ماضی میں حتی اور حوری دونوں مل کر آشوریوں کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہیں۔ میرے عزیز میں خود آشوریوں میں نووارد و اجنبی ہوں۔ حوریوں اور حتیوں کے خلاف حرکت میں آنا یوں جانو میرے لئے ایک امتحان ہے اور یہی امتحان میرے تابناک مستقبل کا سبب بن سکتا ہے۔ بس میری یہی دو شرائط ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اگر آپ ان دونوں شرائط کو تسلیم کرتے ہیں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آنے والے دور میں حوریوں اور آشوریوں کا ٹکراؤ نہیں ہو گا۔"

ارزا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔

"مجھے آپ کی دونوں شرائط منظور ہیں۔" پھر ارزا نے تھوڑی دیر اپنے بیٹے کے کان میں کھسر پھسر کی جس کے جواب میں حالدی اپنی جگہ سے اٹھا خیمے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ اس کے وہ لشکری تھے جو تحائف اٹھائے ہوئے تھے۔ سارے تحائف انہوں نے حارث بن حریم کے خیمے میں سجا دیئے اور خود وہ باہر نکل گئے تھے۔

ارزا نے پھر حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"یہ جو تحائف آپ کے خیمے میں رکھے گئے ہیں یہ امن اور آشتی کے لئے ہماری طرف سے یوں جانیں پہلا قدم ہے۔ آپ ان تحائف کو قبول کریں۔ میں پہلے ہی آپ کی دونوں شرائط کو قبول کر چکا ہوں۔ اب بتائیں آپ کیا کہتے ہیں؟"

جواب میں حارث بن حریم نے تھوڑی دیر تک دبیس بن بشرود سے کچھ رازداری میں کہا۔ دبیس بن بشرود اٹھ کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور آ کر حارث بن حریم کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ اس کے آنے کے بعد حارث نے پھر ارزا کو مخاطب کیا۔

"ارزا میرے محترم! اب جبکہ آپ نے ہماری شرائط کو قبول کر لیا ہے۔ آپ کے لائے ہوئے تحائف کو بھی ہم قبول کر چکے ہیں۔ تو تھوڑی دیر تک میرے لشکری کھانا لے کر آتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ اس کے بعد میں اور میرے ساتھی دونوں باعزت طور پر آپ کو یہاں سے رخصت کریں گے اور ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے واپس چلے جائیں گے۔"

حارث بن حریم کی اس پیشکش پر ارزا اور حالدی دونوں باپ بیٹا خوش ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس خیمے میں کھانا سجایا گیا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا پھر ارزا اور حالدی دونوں باپ بیٹا اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنے مرکزی شہر مساسر کی طرف چلے گئے تھے۔ جبکہ ان کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ وہاں

سے کوچ کر گیا تھا۔

☆------☆------☆

حوریوں سے نپٹنے اور ان سے اپنی شرائط پر صلح کرنے کے بعد حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کا رخ کیا تھا۔ اب وہ حتیوں کی ریاست کرکیش کے حکمران سے نپٹنا چاہتے تھے۔

یہاں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے ایک فاش غلطی ہوئی۔ جس طرح اپنے راہبروں کی راہنمائی میں انہوں نے نینوا سے حوریوں کے شہر مساسر کی طرف سفر کیا تھا۔ اسی انداز میں انہوں نے حتیوں کا رخ کیا۔ حتیوں کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے لئے انہوں نے اپنے آگے نہ کوئی اپنے نقیب بھجوائے نہ مخبر نہ طلایہ گر اور ان کی اس غلطی کا انہیں اچھا خاصا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

وہ اس طرح کہ جونہی برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے دونوں اپنے لشکر کے ساتھ حتیوں کی سرزمین میں داخل ہوئے حتیوں کا بادشاہ جو ان کی آمد سے پہلے ہی آگاہ تھا' گھات لگائے ہوئے تھا۔ اچانک اپنی گھات سے ہذیانی کیفیت طاری کرتے نفرتوں کے سلگتے سرسام فضاؤں کا ماتم ہواؤں کا نوحہ گاتی رسوائی اور جبر کی دھوپ کی طرح نمودار ہوا۔ پھر وہ آشوریوں پر ذہن کے اوطاقوں میں خوف کی سیڑھیاں اتارتے زخم خوردہ جھکڑوں اور قتل گاہوں کو اپنا مقروض بناتے نوحہ گر قضا کی اندھی پیوندکاروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

یہاں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کی دوسری بدقسمتی کہ انہوں نے حملہ آور حتیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے میں کچھ وقت لیا۔ اس لئے کہ وہ تو عام حالت میں پیش قدمی کر رہے تھے۔ تاہم اپنی صفوں کو انہوں نے درست کیا اور جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی حتیوں پر ریت کے گھروندے توڑتی ساون رتوں کی برکھا' صدیوں کے صحرا میں زندگی کے آئینوں کو کرچی کرچی ریزہ ریزہ کرتی ہواؤں اور زندگی کے سوگ میں اندھی تعبیریں کھڑی کر دینے والی خونی روایات کی آگ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

لیکن جو نتائج حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود حاصل کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے۔ جتنی دیر تک اپنی صفیں انہوں نے درست کیں اور جارحیت کی ابتدا کی اتنی دیر تک حتیوں نے آشوریوں کی کئی صفیں درہم برہم کرتے ہوئے ان کی سانسوں' جلتی رگوں میں سلگتے صحرا کی لامحدود پیاس بھر کے رکھ دی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آشوریوں کے اندر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

نہ مٹنے والے خیالات کے پھیلتے دائروں اور پھیل پھیل کر نہ ختم ہوتی سوچوں کی لہروں جیسی افراتفری کا ایک عالم برپا ہو گیا تھا۔ زمین اور آسمان کی آنکھ نے دیکھا کہ حتی بڑی تیزی سے آشوریوں پر غالب آتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ صورت حال حارث بن حریم' دبیس بن بشرود دونوں کے لئے ناقابلِ برداشت تھی۔ لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ پسپائی اختیار کرتے ہوئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے حتی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ان دونوں کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یہ پسپائی' یہ شکست کم از کم حارث بن حریم کے لئے ناقابلِ برداشت تھی اس لئے کہ اس مہم میں ناکامی اس کے مستقبل کو تاریک اور کامیابی اس کے لئے آنے والے دنوں کو روشن کر سکتی تھی۔

حتیوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے حارث بن حریم اپنے گھوڑے کو دبیس بن بشرود کے قریب لایا۔ تھوڑی دیر تک بڑے دھیمے لہجے میں اس کے ساتھ مشورہ کیا۔ جسے سن کر دبیس بن بشرود کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اچانک حارث بن حریم اپنے حصے کے لشکر کو لے کر دائیں طرف ہٹا بھاگنے کی رفتار وہی رکھی۔ جبکہ دبیس بن بشرود اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب کو بھاگا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے حتیوں نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ان کا تعاقب جاری رکھنا چاہا۔

لگتا تھا قدرت اب ان کی بدقسمتی کے در کھول رہی تھی۔ اس لئے کہ جس وقت وہ اپنے لشکر کو تعاقب جاری رکھنے کے لئے دو حصوں میں تقسیم کر رہے تھے عین اسی وقت ایک طرف سے حارث بن حریم ان کے پہلو پر نظر نظر ویرانیاں کھڑی کرتی موت و مرگ کی الجھنوں' زخم کی کہکشائیں سجائے ریگ و صرصر کے طوفانوں اور آتی جاتی رتوں کے لمحوں کو زخمی کر دینے والی پاؤں کی زنجیروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ دبیس بن بشرود بھی اپنے کام کی ابتدا کر چکا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی مڑا اور حتیوں کے دوسرے پہلو پر وہ اس طرح حملہ آور ہوا جس طرح ہجرت کے وقت زاروں میں بدگمانی کی صبح کاذب نمودار ہوتی ہے۔ جس طرح پسپا شدہ امیدوں کے اندر مصلحت پرستی کی دلدلیں اپنا رنگ دکھانا شروع ہو جاتی ہیں۔

کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوئی۔ حتی جو اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے میں مصروف تھے جب ان پر دو طرف سے حملہ ہوا تو انہیں سنبھلنے میں کچھ دیر لگی۔ اسی دیر

کے دوران ایک طرف سے حارث بن حریم اور دوسری جانب سے دبیس بن بشرود نے ان کا قتلِ عام کر دیا تھا۔ جب تک حتی سنبھل کر جوابی کارروائی کرتے اس وقت تک دبیس بن بشرود اور حارث بن حریم کی سرکردگی میں آشوریوں نے ان کے لشکر کی خاصی بڑی تعداد کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

حتی جو ایک بار حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کو شکست دینے کے بعد خیالوں کی سنہری کشتیوں اور حیاتِ فردا کے ولولوں اور ساحل کی نرم ہواؤں جیسے مطمئن اور آسودہ تھے۔ اب دونوں کے سامنے ان کی حالت زخم زخم کلیوں' لہو لہو غنچوں اور افسانوں کے ٹوٹے شہپر اور صدائے دل کی شکستگی سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

حتیوں کے بادشاہ نے اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد بھاگ نکلنا چاہا لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے اپنے لشکریوں کو ان کے چاروں طرف پھیلاتے ہوئے ان کا احاطہ کر لیا اور ان کے چاروں طرف ایسا مستحکم و مضبوط حصار بنا دیا جس سے نکلنا اب حتیوں کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔

اس کارروائی کے بعد آشوریوں نے بڑی تیزی سے حتیوں کا قتلِ عام کرنا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ جس قدر حتیوں کا لشکر تھا ان کے بادشاہ سمیت سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس طرح آشوریوں کے ہاتھوں حتیوں کی آخری کرکیش نام کی ریاست کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس ریاست کی ساری حدود کو آشوریوں نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

☆------☆------☆

اپنی دونوں مہموں کو شاندار انداز میں سر کرنے کے بعد حارث بن حریم جب اپنے لشکر کے ساتھ نینوا شہر میں داخل ہوا تو آشوریوں کے بادشاہ سارگون' اس کے بیٹے سناخریب اور پوتے اسارہدون نے آشوریوں کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ بہترین انداز میں اس کا استقبال کیا۔ آشوری عورتیں اس وقت دف بجاتی ہوئی اپنے فاتح لشکر کا استقبال کر رہی تھیں۔ جب شہر کی شاہراہوں پر فاتح لشکر مستقر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں مہموں کی کامیابی کے باعث نینوا شہر ہی نہیں' آشوریوں کی سلطنت میں حارث بن حریم کی عزت اور اس کے وقار کی ایک اعلیٰ پائے کی اساس بن گئی تھی۔ نینوا شہر ہی نہیں اس کے اطراف میں بھی لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے اور سارگون نے جہاں اسے اپنے لشکریوں کا سالار مقرر کیا وہاں اس نے اسے آشوریوں کے اندر وہ عزت اور توقیر دی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

جو شاہی خاندان کو حاصل تھی۔

☆------☆------☆

ادھر ایک روز کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان بابل شہر کے قصر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت اس کے ساتھ اس کی بیوی ردیان کے علاوہ دونوں بیٹیاں طبیرہ اور قندل بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ شہر کے کچھ سرکردہ لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ اس کے علاوہ لشکریوں کے سالار اور مردک بلدان کے قریبی عزیز بھی وہاں موجود تھے۔

ان عزیزوں میں سب سے زیادہ اہمیت ایک نوجوان کناس اور کچھ بڑی عمر کے شخص سروب کی تھی۔

کناس وہ نوجوان تھا جس کا تعلق کلدانیوں کے شاہی خاندان سے تھا۔ مردک بلدان کا دور کا رشتہ دار تھا اور مردک بلدان کی حسین و خوبصورت بیٹی قندل دل کی گہرائیوں سے اسے چاہتی تھی اس سے محبت کرتی تھی۔

جہاں تک بڑی عمر کے شخص سروب کا تعلق تھا وہ کلدانیوں کے ایک طاقتور قبیلے کا سردار تھا اور حالات کی بدقسمتی یہ کہ جس طرح والہانہ انداز میں قندل کناس نام کے نوجوان کو پسند کرتی تھی اس سے کہیں بڑھ کر والہانہ انداز میں سروب قندل کو چاہتا تھا اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے پر تلا ہوا تھا۔

مردک بلدان' اس کی بیوی ردیان اور بڑی بیٹی طبیرہ جانتی تھی کہ محبت کی یہ مثلث زیادہ عرصہ چل نہیں سکے گی انہیں یقین تھا کہ جب قندل کی شادی کناس سے کر دی جائے گی تب محبت کا وہ بھوت جو سروب کے سر پر سوار تھا آپ سے آپ اتر جائے گا لیکن قدرت شاید اس معاملے میں کوئی انتہائی سمت کے فیصلے کئے ہوئے تھے۔

اس وقت جبکہ سب لوگ مردک بلدان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے' مردک بلدان نے سب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"میں نے تم لوگوں کو ایک خاص مقصد کے لئے یہاں جمع کیا ہے۔ تم لوگ اس نوجوان کو تو اچھی طرح جانتے ہو گے جس کا نام حارث بن حریم تھا۔ اس کا تعلق آموریوں کے ایک خانہ بدوش قبیلے سے تھا اور دریقین میں ہمارے مردوک کے بت کو توڑنے کے جرم میں اسے یہاں بابل میں لایا گیا تھا اور بڑے پجاری زولاب نے اسے موت کے میدان میں درندوں کے سامنے کھڑا کر دینے کی سزا سنا دی تھی۔

لیکن وہ ایسا ہولناک نوجوان نکلا کہ اس نے موت کے میدان میں نر اور مادہ دونوں

شیروں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا اور جو وعدہ ہم نے اس سے کیا تھا' اس کے مطابق اپنی جان بچا کر نکلا۔

اس کو ہماری بدقسمتی جانو کہ جس وقت اس نے شیروں کا خاتمہ کر دیا میں نے اسے اپنے لشکر میں سپہ سالاری کے عہدے کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ ہماری مزید بدقسمتی کہ جس وقت وہ بابل شہر سے نکل کر شمال کی طرف روانہ ہوا میری بیٹی کے کہنے پر بڑے پجاری نے اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے پیچھے کچھ مسلح جوان لگائے لیکن اس نے ان مسلح جوانوں کا بھی خاتمہ کر دیا اور خود بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اب جو ہمارے طلایہ گردوں نے نئی خبر ہم تک پہنچائی ہے وہ یہ ہے کہ حارث بن حریم نام کا وہ نوجوان یہاں سے نکلنے کے بعد نینوا پہنچا۔ آشوریوں کے وہ سفیر جو ہمارے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ ہمارے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے ساتھ ہم آشوریوں کے بڑے دیوتا آشور کو بھی جگہ دیں۔ وہ سفیر اس نوجوان کو نینوا شہر لے گئے اور اس کی پوری روداد اپنے بادشاہ سارگون سے کہہ دی۔

سارگون اس کے حالات جان کر بڑا خوش ہوا اور اسے دو مہمیں سونپیں اور یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر وہ دونوں مہموں میں کامیاب رہا تو اسے لشکریوں میں سالار کا سب سے بڑا عہدہ دیا جائے گا۔

ان دونوں مہموں میں سے ایک حوریوں پر حملہ آور ہونے کی مہم تھی۔ دوسری مہم حتیوں کے خلاف تھی۔ اس نوجوان کی خوش قسمتی اور نیک بختی دیکھئے کہ اپنی دونوں مہموں میں وہ بہترین انداز میں کامیاب ہوا اور اب وہ نینوا شہر میں آشوریوں کا سالار ہے۔

ہم نے چونکہ آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی اس خواہش کو رد کر دیا تھا کہ مردوک کے ساتھ ان کے دیوتا آشور کو بھی رکھا جائے تو اب میرا اندازہ ہے کہ آشوری ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اور اس حملے میں وہ اپنے نئے سالار کو جسے ہم نے یہاں سے بے عزت کر کے نکالا ہے اور جس کا نام حارث بن حریم ہے' اسے استعمال کریں گے۔"

مردک بلدان جب خاموش ہوا تب اس کی بیٹی قندل نے بڑی ناپسندیدگی اور انتہائی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے میرے باپ! اگر ہمارے خلاف آشوری اس نوجوان کو استعمال کر لیں گے تو پھر آشوری اور وہ نوجوان ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مردک بلدان نے ایک شفقت بھری نگاہ اپنی بیٹی قندل پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"مجھے آشوریوں کے حملہ آور ہونے کا خوف اور ڈر نہیں۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ ہم نے اس نوجوان کو گنوا دیا جو انتہائی قیمتی تھا اور جس سے ہم بہت کام لے سکتے تھے۔ وہی کام اب اس سے آشوری لیں گے۔

بیٹی! وہ نوجوان جسے ہم نے موت کے میدان میں کھڑا کیا' جو وہاں سرخرو ہوا۔ جس کے پیچھے ہم نے مسلح جوان لگائے' جنہیں اس نے قتل کر دیا۔ وہ ایسے نوجوانوں میں سے ہے جو رات کی چادر پر پچھلی صبح کی طرح نمودار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بجے ہوئے جسم کے نوجوان ہولناک آواز کا بدن بن کر آگ کے اندر بھی پڑاؤ کر لیتے ہیں۔ آنکھوں کو چکا چوند کرتی روشنی کی طرح وہ سناٹوں میں بجھے چراغوں کو حوصلہ دینے کا ہنر بھی جانتے ہیں اور اپنے ایک آنسو کی قیمت پر دشمن کے لشکر کو لہو لہو کر دینے کی ہمت اور جرأت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے نوجوان صدیوں کے بجھے چراغوں کو روشن' سناٹوں کو آوازوں میں ڈھالنے اور زخم پر تفریط کے ٹانکے لگانے کی صناعی بھی جانتے ہیں۔ مجھے اس بات کا بے حد صدمہ اور افسوس ہے کہ اس سے ہم نے کام نہ لیا اور وہ ہمارے دشمنوں کی شہ نشین پر جا بیٹھا"۔ مردک بلدان جب خاموش ہوا۔ تب اس کی بیٹی قندل پہلے بھی زیادہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسے اپنے لشکر میں شامل کرتے تب بھی میں اس کی مخالفت کرتی۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے سب سے بڑے دیوتا مردوک کا بت توڑا تھا۔ اسے ہمیں درندوں کے آگے نہیں ڈالنا چاہئے تھا بلکہ اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ ہمارے مردوک کا بت توڑنے والا ہے۔ تو اسی وقت ہمیں اس کی گردن کاٹ دینی چاہئے تھی۔"

قندل جب خاموش ہوئی تو کناس نام کا وہ نوجوان جسے قندل چاہتی تھی' بول پڑا۔

"قندل ٹھیک کہتی ہے۔ ہمیں اس نوجوان کو یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہی نہیں دینی چاہئے تھی۔ اب جبکہ وہ چلا گیا ہے تو ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آشوری ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کریں گے اور یہ بھی یاد رکھئے گا جو قوم ہوا بوئے گی' بگولے کاٹے گی۔ اگر وہ چنگاری بن کر ہم پر وارد ہونے کی کوشش کریں گے تو ہم آگ کا الاؤ بن کر ان پر وارد ہو جائیں گے۔ یہ بھی جان رکھئے کہ مٹی کو جب بھوک لگتی ہے تو قبر بنتی ہے۔ آشوریوں کی جب تباہی آئے گی تو وہ ہمارا رخ

کریں گے۔ جس نوجوان کی تعریف آپ کر رہے ہیں' ایسے نوجوان تو تاریخ کی ایک پھونک سے بجھ جاتے ہیں۔

میرے محترم! روٹی ہمیشہ آگ پر پکتی ہے۔ آشوریوں کو ہم پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آگ کا سمندر پار کرنا ہو گا اور اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے تو ہم موت کو ان کا اثاثہ بنا دیں گے۔ جس طرح پنجرے کا سایہ بھی ایک طرح کا قیدی ہوتا ہے' اسی طرح ہم آشوریوں کو گناہ کی چادر جان کر انہیں دکھ کے اندھے گمنام کنوئیں کا اسیر بنا کر رکھ دیں گے۔ جس طرح رات کا لباس سورج کی آخری سانس کے بعد ہی سرسراتا ہے اسی طرح آشوری جب حملہ آور ہوں گے تو اس کے بعد ہم انہیں گناہ کی دہلیز جان کر اپنے پاؤں تلے روند دیں گے۔"

قندل سے محبت کرنے والا کناس جب خاموش ہوا تو کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان نے استفہامیہ سے انداز میں کلدانی سردار سروب کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

"سروب میرے عزیز! تم جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے ہو۔ ملکی معاملات میں بھی تمہاری نگاہ بڑی گہری ہے۔ اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو؟"

"میں قندل اور کناس دونوں سے اتفاق نہیں کرتا۔ جس نوجوان کا ذکر ہو رہا ہے اسے اپنے لشکر میں شامل کر کے ہمیں اس کی طاقت و قوت' تیغ زنی میں اس کی مہارت سے فائدہ اٹھانا چاہئے تھا۔ میرا تجربہ کہتا ہے کہ ایسے نوجوان صلیب پر استوار ہو کر بھی بشر کی تقدیر بنانے کا ہنر نہیں بھولتے۔ ظلم کدوں کے روزنوں میں پھنس کر بھی وہ زبان کو صرف حق سے سجا کر رکھتے ہیں۔ اگر آشوری اپنے شمال مشرق میں حوریوں اور اپنے شمال مغرب میں حتیوں کو مغلوب کر کے اپنے شمال کو اپنے لئے محفوظ کر چکے ہیں تو پھر یاد رکھئے گا وہ ہوا و ہوس کے گھنگھور بادلوں کی طرح ہمارا رخ کریں گے۔ بے کراں تپتے صحرا میں سر پر دھوپ کی تیز تلوار کی طرح ہم پر چھانے کی کوشش کریں گے۔ آشوریوں کے حملوں کے باعث اپنے شہروں' اپنی سرزمینوں کو دکھ بھری داستانوں' آنسوؤں کے کفن اور شکست خوردہ راستوں کی عیب دار سیاہی سے بچانے کے لئے ہمیں ابھی سے اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل کر لینا چاہئے۔"

سروب لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"جو قومیں اپنے دشمنوں کو اپنے سے فروتر خیال کرتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے دشمن اس سے کمزور ہیں' یاد رکھئے گا وہی قومیں دھوکے میں رہتے ہوئے تاریخ کے اوراق سے اپنی شناخت کھو بیٹھتی ہیں۔ ہم نے آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے کہ آشوریوں کے دیوتا آشور کو بابل میں مردوک کے برابر کھڑا کیا جائے۔ آشوری اسے یقیناً اپنی توہین سمجھیں گے اس وقت طاقت اور قوت کے لحاظ سے آشوری اپنے عروج پر ہیں اور وہ اپنی طاقت کو کہیں نہ کہیں' کسی نہ کسی سمت ضرور استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے آپ کو' اپنے شہروں' اپنی سرزمینوں کو محفوظ کرنے کے لئے ہمیں اپنے دفاع کے بند اس قدر مضبوط کرلینے چاہئیں کہ آشوری طاقت ان سے ٹکرا ٹکرا کر اور پاش پاش ہو کر واپس نینوا کی طرف جانے پر مجبور ہو جائے۔"

سروب جب خاموش ہوا تو تعریفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مردک بلدان بول پڑا۔

"سروب! تمہاری گفتگو نے مجھے قندل اور کناس کے تاثرات سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ یقیناً آشوریوں کا بادشاہ حارث بن حریم سے وہ کام لے سکتا ہے جو ہمیں لینا چاہئے تھا۔ اب جبکہ ہمارے پاس یہ خبریں پہنچ چکی ہیں کہ اس نوجوان کو سارگون نے اپنے لشکر میں شامل کرلیا ہے اور اس نے بہترین انداز میں آشوریوں کے حق میں شمال مشرق اور شمال مغرب کی دو مہمیں بھی سر کرلی ہیں اور حوریوں اور حتیوں کو مکمل طور پر اس نے آشوریوں کا مطیع و فرمانبردار بنا لیا ہے تو یہ بات عیاں ہے کہ اب حارث بن حریم کو سارگون ہمارے خلاف بھی استعمال کرے گا۔

ایک بات میں اور بھی تم لوگوں پر منکشف کردوں کہ جس طرح آشوریوں کے بادشاہ نے ہماری طرف قاصد بھجوائے ہیں کہ ہم اپنے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے ساتھ آشوریوں کے بڑے دیوتا آشور کا بھی بت رکھیں اسی طرح سارگون نے اپنے قاصد عیلامیوں کے بادشاہ تختدی کی طرف بھی روانہ کئے اور اس سے بھی یہی مطالبہ کیا ہے کہ عیلامی بھی اپنے سب سے بڑے دیوتا کے ساتھ آشوریوں کے بڑے دیوتا آشور کا بت رکھیں لیکن جس طرح ہم نے سارگون کی بات ماننے سے انکار کردیا اس طرح مجھے بتایا گیا ہے کہ عیلامیوں کے بادشاہ تختدی نے بھی آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے مطالبے کو مسترد کردیا ہے۔

اب صورت حال ہمارے لئے کم اور آشوریوں کے لئے زیادہ پیچیدہ ہوتی چلی جائے گی۔ اس لئے کہ احتیاط کے طور پر عیلامیوں کے بادشاہ تختدی نے آشوریوں کے خلاف بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں سامریہ اور یہودیہ سے بھی مدد طلب کرلی ہے اور جو قاصد مجھے عیلامیوں کے متعلق خبریں دے کر گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں یعنی سامریہ اور یہودیہ کے بادشاہوں نے عیلامیوں کے بادشاہ تختدی کو یقین دلایا ہے کہ اگر آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے عیلامیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں کے حکمران آشوریوں کے خلاف عیلامیوں کی بھرپور مدد کریں گے۔

اس لئے کہ بنی اسرائیل کے دونوں بادشاہ جانتے ہیں کہ اگر آشوریوں نے بابل کی کلدانی سلطنت کے علاوہ عیلامیوں کی حکومت کو بھی اپنے سامنے زیر کرلیا تو پھر آشوری مغرب کا رخ کریں گے اور بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں کا خاتمہ کرتے ہوئے بحیرہ روم تک کوئی بھی قوت ان کا راستہ نہ روک سکے گی۔

میرا خیال ہے کہ اب بھی آشوریوں نے اگر ہمارے یا عیلامیوں کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو یہ ان کی ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ عیلامیوں کے بادشاہ تختدی نے تو بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے دفاع کو مضبوط اور مستحکم بلکہ کسی قدر ناقابل تسخیر بنا دیا ہے لیکن ہم کسی کو اپنے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ہم اکیلے ہی آشوریوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن یہاں ایک بات ضرور سامنے آتی ہے کہ آشوریوں کے خلاف اتحاد اب بڑا وسیع اور مستحکم ہو چکا ہے۔ آشوریوں نے اگر نینوا شہر سے نکل کر جنوب کا رخ کیا تو انہیں ہمارے اور عیلامیوں کے خلاف جلادوں کے خنجروں اور بے نام اور انجان عذابوں جیسی کیفیت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم عیلامی اور بنی اسرائیل کے دونوں حکمران مل کر آشوریوں کے جبر کے نشانات مٹا دیں گے۔ ان کی امیدوں کا سورج غروب کر دیں گے۔ ان کے احساس کی ہر کرن کو جھانکتے مناظر کی روتی راتوں میں تبدیل کر دیں گے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ان حالات میں آشوریوں کا بادشاہ سارگون محتاط ہو جائے گا' سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا لیکن جو خبریں آرہی ہیں ان کے مطابق شمال مشرق اور شمال مغرب میں اپنے دشمنوں کو زیر کرنے اور ان کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد اب سارگون اپنی قوت کو جنوب میں ہمارے اور عیلامیوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے اگر اس نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے ہم آشوریوں کے جھوٹے سچے افسانوں کی داستانوں کو گردبادوں میں پھنسا کر رکھ دیں گے۔ بہرحال حالات جو بھی صورت حال اختیار

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کریں، ہمیں ابھی سے آشوریوں کے خلاف طویل جنگوں کی ابتدا کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو اپنے عروج میں پہنچا دینا چاہئے۔"

مردک بلدان لمحہ بھر کے لئے رکا کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ بول پڑا۔

"مسردب اور کناس! جنگی تیاریوں کی ساری ذمہ داری میں تم دونوں پر ڈالتا ہوں اس سلسلے میں میری بیٹی قندل بھی تمہاری مدد کرے گی۔ اس لئے کہ یہ صرف میری بیٹی نہیں بیٹا بھی ہے۔ تیغ زنی میں بہترین مہارت رکھتی ہے۔ گھڑسواری میں بھی اسے کمال عبور حاصل ہے اور ویسے بھی یہ جنگوں میں بے پناہ دلچسپی رکھتی ہے۔ اب سب لوگ اٹھو اور آج ہی سے آشوریوں کے خلاف اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج تک پہنچانے کا کام شروع کر دو۔"

اتنا کہہ کر مردک بلدان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ مجلس اس نے برخاست کر دی تھی۔

☆------☆------☆

بابل کے کلدانی بادشاہ کے اندیشے درست ثابت ہوئے۔ آشوریوں کا بادشاہ سارگون شمال مشرق اور شمال مغرب کی سمت سے اپنی سرحدوں کو مضبوط کرنے جوریوں اور حتیوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانے اور ان کے اکثر علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد جنوب کی طرف متوجہ ہوا۔

ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ نینوا شہر سے نکلا اپنے پیچھے اس نے اپنے پوتے اسارہدون کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ لشکر کا ایک حصہ نینوا شہر میں چھوڑا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں اس کا پوتا سلطنت کے نظم و نسق کو احسن طریقے سے چلاتا رہے۔ خود وہ لشکر لے کر بڑی تیزی سے جنوب کی سمت بڑھا تھا۔

بابل سے ذرا فاصلے پر سارگون نے اپنے لشکر کو ایک جگہ پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ جس وقت اس کے لشکری پڑاؤ کرنے کے لئے خیمے نصب کر رہے تھے تب سارگون نے اپنے بیٹے سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کو ایک جگہ جمع کیا۔ پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"عزیزان من! میں لشکر کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے چکا ہوں اور یہاں قیام کے دوران میں تم لوگوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

سارگون رکا پھر خصوصیت کے ساتھ وہ حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے

لگا۔

"ابن حریم تم گزشتہ دو جنگوں میں اپنی بہترین جرأت مندی اور قابلیت کا اظہار کر چکے ہو۔ یہ ثابت کر چکے ہو کہ تم بڑے سے بڑے لشکر کی کمانداری احسن طریقے سے کر سکتے ہو اور اپنے مقصد کو پالینے کی ہمت اور جرأت بھی رکھتے ہو۔

یہاں قیام کے دوران میں اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔ یہ جو صلاح مشورہ میں تم لوگوں سے کر رہا ہوں اس میں میں نے اپنے چھوٹے سالاروں کو اس لئے شامل نہیں کیا کہ تم ان لوگوں کو خود ہی صورت حال سے آگاہ کر دو گے۔

جس مہم پر ہم نکلے ہیں، میں اس میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ بہت جلد اسے نمٹا کر نینوا لوٹ جانا چاہتا ہوں۔ گو اس وقت ہمیں اپنی سلطنت پر کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کا کوئی خطرہ نہیں پھر بھی نینوا شہر سے زیادہ مدت باہر رہنا ہمارے لئے زیادہ سودمند نہیں۔

لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد جو اگلا قدم ہم نے اٹھانا ہے وہ کچھ اس طرح ہو گا کہ میرے ساتھ میرا بیٹا سناخریب رہے گا۔ ابن حریم! تمہارے ساتھ دبیس بن بشرود کے علاوہ اور بھی بہت سارے چھوٹے سالار بھی ہیں جو تمہاری ماتحتی میں کام کریں گے۔

لشکر کا وہ حصہ جو میرے اور میرے بیٹے سناخریب کے پاس ہو گا، اسے لے کر ہم عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کریں گے۔ میں تم لوگوں کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ عیلامیوں کے ساتھ بابلیوں نے بھی اپنی قوم کے بڑے دیوتاؤں کے ساتھ ہمارے دیوتا آشور کا بت رکھنے سے انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا اس انکار کی سزا بہرحال ان دونوں اقوام کو ملنی چاہئے۔

میں اور سناخریب عیلامیوں کا رخ کریں گے اور انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کریں گے۔ ابن حریم! اس دوران تم دبیس بن بشرود اور دیگر چھوٹے سالاروں کے ساتھ بابل کا رخ کرو گے اور بابل کا محاصرہ کر لو گے۔ مجھے قوی امید ہے جس طرح تم نے شمال کی دو مہموں کو سر کیا ہے اسی طرح تم بابل شہر کو بھی فتح کر لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

اب یہاں پڑاؤ کرنے کے بعد لشکر صرف ایک شب یہاں قیام کرے گا، اس طرح لشکریوں کے علاوہ باربرداری کے جانور اور گھوڑوں کو بھی ستانے کا موقع مل جائے گا اور

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس کے بعد میں اور سناخریب دونوں باپ بیٹا عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کریں گے اور تم دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بابل کا رخ کرنا اور شہر کو فتح کرنے کی کوشش کرنا۔ اس سلسلے میں اگر تم میں سے کسی کو بھی کوئی شک و شبہ ہو تو بولے۔"

سارگون کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا تھا۔ لہٰذا یہ فیصلہ ہونے کے بعد لشکر نے وہاں قیام کیا ستانے اور آرام کرنے کا لشکریوں کو موقع فراہم کیا گیا۔ اس کے بعد سارگون اور سناخریب دونوں باپ بیٹا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کر رہے تھے جبکہ حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود بابل کی طرف کوچ کر رہے تھے۔

☆======☆======☆

سارگون نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑی تیزی سے کوچ کیا۔ عیلامیوں کے مرکزی شہر کی طرف جاتے ہوئے سارگون کا یہ بھی خیال تھا کہ عیلامیوں کی طرف سے اسے کوئی خاص مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور بہت جلد عیلامیوں کو بدترین شکست دینے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد وہ عیلامیوں کے مرکزی شہر کے علاوہ ان کے دیگر بڑے شہروں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور ایسا کرنے کے بعد وہ عیلامیوں پر اپنی خواہش اور اپنی ضرورت کے مطابق خراج کی رقم مختص کرے گا۔

مگر ابھی تک سارگون کو یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس کے مقابلے میں عیلامیوں نے اپنی مدد کے لئے بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں یعنی یہودیہ اور سامریہ سے مدد طلب کر لی ہے اور سارگون کے عیلامیوں کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ہی بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں کا ایک متحدہ لشکر عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نتخندی کی مدد کے لئے پہنچ چکا تھا۔

سارگون کی آمد سے پہلے ہی پہلے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نتخندی نے بنی اسرائیل کے متحدہ لشکر کے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ستروک نتخندی تو اپنے مرکزی شہر شوش سے دور آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی راہ روکے گا جبکہ بنی اسرائیل کا متحدہ لشکر ایک قریبی کوہستانی سلسلے میں گھات لگائے گا اور جب جنگ زور پکڑ چکے گی اور آشوری بری طرح عیلامیوں سے جنگ میں مصروف ہوں گے تو وہ اچانک گھات سے نکل کر آشوریوں پر حملہ آور ہو جائے گا۔

عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نتخندی کے لئے ایک اور بات بھی تقویت کا باعث تھی۔ پہلے اس کے مخبروں نے اسے یہ خبر پہنچائی تھی کہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آشوریوں کا بادشاہ عیلامیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نینوا سے نکل چکا ہے۔ اس لشکر کا سن کر ستروک نتخندی بڑا فکر مند تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آشوریوں کے اس جرار لشکر کا وہ مقابلہ نہ کر سکے گا اور عیلامیوں کو اس لشکر کی وجہ سے بے پناہ نقصان اٹھانا پڑے گا لیکن جب

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بابل کے قریب آنے کے بعد سارگون نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ بابل کی طرف گیا۔ ایک حصے کے ساتھ خود سارگون عیلامیوں کی طرف بڑھا اور سترک تختندی کو یہ خبر پہنچ گئی کہ آشوریوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تب اسے بڑا حوصلہ ہوا۔ یہ کہ وہ آشوری لشکر جو سارگون کی کمانداری میں عیلامیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہا تھا اس کی تعداد اب پہلے سے کم ہو گئی تھی اور عیلامیوں کے پاس جو اپنا لشکر تھا اس کی تعداد اب سارگون کے لشکر سے زیادہ تھی اور جو اسرائیلیوں کا متحدہ لشکر کوہستانی سلسلے میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس کو ساتھ ملانے سے عیلامیوں کی طاقت آشوریوں کی طاقت کے دوگنے سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ لہٰذا عیلامیوں کا بادشاہ سترک تختندی شوش شہر سے باہر ایک کوہستانی سلسلے کے قریب کھلے میدانوں کے اندر آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی راہ روکنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

آشوریوں کا بادشاہ سارگون' عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کر رہا تھا۔ سترک تختندی اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ سترک تختندی کے حوصلے بلند تھے اس نے اپنے لشکریوں کے ولولوں میں بھی یہ کہہ کر اضافہ کر دیا تھا کہ آشوری آدھے لشکر کے ساتھ ان کی طرف آئے ہیں اور ان کا آدھا لشکر بابل کا رخ کر چکا ہے۔

جونہی عیلامیوں کے بادشاہ سترک تختندی نے اس کی راہ روکی تب اس نے اپنے بیٹے سناخریب کے ساتھ لشکر کی تنظیم درست کی۔ لشکر کو اس نے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اپنے پاس' ایک اپنے بیٹے اور دو دوسرے سالاروں کو' ان دو حصوں کا کماندار بنایا گیا۔ لشکر کی ترتیب اور ان کی صفیں درست کرنے کے بعد سارگون کے حکم پر آشوری حرکت میں آئے۔ پھر وہ زندگی کے منشور کو منتشر کر دینے والی ذلت کی نوحہ گری' حیرت کے کاروانوں اور فضاؤں کے قافلوں میں فنا کی تختیاں لکھتے پُرآشوب جھکڑوں' کھوئی شام کی تنہائیوں' سرد راتوں کی اداسیوں میں درد کو بے داماں دل کو بے قرار کر دینے والے عارضوں کے کرب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

عیلامیوں کے بادشاہ سترک تختندی نے بھی جوابی کارروائی کی اور وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں پر زیست کو بے جہت کر دینے والے بخت رُوسیاہ موت کی وادیوں کو رواں بدروحوں کے پُرجوش قافلوں اور تمناؤں کے سمندروں تک کو ہلاکت زدہ کر دینے والے فرقتوں کے سیاہ اندھیروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

جنگ جس وقت زوروں پر تھی اور اپنے تیز حملوں کے باعث آشوری اپنے سامنے عیلامیوں کی حالت ہیولوں اور خون آلودہ روحوں کے پرانے زخموں جیسی کر رہے تھے تب ان کی پشت پر جو کوہستانی سلسلہ تھا اس کے اندر سے بنی اسرائیل کے متحدہ لشکر نے موت کی گونجتی آوازوں اور مرگ کی کھولتی صداؤں کی طرح اپنے نعرے بلند کئے۔ پھر کوہستانی سلسلے کے اندر سے اسرائیلیوں کی ریاست سامریہ اور یہودیہ کا متحدہ لشکر کانٹوں بھری تلخیوں فرقتوں کے خونی گروہوں کی طرح نمودار ہوا۔ پھر پشت کی جانب سے وہ آشوریوں پر تیرگی میں نقش کرتی وقت کی بدترین بدبختیوں' ہر نفس کو ذلت پر سربلندی کو پستی' جذبوں کو اپاہج' سچائیوں کو زہرناک کر دینے والے ہواؤں میں پھنکارتی گردبادوں کے اژدھوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب ایک طرف سے عیلامی دوسری طرف سے اسرائیلی آشوریوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ ان دو طرفہ حملوں کے باعث آشوریوں کی حالت منزل کی روشنی تلاش کرتے بے بس طیور لہجوں کے زمزموں میں خوف بھرے سناٹوں اور جلے نچے بریدہ جسموں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود آشوریوں نے ہمت نہیں ہاری' عیلامیوں اور اسرائیلیوں پر وہ لپکتی کوندتی لکیریں بناتی برق' من کے کورے کاغذ پر بربادی کے حروف رقم کرتے غلامی کے جبر اور بدنامی کی تہمتوں کی طرح چھا جانے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ دوسری جانب آشوریوں سے جنگ میں مصروف عیلامیوں کو خبر ہوئی کہ آشوریوں کی پشت کی طرف سے اسرائیلی لشکر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانا شروع ہو چکا ہے تب انہوں نے بھی اپنے حملوں میں تیزی اور شدت پیدا کر دی اب وہ سامنے کی طرف سے آشوریوں پر زہر برساتی آندھیوں' مجبوریاں تلاش کرتے بگولوں اور تاریکیوں کی کالی گھٹاؤں سے الجھتی روشنی کی کرنوں کی طرح وارد ہونا شروع ہو گئے تھے۔

آشوری کچھ دیر تک اس دو طرفہ حملے کا سامنا کرتے رہے۔ جب سارگون اور اس کے بیٹے نے اندازہ لگایا کہ اس دو طرفہ حملے کے باعث ادھڑتی زمین کی طرح ان کی تنظیم بکھرنا شروع ہو گئی ہے۔ زوال کے معرکوں کی طرح ان کے لشکریوں کے اندر ایک خوف بھری اچھل پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے تو انہوں نے اندازہ لگایا کہ اگر اسی طرح انہوں نے دو طرفہ حملوں کا مقابلہ جاری رکھا تو دشمنوں کا نقصان تو ہو گا ہی لیکن ان کے اپنے لشکر کی تعداد کافی حد تک کم ہو جائے گی لہٰذا اس دو طرفہ حملوں کی اذیت سے بچنے کے لئے سارگون اور اس کے بیٹے سناخریب نے بڑی عقلمندی سے کام لیا۔ اس انداز میں انہوں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نے اپنے لشکر کے اندر قرنے بجوائے کہ ان کے لشکر بالکل ایک طرف ہٹ گئے تھے۔ اب اگر عیلامی اور اسرائیلی ان سے ٹکراتے بھی تو سامنے سے آکر ٹکراتے کیونکہ آشوری ایک دم بائیں جانب ہٹے تھے اور عیلامی اور اسرائیلی سامنے اور پشت کی طرف سے ان پر حملہ آور ہونے کے قابل نہیں رہے تھے۔

دوسری جانب عیلامی اور اسرائیلیوں پر ابھی تک آشوریوں کا رعب اور دبدبہ تھا ان کے ذہنوں میں ابھی تک بے آشیانہ طیور سی بے بسی' لاشعور میں پوشیدہ خدشات جیسے خطرات اور موت کے زائچوں میں کھڑے لمحوں جیسا خوف و ہراس طاری تھا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ آشوریوں نے اپنے آپ کو ایک طرف ہٹا لیا ہے اور اب وہ دونوں مل کر سامنے اور پشت کی طرف سے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کے قابل نہیں رہے تو انہیں یہ خطرہ بھی لاحق ہوا کہ کہیں اب جنگ کا پینترا بدلتے ہوئے آشوری پوری قوت سے عیلامیوں اور اسرائیلیوں پر بیک وقت حملہ آور ہو کر ان کی تعداد کو ناقابلِ تلافی حد تک کم نہ کر دیں۔ ان سوچوں کے بعد سٹروک تختندی نے اسرائیلی سالاروں کے ساتھ مشورہ کیا جس کے بعد یہ طے پایا کہ اس میدان میں زیادہ دیر تک آشوریوں کے سامنے کھڑا ہونا یا پڑاؤ کرنا خطرے سے خالی نہیں لہٰذا صلاح مشورہ کرنے کے بعد ان کا متحدہ لشکر قریبی کوہستانی سلسلے میں گھس کر گھات لگا گیا تھا۔

اب سارگون کو خبر ہوئی کہ جو لشکر کوہستانی سلسلے کی گھات سے نکل کر پشت کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوا تھا وہ اسرائیلیوں کا متحدہ لشکر تھا۔ تاہم سارگون اور اس کے بیٹے نے مل کر اپنے لشکر کو ایک طرف کرتے ہوئے آشوریوں کو تباہی اور بربادی سے بچا لیا تھا اور بدترین صورت حال پر کسی قدر قابو بھی پا لیا تھا۔ گو اس مختصر سی جنگ میں آشوریوں کے بادشاہ سارگون کو کافی نقصان پہنچا لیکن سارگون حوصلہ ہارنے والا نہیں تھا۔ اس کا لشکر بھی اس کے پیچھے جان چھڑکنے والا تھا۔ دوسری طرف سٹروک تختندی اور اسرائیلیوں پر آشوریوں کا ایسا خوف طاری ہوا کہ میدانِ جنگ سے نکل کر وہ قریبی کوہستانی سلسلے میں گھات لگا گئے تھے۔

عیلامیوں کی طرف کوچ کرتے وقت سارگون نے اپنے دل میں ٹھان رکھی تھی کہ وہ عیلامیوں کے مرکزی شہر پر سب سے پہلے حملہ آور ہو گا۔ عیلامیوں کو شکست دینے کے بعد اس شہر پر قبضہ کرے گا اور اس کے بعد عیلامیوں کے دوسرے شہروں کا رخ کرے گا اور اپنی مرضی کے مطابق عیلامیوں سے خراج وصول کرنے کی کوشش کرے گا۔

اب اسے جب خبر ہوئی کہ عیلامیوں کی مدد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر اسرائیلیوں کا پہنچ چکا ہے تو اس نے عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف پیش قدمی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ چند روز تک اس نے اس میدان میں پڑاؤ کئے رکھا جہاں عیلامیوں اور اسرائیلیوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تھی۔ دوسری جانب کوہستانی سلسلے کے اندر عیلامی اور اسرائیلی بھی گھات لگا کر اپنے مخبروں کے ذریعے آشوریوں پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ انہیں ابھی تک یہ خطرہ تھا کہ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بعد آشوری کہیں کوہستانی سلسلے میں گھس کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔

سارگون نے چند روز تک میدان جنگ کے اندر ہی پڑاؤ رکھا۔ وہ انتظار کرتا رہا کہ عیلامی اور اسرائیلی کیسے اور کس قسم کے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ عیلامی اور اسرائیلی اپنی کوہستانی گھات سے نہیں نکلے تب اس نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس نے ان حالات میں عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تب عیلامی اور اسرائیلی دونوں پشت کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوں گے۔ اسے یہ سوچنے میں بھی دیر نہ لگی تھی کہ اگر آگے بڑھ کر اس نے عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کر لیا تو شوش کے اندر یقیناً عیلامیوں کا ایک بہت بڑا حفاظتی لشکر ہو گا۔ محاصرہ کرنے کی صورت میں شہر کے اندر سے حفاظتی لشکر اس پر حملہ آور ہو گا اور باہر کی طرف سے عیلامی اور اسرائیلی متحد ہو کر اس پر حملہ آور ہوں گے اور اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ ان سوچوں کے تحت سارگون نے میدان جنگ سے کوچ کیا۔ شوش پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے وہ واپس نینوا کا رخ کر رہا تھا۔

☆======☆======☆

اُدھر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بڑی برق رفتاری سے بابل کا رخ کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے آگے آگے جو نقیب اور طلایہ گر بھجوائے ہوئے تھے وہ انہیں یہ بھی اطلاع دے چکے تھے کہ بابل کا بادشاہ مردک بلدان آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بابل سے باہر کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ صف آرا ہو چکا ہے۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بھی بابل سے باہر انہی میدانوں کی طرف آئے جہاں بابل کا بادشاہ مردک بلدان جنگ کرنے کے لئے تیار تھا۔ میدان میں آتے ہی حارث بن حریم نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ لشکر کو اس نے دو ہی حصوں میں تقسیم رکھا' ایک حصہ اپنے پاس رہنے دیا دوسرے کا کماندار اس نے دبیس بن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بشرود کو بتا دیا تھا۔

جو لشکر حارث بن حریم کے پاس تھا اسے چونکہ حارث لگ بھگ ایک ماہ سے بھی زیادہ اپنے قاعدے اور کلیوں کے مطابق تربیت دے چکا تھا لہٰذا دبیس بن بشرود اور دیگر سارے لشکری اور چھوٹے سالار بھی اس کے جنگی اشاروں کو سمجھنے لگے تھے۔

اُدھر بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے اپنے لشکر کو آشوریوں کے مقابلے میں تین حصوں میں تقسیم کیا۔ وسطی حصے میں وہ خود رہا' دائیں جانب کلدانیوں کے نامور سالار سروب کو اور بائیں جانب اپنے عزیز اور سالار کناس کو رکھا جس سے اس کی بیٹی قندل محبت کرتی تھی۔ بابل کے کلدانی بادشاہ مردک بلدان کو بھی ابھی تک خبر نہ تھی کہ بابل کے دور افتادہ میدانوں کے اندر آشوریوں نے اپنے لشکر کو روک کر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ سارگون اور اس کے بیٹے سناخریب کی سرکردگی میں عیلامیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے چلا گیا ہے اور دوسرا حارث بن حریم کی سرکردگی میں بابل کی طرف آیا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ آشوریوں کا یہ وہی لشکر ہے جو نینوا سے نکل کر بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا ہے۔ اسے یہ بھی خبر ہو چکی تھی کہ اس لشکر کی کمانداری حارث بن حریم کر رہا ہے۔ وہی حارث بن حریم جسے بابل کے بڑے پجاری نے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تھی۔

مردک بلدان' سروب اور کناس بھی یہ سمجھ رہے تھے کہ اس حارث بن حریم کا کوئی جنگی تجربہ نہ ہو گا اس لئے کہ اس کا تعلق ایک خانہ بدوش اموری قبیلے سے ہے اور اس نے کہیں کبھی لشکریوں کی کمانداری نہ کی ہو گی۔ لہٰذا انہیں امید تھی کہ اپنے پہلے ہی حملے میں وہ آشوریوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان تصورات کے تحت مردک بلدان' سروب اور کناس تینوں نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر مردک بلدان کے کلدانی لشکر آشوریوں پر بستیوں اور ویرانوں میں اپنے بگولوں کو ڈھونڈتی درد و ہجر کی ماری اتھل پتھل کر دینے والی آندھیوں' خاک آلود اور احساسات کے میلے دھوئیں تک کو وقت کی غیر محسوس چکی میں پیستے زندگی کے جبر کی بدترین تشکیل اور ریگزار تمنا کی تر دامنی کے تصور کو سلگتے احساسات میں تبدیل کر دینے والے تشنگی کے بھٹکتے سمندر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے بھی جوابی کارروائی کرنے میں تاخیر نہ کی۔ کلدانیوں کے حملہ کو روکنے کے بعد وہ بھی حرکت میں آئے اور اپنے کام کی ابتدا کرتے

ہوئے کلدانیوں پر وہ سنگین حصاروں کو ریزہ ریزہ ذہن کے گوشے میں یادوں کو زنجیر کر دینے والی عکس کی پرچھائیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ کلدانیوں نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی کہ وہ آشوریوں کی صفوں میں گھس کر ان کے اندر موت کا رقص شروع کریں لیکن انہیں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود ایسا کرنے نہ دے رہے تھے۔ کلدانیوں کے مقابلے میں وہ بھی وحشت بھرے تاپ کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ کلدانیوں پر وہ اس انداز میں حملہ آور ہو رہے تھے جیسے عافیت کے تصرفوں' لذت جسم و جان نگاہوں کی راہوں دھڑکنوں کی زبان اور سماعتوں کے نغموں کو ناقابل برداشت گرانی میں تبدیل کر دینے والے طوفان اٹھتے ہیں یا جسم کی آنچ کو پگھلا دینے والے قضا و کرب کے بے روک گرداب راہ روکے کھڑے ہوتے ہیں۔

بابل کے نواح میں میدان جنگ میں ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے سرخ رنگ کی آڑی ترچھی لکیروں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو یا آرزوؤں کے مدوجزر میں خنجروں کا رقص شروع ہو گیا ہو۔ دونوں لشکر ایک دوسرے پر اس طرح چھا جانے کی کوشش کر رہے تھے جیسے یلغار کرتے کالے بادل یا درختوں سے دست و گریبان ہوتے گہرے دھوئیں حرکت میں آتے ہیں۔ ہر کوئی دوسرے پر اس طرح حاوی ہونے کی کوشش کر رہا تھا جیسے وادیوں کے حسن میں گھستے گرج و رعد کے طوفان اپنے رنگ دکھاتے ہیں۔

کلدانیوں کو امید تھی کہ وہ بہت جلد حملہ آور آشوریوں کو اپنے سامنے زیر کر کے انہیں اپنے سامنے میدان جنگ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے لیکن صورتِ حال ان کی امیدوں' ان کی خواہشوں کے الٹ ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ جوں جوں جنگ طول پکڑ رہی تھی حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اپنے حملوں میں درد و بے جہت جنوں کے بے روک خروش' دل کی خواہشوں کی دہلیز پر طوفانی انداز میں اٹھتی نفرت کی شورشوں کی صورت اختیار کرتے چلے گئے تھے۔ جبکہ ان کے قیامت خیز طوفانی حملوں کے سامنے کلدانیوں کی حالت دکھ کے ساحل' درد کی سانسوں' موت کے اندھے روگ' دکھ بھری کوکھ اور کرب خیزیوں سے لبریز چیخوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان' کلدانیوں کے سردار سروب اور مردک بلدان کے سالار کناس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت آشوریوں کو مار بھگا نہیں سکتے بلکہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو بابل کے باہر انہیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ کہ اپنے لشکر کے ایک بہت بڑے حصے سے ہاتھ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بھی دھونا پڑیں گے۔ ان خیالوں کے تحت تینوں نے صلاح مشورہ کیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ فوراً میدانِ جنگ سے نکل کر پسپائی اختیار کرتے ہوئے شہر کے اندر محصور ہو جانا چاہئے۔

یہ فیصلہ ہوتے ہی کلدانیوں کے لشکر کے اندر شناسا قرنوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔

ان قرنوں کی آوازیں سنتے ہی لشکری بابل شہر کے شمالی دروازے کی طرف بھاگ گئے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مردک بلدان اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے اندر محصور ہو گیا۔ حارث بن حریم نے شہر کے دروازوں تک تعاقب کرتے ہوئے خوب مار دھاڑ کے ساتھ مردک بلدان کے لشکر کی تعداد کم کی لیکن وہ ان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل نہیں ہوا۔ اسے اندیشہ تھا کہ شہر کے اندر ضرور مردک بلدان کا کوئی اور بھی حفاظتی لشکر ہو گا اور اگر وہ مردک بلدان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو گیا تو ہو سکتا ہے اسے دو لشکروں کا سامنا کرنا پڑے جو اسے دو چکی کے پاٹوں کے درمیان پستے اناج کی طرح شکست سے دوچار کر دیں۔ انہی خیالات کے تحت اس نے شہر سے باہر ہی اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

☆======☆======☆

کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان بابل کے قصر میں اداس اور افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں اس وقت کلدانیوں کے سردار سروب اور مردک بلدان کے سالار کناس کے علاوہ مردک بلدان کی بیوی ردیان، بیٹی قندل دوسری اور بڑی بیٹی طبیرہ، بڑا پجاری زولاب مندروں کے کچھ دوسرے پیشوا، چھوٹے درجے کے سالار اور کچھ شہری بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے مردک بلدان بول پڑا۔

"اس سے پہلے بھی ایک نشست میں میں نے تم لوگوں پر واضح کیا تھا کہ اموری خانہ بدوشوں کے اس نوجوان جس کا نام حارث بن حریم ہے اسے ہم نے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دے کر پہلی غلطی کی۔ دوسری غلطی ہم نے یہ کی کہ اسے یہاں سے جانے دیا اور تیسری غلطی یہ کی کہ ہم نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگائے تاکہ وہ اس کا خاتمہ کر دیں۔ میں نے پہلے بھی واضح کر دیا تھا کہ وہ نوجوان ان سورماؤں میں سے ایک ہے جو اپنے دشمنوں کا اور اپنے مخالفوں کا آسانی سے قلع قمع کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ جس طرح رات کا اندھیرا بڑی بے باکی سے زمین پر اترتا ہے۔ اسی طرح ایسے نوجوان بھی موت کی گھاٹیوں میں بے خوف ہو کر اتر جاتے ہیں۔

آج شہر سے باہر آشوریوں کے جس لشکر کے ہاتھوں ہمیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لشکر کی کمانداری بھی وہی حارث بن حریم کر رہا ہے۔ جس کو ہم نے ذلیل و خوار کر

کے بابل شہر سے نکالا تھا۔ اب وہی نوجوان کیا ہم سے اپنی ذلت کا انتقام نہ لے گا؟

جس وقت موت کے میدان میں پہلی بار میں نے اسے دیکھا تھا تو اس کا پتھریلی چٹانوں سا چوڑا سینہ، گہری آگ برساتی اس کی آنکھیں، درختوں کے تنوں سے اس کے مضبوط بازوؤں کو دیکھتے ہوئے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ایسے نوجوان خونی انقلاب برپا کرنے کے لئے ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔

اور تم نے دیکھا کہ ہمارے لشکر کی تعداد اس کے لشکر سے کہیں زیادہ تھی پھر بھی وہ کچھ اس آسانی سے ہم پر غالب آ گیا جیسے مٹی کی دیواروں پر کچے رنگوں کی تحریروں کو بارش دھو ڈالتی ہے۔ یا عزم و ہمت کا کوئی پیکر اپنی لازوال، بے مثال اور قوت سے گونگے خوابوں اور اذیت ناک سرابوں کو بڑی آسانی سے پُرفشاں ہنر میں تبدیل کر دیتا ہے۔"

مردک بلدان جب خاموش ہوا تب اس کی بیٹی قندل کی فکر گیر سی آواز سنائی دی۔

"اے میرے باپ! اب جبکہ وہ ہمیں شکست دے ہی چکا ہے تو ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے۔ ہمیں شکست دے کر وہ گیا تو نہیں ہے۔ ابھی اس نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے باہر ہی پڑاؤ کیا ہوا ہے۔"

لمحہ بھر کے لئے مردک بلدان نے اپنی بیٹی قندل کی طرف دیکھا پھر بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ یہاں سے جائے گا کیوں؟ ہمیں شکست دینے کے بعد اس کے حوصلے اس کے ولولے پہلے کی نسبت زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو چکے ہیں اور جہاں تک میرے مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اپنے لشکر کو وہ ایک دو دن تک آرام کرنے اور ستانے کا موقع دے گا اور اس کے بعد وہ شہر کی فصیل پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کرے گا اور مجھے امید ہے جب اس نے یہ سلسلہ شروع کیا تو زیادہ دیر تک ہم اس کے سامنے اپنے دفاع کا بند قائم نہ رکھ سکیں گے اور بابل شہر اس کے سامنے زیر ہو جائے گا۔"

اس موقع پر قندل کی پرخوف بھری سی آواز سنائی دی۔

"آپ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ کیا ہم اس کے سامنے ایسے ہی بے بس اور شکست خوردہ ہو گئے ہیں کہ وہ جب اور جس وقت چاہے ہمیں نیچا دکھاتا چلا جائے؟"

مردک بلدان کی پھر خفگی بھری سی آواز سنائی دی۔

"وہ ہمیں نیچا دکھا چکا ہے۔ بابل شہر سے باہر ہم نے اپنی پوری قوت کو اس کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

سامنے لا کھڑا کیا تھا لیکن اس نے ہماری قوت کو روند کے رکھ دیا، ایسے جیسے بے بر پھولوں کو کوئی پاؤں تلے روند دیتا ہے۔ ابھی تو ہماری خیر ہوئی کہ اس نے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے شہر کے اندر موت و مرگ کا کھیل نہیں کھیلا جس طرح شکست اٹھانے کے بعد ہم پسپا ہوئے اور بھاگ کر شہر میں داخل ہوئے۔ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو جاتا تو شہر میں کوئی دوسرا لشکر تھا بھی نہیں جو اس کی راہ روکتا اور ہمارے لشکری پہلے ہی اس سے شکست کھانے کے بعد بد حوصلہ ہو چکے تھے۔ اگر وہ شہر میں داخل ہو جاتا تو شہر میں وہ قتل عام ہوتا جس کی مثال بابل کی پوری تاریخ میں نہ ملتی۔

جس وقت ایک نشست میں میں نے اس نوجوان کی تعریف کی تو میری بیٹی قندل اور کناس دونوں نے اس کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے تھے۔ کناس نے تو یہاں تک کہ دیا تھا کہ ایسے نوجوانوں کو تاریخ پھونک مار کر اُڑا دیتی ہے۔ وہی نوجوان ہمیں پھونک مار کر اُڑانے کا عزم کئے ہوئے ہے .... بہر حال..........."

مردک بلدان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ بڑی ہمدردی سے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"پر اب میرے باپ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب ہمیں ہر صورت میں اپنے آپ کو اور اپنے شہر کو اس سے بچانا چاہئے۔"

مردک بلدان نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"اس وقت میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے جس پر میں آج ہی عمل کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھنا شہر آشوریوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا اور ابھی صرف آشوریوں کا ایک لشکر حارث بن حریم کی سرکردگی میں بابل کی طرف آیا ہے۔ اگر آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے خود بھی کسی دوسرے لشکر کے ساتھ بابل کا رخ کر لیا تو یاد رکھنا بابل شہر کو آگ و خون کے کھیل سے کوئی بچا نہ سکے گا۔

ان بدترین حالات سے نمٹنے کے لئے جو لائحہ عمل میرے ذہن میں آیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ میں آج رات اپنے اہل خانہ کے ساتھ بابل سے نکلوں گا۔ میرے اہل خانہ میں سے رویان، طبیرہ، قندل کے علاوہ کناس بھی میرے ساتھ جائے گا۔ میں عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کروں گا۔ عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخندی سے ملوں گا اور اس سے مدد طلب کروں گا۔ اسے کہوں گا کہ آج اگر آشوری ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں تو کل آشوری عیلامیوں کو بھی اپنا ہدف بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا آشوریوں کی طاقت اور قوت کے

سامنے دفاع کا بند باندھنے کے لئے عیلامیوں کو ہماری مدد کرنا چاہئے۔

میری اور کناس کی غیر موجودگی میں شہر کے محافظ اور لشکروں کے سپہ سالار سروب تم ہو گے۔ جو بھی فیصلہ تم کرو گے وہ آخری ہو گا۔ شہر کی حفاظت سوچ سمجھ کر کرنا۔ دشمن کو کسی بھی صورت فصیل پر نہ چڑھنے دینا۔ اگر تم چند دن تک حملہ آور آشوریوں کو روک کر رکھو تو اتنی دیر تک میں عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش پہنچ جاؤں گا اور میں عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخندی کو اپنی مدد کے لئے آمادہ کر لوں گا۔ جب ایسا ہو جائے گا تو میں شوش سے ایک لشکر لے کر آؤں گا جب وہ لشکر یہاں پہنچے گا تو سروب، شہر کے اندر سے نکل کر تم اور باہر سے جب عیلامی آشوریوں پر حملہ آور ہوں گے تو میرے خیال میں آشوریوں کے پاس نینوا کی طرف واپس جانے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ رہے گا۔"

مردک بلدان جب خاموش ہوا تب ایک بھرپور اور محبت بھری نگاہ سروب نے قندل پر ڈالی اور پھر کہنے لگا۔

"جو لائحہ عمل آپ نے تیار کیا ہے اس کے آدھے حصے کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ آپ آج رات کی تاریکی میں عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف جائیں اور وہاں ستروک نخندی کو آشوریوں کے خلاف صف آرا کرنے کی کوشش کریں لیکن میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا کہ آپ اپنے ساتھ اپنی بیوی رویان کے علاوہ طبیرہ، قندل اور کناس کو بھی لیتے جائیں۔"

مردک بلدان کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، کہنے لگا۔

"سروب، میرے عزیز، ایسا کرنا ضروری ہے۔ ان کی موجودگی میں مجھے کسی قدر ڈھارس اور تسلی رہے گی۔ ورنہ بابل شہر سے باہر حارث بن حریم کے ہاتھوں جو ہمیں شکست ہوئی ہے اس نے مجھ ذہنی اور روحانی طور پر ایک ناقابل برداشت شکست و ریخت اور اعصابی تناؤ میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ اسی بنا پر میں اپنے اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش تک لے جانا چاہتا ہوں۔"

مردک بلدان کی اس گفتگو کے جواب میں سروب کچھ نہ کہہ سکا۔ خاموش رہا۔ تاہم مردک بلدان کی بیوی رویان، بڑی بیٹی طبیرہ، قندل اور کناس اداس اور افسردہ تھے۔ اس گھمبیر اداسی کو آخر قندل کی آواز نے توڑا۔ اس نے اپنے باپ مردک بلدان کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا تھا۔

"اے میرے باپ! کیا عیلامیوں کی مدد کے بغیر ہم اس حارث بن حریم کو شکست

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دے کر یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور نہیں کر سکتے؟"

لمحہ بھر کے لئے مردک بلدان کے چہرے پر بڑی مضحکہ خیز سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بیٹی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قندل تمہارا سوال بھی عجیب و غریب ہے۔ اگر ہم اسے مار بھگانے کے قابل ہوتے تو بابل شہر سے باہر اس کے ہاتھوں ہمیں بدترین شکست کا سامنا کیوں کرنا پڑتا۔ اس شکست سے پہلے تو ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند اور ہمت جوان تھی۔ اب اس سے شکست کھانے کے بعد تو ان کے جذبے' ان کے ولولے بجھی ہوئی مشعل کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اب اگر ہم عیلامیوں کی مدد کے بغیر اکیلے پھر آشوریوں کا سامنا کرتے ہیں تو پہلی شکست کی بددلی کے باعث ہمارے لشکری آشوریوں کے سامنے جم کر جوانمردی اور ہمت کا مظاہرہ نہ کر پائیں گے۔ لہٰذا عیلامیوں کی مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔ ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے میرا ان کے مرکزی شہر شوش میں جانا بھی ضروری ہے۔"

مردک بلدان کی اس گفتگو سے لگتا تھا سب مطمئن ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ جواب میں کوئی بھی نہ بولا تھا اور اس کے ساتھ ہی مردک بلدان نے نشست ختم کر دی تھی۔ اسی روز رات کے وقت مردک بلدان نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ بابل سے کوچ کیا۔ مختلف گمنام راستوں سے ہوتا ہوا وہ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کر رہا تھا۔

چھپتے چھپاتے' بچتے بچاتے مردک بلدان جب اپنے اہل خانہ کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش پہنچا' تب وہاں سے اسے خبر ہوئی کہ عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی شوش کے نواحی کوہستانی سلسلے میں آشوریوں کے خلاف گھات لگائے بیٹھا ہے۔ شوش شہر سے کچھ راہبر اور راہنما مردک بلدان کو اس کوہستانی سلسلے کی طرف لے گئے تھے جہاں عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تختندی نے بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں کے متحدہ لشکر کے ساتھ گھات لگائی ہوئی تھی۔ عیلامی راہنما مردک بلدان اور اس کے خاندان والوں کو ستروک تختندی کے خیمے کے پاس لے گئے پھر ایک نوجوان خیمے کے اندر گیا' پھر تھوڑی دیر بعد عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی باہر نکلا اس کے ساتھ اس کا بیٹا خفدور تختندی اور پوتا امان یتان بھی تھے۔

عجیب و غریب بات یہ ہے کہ جس طرح آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے بعد اس کا بیٹا سناخریب آشوریوں کا حکمران بنا اور سناخریب کے بعد سناخریب کا بیٹا اور سارگون کا پوتا اسارہدون نینوا کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اسی طرح عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تختندی کے بعد

اس کا بیٹا خفدور تختندی عیلامیوں کا بادشاہ بنا اور اس کے بعد امان یتان عیلامیوں کا حکمران بنا جو خفدور تختندی کا بیٹا اور ستروک تختندی کا پوتا تھا۔

بہرحال ستروک تختندی نے اپنے خیمے سے باہر اپنے بیٹے خفدور تختندی اور پوتے امان یتان کے ساتھ بابل کے بادشاہ مردک بلدان کا بہترین استقبال کیا اور اسے اور اس کے اہل خانہ کو ستروک تختندی اپنے خیمے میں لے گیا۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب ستروک تختندی بابل کے کلدانی بادشاہ مردک بلدان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے جو آدمی آپ کو شوش سے اس کوہستانی سلسلے میں لے کر آئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے بغیر کسی محافظ دستے کے بابل سے کوچ کیا اور ہمارے مرکزی شہر شوش میں آئے صرف آپ کے اہل خانہ آپ کے ساتھ ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ آپ آشوریوں سے چھپتے چھپاتے گمنام راہوں پر سفر کرتے ادھر آئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے' آخر ایسی کون سی افتاد آپ پر ٹوٹ پڑی کہ آپ کو یوں محافظ دستے کے بغیر ہمارے مرکزی شہر کی طرف آنا پڑا۔ راستے میں اگر کوئی آپ کو پہچان لیتا' آپ پر حملہ آور ہو جاتا تو وہ یقیناً آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا۔"

ستروک تختندی جب خاموش ہوا تب مردک بلدان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیز! جو کچھ آپ نے کہا ہے اپنی جگہ درست اور ایک حقیقت ہے لیکن آپ کی طرف آنا ایسا ضروری اور لازم ہو گیا تھا کہ مجھے اسی حالت میں سفر کرنا پڑا۔ دراصل آشوری ہم پر حملہ آور ہوئے' بابل شہر سے باہر ہم نے اپنی پوری طاقت اور قوت سے ان کی راہ روکی' ان سے جنگ کی لیکن ہماری بدقسمتی کہ آشوریوں کے مقابلے میں ہمیں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

شکست کھانے کے بعد ہم اپنے بابل شہر میں محصور ہو گئے اور پھر رات کی تاریکی میں میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ آپ کی طرف نکل آیا۔ آپ کی طرف آنے کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ آشوریوں کے مقابلے میں آپ ہماری مدد کریں۔

اگر آپ اپنا لشکر لے کر خود یہاں سے کوچ کریں یا اپنے کسی سالار کو لشکر کا کماندار بناتے ہوئے بابل کی طرف روانہ کریں اور باہر کی طرف سے آپ اور بابل شہر کے اندر سے نکل کر اگر ہم آشوریوں پر دو طرفہ حملہ کر دیں تو میرے خیال میں آشوریوں کے پاس نینوا کی طرف بھاگ جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

جب تک مردک بلدان بولتا رہا، ستروک ختندی مسکراتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوا تب عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”محترم مردک بلدان! آپ حالات کی اصلیت کو سمجھ نہیں پائے۔ آپ ابھی تک یہی خیال کر رہے ہیں کہ آشوریوں نے صرف آپ پر حملہ کیا ہے اور شہر سے باہر آپ کو شکست دی ہے اور آپ اب ان کے سامنے محصور ہو گئے ہیں۔ نینوا سے صرف آشوریوں کے اسی جرنیل نے کوچ نہیں کیا جو بابل پر حملہ آور ہوا بلکہ اس سالار کے ساتھ آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے بھی نینوا سے کوچ کیا تھا۔ راستے میں انہوں نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اپنے سالار کو اس نے بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا اور خود سارگون اپنے بیٹے سناخریب کے ساتھ ہمارے مرکزی شہر کی طرف بڑھا تھا۔

میری خوش قسمتی کہ اس کی آمد سے پہلے ہی میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں سامریہ اور یہودیہ سے پیغام رسانی کر چکا تھا اور مجھے خدشہ تھا کہ آشوری ضرور عیلامیوں پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے کہ ان کی نقل و حرکت سے متعلق مجھے میرے مخبر بروقت اطلاع دیتے رہے ہیں۔ پھر بھی میرے طلایہ گردوں سے ایک غلطی ہوئی۔ انہوں نے بروقت سارگون کی پیش قدمی کے متعلق آگاہ نہ کیا۔ ورنہ میں اپنے مرکزی شہر سے بہت دور بلکہ اپنی سرحدوں کے اس پار سارگون کی راہ روکتا۔

بہرحال ہمارے حق میں اچھا ہی ہوا کہ اس کوہستانی سلسلے کے قریب ہمارا ٹکراؤ نینوا کے بادشاہ سارگون سے ہوا۔

سارگون کی بڑی طاقت اور قوت ہے۔ میں نے بھی اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روکی لیکن میں اکیلا اسے پسپا نہیں کر سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کا جو لشکر میری مدد کے لئے آیا تھا اسے میں نے سارگون کے لشکر کی پشت پر گھات میں بٹھا رکھا تھا۔ جنگ جب جوبن پر آئی تو اسرائیلی پشت کی جانب سے سارگون پر حملہ آور ہوئے۔ گو آشوریوں کے بادشاہ کے لشکر کو ہم اور بنی اسرائیل کے عساکر واضح طور پر شکست نہیں دے سکے لیکن اس کے خلاف متحدہ طاقت کو استعمال کرنے سے ہمیں ایک فائدہ یہ ہوا کہ اول تو اس نے ہمارے مرکزی شہر شوش پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دوم وہ اچانک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے غائب ہو گیا ہے۔

چند دن پہلے تک وہ یہیں کوہستانی سلسلوں کے اندر جو میدان پڑتا ہے، اس کے اندر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں ہوں اور میرے دائیں جانب ذرا

فاصلے پر بنی اسرائیل کا متحدہ لشکر خیمہ زن ہو چکا ہے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا تھا کہ جب تک نینوا کا بادشاہ ہماری سرزمینوں میں رہے گا ہم اسی کوہستانی سلسلے کے اندر گھات لگائے بیٹھے رہیں گے تاکہ سارگون اگر ہم پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے کوہستانی سلسلے میں داخل ہو تو اس پر گھات سے نکل کر ایسا زوردار حملہ کیا جائے کہ نینوا کی طرف بھاگنے کے سوا سارگون کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہے۔

کوہستانی سلسلے میں ہم نے گھات لگا رکھی ہے۔ اس کے سامنے جو وسیع میدان ہیں چند یوم پہلے تک سارگون نے انہی میدانوں کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ دور دور تک اس کے خیمے نظر آتے تھے لیکن دو تین دن سے نہ جانے وہ اپنے لشکر کے ساتھ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ میرا اپنے مرکزی شہر شوش سے مکمل رابطہ اور پیغام رسانی کا سلسلہ ہے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ سارگون ہمارے مرکزی شہر شوش پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ملتوی کر کے کسی اور طرف نکل گیا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے وہ ہمیں چکمہ دے رہا ہو۔ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے نکل کر کہیں گھات میں بیٹھ گیا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ جب ہم اس کوہستانی سلسلے کی گھات سے نکل کر اپنے مرکزی شہر شو کا رخ کریں تو وہ اچانک نکل کر ہم پر حملہ آور ہو اور ہمیں کچل اور مسل کر رکھ دے۔

بہرحال جب تک میرے مخبر مجھے یہ اطلاع نہیں دیتے کہ سارگون اپنے لشکر کے ساتھ کہاں ہے۔ میں اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر اپنے شہر شوش کا رخ نہیں کروں گا۔ جہاں تک آشوریوں کے خلاف آپ کی مدد کرنے کا تعلق ہے تو جو صورت حال ہے وہ آپ کو بتا دی ہے۔

آشوری صرف بابل پر نہیں ہم پر بھی حملہ آور ہوئے۔ اب اگر میں اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر بابل کا رخ کرتا ہوں تو یاد رکھنا آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے راستے ہی میں گھات لگا رکھی ہو گی اور وہ اچانک نکل کر جب ہم پر حملہ آور ہو گا تو ہمارے کسی لشکری کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

ان حالات میں میں اس قابل نہیں کہ میں آپ کی مدد کروں اور اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر بابل کا رخ کروں۔ اگر میں ایسا کروں تو میرا یہ اقدام یقیناً اپنی اور میرے لشکریوں کی خودکشی کے مترادف ہو گا۔

آپ میری ان باتوں کا برا نہ مانیئے گا اور میری طرف سے مایوسی کا شکار بھی نہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوں۔ اگر سارگون مجھ پر حملہ آور نہ ہوا ہوتا اور مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ وہ یہیں کہیں گھات میں ہے اور اچانک ہم پر حملہ آور ہو گا تو یقیناً میں، ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ آپ کے ہمراہ بابل کو روانہ ہو جاتا اور آشوریوں کے خلاف آپ کی مدد کرتے ہوئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا لیکن حالات ایسے ہیں کہ فی الوقت میں نہ اپنے مرکزی شہر کا رخ کر سکتا ہوں نہ آپ کی مدد کے لئے بابل کی طرف جا سکتا ہوں۔"

ستروک نتخندی کے اس جواب پر مردک بلدان مایوس سا ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے ستروک نتخندی سے کوئی گلہ اور شکوہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ ستروک نتخندی کی اپنی حالات قابلِ رحم تھی اسے آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی طرف سے حملہ آور ہونے کا خطرہ تھا لہٰذا مردک بلدان نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ ستروک نتخندی کے کہنے پر ایک رات وہاں قیام کیا اگلے روز اپنے اہل خانہ کو لے کر وہ بابل کا رخ کر رہا تھا۔

☆------☆------☆

کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کو بابل شہر سے باہر بدترین شکست دینے کے بعد حارث بن حریم' دبیس بن بشرود نے شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا تھا۔ ایک دن اور ایک رات حارث بن حریم نے اپنے لشکریوں کو مکمل طور پر آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

تیسرے روز صبح سویرے ہی سے اس نے شہر کی شمالی جانب سے حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ بار بار اس کے لشکری رسوں کی سیڑھیاں ڈالتے ہوئے اور اپنے سروں پر ڈھالیں رکھتے ہوئے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتے اور پھر نیچے اتر آتے۔ اس لئے کہ شہر پناہ کے اوپر کلدانیوں کا جو محافظ لشکر تھا انہیں سیڑھیوں کی مدد سے اوپر نہ چڑھنے دیتا۔ اس کارروائی میں آشوریوں کا کوئی نقصان بھی نہ ہوتا تھا اس لئے کہ جو لشکری شہر کی فصیل پر چڑھنے کے لئے آتے تھے وہ اپنے سروں پر اپنی ڈھال رکھ لیتے تھے جس کی بنا پر فصیل کے اوپر سے کی جانے والی تیراندازی انہیں نقصان نہ پہنچاتی تھی۔

فصیل کے شمالی حصے پر حارث بن حریم کے کہنے پر اس کے لشکری صبح سے لے کر شام تک حملہ آور ہوتے رہے۔ بار بار فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن ان کی اس جدوجہد سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ حقیقی معنوں میں فصیل پر چڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے بلکہ اس شہر کے محافظ لشکر کو اپنے ساتھ مصروف رکھتے ہوئے تھکا مارنا چاہتے ہیں۔

شام کا سورج جب غروب ہونے کے لئے جھک گیا تب حارث بن حریم نے حملے بند کر دیئے۔ لشکریوں کو ہٹا کر پیچھے لے گیا تھا۔

چونکہ آشوری دن بھر شہر کی فصیل پر حملہ آور ہوتے رہے تھے لہٰذا تھکاوٹ کے باعث کلدانیوں کے لشکر کی حالت عجیب و غریب تھی۔ جس قدر محافظ لشکر بابل شہر میں تھا۔ سردب نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصے کو اس نے مکمل طور پر آرام کرنے کا مشورہ دیا دوسرے کو اس نے شہر کی فصیل کے اوپر چوکس کر دیا تھا۔

دوسری جانب حارث بن حریم دشمن کو دم نہیں لینے دینا چاہتا تھا۔ وہ ارادہ کئے ہوئے تھا کہ سارگون کی واپسی سے پہلے ہی پہلے بابل کو فتح کر لے۔ اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس نے رات کا صرف آدھا حصہ اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس کے بعد اس نے دبیس بن بشرود کو حکم دیا کہ وہ فصیل کے شمالی حصے پر اسی طرح حملہ آور ہو جائے جس طرح آشوری دن کے وقت حملہ آور ہو کر فصیل کے اوپر چڑھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ خود وہ سارا معاملہ دبیس بن بشرود کو سمجھانے اور اس سے معاملہ طے کرنے کے بعد اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ فصیل سے دور رہتے ہوئے بابل کے جنوبی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

دراصل حارث بن حریم کلدانیوں کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ دن بھر آشوریوں کے ساتھ جنگ کی وجہ سے کلدانی تھک چکے ہوں گے اگر وہ مکمل طور پر آرام اور استراحت نہ کر رہے ہوں گے تو کم از کم ان کے لشکر کا ایک حصہ ضرور آرام کرنے کی کوشش کرے گا اور اسی سے میں فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر چکا تھا۔

طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق دبیس بن بشرود نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بابل شہر کی شمالی فصیل پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ بالکل ایسے ہی جیسے دن کے وقت وہ کرتے رہے تھے۔ اس کے لشکری فصیل پر چڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ پر دشمن کو یہی تاثر دے رہے تھے کہ وہ فصیل پر چڑھ کر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ جس طرح فصیل کے اوپر سے کلدانیوں کی تیراندازی سے بچنے کے لئے دن کے وقت آشوری اپنے سروں کے اوپر ڈھالیں رکھ لیتے تھے' رات کے وقت بھی انہوں نے یہی طریقۂ کار آزمایا۔

سردب نے جب دیکھا کہ آدھی رات کے وقت آشوریوں نے فصیل پر پھر حملہ آور ہونا شروع کر دیا ہے تب وہ خود فصیل پر آیا۔ پہلے اس نے صورت حال کا جائزہ لیا۔ آشوری فصیل پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور فصیل کے اوپر جو کلدانیوں کا لشکر تھا وہ انہیں اوپر چڑھنے سے مکمل طور پر روکے ہوا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ آشوری اوپر چڑھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ صرف کلدانیوں کو اپنے ساتھ مصروفِ جنگ رکھنا چاہتے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھے۔

جس وقت کلدانی فصیل کے شمالی حصے میں آشوریوں کے ساتھ بڑی طرح مصروفِ جنگ تھے اسی لمحہ حارث بن حریم نے شہرپناہ کے جنوب کی طرف سے اپنے کام کی ابتدا کی رات کی گہری تاریکی میں فصیل پر رسوں کی سیڑھیاں پھینکی گئیں۔ آن کی آن میں لشکری اس پر چڑھنے لگے۔ فصیل کے اس حصے میں جو کلدانی پہرہ دار تھے انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا کہ جنوبی حصے سے بھی آشوری فصیل پر چڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ جتنی دیر تک شمال کی طرف سے یا شہر کے اندر سے کوئی کمک پہنچتی حارث بن حریم خود اپنے کئی دستوں کے ساتھ فصیل کے اوپر چڑھ چکا تھا۔

شہرپناہ کے کلدانی محافظوں نے آشوریوں کی راہ روکنے کی بہترین اور انتھک کوشش کی لیکن انہیں ناکامی ہوئی اس لئے کہ فصیل پر چڑھنے والے آشوری حارث بن حریم کی سرکردگی میں اس طرح ان پر حملہ آور ہوئے تھے جس طرح آرزوؤں کے ناگوں کی اجنبی غیر معروف بستی میں قلزم کا زہر بن کر کوئی ناقابل تسخیر قوت داخل ہوتی ہے۔ آشوریوں نے اس ہولناک انداز میں کلدانیوں پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں جس طرح رات کی بے کیف قربت کے نشے اور بے جہت بے ہمت کفر سرحدوں پر انگاروں کا کھیل کھیلتی امنگوں کے جرار لشکر اپنے کام کی ابتدا کرتے ہیں۔

لمحوں کے اندر شہرپناہ کے جنوبی حصے میں جو کلدانیوں کے محافظ تھے آشوریوں نے ان کے احساس داوسان کو بے بس' ان کے ولولوں کو خواب آلود گونجوں' ان کے خیالوں کے قرینوں کو ذلت کی خلیجوں میں تبدیل کرتے ہوئے فصیل کے اوپر اپنی جگہ بنانا شروع کر دی تھی۔

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا آشوری کلدانی محافظوں کو پیچھے دھکیل رہے تھے' اور بڑی تیزی سے فصیل پر ان کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ کئی بار کلدانیوں نے جم کر آشوریوں کی راہ روکنا چاہی لیکن آشوری پُرجوش رات کے راکھوں کی طرح کلدانیوں کے اندر فنا کے خاکے بناتے ہوئے بے باکی کے گرم شعلوں کی طرح آگے بڑھنے لگے تھے۔ اب فصیل کے جنوب میں جو محافظ تھے ان کی حالت بڑی تیزی کے ساتھ آشوریوں کے سامنے سناٹوں کی گونجوں میں بکھری یادوں کے ٹوٹے سپنوں' چپ دروازوں' بند دریچوں' سونی گلیوں' ویران راستوں' بسری راتوں' بھولی باتوں اور تنہائی کے ہانپتے سالوں سے بھی بدترین ہونا شروع ہو گئی تھی۔ انتہائی بوجھل قدموں کے ساتھ وہ آشوریوں کی راہ روکنے

کی بجائے پیچھے ہٹنے کو ترجیح دینے لگے تھے۔

اب تک پورے شہر کے اندر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ شہرپناہ کے جنوبی حصے پر آشوری چڑھ آئے ہیں۔ بروب نے شہرپناہ کے شمالی حصے پر اپنے لشکر کا زور کم نہیں کیا۔ اپنے اس لشکر کو جو فصیل پر چڑھنے والے آشوریوں کے ساتھ مصروف پیکار تھا' انہیں وہیں رہنے دیا۔ شہر کے اندر جو لشکر آرام و استراحت کر رہا تھا اسے اس نے حکم دیا کہ فوراً فصیل پر چڑھ کر اپنے تیز حملوں سے آشوریوں کو فصیل سے نیچے اتر جانے پر مجبور کر دے۔

دوسری جانب اپنے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق جب دبیس بن بشرود کو خبر ہو گئی کہ حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ شہرپناہ کے جنوبی حصے پر چڑھ گیا ہے تب اپنے حصے کے لشکر کو لے کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ شہرپناہ پر حملے اس نے بند کر دیئے۔ پھر بڑی تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ بھی شہرپناہ کے جنوبی حصے کا رخ کر رہا تھا۔

شہرپناہ کے اوپر محافظوں کو پیچھے دھکیلنے کے بعد حارث بن حریم نے اپنے لشکر کے کچھ دستے شہرپناہ سے نیچے اتارے تاکہ شہرپناہ کا جنوبی دروازہ کھول دیں۔ جب کہ باقی دستوں کے ساتھ وہ فصیل کے اوپر ہی رہا جب تک کلدانیوں کا وہ لشکر جو شہر کے اندر آرام کر رہا تھا جا کر فصیل پر چڑھتا اور اپنی کارروائی کرتا' اس وقت تک نیچے اترنے والے آشوریوں نے شہرپناہ کا جنوبی دروازہ کھول دیا جس کے نتیجے میں دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے پورے حصے کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا تھا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد جو پہلی کارروائی اس نے کی وہ یہ کہ کلدانیوں کا وہ لشکر جو آرام کر رہا تھا اور اب فصیل پر چڑھنے کے لئے جنوبی حصے کا رخ کر رہا تھا دبیس بن بشرود ان پر خوابوں کے سبز موسم میں نفرتوں کے طوفان' گزرتے وقت کے لمحوں میں قربتوں اور مسرتوں کے جھونکوں اور گہرے اندھیروں کی ویران شب میں آدرش کے بے کل لمحوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ لمحوں کے اندر اس نے فصیل کی طرف آنے والے کلدانیوں کے اندر ایک ہنگامہ سا برپا کر کے رکھ دیا تھا۔

کلدانیوں نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ شہر میں داخل ہونے والوں کو ہانک کر شہر سے باہر نکال دیں لیکن دبیس بن بشرود اور اس کے لشکری کلدانیوں کے سامنے جنوں کے نغمات کے امین' سمندر کے حصار اور ناقابلِ تسخیر سیل تند رو کی طرح ثابت قدم رہے اور بڑی تیزی سے کلدانیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی تعداد انہوں نے کم

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کرنا شروع کر دی تھی۔

ادھر سروب کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ شہر پناہ کا جنوبی دروازہ آشوری کھول چکے ہیں اور ان کا لشکر شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر سروب نے فصیل کے اوپر جس قدر لشکری تھے ان کی طرف احکامات جاری کر دیئے کہ وہ فوراً فصیل سے نیچے اتر کر شہر میں داخل ہونے والے آشوریوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ اس صورت حال سے حارث بن حریم نے بھی پورا فائدہ اٹھایا وہ بھی اپنے سارے لشکر کے ساتھ نیچے اترا اور دبیس بن بشرود سے جا ملا تھا۔

جہاں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود متحد ہو گئے تھے وہاں کلدانیوں کا سارا لشکر بھی سروب کی سرکردگی میں اکٹھا ہو کر آشوریوں پر خون کی جوئے بار، زندگی کی دائمی تلخیوں، گرہن کی اندھی تاریکیوں اور آوارہ و سرگرداں ناتمی شعور کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے اور اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے آشوریوں کو آگے بڑھنے سے روکنے لگے تھے۔

دوسری طرف شہر میں داخل ہونے کے بعد آشوریوں کے ولولے جواں اور ان کے حوصلے اپنے عروج پر تھے۔ وہ بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے کلدانیوں پر زندگی کے شوق اور موت کے خوف میں لپٹی وحشت بھرے نعروں، گہری زہریلی آگ اگلتی دوپہر، اچانک اٹھی موت کی بے محابہ سرسراہٹوں اور روح کی گہرائیوں میں قضا بن کر رچ بس جانے والی ہجر کی فرقتوں دوریوں کے دکھ اور درد کے نڈھال کرتے سلسلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

بابل شہر کے اندر تھوڑی دیر تک آشوریوں اور کلدانیوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا جس کے نتیجے میں کلدانیوں کو بدترین شکست ہوئی۔ ان کے لشکر کا ایک کافی بڑا حصہ تہ تیغ کر دیا گیا۔ ان کے سالار سروب کو زندہ گرفتار کر لیا گیا اور جو شکست اٹھانے کے بعد کلدانی بچے انہوں نے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے اطاعت کا اعلان کر دیا تھا۔

رات کا باقی حصہ حارث بن حریم نے دو کاموں میں صرف کیا۔ پہلے انہوں نے کچھ دستے مقرر کئے جو جنگ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال کرنے لگے تھے اور کچھ دستوں کے ساتھ وہ شہر کے اندر گشت کرنے لگے تھے تاکہ شہر کے اندر ابھی تک کوئی ہتھیار اٹھانے والا ہو تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ صبح کا سورج جب طلوع ہوا تو اس کی کرنوں نے

بابل پر کلدانیوں کی بجائے آشوریوں کا قبضہ دیکھا تھا۔

صبح کا کھانا کھانے کے بعد حارث بن حریم نے کلدانیوں کے سالار سروب کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ اس کے کہنے کے مطابق سروب کو اس کے سامنے لایا گیا۔ حارث بن حریم تھوڑی دیر تک بڑے غور اور جستجو سے سروب کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم کلدانیوں کے سالار سروب ہو؟"

سروب منہ سے کچھ نہ بولا۔ اثبات میں اس نے اپنی گردن ہلا دی تھی۔

"کلدانیوں میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟" حارث بن حریم نے دوسرا سوال کیا تھا۔

اس بار سروب نے بھی بڑے غور سے حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"آشوریوں کے عظیم سالار! میں تمہیں جان اور پہچان چکا ہوں۔ تمہارا نام حارث بن حریم ہے اور تم وہی ہو جسے چند ہفتے پہلے کلدانیوں کا سب سے بڑا بت مردوک توڑنے کے جرم میں یہاں کے بڑے پجاری زولاب نے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تھی۔ میرا نام سروب ہے اور میں کلدانیوں کے سب سے بڑے قبیلے کا سردار ہوں۔"

سروب کی اس گفتگو کے جواب میں حارث بن حریم کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک طرف سے بابل کے پجاریوں کا ایک گروہ نمودار ہوا۔ ان کے آگے آگے زولاب نام کا وہی بڑا پجاری تھا۔ جب پجاری قریب آئے تو ہاتھ کے اشارے سے حارث بن حریم نے انہیں رکنے کے لئے کہا جس کے جواب میں وہ مسلح جوان جو پجاریوں کو ہانکتے ہوئے لا رہے تھے انہوں نے انہیں حارث بن حریم کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ کچھ دیر تک زولاب کا بڑے غور سے حارث بن حریم نے جائزہ لیا پھر سروب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ان پجاریوں کی آمد کے وقت تم مجھے بتا رہے تھے کہ تم مجھے پہچان چکے ہو اور میں وہی ہوں جسے بابل کے بڑے پجاری زولاب نے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تھی۔ دیکھو مجھے سزا دینے والا زولاب بھی آ چکا ہے۔"

سروب نے گردن گھما کر بڑے پجاری زولاب کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر زولاب کا رنگ ہلدی اور پیلا ہو کے رہ گیا تھا۔ کپکپا رہا تھا۔ آنکھوں میں خوف و ہراس، چہرے پر موت کے سائے رقص کر رہے تھے کچھ دیر خاموشی رہی اور یہ خاموشی زولاب کے لئے یقیناً کاٹ کھانے والی تھی۔ پھر زولاب کو نظرانداز کرتے ہوئے حارث بن حریم نے سروب کو مخاطب کیا۔

"یہ بتاؤ کہ بابل کا بادشاہ اور اس کے لواحقین کہاں ہیں؟"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

سروب کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر کہنے لگا۔

"آشوریوں کے سردار! میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جس وقت اس شہر سے باہر بابل کے لشکر کو تمہارے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اسی رات بابل کا بادشاہ مردک بلدان اپنے اہل خانہ کے ساتھ بابل سے نکل گیا تھا۔ اس وقت وہ کہاں ہے' میں نہیں جانتا۔

اس شہر کی حفاظت چونکہ وہ مجھے سونپ کر گیا تھا لہٰذا جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے سیلاب کے ریلے جیسی موت کی تلاش اور جستجو کے سامنے بابل شہر کی حفاظت کرنے کی کوشش کی لیکن اگر بابل شہر کی قسمت ہی میں ماتم لکھ دیا گیا ہے۔ یہاں کی کلدانی حکومت کے مقدر ہی میں چاک دامانی کم مائیگی و بے زری' بربادی اور خود فراموشی کی عبارتیں لکھی جا چکی ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے تو اپنی طرف سے اولوالعزمی اور حوصلہ مندی کے ساتھ شہر کا دفاع کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس زیاں خانے اور صفحۂ دوراں کے لمحوں کے اندر بابل ایسا شہر تھا جس کے آنگنوں میں ستارے کھیلتے تھے جہاں پرندے لوریاں دیتے تھے۔ اب اس کی ہر ساعت صدیوں کے جبر سے بھر گئی ہے۔ ہر گھڑی خوں ریز قیامت کا سماں برپا کر رہی ہے۔ اس کی ہستی اگر نیستی میں تبدیل ہو گئی ہے تو اس میں میری کیا غلطی' کیا کوتاہی؟ طلسمات کے زنداں جیسے بابل شہر میں اگر ہر لمحہ عرصہ محشر میں تبدیل ہو گیا ہے اور بابل شہر کی شہ رگ سے اگر خون بہہ نکلا ہے تو آشوریوں کے سالار! مجھے اس میں مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کسی قدر نرم لہجے میں سروب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں تمہیں مجرم نہیں ٹھہرا رہا۔ جب دو عساکر دو لشکر آپس میں ٹکراتے ہیں تو ایک کو زیر ایک کو زیر ہونا ہی پڑتا ہے۔ یہ کھیل جیسا بھی ہوا' بہرحال بابل کو ہم نے فتح کر لیا ہے۔ جہاں تک تمہاری ذات کا تعلق ہے تو تم مجھے رعونت پسند تنگی مزاج اور مردہ دل نہیں لگے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے تم مردم شناس اور دانش مند قسم کے انسان ہو۔ خود ہی بولو تم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟"

کچھ دیر تک خاموش رہ کر سروب سوچتا رہا پھر کوئی فیصلہ کرنے کے بعد بول پڑا۔

"آشوریوں کے سالار! شہر کا دفاع کرتے ہوئے آشوریوں کا مقابلہ کرنا اور انہیں روکنا اور ان سے جنگ کرنا میرے فرائض میں شامل تھا اور میں اپنے فرائض سے پہلو تہی کرنے والا انسان نہیں ہوں۔ اگر یہ شہر آشوریوں کا ہوتا اور کلدانی اس پر حملہ آور ہوتے

تب بھی میں اس کا ایسے ہی دفاع کرتا جیسے میں نے اب کیا ہے۔ اب یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں شہر کا دفاع کرنے میں ناکام رہا۔ مگر جس قدر میں کر سکتا تھا اس قدر میں کر گزرا۔ جہاں تک آپ کا میرے ساتھ سلوک کا تعلق ہے تو میں نے اپنے آپ کو آشوریوں کے حوالے کر دیا ہے۔ میرے عزیز' انصاف سے کام لیتے ہوئے تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو۔ مجھے کوئی شکوہ کوئی گلہ نہ ہو گا۔ میرا تعلق ایک قیدی لشکر سے ہے اور قیدی سالار سے فاتح جو چاہے سلوک کر سکتا ہے۔"

سروب جب خاموش ہوا تب حارث بن حریم نے پھر کہنا شروع کیا۔

"میں تم سے کوئی بازپرس نہیں کروں گا۔ تم سے کوئی انتقام نہیں لوں گا۔ تمہارے خلاف دشمنی کی کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔ تم نے جو کچھ کیا وہ تمہارے فرائض میں شامل تھا اور جو لوگ اپنے فرض کو نگاہ میں رکھتے ہیں میں ان کو پسند کرتا ہوں۔ میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔"

سروب کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہوئی' لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی پھر حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آشوریوں کے سالار نے اگر مجھے معاف کر دیا ہے تو اس موقع پر میں ایک گزارش کروں گا۔ جیساکہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میں کلدانیوں کے سب سے بڑے قبیلے کا سردار ہوں۔ اگر آپ اپنی طرف سے مجھے بابل کا حاکم مقرر کر دیں تو میں آنے والے دنوں میں مکمل طور پر آشوریوں کا مطیع و فرمانبردار بن کر رہوں گا اور جس قدر خراج وہ مجھ پر عائد کریں گے اسے باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں گا۔"

حارث بن حریم نے ایک گہری نگاہ سروب پر ڈالی' چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اسے مخاطب کیا۔

"سروب! تمہاری گفتگو بھی مجھے پسند آئی' تمہاری شخصیت میں مجھے خلوص بھی دکھائی دیا لیکن میری نظر دھوکا بھی کھا سکتی ہے۔ میرا دل اوہام کا بھی شکار ہو سکتا ہے۔ میں تمہاری اس خواہش کو قبول کرتا ہوں تمہیں بابل کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ ساتھ ہی تمہیں یہ تنبیہہ بھی کرتا ہوں اگر آنے والے دور میں کسی بھی موقع پر ہمیں یہ پتہ چلا کہ تم آشوریوں کے فرمانبردار نہیں رہے تو یاد رکھنا جس قدر بڑا عہدہ تمہیں ایک مفتوح قوم کا فرد ہونے کے باوجود دیا جا رہا ہے اگر تم نے اس عہدے کے فرائض میں کوتاہی کی' کسی پر ناجائز ظلم کیا' کسی اور حکمران کے ساتھ آشوریوں کے خلاف گٹھ جوڑ کیا یا اپنے طور پر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

آشوریوں کے خلاف بغاوت یا سرکشی کی کوشش کی تو پھر یاد رکھنا سزا بھی اسی عہدے کے مطابق ہی دی جائے گی۔"

حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے رکا پھر سروب کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"جہاں تک میرا تعلق ہے، میں تمہیں بابل کے کلدانی بادشاہ مردک بلدان کی جگہ دے رہا ہوں لیکن میری طرف سے تمہاری یہ تقرری عارضی ہے۔ شاید عنقریب آشوریوں کا بادشاہ سارگون بھی بابل شہر میں ہو اس کے آنے کے بعد تمہاری تقرری کا مسئلہ میں اس کے سامنے پیش کروں گا۔ اگر اس نے بھی اس کو تسلیم کر لیا تو پھر تمہیں بابل کا حاکم تسلیم کیا جائے گا۔ جہاں تک خراج مقرر کرنے کا تعلق ہے تو خراج کی رقم بھی خود سارگون ہی آ کر مقرر کرے گا۔ بہرحال میں اپنی طرف سے تمہیں بابل کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ بابل کے حاکم کی حیثیت سے اگر تمہارے خلاف کسی مظلوم نے فریاد کی، کسی کے ساتھ انصاف نہ ہوا، کسی کے ساتھ تم نے زیادتی کی تو پھر یاد رکھنا تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ سارگون کے آنے تک ہم تمہارے ساتھ مل کر شہر کا نظم و نسق درست کریں گے۔"

حارث بن حریم کی اس گفتگو سے سروب خوش ہو گیا تھا اور وہ بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے ساتھ شہر کا نظم و نسق درست کرنے میں لگ گیا تھا۔

☆======☆======☆

بابل کا کلدانی بادشاہ مردک بلدان عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تخندی سے مایوس ہونے کے بعد اپنے اہل خانہ کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے گمنام راستوں پر سفر کرتا ہوا بابل کا رخ کر رہا تھا۔

ابھی وہ بابل سے چند فرسخ دور ہی تھا کہ سامنے کی طرف سے دو سوار بڑی تیزی سے اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کو دیکھتے ہی مردک بلدان نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے اہل خانہ بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے۔ اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے آنے والے دونوں سوار قریب آ گئے تھے۔ مردک بلدان انہیں پہچان گیا۔ وہ اس کے اپنے آدمی تھے۔

قریب آ کر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا اور قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی کچھ کہتا مردک بلدان نے بڑی پریشانی سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"تم کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟"

ان دونوں نے پہل ایک دوسرے کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھا پھر ایک مردک بلدان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا! یقیناً ہم آپ کے لئے اچھی خبر نہیں بری خبر لے کر آئے ہیں۔ آپ بابل کا رخ نہ کریں اس لئے کہ آپ کی غیر موجودگی میں بابل کو آشوریوں کے سالار حارث بن حریم نے فتح کر لیا ہے۔ شہر پر اس کا قبضہ ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد اس نے ہمارے لشکر کو شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے کا چکمہ دے کر اچانک جنوب کی طرف سے فصیل پر چڑھنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بعد شہر کے اندر اس نے موت کا کھیل کھیلا جو اس کے مقابل آیا اسے اس نے تہہ تیغ کر دیا۔ جس نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس نے اپنی طرف سے سردار سروب کو بابل کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔

آپ ہرگز بابل کا رخ نہ کریں۔ ورنہ آشوری آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی سلطنت کے دوسرے بڑے شہر دریقین کی طرف چلے جائیں۔ اس لئے کہ دریقین میں اس وقت ہمارا بہت بڑا لشکر ہے۔ وہاں قیام کر کے آپ اپنے دوسرے شہروں سے بھی لشکر دریقین میں بلا کر وہاں ایک بڑی طاقت کو مضبوط اور مستحکم کر سکتے ہیں اور اسے استعمال کرتے ہوئے آشوریوں کو اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

اس خبر پر مردک بلدان ہی نہیں اس کے اہل خانہ بھی اداس ہو گئے تھے۔ سب کی گردنیں جھک گئی تھیں۔ پھر بڑی دکھی اور بکھری بکھری آواز میں مردک بلدان کہنے لگا۔

"مجھ سے بڑی غلطی، بڑی بھول ہوئی جو میں نے اس حارث بن حریم کو بابل شہر سے نینوا شہر کی طرف جانے دیا۔ اس نے ہمیں شکست دے کر اور پھر میری غیر موجودگی میں بابل شہر کو فتح کر کے اپنی سربلندی اور جرأتمندی کا اظہار کر دیا ہے۔ یہ یقیناً ان جوانوں میں سے ہے جو گریز پا نقوش کے متلاشیوں کی طرح تخن تخن بھٹکتے سیال حروف اور تہہ آب جزیروں تک کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جو خاموشیوں کے طویل پہروں میں بھی اداسیوں کی طویل راتوں، حرف و بیان کے بے ثمر سلسلوں اور ملال آفرین کیفیت کو۔

زم کرنوں ہر گرم استعاروں' بے مثال ہنر و سخن کی قربتوں اور خشک کلامی کا جواز بخشی روشن آوازوں میں بتدیل کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں۔

ایسے نوجوان جس دیس میں رہیں اس کے لئے وہ یادوں کے آفاق پر ہنر کے ماتھے کا جھومر بن جاتے ہیں۔ اس کے لئے وہ سوچوں کے دشت اور جذبوں کے ریگزاروں میں دھرتی کی دہلیز کا پاسبان اور اجالوں کے نخلستانوں کا پھول بن کر ابھرتے ہیں۔ ہائے حیف' ہائے افسوس وہ نوجوان جو کافوری خوشبو کے ملبے جیسا تھا اسے ہم نے لحد کی دلدلی مٹی سمجھ کر ٹھکرا دیا۔"

مردک بلدان لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"مجھ سے یہ ایسی غلطی سرزد ہوئی جسے میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گا۔ بھول نہ سکوں گا۔ یہ نوجوان میرے ہاتھ آیا بھی' کاش میں اسے زبردستی اپنے پاس روک لیتا اور پھر آہستہ آہستہ میرے پاس رہتے ہوئے وہ میرے ساتھ مانوس ہو جاتا۔ اگر ایسا ہو تا تو میں آشوریوں کے خلاف اس سے کام لیتا اور آج کل جو آشوریوں کے سامنے میری حالت ہے' یہی حالت آشوریوں کی میرے سامنے ہوتی۔ کاش میں نے قضا اور موت کے سامنے تک مرگ کا کھیل بن کر جم جانے والے اس جوان کو کھو نہ دیا ہو تا تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔"

اپنے باپ کی اس گفتگو کو قندل نے شاید ناپسند کیا تھا' کہنے لگی۔

"اے میرے باپ! یہ کیا؟ آپ ہر وقت اس شخص کی تعریف کرتے ہیں جس نے ہمارے مردوک کا بت توڑا۔ اس کی تعریف کی بجائے میرے بس میں ہو تو ایسے شخص کو تو بغیر کسی وجہ کے بغیر کوئی علت بتائے مصلوب کر دینا چاہئے۔ اگر وہ ہمارے لشکریوں میں شامل ہونے کی التجا' استدعا کرتا تب بھی اسے لشکر میں شامل نہ کیا جانا چاہئے تھا۔ ایسا شخص جو ہمارے تمدن' ہماری تہذیب اور ہمارے بتوں کا باغی ہو اسے ہم کیسے اپنے اندر رہنے کے لئے قبول کر لیں۔"

مردک بلدان کو حارث بن حریم کے نینوا چلے جانے کا ایسا دکھ اور صدمہ تھا کہ اس نے اپنی ہر دلعزیز بیٹی قندل کی باتوں کو بھی نظرانداز کر دیا اور پہلے کی طرح دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہائے حیف! میں نے ایسے نوجوان کو کھویا جو اپنوں کے لئے عصر کے شعور کا نمائندہ اور قافلوں کا پیشرو ثابت ہو سکتا ہے۔ جو اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے سامنے بجلی کی

لکیریں بناتی اپنی تلوار سے آسان کو گھمسان' زم کو گرم' الجھے کو بھڑکیلا اور رعب دار کو مزید بھیلا بنانے کا ہنر جانتا ہے۔ اپنے مخالفوں کے لئے غم و اندوہ کا شدید دور' صدمات کا کوہسار اور اپنوں کے لئے زندگی کے مدوجزر کا نگہبان بن جاتا ہے۔

بہر حال اب جو ہونا تھا ہو چکا۔ بابل شہر جو ہماری سلطنت کی دلہن تھا وہ ہم سے چھن چکا ہے۔ دشمن اس وقت بابل شہر میں دندناتے پھر رہے ہوں گے اور ہمارے لوگ ان کے سامنے بے بس لوگوں کی طرح قطار باندھے کھڑے ہوں گے۔"

مردک بلدان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں بے پناہ غصے اور انتہا درجہ کی غضبناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کناس بول پڑا' کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں آپ حارث بن حریم نام کے اس خانہ بدوش بدو اور عرب سے بے انتہا متاثر ہوئے ہیں۔ اس کی تعریف کرنا آپ کی کمزوری بن چکی ہے لیکن بابل کو فتح کر کے اس نے ہمارے سینوں میں خنجر گھونپا ہے۔ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ میں اس کے دل کے مندل میں آنسوؤں کے نقاب اتاروں گا اور اس کی روح و تجسیم میں موت کا روگ بھروں گا۔"

کناس لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد پہلے سے زیادہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اس ابن حریم نے بابل کی چٹکتی کلیوں' مہکتے غنچوں جیسے ماحول میں دکھ کے علم کھڑے کئے ہیں۔ بابل کی کتھا کہانیوں' داستانوں اور روداروں کو اس نے کانٹوں کی وادیوں میں گھسیٹا ہے۔ ہمارے شہر کی سکھ کی راتوں کو اس نے دکھ کے دنوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ بابل شہر بند اس کے رہنے والوں کے دل کی خواہشوں کو ذہن کی سازشوں' کلدانیوں کی سوچوں کو نقش کی شورشوں اور ہمارے جیے اور احساسات کو اس نے دہکتے دوزخ' سلگتے خیالات' تپتے فاقوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہو گا۔ اس نے بابل کا سینہ داغدار کیا ہے اور اس کی جبیں پر شکست کے بدنما داغ لگائے ہیں۔ ایسے قومی مجرم اور ناآشنا گناہگار کو کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جا سکتا۔ میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب وہ لمحہ آئے گا جب ہم تاریک گرد و باد کے طوفان اور لمحوں کی زہریلی ردا بن کر اس پر طاری ہوں گے اور اس کے بدن کے مخفی ترین گوشوں تک میں خستگی اور شکستگی کے علاوہ اس کی جہل کا طوق گلوگیر بن جائیں گے۔

میں کسی اور کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتا لیکن میں اپنے طور پر کہتا ہوں کہ اس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

شخص کو میں معاف نہیں کروں گا۔ ایک نہ ایک دن موت کا آہنی پنجہ گرم کھولتا لاوا اور رات کے دشت میں صداقتوں کا تلاطم بن کر اس پر میں وارد ضرور ہوں گا۔

اب چونکہ ہم بابل کا رخ نہیں کر سکتے۔ ہماری منزل ہمارا دوسرا بڑا شہر دریقین ہے لہٰذا وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جو میں کروں گا وہ یہ کہ اپنے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے مندر میں جاؤں گا' وہاں مردوک کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھاؤں گا کہ اس حارث بن حریم نام کے بدو کو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا جب بھی مجھے موقع ملا میں اس پر حملہ آور ہوں گا اور اسے زندہ نہیں رہنے دوں گا۔"

مردک بلدان کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر کناس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"کناس! میں تمہاری جرأت کی تمازت' تمہاری محبت کی حرارت کی تعریف کرتا ہوں۔ مردوک کرے کہ آنے والے ماہ و سال میں تم اس نوجوان کے لئے چار سو پھیلا غبارِ صحرا' اذیت میں رچا ازل زدہ لمحہ اور اس کی گردِ ہستی کو خاکستر کر دینے والی ظلمتوں میں چھپی آتش بھری راکھ ثابت ہو۔ پر میرا دل میرے احساسات' میرے اندازے' میرا تجربہ کہتا ہے کہ تم ایسا نہیں کر پاؤ گے۔ اس لئے کہ وہ نوجوان جو بیک وقت دو درندوں پر زرد ماحول کی بے بسی' زنگ آلود دکھ اور رنج' بے دلی کے پنجے جماتی شام کی بے نورائی کی طرح چھانے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے۔ تم اس کو کیسے اپنے سامنے زیر کرو گے۔ ایسے نوجوان اپنے سے دفا رکھنے والوں کے لئے تو فکر دا عجاز کے لمحوں کے لئے حوصلوں کا بدن بن جاتے ہیں لیکن اپنے مخالفوں کو وہ ناکام آرزوؤں کا کفن پہنا کر زیست کی سرحدوں کے اس پار بھیج دینے کا عزم بنا لیتے ہیں۔ بہر حال حالات کچھ بھی ہوں میں تیری کامیابی کی دعا کرتا رہوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مردک بلدان رکا پھر قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ اب ہمارا رخ بابل کی بجائے دریقین کی طرف ہو گا۔"

اس کے ساتھ ہی بابل کا بادشاہ مردک بلدان بابل کی بجائے اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو کلدانیوں کے دوسرے بڑے شہر دریقین کی طرف جاتی تھی۔

دریقین پہنچ کر کناس نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ وہ کلدانیوں کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے مندر میں گیا اور مردوک کے بت کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے قسم

کھائی کہ وہ اپنے ہاتھ سے حارث بن حریم کو قتل کرے گا۔

دوسری طرف دریقین پہنچ کر بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے ہمت نہ ہاری۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ گیا بلکہ اپنے سارے دیگر شہروں کی طرف اس نے تیز رفتار قاصد بھجوائے اور وہاں کے حاکموں کو اس نے حکم دیا کہ جس قدر لشکر وہ مہیا کر سکتے ہیں انہیں فی الفور تیار کر کے دریقین کی طرف روانہ کرنا شروع کر دیں۔ اس طرح مردک بلدان نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دریقین میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کرے گا اور آشوریوں پر حملہ آور ہو کر انہیں اپنی سرزمینوں سے بھاگ جانے پر مجبور کرے گا۔

☆------☆------☆

آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے بیٹے سناخریب اور لشکر کے ساتھ جس وقت بابل شہر کے جنوبی دروازے کے قریب پہنچا تب اس نے دیکھا حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے لشکر کے سرکردہ سالاروں کے علاوہ شہر کے عمائدین کے ساتھ اس کا بہترین استقبال کیا تھا۔

اپنے گھوڑوں سے اتر کر سب سے پہلے سارگون اور سناخریب باری باری حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے گلے ملے اس کے بعد ان دونوں نے سارگون کے دوسرے سالار گلے مل رہے تھے جبکہ سارگون اور سناخریب بابل شہر کے عمائدین سے تعارف حاصل کرنے لگ گئے تھے۔

جب یہ کارروائی ختم ہوئی تب سارگون اور سناخریب دونوں باپ بیٹا اس جگہ آئے جہاں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کھڑے تھے۔ سارگون تھوڑی دیر تک بڑے غور سے حارث بن حریم کی طرف دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے اپنا ہاتھ حارث کے کندھے پر رکھا ایک ہاتھ سے اس کا گال تھپ تھپایا پھر بڑی شفقت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز اور میرے عظیم سالار میں غلط بیانی سے کام نہیں لوں گا حقیقت کہوں گا قسم آشور دیوتا کی۔ میں ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا تھا کہ تم اس قدر آسانی کے ساتھ بابل شہر کو اپنے سامنے زیر کر لو گے۔ تم نے تو بابل شہر کو خام بنیادوں پر کھڑی مخدوش عمارت کی ٹوٹی سیڑھیوں کی طرح اپنے سامنے گرا کر رکھ دیا۔ کچھ گھر ذہنوں کی در و دیوار کے تعاقب میں لگے آندھیوں کے کاروانوں کی طرح بابل کو اپنے سامنے فتح کر کے رکھ دیا۔ یقیناً تم ان جوانوں میں سے ہو جن سے موت بھی اس طرح دوری مانگتی ہے جس طرح سوکھے پیڑوں کی شاخوں سے پتے رہائی مانگتے ہیں۔ تم یقیناً ان جوانوں میں سے ہو جو موت کو دیکھ کر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

جینے کی دعائیں نہیں کرتے اور زندگی ان کے پاؤں پڑے تو وہ مرنا پسند کریں۔

ابن حریم! میں صحرا کا بدن سنسان کرتی اندھی خشک ہواؤں جیسی تمہاری دلیری، ذلت نفس میں مبتلا کر دینے والی دھیرے دھیرے سلگنے کے عمل سے گزرتی غیر فانی حکمت عملی جیسی تمہاری جرأت مندی اور بھڑکیلے شہابوں کے کھولتے جادو جیسی تمہاری شجاعت کو سلام کرتا ہوں۔ شمال کی دو مہمات کو سر کرنے کے بعد تم پہلے ہی آشوریوں کے لئے سعادت و کامرانی کا مرکز، امن و آسودگی کا تبسم، خوشی کے سرچشموں کا منبع آرام اور راحت کا گھر فتح و کامرانی کی نوید اور معجز آثار دست و بازو بن چکے تھے۔ اب تم نے آشوریوں کے لئے یہ بابل فتح کر کے میرے اور اپنے درمیان فاصلوں کو بالکل ہی ختم کر دیا ہے۔ اب میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت میرے پوتے اسارہدون کے برابر ہے۔ اس لئے کہ تم میرے پوتے ہی کی عمر کے لگ بھگ ہو۔"

سارگون رکا اس کے بعد پہلے جیسی شفقت میں کہنے لگا۔

"جو الفاظ میں نے تمہیں مخاطب کر کے ادا کئے ہیں۔ ان الفاظ کا حقدار تمہارا ساتھی دبیس بن بشرود بھی ہے۔ میں اس کی شجاعت و دلیری کو بھی سلام کرتا ہوں۔ اس موقع پر اے ابن حریم! مانگو تم اپنے اور اپنے ساتھی دبیس بن بشرود کے لئے کیا مانگتے ہو؟ جو کچھ بھی مانگو گے وہ میرے بس میں ہوا تو میں انکار نہیں کروں گا۔"

حارث بن حریم مسکرایا، کہنے لگا۔

"آشوریوں کے عظیم بادشاہ! میں ایک جنگجو ہوں اور میرا تعلق اموریوں کے خانہ بدوش جنگجو قبیلے سے ہے۔ میرے جیسے شخص کی سب سے بڑی خواہش یہی ہو سکتی ہے کہ رانوں تلے سرکش گھوڑا ہو۔ کمر میں چمکتی صیقل شدہ تلوار ہو، گھوڑے کی زین کی دائیں جانب چمکتی انی کا نیزہ بائیں جانب لشکارے مارتی ڈھال ہو۔ سر پر آنکھوں کو چکاچوند کر دینے والا آہنی خود، پشت پر زہریلے تیروں سے بھرا ہوا ترکش ہو، زین کے ہلنے سے ہری شاخوں کی طرح خم کھا جانے والی کمان لٹک رہی ہو۔ جسم پر دوہرے فولاد کی زرہ ہو اور پھر میرے جیسا آدمی دن بھر بگولوں کی طرح اڑتے ہوئے دشمن سے مصروفِ جنگ رہے۔ بس یہی میری آخری خواہش ہے۔

میں اب خانہ بدوش نہیں رہا۔ آشوریوں کا ایک حصہ ہوں۔ آپ کا ایک سالار ہوں۔ آپ کی کیا یہ کم مہربانی ہے کہ آپ نے میرے خانہ بدوش قبیلے کے سارے جوانوں کو اپنے لشکر میں شامل کیا اور ان کے بہترین معاوضے مقرر کئے۔ میرے خانہ بدوش قبیلے

کے وہ لوگ جو جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتے انہیں اپنے نئے آباد کئے جانے والے شہر میں مزدوری دی۔ یہ میرے لئے سب سے بڑا انعام ہے۔ ویسے بھی میں آپ سے کہوں کہ میں بچپن سے ہی یہ خواب دیکھا کرتا تھا کہ سرخ ریت کا غیر آباد بے آب و گیاہ صحرا ہے اور میں اس صحرا کے اندر نامہربان زہریلی آندھیوں کی طرح اپنے دشمنوں کے تعاقب میں لگ جاتا ہوں اور آج میرا یہ خواب حقیقت کا روپ دھار گیا ہے۔ اب مجھے اس سے بڑھ کر کیا چاہئے۔ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا جس کارروائی کا میں نے مظاہرہ کیا ہے، یہ کارروائی میرے فرائض میں شامل ہے۔ اس لئے کہ اب میں آشوری قوم کی ایک اکائی ہوں اور آشوریوں کے لئے بہتری کا ہر کام کرنا میرے منصب کا تقاضا بھی ہے۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا سارگون مسکراتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوا تو ایک بار پھر بڑے پیار سے اس نے اس کا گال تھپ تھپایا اور کہنے لگا۔

"تم واقعی لالچ اور لوبھ سے ماورا ایک قابل بھروسہ سالار ہو اب دشمن کے خلاف تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں ایک سب سے کڑے تیر کی حیثیت رکھتی ہے۔"

سارگون حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر اس کا بیٹا سناخریب حارث کو مخاطب کرتے ہوئے بول پڑا۔

"حارث! آشوریوں کے عظیم سالار! میں ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ تمہیں بھائی کہہ کر مخاطب کروں کہ بیٹا۔ عمر میں میرے بیٹوں کی ہی طرح ہو۔ بہرحال تم نے آشوریوں کے لئے جس خلوص اور جاں نثاری کا مظاہرہ کیا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی۔ تم نے جس بے غرضی اور جس وفاداری کا مظاہرہ کیا ہے یہ بھی ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ اب تم ہماری فصیل جسم و جان کی آخری سیڑھی ہو۔ تم نینوا کی توانائیوں کا ایک بڑا حصہ ہو۔ ہمارے لئے زمان و مکان سے ماورا ایک حقیقت ہو۔ آشوریوں کے لئے اب تم گہرا قلبی اجالا۔ حب الوطنی کی میزان آزادی کی علامت جراتوں کا گہوارہ ہو بابل کو اپنے سامنے زیر اور نگین کر کے تم نے وہ معرکہ سر کیا ہے جس کے لئے آشوری ہمیشہ تمہارے شکرگزار رہیں گے۔"

سناخریب جب خاموش ہوا تب حارث بن حریم احتجاجی سے انداز میں دونوں باپ بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ دونوں باپ بیٹا تو میری اس انداز میں تعریف کرنے لگے ہیں جیسے میں نے کوئی ایسا معرکہ سر کیا ہے جو اس سے پہلے کسی سے سر نہ ہوا ہو اور جسے سر کر کے میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نے آشوریوں کی پشتوں پر احسان کر دیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ نینوا کے شمال میں پہلے میں نے دو مہمات سر کر دی تھیں۔ وہ بھی میرے منصب کا حصہ تھیں۔ بابل کو جو میں نے اپنے سامنے فتح اور نگوں کیا ہے تو یہ بھی میرے منصب کا ہی تقاضا تھا۔ کیا آشوریوں کی طرف سے یہ میرے لئے نعمت اور تحفہ کم ہے کہ میں آشوریوں کے لشکروں کا سب سے بڑا سالار ہوں۔ اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہئے۔ میرے خیال میں اب آپ ہرگز میری تعریف نہ کریں۔ یہاں کھڑا ہونا بھی اب بیکار ہے۔ شہر میں داخل ہونا چاہئے۔ شہر کے لوگ بے چینی سے آپ دونوں باپ بیٹے کا استقبال کرنے کے منتظر ہوں گے۔"

سارگون اور سناخریب دونوں نے حارث بن حریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سب شہر میں داخل ہوئے سب سے پہلے حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود نے شہر کے اندر انتظار کرنے والے شہر کے سرکردہ لوگوں سے ان کا تعارف کرایا۔ پھر اس مستقر میں جہاں پہلے حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود کے لشکری قیام کر چکے تھے۔ انہی کے اندر سارگون اور سناخریب کے لشکر کے قیام کا بھی انتظام کیا اس کے بعد حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود کے ساتھ مل کر سارگون اور اس کا بیٹا سناخریب بابل کا نظم و نسق درست کرنے میں لگ گئے تھے۔

☆======☆======☆

کلدانیوں کے بادشاہ نے آشوریوں سے انتقام لینے کے لئے بڑی برق رفتاری سے اپنے کام کی ابتدا کر دی تھی۔ اس کے کہنے پر کلدانی سلطنت اور دیگر کلدانی شہروں سے بڑے بڑے تربیت یافتہ لشکر دریقین پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ مردک بلدان ہر صورت میں آشوریوں کو شکست دے کر ان سے اپنا مرکزی شہر بابل واپس لینے کا تہیہ کر چکا تھا۔ جس وقت وہ عیلامیوں کی سرزمینوں سے بابل کے سقوط کی خبر سن کر دریقین کا رخ کر رہا تھا اس وقت وہ مایوسی اور بددلی کا شکار تھا لیکن جب کلدانیوں کے مختلف شہروں سے بڑے بڑے لشکر کلدانیوں کے دوسرے بڑے شہر دریقین میں جمع ہونا شروع ہو گئے تب مردک بلدان کے حوصلے پھر بلند ہونا شروع ہو گئے تب اسے یقین ہو گیا کہ مختلف شہروں سے جو لشکر اس کے پاس پہنچ رہے ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو بہت جلد وہ آشوریوں کو اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرے گا۔

مختلف شہروں سے لشکر دریقین پہنچتے رہے اور مردک بلدان کے سالار انہیں عسکری تربیت دیتے رہے۔ مردک بلدان نے جب اندازہ لگا لیا کہ دریقین میں اس قدر لشکری

اس کے پاس ہو گئے ہیں کہ وہ آشوریوں سے ٹکرا کر انہیں شکست دے سکتا ہے تب اپنے لشکر کو لے کر وہ نکلا اور بابل کے رخ پر اس نے کوچ کیا۔

بابل پر حملہ آور ہو کر وہ آشوریوں کے بادشاہ سارگون اور حارث بن حریم کو وہاں سے نکال کر بابل پر دوبارہ اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا تھا۔

دوسری جانب آشوریوں کے مخبر بھی سارگون سناخریب اور حارث بن حریم کو اطلاع دے چکے تھے کہ دریقین میں مردک بلدان کے پاس ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو چکا ہے اور وہ لشکر کو لے کر بابل کا رخ کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی آشوریوں کا بادشاہ سارگون' اس کا بیٹا سناخریب۔ حارث بن حریم' دہیس بن بشرود بھی اپنے لشکر کو لے کر نکلے۔ چھوٹا سا ایک لشکر بابل شہر کی حفاظت کے لئے چھوڑا گیا تھا۔ باقی لشکر کے ساتھ سارگون' بڑی برق رفتاری سے اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو بابل سے دریقین کی طرف جاتی تھی۔

بابل اور دریقین شہروں کے درمیان دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال دیئے تھے۔

ایک رات دونوں لشکروں نے انتہا درجہ کا محتاط رہتے ہوئے آرام کیا۔ دوسرے دن دونوں لشکروں نے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان نے اپنے پورے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ وسطی حصہ اپنے پاس رکھا دائیں جانب اپنے بہترین سالار کناس کو اور بائیں جانب ایک دوسرے سالار کو رکھا گیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے بھی اپنے لشکر کے بھی تین ہی حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا۔ دوسرا حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود کے پاس اور تیسرا اس کے اپنے بیٹے سناخریب کے پاس تھا۔

کلدانی چونکہ آشوریوں کے خلاف ایک غایت درجہ کی نفرت رکھتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے ان سے ان کا مرکزی شہر بابل چھین لیا تھا۔ لہٰذا غصے اور انتقام کی آگ میں بھڑکتے ہوئے کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان نے جنگ کی ابتدا کی اور وہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ آشوریوں پر تشکیک سے امید تک' حیات و موت کے افسانے کھڑے کرتی لمحوں کی برہم آگ' آسمان کی نیلگوں محرابوں تلے صدیوں کی مسافتوں کی طرح پھیل جانے والے کرب و آلام کے قصوں اور سکونِ دل کو آزردہ کرتے حرص و ہوس کے سیلِ بے پناہ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

آشوریوں نے پہلے کلدانیوں کا حملہ روکا اس کے بعد وہ سارگون' سناخریب' حارث بن حریم اور دمیس بن بشرود کی سرکردگی میں رگوں میں کپکپاہٹ' لہو میں گہری سنسنی' اعصاب میں ناقابل برداشت تھکاوٹ' آنکھوں میں مرگ کے مدوجزر چہرے پر بے پناہ مصائب کے ہجوم' تن میں خونی صلیبیں' احساسات میں بدقسمتی کی بشارتیں' جذبات میں ہذیان کی آشفتگی' سانسوں میں سلگتی ریت کے جھکڑ' سوچوں میں خونخوار وحشت افکار میں خونی ہلچل کے گرداب' ذہن میں آتشی تندوروں کی حدت اور دل میں حوصلہ شکنی کے عذاب لمحے طاری کر دینے والی تیز و تند تلخیوں اور وحشت بھری مسافتوں اور قیامت خیز طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

بابل اور دریقین کے درمیان میدان جنگ بری طرح کراہ اٹھا تھا۔ موت سرخ صحرا میں اڑتی ریت کے ذروں' بادلوں کے شور میں تشنہ لبوں کی پھیلتی پیاس' صدیوں کے دروں کو مقفل کرتی فطرت کے ماتم خیز رقص کی طرح اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔ لشکریوں کی قطاروں کے درمیان خونی دھند پھیلنے لگی تھی۔ کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان بہترین حوصلوں اور ولولوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان جنگ کی طرف آیا تھا لیکن تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد اس کے تحت لڑنے والے کلدانیوں کی حالت دھیرے دھیرے پھیلتے بنجرپن' شکست کے راستوں کی دھول' بھوک سے تڑپتے احساسات اور موت و مصیبت کے تصادم سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ کلدانی آشوریوں کا دباؤ برداشت نہ کر سکے اور کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان اپنی بیوی اور بیٹیوں کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ آشوریوں سے بچنے کے لئے اس نے کس سمت کا رخ کیا تھا' کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی تھی۔

کلدانیوں کے خلاف اس شاندار فتح پر سارگون نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا پھر اس نے اپنے بیٹے سناخریب' حارث بن حریم اور دمیس بن بشرود کو ایک جگہ جمع کیا۔ جب وہ تینوں اس کے قریب آئے تو حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے سارگون کہہ رہا تھا۔

"ابن حریم! تمہارا آشوریوں میں داخل ہونا ہمارے لئے خوش قسمتی کی علامت بن گیا ہے۔ پہلے تم نے دو شمالی مہمات کو کامیابی سے سر کیا۔ پھر میری غیر موجودگی میں بابل فتح کیا۔ اب اس جنگ میں بھی تمہاری کارگزاری سب سے نمایاں اور قابلِ تعریف تھی۔

کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ بھاگ گیا ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر اس کا تعاقب نہیں کیا۔ اپنے پڑاؤ میں میں نے سنا ہے وہ ہر چیز ویسے

کی ویسے ہی چھوڑ گیا ہے۔ اس کے پڑاؤ میں اس کے اہلِ خانہ میں سے اس کی بیوی اور بیٹیاں بھی شامل ہیں۔ اب اس کے پڑاؤ کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ پڑاؤ کا سارا سامان اور پڑاؤ کے اندر جس قدر خواتین ہیں ان کی قسمت کا فیصلہ بھی میں تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ چاہے تو انہیں معاف کر دو' چاہے ان کے ساتھ جو مرضی سلوک کرو۔ تمہارا حکم تمہارا فیصلہ آخری ہو گا۔ میں اور میرا بیٹا سناخریب زخمیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اتنی دیر تک تم اور دمیس بن بشرود' مردک بلدان کے پڑاؤ کا جائزہ لے لو۔" اس کے ساتھ ہی سارگون اور اس کا بیٹا سناخریب وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

☆======☆======☆

کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کی بیوی رویان' بیٹیاں طبیرہ اور قندل اور دونوں بہنوں کا بوڑھا اتالیق فطروس خیمے کے اندر خوفزدہ اور ہراساں سے بیٹھے ہوئے تھے کہ قندل نے بولتے ہوئے خیمے کی خاموشی کو توڑا۔

"میرے باپ نے ہمیں یہاں اکیلا چھوڑ کر اچھا نہیں کیا۔ اگر آشوریوں کے ہاتھوں شکست اٹھا کر بھاگنا ہی تھا تو پھر ہمیں اپنے ساتھ لے کر جاتا۔ مجھے کناس سے بھی یہ امید نہ تھی کہ وہ بھی میرے باپ کی طرح ہمیں دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ جائے گا۔ اب آشوری ہمارے ساتھ ہر وہ برا سلوک کریں گے جس کی ہم توقع بھی نہیں رکھتے۔ ان کے ہاتھوں نہ ہماری جانیں محفوظ رہیں گی نہ ہماری عصمتیں۔ ہر سامنے آنے والی لڑکی کی عصمت کو وہ پرانے بوسیدہ چیتھڑوں کی طرح تار تار کر کے رکھ دیں گے۔"

قندل دم لینے کو رکی اس کے بعد اپنی ماں اور بہن طبیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پہلے سے بھی زیادہ دکھ بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اور سب سے زیادہ کم بختی تو میری آئے گی۔ اس لئے کہ حارث بن حریم نام کا وہ نوجوان جسے ہمارے بڑے پجاری زلاب نے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تھی' اس کے خلاف سب سے زیادہ میں ہی بولی تھی۔ پھر میری بدبختی یہ کہ جس وقت وہ بابل سے نکل کر آشوریوں کی طرف جا رہا تھا میں نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگائے تاکہ اسے قتل کر دیا جائے۔ میری بدبختی کہ اس نوجوان نے آشوریوں میں جا کر بہترین سالار کی حیثیت اختیار کر لی۔ اس نے بابل شہر کو فتح کیا اور یہاں بھی سنا ہے کہ اس کی وجہ سے آشوریوں کو کلدانیوں کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ تھوڑی دیر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

تک وہ ہمارے خیمے میں آئے گا اور مجھے زبردستی اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائے گا اور میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ وہ ایک داشتہ کی حیثیت سے زبردستی مجھے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں اسے تو کچھ نہ کہہ سکوں گی اپنی زندگی کا خاتمہ ضرور کر لوں گی۔"

قندل کی اس گفتگو سے رویان اور طبیرہ ہی نہیں بوڑھا اتالیق فطروس بھی فکرمند ہو گیا تھا۔ قندل کی باتوں کا کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ خیمے سے باہر کھٹکا ہوا جس پر فطروس اٹھ کھڑا ہوا اور رویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں دیکھتا ہوں باہر کیا ہلچل ہے۔"

فطروس جب باہر نکلا تو اس نے دیکھا ان کے محل نما خیمے کے اردگرد حارث بن حریم مسلح جوانوں کو مقرر کر رہا تھا۔ فطروس حارث بن حریم کے پاس گیا۔ بڑی عاجزی اور انکساری سے سلام کیا۔ خوشگوار اور اچھے انداز میں حارث بن حریم نے اس کا جواب دیا۔ فطروس پھر بول پڑا۔

"آشوریوں کے عظیم سالار میرا نام فطروس ہے اور میں کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کی بیٹی قندل اور طبیرہ کا اتالیق ہوں.........."

فطروس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حارث بن حریم نے اس کی بات پوری نہ ہونے دی، مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم خیمے سے اس اندیشے کے تحت نکلے ہو کہ کہیں ہم مردک بلدان کی بیوی اور بیٹیوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔

میں نے ان محترم خواتین کے خیمے کے اردگرد مسلح جوان مقرر کر دیئے ہیں جو ان کی حفاظت کریں گے۔ کوئی ان تینوں کی طرف میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ان کی عزت ان کی جان ایسے ہی محفوظ رہے گی جیسے ہماری اپنی۔ محترم فطروس! خیمے کے اندر چلے جاؤ۔ جا کے مردک بلدان کی بیوی اور دونوں بیٹیوں سے کہہ دو کہ جس طرح وہ بابل میں اپنے قصر کے اندر محفوظ تھیں اسی طرح یہاں بھی اپنے خیمے کے اندر وہ محفوظ ہیں۔ کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ اس کی گفتگو سے فطروس کی خوشی اور اطمینان کی کوئی حد نہ تھی۔ جب تک خیموں کے اندر حارث بن حریم اسے جاتا ہوا دکھائی دیتا رہا وہ بڑی ممنونیت سے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ جب وہ کچھ خیموں کے

پیچھے اوجھل ہو گیا تب فطروس بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خیمے میں داخل ہوا، اس کی حالت دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے رویان طبیرہ اور قندل چونکی تھیں۔ پھر رویان نے پوچھ لیا۔

"محترم فطروس! یہ باہر کیا ہو رہا تھا؟ کیا آشوری ہمارے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں یا ہمارے قتل کا لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں؟"

فطروس مسکرایا کہنے لگا۔

"خاتون محترم! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔" اس کے بعد خیمے سے باہر نکلنے کے بعد فطروس کی حارث بن حریم کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی وہ تفصیل کے ساتھ اس نے تینوں ماں بیٹیوں سے کہہ دی تھی۔

فطروس جب خاموش ہوا تب رویان نے عجیب سے تجسس میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"فطروس! اگر تم کہتے ہو تو میں مان لیتی ہوں لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ یہ حارث بن حریم جیسا نوجوان ہم سے ایسا سلوک کرے گا۔"

قندل نے رویان کی بات مکمل نہ ہونے دی فوراً فطروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"فطروس! میرے محترم آپ کو دھوکا ہوا ہو گا۔ یہ شخص کم از کم میرے خلاف ضرور کارروائی کرے گا۔"

فطروس مسکرایا، کہنے لگا۔

"بیٹی! وہ کسی کے خلاف بھی کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ ہمارے خیمے کے اردگرد اس نے اپنے مسلح جوان لگا دیئے ہیں اور ان کو تاکید کر دی ہے کہ یہاں ہمیں کسی قسم کا کوئی گزند نہ پہنچے۔ اس نے مجھے یہاں تک بتا دیا ہے کہ کوئی بھی آپ تینوں ماں بیٹیوں پر میلی آنکھ نہیں ڈال سکے گا۔ اس نے ہم سب کی حفاظت کا بہترین سامان کیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فطروس رکا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ تینوں ماں بیٹیاں جانتی ہیں کہ جنگ میں گھروں کی رونقیں زرد دریچوں میں بدل جاتی ہیں۔ ہمسائگی کی لذت غمزدہ ساعتوں میں، قرب کے شفاف نکھرے آئینے جوہڑوں کے کیچڑ سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور امرت میں زہر گھولنے والے قصے اشکوں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بھری داستانوں میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں لیکن میں آشوریوں کے سردار حارث بن حریم کا انتہا درجہ کا شکر گزار ہوں کہ ہمارا دشمن ہونے کے باوجود بھی وہ ہماری حفاظت ہماری پاسبانی کا فرض سرانجام دے رہا ہے۔

قندل اور طبیرہ میری دونوں بیٹیو! اب تم سے جو کچھ میں کہنے لگا ہوں یہ خصوصیت کے ساتھ تمہارے لئے اور عمومی طور پر یہ تمہاری ماں رویان کے لئے ہے۔ رویان بھی جانتی ہے اور تم دونوں بہنیں بھی آگاہ ہو کہ کلدانی سردار سروب دیوانگی کی حد تک قندل کو پسند کرتا ہے اور سب سے بڑی خبر جو ہمارے لئے قیامت خیزیاں کھڑی کر سکتی ہے وہ یہ کہ آشوریوں نے سروب کو بابل کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ آپ لوگوں کو خبر ہے کہ ایک موقع پر کناس کو مخاطب کرتے ہوئے سروب نے دھمکی آمیز لہجے میں کہہ دیا تھا کہ وہ قندل اور طبیرہ دونوں بہنوں سے ایک ساتھ شادی کرے گا۔ قندل اور طبیرہ کی شکلیں آپس میں ملتی ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ قندل زیادہ خوبصورت ہے لیکن سروب دونوں کو ہی پسند کرتا تھا اور دونوں کو ہی اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا۔

میری بیٹیو! تم دونوں یہ بھی جانتی ہو کہ وہ ایک انتہائی خونخوار انسان ہے۔ بابل کا حاکم بننے کے بعد یقیناً ہمارے خلاف صلیب کے پھندے، ظلمت کی طنابیں کھڑی کرنے کی کوشش کرے گا۔ بہار کی ہنسی کو آگ کے سیلاب میں تبدیل کرنے کا وہ بڑا شوقین ہے۔ وہ بچپن ہی سے گناہ کے اندیشوں کا پروردہ ہے اور دنیا کو تعیشات اور رنگ رلیوں کا گہوارہ سمجھ کر زندگی کے دن گزارتا ہے۔

تم دونوں بہنیں یہ بھی جانتی ہو کہ سروب نیست و نابود کرتے قہر جیسا ظالم آتش تندوروں جیسا جابر جسم کی شریانوں میں آگ بھرنے والا ستم گر روح میں حزن آلود آشوریوں کے بادشاہ سارگون سے مل کر تم دونوں بہنوں کو اپنے حرم میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا اور ایسا کرنے کے بعد یاد رکھنا تم دونوں بہنوں کی زندگی اور زیست کو بنجر بانجھ صحرا میں بھی بدتر بنا کے رکھ دے گا۔"

فطروس جب خاموش ہوا تو بے پناہ اندیشوں اور خوف کا اظہار کرتے ہوئے رویان بول پڑی۔

"محترم بزرگ فطروس! اس سروب کے ظلم اور ستم سے بچنے کے لئے ہمیں کیا قدم اٹھانا چاہئے۔ کوئی تو ہونا چاہئے جو اس کے ظلم و ستم سے ہمیں نجات دے۔ کوئی تو ہونا چاہئے جو اس کے سامنے ہمارے سروں پر امن و آشتی اور حفاظت کی ردا ڈال سکے۔"

رویان مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فطروس بول پڑا۔

"میری نگاہوں میں اگر دنیا میں اس وقت کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں تحفظ اور پناہ دے سکتا ہے تو وہ صرف حارث بن حریم ہے۔ گو تھوڑی دیر پہلے میں خیمے سے باہر پہلی بار اس سے ملا ہوں۔ میں نے اس کی گفتگو اس کے انداز اور اس کے الفاظ سے اندازہ لگایا ہے کہ وہ زرد بستیوں کا باسی نہیں ہے۔ ذہن کے اوطاق میں کالے قہر کا کھیل کھیلنے والا نہیں ہے۔ پُرامید سوچوں میں بدی کے رقص کا بھی عادی نہیں ہے۔ جہاں تک میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے وہ بشارتوں کے موسموں اور نغموں کی جلترنگ جیسا نرم رُو' الفاظ کے ظلم اور سوچوں کی سچائی جیسا خوشگوار اور مشیت کے قانون گو جیسا منصف اور الفتوں کے جذبوں جیسی اپنائیت رکھنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پُرفشاں ہنر جیسا جرأت مند' برق فلک تاب جیسا دلیر صحرا کی صرصر جیسا بے روک' فنا کے خاکوں جیسا ناقابل تسخیر اور عمدہ اخلاق و کردار کا ایک بہترین مبلغ ہے۔

سروب کے ظلم اور اس کے ستم سے اگر کوئی ہمیں بچا سکتا ہے تو یہ حارث بن حریم ہے۔ اس موقع پر میرے ذہن میں ایک سوچ آئی ہے۔ اسے میری طرف سے ایک تجویز ہی سمجھیں اور اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں ہم سب سروب کے ظلم اور اس کے انتقام سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جو تجویز میں نے سوچی ہے گو میری بیٹی قندل کے لئے زیادہ ناگواری اور طبیرہ کے لئے کم ناگواری کا باعث بن سکتی ہے لیکن اگر اس پر عمل کیا جائے تو سروب ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

جو تجویز میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس کے بیان سے پہلے میں یہ بھی واضح کر دوں کہ سروب اس وقت بے پناہ قوت کا مالک ہے۔ بابل کا حاکم بھی اسے حارث بن حریم نے ہی مقرر کیا ہے۔ اس لئے کہ بابل کو فتح حارث بن حریم نے کیا ہے۔ آشوریوں کا بادشاہ اُس وقت عیلامیوں کے ساتھ برسرپیکار تھا۔ لہٰذا بابل کو فتح کرنے کے بعد سروب کو حارث نے ہی بابل کا والی مقرر کیا اور جس وقت آشوریوں کا بادشاہ عیلامیوں کی سرزمینوں سے لوٹ کر بابل میں داخل ہوا تو اس نے حارث بن حریم کے اس فیصلے کی توثیق کر دی گویا سارگون نے بھی سروب کو بابل کا حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ سروب نے ایک بہت بڑی رقم خراج کے طور پر آشوریوں کو دینے کے عوض بابل کی ولایت حاصل کی ہے۔ اب جو وہ قدم اٹھائے گا وہ بڑا ہولناک ہو گا۔ اسے یہ خبر تو پہنچ چکی ہو گی کہ بابل اور دریقین دونوں شہروں کے درمیان کلدانیوں کو آشوریوں کے مقابلے میں بدترین شکست

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوئی ہے اور اگر نہیں بھی پہنچی تب بھی آج نہیں تو کل تک اس کے آدمی اس تک یہ خبر پہنچا دیں گے کہ کلدانیوں کو شکست ہوئی ہے اور ان کا بادشاہ اپنی دونوں بیٹیوں اور بیوی کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ یہ خبر پہنچتے ہی سروب اپنی کارروائی کی ابتدا کرے گا اور ہر صورت میں آشوریوں کے بادشاہ سارگون سے مل کر قندل اور طبیرہ دونوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر ایسا ہو گیا تو میری بات یاد رکھنا سروب دونوں بہنوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔ اس لئے کہ ماضی میں دونوں بہنیں سروب سے نفرت کا اظہار کرتی رہی ہیں اور موقع بموقع اس کی تذلیل بھی کرتی رہی ہیں اور وہ ان سے اس رویہ کا انتقام تو ضرور لے گا۔"

فطروس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ قندل بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے بول پڑی۔

"فطروس میرے محترم! زیادہ تمہید نہ باندھو۔ سروب کو میں جانتی ہوں کہ وہ انتہا قسم کا بدتمیز انتہا درجہ کا ظالم اور ستمگر انسان ہے۔ اس سے ہر برے سلوک کی توقع اور امید کی جاسکتی ہے۔ پر تم یہ کہو کہ وہ کون سی تجویز ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہم دونوں بہنیں اور ہماری ماں سروب کے ظلم اور انتقام سے بچ سکتی ہیں۔"

فطروس نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"میری دونوں بیٹیو! جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس کا برا مت ماننا' میں جو بھی اس موقع پر قدم اٹھاؤں گا اس میں تمہارا تحفظ پنہاں ہو گا۔ قندل میری بیٹی! میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دل کی گہرائیوں سے کناس کو پسند کرتی ہو اور اسے جیون ساتھی بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہو۔ جہاں تک طبیرہ کا تعلق ہے تو اس کی بات ابھی تک کہیں نہیں چلی۔ اگر ہمارے پڑاؤ اور آشوریوں کے لشکر میں یہ انکشاف پھیلا دیا جائے کہ قندل نے آشوریوں کے سالار حارث بن حریم سے اور طبیرہ نے حارث بن حریم کے دست راست دبیس بن بشرود سے شادی کر لی ہے تو پھر یاد رکھنا سروب ہم سب کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کر سکے گا۔ حارث بن حریم وہ جوان ہے جس سے سروب ڈرتا ہے' خوف زدہ رہتا ہے اس لئے کہ اسے بابل کا حاکم مقرر کرنے والا حارث بن حریم ہی ہے۔ سروب کو جب یہ خبر پہنچ جائے گی کہ قندل نے حارث بن حریم سے شادی کر لی ہے اور طبیرہ حارث بن حریم کے ساتھی دبیس بن بشرود کی بیوی بن گئی ہے تو یاد رکھنا وہ بالکل چپ ہو کے بیٹھ جائے گا۔ تم دونوں میں سے کسی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو یاد رکھنا یہ حارث بن حریم اسے بابل کی ولایت سے نہ صرف علیحدہ کر سکتا ہے بلکہ مجھے امید ہے کہ سروب

حارث بن حریم کے ہاتھوں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔"

جب تک فطروس بولتا رہا قندل بڑی مشکل سے اپنے آپ کو ضبط کرتی رہی' جونہی وہ خاموش ہوا وہ اولوں کی طرح برس پڑی۔

"میں اس سروب اور حارث بن حریم دونوں سے ایک جیسی نفرت کرتی ہوں' دونوں پر لعنت بھیجتی ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس حارث بن حریم کی بیوی بن جاؤں اس کی بیوی بننے کی بجائے میں ذلت کی موت کو ترجیح دوں گی اور پھر یہ بھی کہ..........."

قندل مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فطروس بول پڑا۔

"قندل میری بیٹی! اس میں ناراض اور خفا ہونے کی ضرورت نہیں' میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس پر خفگی کا اظہار مت کرنا۔ کون تمہیں کہتا ہے کہ تم حارث بن حریم کی عملی طور پر بیوی بن جاؤ۔ ہم تو صرف یہ مشہور کرنا چاہتے ہیں کہ تم نے حارث بن حریم اور طبیرہ نے دبیس بن بشرود سے شادی کر لی ہے۔ عملی طور پر تم دونوں کی شادیاں تو ان سے نہیں ہوں گی۔"

ناپسندیدگی کا مظاہرہ کرتی ہوئی اس موقع پر قندل پھر بول پڑی۔ کہنے لگی۔

"فطروس میرے محترم! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔ اگر ہم اپنے پڑاؤ اور آشوریوں کے لشکر میں یہ افواہ پھیلا بھی دیں کہ میں نے حارث بن حریم سے اور طبیرہ نے دبیس بن بشرود سے شادی کر لی ہے تو جب اس شادی کے متعلق لوگوں کو جستجو ہو گی پوچھ گچھ کریں گے معاملہ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے پاس جائے گا۔ لوگ جب ان سے اس شادی کے متعلق پوچھیں گے اور وہ انکار کر دیں گے تب ہمارا کیا حشر ہو گا؟ ایسی صورت میں تو سروب اور زیادہ ہولناکی اور ظلم و ستم کے ساتھ ہمارے خلاف حرکت میں آ جائے گا اور کوئی ہمیں اس سے محفوظ رکھنے والا نہ ہو گا۔"

فطروس نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا' کہنے لگا۔

"قندل میری بیٹی! جلد بازی سے کام نہ لو' میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ابھی اسی وقت میں خیمے سے باہر نکلوں گا اور تم دونوں بہنوں کی شادی حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے ہونے کی افواہ پھیلا دوں گا۔ اگر تم تینوں ماں بیٹی اجازت دو تو میں حارث بن حریم سے جا کے ملوں' اس سلسلے میں اس سے بات کروں کہ ہمیں سروب سے کیا کیا خطرات ہیں اور اس سے یہ بھی التجا کروں کہ آشوریوں کے لشکر کے علاوہ ہمارے پڑاؤ بلکہ بابل اور دریقین تک یہ خبر پھیلا دی جائے کہ قندل نے اس سے اور طبیرہ نے اس کے دوست دبیس بن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بشرود سے شادی کر لی ہے۔ میں حارث بن حریم پر یہ بھی واضح کر دوں گا کہ یہ شادی عملی نہیں ہو گی بلکہ صرف افواہ پھیلائی جائے گی اور جب کوئی حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے اس سلسلے میں پوچھے گا تو وہ دونوں کہہ دیں گے کہ واقعی قندل اور طبیرہ ان کی بیویاں ہیں۔ جب ایسا ہو جائے گا تو پھر سروب تو کیا اس کا باپ بھی تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آ سکے گا۔"

قندل خاموش رہ کر تھوڑی دیر سوچتی رہی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی اس کی ماں رویان بول پڑی۔

"فطروس! میرے محترم اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گی یہ ہمارے حق میں تمہاری بہترین کامیابی ہے۔ ایسی صورت میں ہم سروب کے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ اس سلسلے میں جب تم حارث بن حریم سے گفتگو کرنے کے لئے جاؤ تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

قندل اب کسی حد تک ٹھنڈی اور پرسکون ہو گئی تھی' کہنے لگی۔

"ہاں اگر ایسا ہو جائے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس موقع پر میری ایک شرط ہے کہ یہ حارث بن حریم کبھی بھی کسی بھی موقع پر نہ مجھے مخاطب کرے گا' نہ میرے ساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کرے گا۔ تاہم اس فیصلے میں ایک قباحت بھی ہے۔ جب ہم تینوں ماں بیٹیاں اپنے خیمے میں رہیں گی تو لوگوں کو شک گزرے گا کہ یہ شادی نہیں ہوئی بلکہ غلط افواہ پھیلا دی گئی ہے۔"

قندل کے ان خدشات کا جواب اس کی ماں رویان دیتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹی! جب عملی طور پر تم دونوں بہنیں ان کی بیویاں نہیں بنو گی تو پھر تم دونوں کو کیا خطرہ ہے۔ اگر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود ہماری اس التجا کو قبول کر لیتے ہیں تو پھر قندل میری بیٹی دن کے وقت تم حارث بن حریم کے خیمے میں اور طبیرہ دبیس بن بشرود کے خیمے میں رہا کرو گی۔ رات کے وقت تم دونوں میرے خیمے میں چلی آیا کرنا۔ میں حارث بن حریم سے کہوں گی کہ میرا خیمہ اپنے خیموں کے قریب نصب کرا دیا کرے۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری التجا کو قبول کر لے گا۔"

طبیرہ جو اب تک بالکل بت کی طرح خاموش اور پتھر کی طرح ساکن بیٹھی ہوئی تھی' پہلی بار بولی اور اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری ماں! جو کچھ آپ لوگ فیصلہ کر رہے ہیں' یہ بہت اچھا ہے۔ میں نے آج

تک نہ کسی کو پسند کیا ہے نہ کسی کو اپنی زندگی کا محور بنایا ہے۔ نہ کسی کو اپنی محبت کے حلقے میں داخل کیا ہے اور نہ ہی یہ سوچا ہے کہ فلاں کو میں نے اپنی زندگی کا ساتھی چن لیا ہے۔ جہاں تک میری چھوٹی بہن قندل کا معاملہ ہے تو یہ مجھ سے مختلف ہے' یہ کناس سے محبت کرتی ہے۔ اسی کی بیوی بننا چاہتی ہے۔ اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ لہٰذا جو تجویز بنائی جا رہی ہے اس تجویز کے مطابق قندل کا جو معاملہ ہے صرف وہ سامنے رکھا جا سکتا ہے۔ مجھے اس میں شامل نہ کریں۔ میں اس جعلی شادی کی قائل بھی نہیں ہوں۔ آپ اگر حقیقی معنوں میں میری شادی دبیس بن بشرود سے کرا دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا اور میں اس کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہوں گی۔ اس طرح جب میں دن رات دبیس بن بشرود کے خیمے میں رہوں گی تو کسی کو قندل کے معاملے میں کوئی شک نہ ہو گا۔ یہ اگر رات کے وقت آپ کے خیمے میں اور دن کے وقت حارث بن حریم کے خیمے میں رہے تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ جس طرح میری شادی حقیقی معنوں میں دبیس بن بشرود سے ہوئی ہے ایسے ہی قندل کی حارث بن حریم سے ہو چکی ہے۔"

طبیرہ کے اس فیصلے سے فطروس ہی نہیں رویان کی آنکھوں میں گہری امید کی چمک اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ رویان فوراً بول پڑی۔

"بیٹی! اگر ایسا ہو جائے تو میں اپنی زندگی کے آدھے بوجھ سے فارغ ہو جاؤں گی۔ تمہاری شادی اگر دبیس بن بشرود سے ہو جائے تو باقی قندل رہ جائے گی۔ یہ کناس کا انتظار کرے اگر حالات ہمارے حق میں پلٹا کھا گئے اور کناس اسے مل گیا تو میں قندل کو اس سے بیاہ کر اپنے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں گی۔" رویان رکی پھر قندل کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"بیٹی! طبیرہ اپنے خیالات کا اظہار کر چکی ہے۔ میں اس کی شادی دبیس بن بشرود سے کرانے کا اہتمام کروں گی۔ اگر تم اجازت دو تو میں حارث بن حریم کے پاس جاؤں۔ میری بیٹی! اگر تمہیں دن کے وقت اس کے خیمے میں رہنا پڑے تو نفرت کا اظہار نہ کرنا۔ وہ تمہارے ساتھ بات نہیں کرے گا۔ جب وہ بات نہیں کرے گا تو تمہیں بھی اس سے بولنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ میں اس سے یہ بھی کہوں گی کہ وہ اپنے لئے کوئی بڑا خیمہ استعمال کرے اور اس کے بیچ میں پردہ ڈال دے خیمے کے ایک حصے میں وہ آیا جایا کرے دوسرے حصے میں تم پڑی رہنا۔ رات کو میرے پاس چلی آیا کرنا۔ اگر اس نے میری یہ التجا مان لی تو میں سمجھوں گی' ہم آشوریوں کے اندر رہتے ہوئے ہی محفوظ ہو جائیں گے اور اگر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ایسا نہ ہوا تو میری بیٹی یاد رکھنا یہ آشوری تو ایک طرف کلدانیوں کا سردار سروب بھی ہمیں بھوکے اور خون پینے کے عادی بھیڑیوں کی طرح جھنجوڑ کر رکھ دے گا۔"

اس موقع پر قندل نے کچھ سوچا پھر طبیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری بہن طبیرہ نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں۔ اگر یہ دبیں بن بشرود سے شادی کرنا چاہتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس لئے کہ اس نے زندگی میں کسی کو پسند نہیں کیا۔ میں چونکہ کناس کے علاوہ کسی کی بیوی بننا نہیں چاہتی لہٰذا اگر میری فرضی شادی کی افواہ پھیلا دی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میری ماں' اس سلسلے میں آپ اگر محترم فطروس کے ساتھ حارث بن حریم کے پاس بات کرنے چلی جائیں مجھے تب بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ایسا کرنے سے ہم تینوں ماں بیٹیوں محفوظ ہو جاتی ہیں تو میں سمجھوں گی ہم نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔"

☆======☆======☆

رویان اور فطروس دونوں خیمے سے نکلے ہی تھے کہ خیمے کے اردگرد جو مسلح آشوری تعینات تھے ان میں سے ایک بھاگتا ہوا ان دونوں کے پاس آیا۔ فطروس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے محترم! یہ جو آپ لوگوں کے خیمے کے اردگرد مسلح جوان کھڑے ہیں یہ سب آپ لوگوں کی حفاظت کے لئے ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس وقت آپ لوگ کہاں اور کس طرف جانا چاہتے ہیں؟"

فطروس نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میرے ساتھ یہ میری مالکن ہیں۔ ہم دونوں آپ کے سالار حارث بن حریم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

اس مسلح جوان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔ میرے ساتھی اسی طرح آپ کے خیمے کے گرد پہرہ دیتے رہیں گے۔ میں آپ دونوں کو امیر ابن حریم کے پاس لے کر جاتا ہوں۔" اس کے اس رویے سے رویان اور فطروس خوش ہو گئے تھے۔ پھر چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

ایک خیمے کے پاس آ کر وہ مسلح جوان رک گیا اور رویان اور فطروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ دونوں یہاں رکیں' میں اندر امیر سے بات کر کے پھر لوٹتا ہوں۔"

مسلح جوان خیمے میں داخل ہوا' اندر اس وقت حارث بن حریم اور دبیں بن بشرود دونوں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اس مسلح جوان کو دیکھتے ہوئے دونوں خاموش ہو گئے۔ آنے والے کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بن حریم کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ پہلے ہی بول پڑا۔

"امیر! بابل کے سابق بادشاہ مردک بلدان کی بیوی اور اس کی دونوں بیٹیوں کا اتالیق دونوں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں جانتا نہیں تھا لیکن راستے میں انہوں نے مجھ اپنا تعارف کرایا۔"

حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"انہیں تم نے خیمے سے باہر کیوں روکا ہوا ہے؟ انہیں اندر لے کے آؤ۔"

مسلح جوان باہر نکل گیا' تھوڑی دیر بعد رویان اور فطروس دونوں خیمے میں داخل ہوئے۔ بڑے ادب اور احترام سے حارث بن حریم اور دبیں بن بشرود نے ان دونوں کا استقبال کیا اور انہیں نشستوں پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب ان کے آنے کی وجہ حارث بن حریم پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی رویان بول پڑی۔

"آشوریوں کے سالار! میں تمہارے پاس محدود رتوں کی رنگ آلود فضاؤں جیسے ایک بے رحم انسان سے پناہ لینے آئی ہوں۔ میری دو بیٹیاں ہیں جو میری آئینہ گود کا سکون میرے دل کی خواہشوں کی تکمیل اور دہکتے عزم کی سرشاریوں میں وہ دونوں میری نمناک آنکھوں کا نور ہیں۔ بیٹے! میری مدد کرو............"

رویان مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بیچ میں حارث بن حریم نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔ کہنے لگا۔

"خاتون! اگر آپ کو کوئی تکلیف تھی' آپ کو کوئی شکایت یا نالش تھی تو آپ نے مجھے اپنے خیمے میں طلب کر لیا ہوتا۔ آپ نے یہاں آنے کی کیوں زحمت کی؟"

رویان کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگی۔

"بیٹے! پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔ کوئی تنہا پرندہ بھی جب پیاسا ہوتا ہے تو وہ بھی بڑی سبک رفتاری سے مسلسل پر ہلاتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ میں ایک ایسے شخص کے خلاف تم سے مدد طلب کرنے آئی ہوں جو خواب و خواہش اور عکس دیانی کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

درمیان فاصلے تک کو مٹانے کا عادی ہے۔ سوچوں کی خونی لکیروں سے اوروں کی شکلیں بگاڑنے پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ ایسے شاطر اور عیار لوگ جب اپنی حرکتوں پر آتے ہیں تو مرکز بکھر جاتے ہیں' دائرے سمٹ جاتے ہیں اور ماہ و سال کا زمانے سے رابطہ تک منقطع ہو جاتا ہے۔"

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے دیکھا کہ لحہ بھر کے لئے رویان برفباری کے مارے مسافر کی طرح رکی تھی۔ اس کی تھکی تھکی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ دوبارہ وہ بول پڑی۔

"ابن حریم! میں دو بار بیٹا کہہ چکی ہوں' تیسری بار پھر بھی تمہیں بیٹا ہی کہہ کر پکاروں گی۔ میں تمہیں مہربان لمحوں کی خوشبو' روز و شب کا گہرا سائبان اور خودشناسی کی شاہراہوں کا محافظ سمجھ کر تمہارے پاس آئی ہوں۔ مجھے اور میری بیٹیوں کو نیم جان موسم کے اجڑے در و بام' سنگ و آہن کے سے جبر اور جلتی دھوپ کے لمبے سفر سے بچالو۔ اگر تم نے ہمیں پناہ نہ دی تو وہ ہم تینوں کا جینا حرام کر دے گا۔"

رویان کی اس گفتگو سے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود دونوں ہی بے حد متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ آخر حارث بن حریم نے پوچھ لیا۔

"آپ کو کس سے خطرہ ہے؟ کون ہے وہ جو آپ تینوں کے ساتھ جبر کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تو آپ کے خیمے کے اردگرد مسلح جوان کھڑے کر دیئے ہیں۔ کسی کو آپ کے خیمے میں جانے کی اجازت نہیں آپ کی حفاظت کا سامان کر دیا ہے۔ پھر کون ہے جو آپ پر جبر کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کا نام لیں میں اس کی گردن کاٹ کے رکھ دوں گا۔"

رویان کے چہرے پر پھر دل پسندیدہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگی۔

"بیٹے! مجھے اور میری بیٹیوں کو اس شخص سے خطرہ ہے جس کا نام سروب ہے اور جسے تم نے بابل کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ وہ جھوٹ سچ' سیاہ و سفید میں امتیاز نہیں رکھتا۔ روشنی کے کھلیانوں میں مقبروں کی تاریکی بننے کا عادی ہے۔ کثرت کی خواہشوں میں مبتلا ہے۔ انسان خور انسان ہے۔ تخریب کے پرچم اڑانے' تعبیر کو رسوا کرنے' ہونٹوں پر قفل لگانے اور تقدیر کے لمحوں کی جنبش کا انکار کرنے پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اپنے عیش و عشرت کے لئے وہ عورتوں پر ظلم کے آتش فشانی دہانے کھولنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہے۔

ابن حریم! میری دو بیٹیاں ہیں۔ دونوں ہی تم نے دیکھ رکھی ہیں اور اس وقت جب تم پہلی بار ایک مجرم کی حیثیت سے بابل شہر میں داخل ہوئے تھے۔ بڑی کا نام طبیرہ اور

چھوٹی کا نام قندل ہے۔ یہ سروب میری دونوں بیٹیوں کو پسند کرتا ہے اور دونوں کو ہی اپنے حرم میں داخل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ جہاں تک میری چھوٹی بیٹی کا تعلق ہے تو وہ ہماری سلطنت کے ایک سالار کناس کو پہلے سے پسند کرتی ہے۔ کناس اس وقت میرے شوہر کے ساتھ روپوش ہے۔ جہاں تک طبیرہ کا تعلق ہے تو اس کے سامنے فی الحال کوئی ایسا شخص نہیں جس سے اس نے محبت کی ہو۔ اب جبکہ ہمیں اسیر بنا لیا گیا ہے تو مجھے خطرہ ہے کہ سروب آپ یا آشوریوں کے بادشاہ سارگون سے مل کر میری دونوں بیٹیوں طبیرہ اور قندل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس سے پہلے چونکہ جب بابل میں ہماری حکومت تھی میری دونوں بیٹیاں اس سے نفرت کا اظہار کر چکی ہیں اور اکثر و بیشتر اس کی ذلت کا باعث بھی بنتی رہی ہیں لہٰذا وہ میری دونوں بیٹیوں سے انتقام ضرور لے گا۔ پہلے ان سے شادی کرے گا' پھر ان دونوں کو ایسا رسوا کرے گا کہ دونوں کی زندگی کو جہنم بنا کے رکھ دے گا اس لئے کہ میں اس کی فطرت' اس کی سرشت سے خوب واقف ہوں۔"

اس کے بعد اپنے خیمے میں فطروس اور اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری تفصیل حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے کہہ دی تھی۔

رویان جب خاموش ہوئی تب مسکراتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا۔

"خاتون محترم! مجھے سب سے پہلے تو اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے مجھے بیٹا کہہ کر پکارا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی آپ کے خلاف جبر نہیں کر سکتا۔ اگر سروب نے آپ تینوں کے لئے قطرے سے گرداب' جھونکے سے بگولہ اور چھاؤں کے پیڑ پر خزاں کی رت بننے کی کوشش کی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سروب کی گردن کاٹ کے رکھ دوں گا۔

میں نے اسے بابل کا والی مقرر کیا ہے۔ لوگوں کا دشمن مقرر نہیں کیا۔ جہاں تک آپ کی بڑی بیٹی طبیرہ کا تعلق ہے کہ آپ اس کی شادی دبیس بن بشرود سے کرنا چاہتی ہیں تو دبیس اس وقت میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے' میرا بھائی ہے۔ اس سے پوچھ لیتے ہیں' اور معاملہ انجام کو پہنچا دیتے ہیں۔" پھر حارث نے دبیس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"دبیس میرے بھائی! ساری گفتگو تم نے سن لی۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

دبیس مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری کوئی مرضی نہیں۔ میرے بھائی جو فیصلہ تم کرو وہی میرے لئے آخری ہے۔"

حارث بن حریم نے اس بار رویان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

”آج رات ہی دبیس بن بشرود اور طبیرہ کی شادی کر دی جائے گی۔ طبیرہ اس کے خیمے میں منتقل ہو جائے گی۔ میرا اور دبیس بن بشرود کا خیمہ قریب قریب رہا کرے گا۔ دونوں کے خیموں میں محترم خاتون آپ کا خیمہ ہو گا۔ جس طرح آپ نے لائحہ عمل طے کیا ہے کہ قندل دن کے وقت میرے خیمے میں اور رات کو آپ کے خیمے میں جا کر سو رہے گی‘ مجھے یہ بھی منظور ہے اور میں آپ کو اور آپ کی بیٹی قندل کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جب آپ لوگوں کو کناس مل جائے گا تو قندل کو کناس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ایسا میں خود کروں گا۔ کناس کو نہ کوئی نقصان پہنچاؤں گا‘ نہ اس کی کسی کو اجازت دوں گا کہ اسے نقصان پہنچائے۔ بلکہ اگر مجھ سے ہو سکا تو باعزت اس کے ساتھ قندل کو رخصت کر دوں گا اور جب تک کناس نہیں ملتا اس وقت تک میں قندل کے محافظ کے طور پر کام کروں گا‘ کوئی اس کی طرف میلی نگاہ نہیں ڈال سکے گا۔

محترم خاتون! اپنی بیٹی قندل سے یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ میں اپنے خیمے کو دو حصوں میں تقسیم کر دوں گا پچھلے حصے میں وہ رہے‘ اگلے حصے میں میں رہوں گا۔ اس لئے کہ مجھ سے لوگ ملنے کے لئے آتے ہیں۔ جب خیمے میں کھانا آیا کرے تو وہ اپنا کھانا اٹھا کر پچھلے حصے میں لے جا کر کھا سکتی ہے۔ آج ہی دبیس بن بشرود اور طبیرہ کی شادی کے ساتھ ہی ساتھ میری اور قندل کی شادی کی خبر بھی مشہور کر دی جائے گی۔ اس طرح سب لوگ جان جائیں گے کہ قندل سے میں نے‘ دبیس بن بشرود نے طبیرہ سے شادی کر لی ہے۔ جب ایسا ہو جائے گا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں سروب‘ قندل اور طبیرہ کی طرف دیکھنا تو بہت دور کی بات وہ اپنے ہونٹوں پر ان دونوں کا نام لاتے ہوئے بھی لرز کانپ جائے گا۔ اب بولیں آپ کیا کہتی ہیں۔ آپ کے جانے کے بعد میں تھوڑی دیر اپنے خیمے میں بیٹھوں گا‘ پھر سارگون اور اس کے بیٹے سناخریب کے پاس جاؤں گا اور اسے جا کر بتا دوں گا کہ قندل سے میں نے اور دبیس بن بشرود نے قندل کی بڑی بہن طبیرہ سے شادی کر لی ہے اور ایسا ہم نے ان کی ماں اور ان کی اپنی خواہش پر کیا ہے۔ میرے خیال میں سارگون کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے کہ سارگون اور اس کے بیٹے کو میں اس نکاح میں شامل نہیں کرنا چاہتا ورنہ وہ میرا اور قندل کا نکاح پڑھانے کی بھی کوشش کریں گے اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ بہرحال آپ دونوں جائیں۔ قندل اور طبیرہ کو یہاں میرے خیمے میں لے آئیں۔ ہمیں دبیس اور طبیرہ کی شادی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں سارگون اور اس کے بیٹے سناخریب کے پاس جاؤں گا

اور ان کو اس ساری کارروائی کی اطلاع دے دوں گا۔“

حارث بن حریم کے کہنے پر رویان اور فطروس اٹھ کھڑے ہوئے دونوں مطمئن اور خوش تھے۔ پھر دونوں اس خیمے سے نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد رویان اور فطروس‘ قندل اور طبیرہ کے ساتھ اسی مسلح جوان کے ساتھ حارث بن حریم کے خیمے کی طرف آئے جو انہیں پہلے بھی حارث بن حریم کے پاس لا چکا تھا۔ جب وہ چاروں خیمے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس وقت دبیس بن بشرود کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی خیمے کے اندر موجود تھے۔ تاہم ان میں حارث بن حریم نہیں تھا۔ یہ صورت حال رویان اور فطروس کے لئے نئی اور تشویشناک تھی۔ دونوں فکرمند سے ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے طبیرہ اور قندل بھی کچھ پریشان ہو گئی تھیں۔ ان کی اس پریشانی کو دبیس بن بشرود نے بھانپ لیا تھا۔ فوراً رویان کے قریب ہوا اور آہستہ سی آواز میں کہنے لگا۔

”خاتون محترم! آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خالی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ میرے علاوہ جو لوگ اس وقت خیمے میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ لشکر کے اندر چھوٹے سالار ہیں اور ان کا تعلق اموریوں کے اسی خانہ بدوش قبیلے سے ہے جس سے حارث بن حریم کا تعلق ہے۔ حارث بن حریم نے ہی انہیں بلایا ہے۔ ان کی موجودگی ہی میں نکاح کا اہتمام کیا جائے گا۔“

دبیس بن بشرود جب خاموش ہوا تو اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے رویان بول پڑی۔

”لیکن خود حارث بن حریم کہاں ہے؟“

دبیس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ”وہ سارگون اور اس کے بیٹے سناخریب کے پاس گیا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد میرے ساتھ مشورہ کر کے اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نکاح سے پہلے وہ سارگون اور سناخریب کو اپنے اعتماد میں لے گا اور سروب سے آپ لوگوں کو جو خطرہ ہے اس سے بھی سارگون کو آگاہ کر دے گا۔ وہ تھوڑی دیر تک آتا ہے۔ آپ لوگ بیٹھیں‘ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“

دبیس بن بشرود کی اس گفتگو سے رویان اور فطروس ہی نہیں طبیرہ اور قندل بھی کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھیں۔ دبیس بن بشرود کے کہنے پر وہ نشستوں پر بیٹھ گئیں۔ خیمے میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ کوئی بھی نہیں بول رہا تھا۔ یہاں تک کہ خیمے میں حارث بن حریم داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی اس کے قبیلے کے وہ سالار جو لشکر میں شامل ہو چکے تھے‘

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دبیس بن بشرود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے رویان فطروس طبیرہ اور قندل بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ آگے بڑھ کر حارث بن حریم ایک نشست پر بیٹھا پھر اچانک اسے خیال گزرا فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہاں آیا جہاں قندل اور طبیرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ قندل کے چہرے پر اس کی طرف دیکھتے ہوئے سخت ناگواری اور نفرت تھی۔ قندل کے قریب ہی حارث بن حریم آن کھڑا ہوا۔ اپنا دایاں ہاتھ اس نے طبیرہ کے سر پر رکھا پھر بڑی شفقت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"طبیرہ! تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں ایک محترم اور ذی عزت بہن کی سی ہے۔ میں جانتا ہوں تم دونوں بہنوں نے اپنی ماں کے ساتھ بابل میں بڑی پر سکون زندگی بسر کی ہے۔ میں تمہیں گئے دنوں کی خوشیاں بیتے دنوں کی آسودگی اور مہک نہیں لوٹا سکتا۔ نہ ہی تمہارے ساتھ مستقبل کے لئے خیابان اور رضوان کے وعدے کرتا ہوں۔ تاہم یہ ضرور کہوں گا کہ میں اور دبیس بن بشرود تم لوگوں کے تحفظ کے لئے بسرام کا قطرہ باراں ضرور ثابت ہوں گے۔

میری بہن! انسان کو آزادی ازل سے نصیب ہوتی ہے۔ آزادی ہی انسان کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ یہ جو میرے خیمے میں تیرا نکاح دبیس بن بشرود سے ہو رہا ہے۔ کیا اس میں تیری مرضی' تیری رضامندی شامل ہے۔ اگر تو کسی اور کو پسند کرتی ہے تب بھی بتا۔ اگر تو کسی طاقتور اور قدرت رکھنے والے سے ڈرتے ہوئے ہاں کہہ رہی ہے تو بالکل نہ ہچکچانا۔ تمہارا مخالف خواہ کیسی ہی طاقت رکھنے والا کیوں نہ ہو میں اسے تیرے سامنے سر نگوں کر دوں گا۔ وہ کیسا ہی کج کلاہ کیوں نہ ہو اسے تمہارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دوں گا۔ میری بہن! میں جاں نثار کرنے والا انسان ہوں۔ حالات کچھ بھی ہوں' تمہاری عصمت جان' آزادی پر حرف نہ آنے دوں گا۔ کسی کو بھی تمہارے خلاف کوئی مکر و فریب' سیاست اور چال نہ چلنے دوں گا۔ اس وقت تمہیں بولنے کی آزادی ہے۔ کیا تم اپنی مرضی اور اپنی رضامندی اور پسند سے میرے عزیز دبیس بن بشرود کی زندگی کی ساتھی بننے کے لئے تیار ہوئی ہو۔ اگر تم پر جبر کیا جا رہا ہے تو اس وقت تم بول سکتی ہو ورنہ آنے والے دنوں میں ساری زندگی خشک پتوں کے ڈھیر' کڑوی کسیلی طبائے شیر اور حسین سپنوں کی ناکام تعبیر میں گزار دو گی۔"

جب تک حارث بن حریم طبیرہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولتا رہا طبیرہ کی گردن جھکی

رہی۔ جب وہ خاموش ہوا تو وہ عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ حارث بن حریم نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

"تم اس قدر لاچارگی اور بے بسی سے میری طرف کیوں دیکھ رہی ہو۔ میں تمہارے سامنے تمہارا بھائی کھڑا ہوں۔ تمہیں بولنے کی آزادی ہے۔ جیسا تم کہو گی ویسا ہی ہو گا۔ بولو' میں تمہاری زبان سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔"

طبیرہ کی ہلکی سی سرگوی آمیز آواز سنائی دی۔

"بھائی! یہ سب کچھ میری مرضی' میری پسند سے ہو رہا ہے۔"

حارث بن حریم طبیرہ کے ان الفاظ پر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس کے قبیلے کے جو لوگ خیمے میں بیٹھے تھے' ان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"ان دونوں کے نکاح کا اہتمام کرو۔" پھر سب کی موجودگی میں طبیرہ اور دبیس بن بشرود کا نکاح ہو گیا تھا اور اس کے بعد حارث بن حریم کے قبیلے کے جو لوگ آئے تھے وہ اٹھ کر چلے گئے۔ خیمے میں اب صرف فطروس' رویان' قندل' طبیرہ' حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود رہ گئے تھے۔

خیمے میں پھر کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر نہ جانے حارث بن حریم کو کیا سوجھی' اپنی جگہ سے ایک بار پھر اٹھا۔ طبیرہ اور قندل کے سامنے آیا وہ دونوں بہنیں عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ جس طرح پہلے اس نے اپنا ہاتھ طبیرہ کے سر پر رکھا تھا ایسے ہی اپنا دایاں ہاتھ اس نے اس بار قندل کے سر پر رکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خانم! میں تمہارے جذبات سے آگاہ ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجھ سے انتہا درجہ کی نفرت کرتی ہو۔ اس کے باوجود تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کناس سے بے پناہ محبت کرتی ہو۔ اسے چاہتی ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں سروب کو تمہارے راستوں پر موت کی صلیبیں نصب نہیں کرنے دوں گا اگر کسی نے تمہاری راہوں کا اندھیرا بننے کی کوشش کی تو ایسے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔ کرب بھری سیاہ رات تمام ہو گی۔ میں کسی کو تمہارے آڑے نہیں آنے دوں گا۔

میرے متعلق یہ مت سوچنا کہ میں کون ہوں۔ کس دیار سے ہوں۔ کس عقیدے سے میرا تعلق ہے؟ بس اپنے ذہن میں یہ خیال رکھنا کہ تم نے ایک دن لوٹ کے کناس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے پاس جانا ہے۔ آج رات ہی میرے خیمے کے دو حصے کر دیئے جائیں گے۔ اگلے حصے میں میں رہوں گا۔ دن کے وقت پچھلے حصے میں تم رہا کرو گی اور رات کے وقت تم اپنی ماں کے پاس اس کے خیمے میں رہو گی۔ ابھی تک تمہارا خیمہ اکھاڑ کر میرے اور دہیبا بن بشرود کے خیمے کے درمیان نصب کیا جا چکا ہو گا۔ اس حالت میں میرے ساتھ رہتے ہوئے مجھے صیاد نہیں نگہبان' آنسوؤں کی آب جو نہیں اپنے لئے آبشاروں کی نغمگی سمجھنا۔ میں تمہارے لئے قبائے شب نہیں صبح کی زرفشانی ثابت ہوں گا۔ میں جانتا ہوں تم کناس سے کس قدر محبت اور چاہت رکھتی ہو اور پھر رانی چاہتیں' قدیم محبتیں ازل کی کوکھ میں آس بھری مسرتوں سے بھی بالا ہوتی ہیں۔ میں تمہیں یہ سمجھ کر اپنے پاس رکھ رہا ہوں کہ تم کناس کا ایک نایاب موتی اور تابندہ جوہر ہو اور میں نے تمہاری حفاظت کرنی ہے۔ میں تمہارے سامنے نہ اپنی قدوسیت اور پاکیزگی کا دعویٰ کرتا ہوں نہ اپنی معصومیت کو مسلم کرنا چاہتا ہوں۔ میں جس عقیدے سے تعلق رکھتا ہوں اس میں عورت کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ عورت ہمارے شعور سماعت کے لئے رس' بصارت کے لئے روشنی' وجدان کے لئے خوشبو سے بھی اعلیٰ و بالا خیال کی جاتی ہے اور ہم اسے عالم اثبات کی قیمتی شئے سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ قندل کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ صرف یہاں ہی تمہاری حفاظت نہیں کروں بلکہ اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں کو کناس کو تلاش کرنے پر بھی لگاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میرے قبیلے کے لوگ جو آج تک خانہ بدوش زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ ان سرزمینوں کے چپے چپے سے واقف ہیں۔ وہ کناس کو بہت جلد تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ تمہارے باپ مردک بلدان کو بھی تلاش کیا جائے اور مردک بلدان کے ساتھ کناس کو بھی تحفظ اور بہترین پناہ گاہ مہیا کی جائے۔ میں تم تینوں ماں بیٹیوں سے یہ وعدہ بھی کرتا ہوں کہ اگر کسی موقع پر آشوریوں نے تمہارے باپ مردک بلدان اور کناس کو گرفتار کر کے سارگون یا اس کے بیٹے سناخریب کے سامنے پیش کر دیا تب بھی میں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانے دوں گا۔ آزاد شہری کی حیثیت سے انہیں زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔

خانم! میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ سے تمہاری نفرت ایسی گہری اور گھنی ہے کہ تم

میرے ساتھ بات کرنا بھی پسند نہیں کرو گی لیکن میں ان سب باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک بار پھر تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے تمہاری عزت' تمہاری عصمت' تمہاری جان ایسے ہی محفوظ ہو گی جس طرح ایک انتہائی آسودگی کی حالت میں بابل شہر کے اندر تم اپنے باپ مردک بلدان کے پاس رہتی رہی ہو۔ اس کے علاوہ میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں استعمال کر کے میں تمہیں اپنی طرف سے تحفظ کی ضمانت دے سکوں۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا قندل کی گردن جھکی رہی۔ اس نے اپنے سر سے حارث بن حریم کا ہاتھ بھی نہیں ہٹایا۔ بس خاموش رہی۔ جب حارث اس کے پاس سے ہٹ کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ تب اس نے ایک گہری نگاہ حارث بن حریم پر ڈالی پھر اس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"جو کچھ آپ کو میرے متعلق بتایا گیا ہے' اس کا غصہ نہ کیجئے گا۔ میں نے واقعی کہا تھا کہ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں اور یہ کہ میں آپ سے بات نہیں کروں گی لیکن آپ کا رویہ دیکھتے ہوئے میں اپنے کہے ہوئے الفاظ پر شرمندہ ہوں۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے' میری بہن اور ماں کو تحفظ دیا ہے۔ میں آپ کا دوسرا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے کناس اور میرے باپ کو تلاش کرنے کی بھی پیشکش کی ہے۔

میں آپ کا تیسرا شکریہ یہ ادا کرتی ہوں کہ اگر میرا باپ اور کناس گرفتار ہو گئے تو آپ انہیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کریں گے اور میں آپ کا چوتھا شکریہ اس بات پر ادا کرتی ہوں کہ آپ مجھے کناس کی امانت سمجھ کر میری حفاظت کریں گے۔

اس کے علاوہ جو میں آپ سے بات کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ میں اپنے وہ الفاظ واپس لیتی ہوں کہ میں آپ سے گفتگو نہیں کروں گی۔ میں اپنے وہ الفاظ بھی واپس لیتی ہوں کہ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں۔ آپ جیسے محسن و مربی سے نفرت نہیں کی جا سکتی' آپ کا کس عقیدے سے تعلق ہے مجھے اس سے کوئی غرض و غایت نہیں رہے گی۔ میں بس یہی بات ذہن میں رکھوں گی کہ آپ میرے محافظ ہیں اور کناس کو تلاش کر کے مجھے اس کے پاس بھیجنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔"

قندل کی اس بات کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ ایک نوجوان

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کھنکھارتے ہوئے خیمے میں داخل ہوا اور حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"امیر! محترم خاتون رویان اور ان کی دونوں بیٹیوں کا خیمہ آپ اور ابن بشرود کے خیمے کے درمیان نصب کرا دیا گیا ہے اور دبیس بن بشرود کے خیمے کے آگے فطروس نام کے اتالیق کا خیمہ بھی نصب ہو چکا ہے۔ اس وقت کھانا تیار ہے۔ ان لوگوں کے لئے کھانا میں کہاں لگاؤں؟"

حارث بن حریم کے بولنے سے پہلے ہی رویان نے اس کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"ابن حریم! میرے بیٹے! کیا تم دونوں نے کھانا کھا لیا؟"

مسکراتے ہوئے حارث نے نفی میں گردن ہلائی۔ تب رویان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہنے لگی۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں؟" پھر رویان آنے والے اس مسلح جوان کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حارث بن حریم بول پڑا۔

"محترم خاتون! مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر اس سلسلے میں آپ قندل سے پوچھ لیں۔" قندل نے کسی کو پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ جھٹ سے بول پڑی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میرے خیال میں اگر سب کھانا مل کر یہاں کھائیں تو یہ میری خوشی کا باعث ہو گا۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی حارث بن حریم نے آنے والے نوجوان کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"سب کا کھانا یہیں لے آؤ۔"

وہ مسلح جوان لوٹ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک بار پھر رویان نے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"ابن حریم! میرے بیٹے! جو کچھ تم ہمارے لئے کر رہے ہو اس کا شکریہ تو میری بیٹی قندل پہلے ہی ادا کر چکی ہے۔ میں قندل کے اس رویے سے بھی بے حد خوش اور مطمئن ہوں کہ اس نے تم سے معذرت کر لی ہے۔ تمہارا کام ہے کہ بابل شہر تک یہ خبر پہنچا دو کہ قندل کی شادی تم سے اور طبیرہ کی دبیس بن بشرود سے ہو چکی ہے اور ہاں ایک بات اور بھی میرے بیٹے یاد رکھنا۔ سروب نام کے دو اشخاص ہیں۔ ایک سروب وہ ہے جسے تم نے بابل کا حاکم مقرر کیا ہے اور آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے اس کی توثیق کر دی ہے۔ ایک اور سروب بھی ہے جو بابل کے موجودہ سروب نام کے حاکم کا چچازاد بھائی ہے لیکن

دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جس سروب کو تم نے بابل کا حاکم مقرر کیا ہے وہ جہاں بدی کا گماشتہ ہے تو وہاں دوسری جانب اس کا چچازاد بھائی جس کا نام بھی سروب ہی ہے وہ اس سے بڑا مختلف ہے۔ وہ اذیت اور آزار دینے والا شخص نہیں ہے۔ خاموش طبع ہے۔"

رویان کو کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ کچھ جوان کھانا لے آئے تھے۔ انہوں نے وہاں کھانا لگا دیا اور سب خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

☆------☆------☆

آشوریوں سے شکست کھانے کے بعد بابل کا بادشاہ مردک بلدان اپنے بچے کھچے لشکر اور اپنے سالار کناس کے ساتھ چند یوم تک اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا۔ ایسا شاید وہ اس بنا پر کر رہا تھا کہ اگر آشوری اس کے پیچھے اپنے آدمی لگائیں تو وہ یہ نہ جان سکیں کہ وہ کس سمت کا رخ کرتا ہے۔ پھر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ آشوری اس کے تعاقب میں نہیں ہیں تب جو لشکری اس کے ساتھ تھے' انہیں اس نے اِدھر اُدھر پھیلا دیا۔ ان میں سے کچھ کو اس نے ایک ذمہ داری سونپی کہ وہ آشوریوں پر نگاہ رکھیں۔ ان کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔ تاکہ پھر اپنی طاقت اور قوت کو مجتمع کرتے ہوئے وہ آشوریوں پر ایسی ضرب لگائے کہ انہیں واپس جانے پر مجبور کر دے۔

سرگرداں رہتے ہوئے یہ سارے انتظام مردک بلدان اور کناس نے کئے اس کے بعد اپنے چند محافظوں کے ساتھ انہوں نے اُر شہر کا رُخ کیا۔

اُر شہر کے نواح میں شہر کے سب سے بڑے دیوتا ننار کا بہت بڑا مندر تھا۔ جو ایک پیچیدہ عمارت تھی جس کے اندر بے شمار تہہ خانے تھے۔ مردک بلدان اور کناس نے اپنے محافظوں کے ساتھ اسی مندر میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا اور اپنے آگے آگے کچھ محافظ بھی بھجوا دیئے تھے تاکہ مندر کے بڑے پجاری کو اپنی آمد سے آگاہ کر دے۔

اُر شہر وہی ہے جہاں اللہ کے نبی ابراہیم پیدا ہوئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس دور میں اُر شہر کی آبادی ڈھائی سے پانچ لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا۔ ایک طرف پامیر اور نیل گری سے وہاں مال آتا تھا۔ دوسری طرف اناطولیہ تک سے اس کے تجارتی تعلقات تھے۔

اس شہر کی آبادی زیادہ تر صنعت اور تجارت پیشہ لوگوں پر مشتمل تھی۔ اس عہد کی جو الواح آثار قدیمہ کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں ان لوگوں کا نقطۂ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

فراہم کرنا۔ ان کا سب سے بڑا مقصد حیات تھا۔

سود خوری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی۔ سخت کاروباری قسم کے لوگ تھے۔ ہر ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپس میں مقدمہ بازیاں ہوتی تھیں۔ اپنے خداؤں سے ان کی دعائیں زیادہ تر درازی عمر، خوش حالی اور کاروبار کی ترقی سے متعلق ہوا کرتی تھیں۔ اُر شہر اور اس کے گردونواح کی آبادی ان دنوں تین طبقوں میں بٹی ہوئی تھی۔

پہلے طبقے کا نام عمیلو تھا۔ یہ اونچے طبقے کے لوگ تھے جن میں پجاری، حکومت کے عہدے دار اور لشکر کے سالار وغیرہ شامل ہوتے تھے۔ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام کا تعلق اسی طبقے سے تھا۔

دوسرے طبقے کا نام مشکینو تھا۔ اس طبقے میں زیادہ تر تاجر، اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ تھے۔ تیسرے طبقے کو اردو کہتے تھے اور اس طبقے میں سب غلام ہوا کرتے تھے۔

پہلے طبقے یعنی عمیلو کو خاص امتیازات حاصل تھے۔ ان کے فوجداری اور دیوانی حقوق دوسروں سے مختلف تھے اور ان کے جان و مال کی قیمت دوسروں سے بڑھ کر تھی۔

اُر کے جو کتبات کھدائی کے دوران ملے ہیں ان کے مطابق یہاں پانچ ہزار قسم کے بت ملتے ہیں۔ بتوں کی صورت میں مملکت کے ہر شہر کا الگ الگ خدا ہوا کرتا تھا۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ خدا ہوتا تھا۔ جو رب البلا، مہادیو یا رئیس الالٰہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کا احترام دوسرے معبدوں سے زیادہ ہوتا تھا۔ اُر کا رب البلا یا رئیس الالٰہ یا مہادیو نار دیوتا تھا جسے چاند دیوتا بھی کہہ کر پکارا جاتا تھا اور اسی مناسبت سے بعد کے لوگوں نے اُر شہر کا نام بہت سے مقامات پر قمرینہ بھی لکھا ہے۔

اس کا قریبی شہر سرسہ تھا جو کسی دور میں مرکز حکومت بھی رہا اس کا رب البلا شماش یعنی سورج دیوتا تھا۔ ان سب بڑے بڑے بتوں کے تحت بہت سے چھوٹے بت بھی ہوا کرتے تھے جنہیں لوگ اپنا خدا اور معبود خیال کرتے تھے۔ اعلیٰ پائے کے معبود عموماً آسمانی ستاروں اور سیاروں میں سے لئے جاتے تھے اور کم تر زمین میں سے منتخب کئے جاتے تھے اور لوگ اپنی مختلف فروعی ضروریات ان سے متعلق سمجھتے تھے۔ ان آسمانی دیوتاؤں اور دیویوں کی شبیہیں بتوں کی شکل میں بنائی جاتی تھیں اور تمام مراسم عبادت انہی کے آگے بجالائے جاتے تھے۔

نار دیوتا کا مندر جس کا رخ مردک بلدان اور کناس کر رہے تھے وہ اُر شہر کے نواح میں سب سے اونچی پہاڑی پر ایک عالی شان عمارت کی صورت میں تھا۔ اس کے قریب نار

کی بیوی اور اُر شہر کی سب سے بڑی دیوی نن گل کا بھی معبد تھا۔ نار کے معبد کی شان ایک شاہی محل سرا کی سی تھی۔ اس کی خواب گاہ میں روزانہ رات کو ایک پجارن جا کے اس کی دلہن بنتی تھی۔ مندر میں بکثرت عورتیں دیوتا کے نام پر وقف تھیں اور ان کی حیثیت دیو داسیوں کی سی تھی۔

اُر شہر میں وہ عورت بڑی معزز خیال کی جاتی تھی جو خدا کے نام پر اپنی بکارت قربان کر دیتی۔ کم از کم ایک بار اپنے آپ کو راہِ خدا میں کسی اجنبی کے حوالے کرنا عورت کے لئے ذریعہ نجات خیال کیا جاتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مذہبی قحبہ گری سے مستفید ہونے والے زیادہ تر پجاری حضرات ہی ہوا کرتے تھے۔

نار محض دیوتا ہی نہ تھا بلکہ ملک کا سب سے بڑا زمیندار، سب سے بڑا تاجر، سب سے بڑا کارخانہ دار اور ملک کی سیاسی زندگی کا سب سے بڑا حاکم بھی تھا۔ بکثرت باغات، مکانات اور زمینیں اس کے معبد اور مندر کے نام وقف تھیں۔ اس جائداد کی آمدنی کے علاوہ کسان، زمیندار، تاجر ہر قسم کے غلے، دودھ، سونا، کپڑا اور دوسری چیزیں لا کر مندر میں نذر کرتے تھے۔ انہیں وصول کرنے کے لئے مندر میں ایک بہت بڑا عملہ موجود ہوتا تھا۔ بہت سے صناعی کے کارخانے اور تجارتی کاروبار بھی بڑے پیمانے پر مندر کی طرف سے جاری کئے جاتے تھے۔ یہ سب کام دیوتا کی نیابت میں پجاری ہی انجام دیتے تھے۔ اُر شہر کی سب سے بڑی عدالت اسی مندر میں لگتی تھی۔ پجاری اس عدالت کے جج ہوا کرتے تھے۔ ان کے فیصلے خدا کے فیصلے سمجھے جاتے تھے۔ اُر شہر کا اصل حاکم بھی نار ہی ہوا کرتا تھا اور جو حاکم اس شہر پر مقرر ہوتا اسے نار کا نائب خیال کیا جاتا۔

اُر کا شاہی خاندان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں حکمران تھا اس کے بانی حکمران کا نام اُر غو تھا۔ اس کے حدود مملکت مشرق میں سوسان سے لے کر مغرب میں لبنان تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس سے اس خاندان کو غو کا نام ملا جو عربی میں جا کر نمرود ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد اس خاندان اور اس قوم پر مسلسل تباہی نازل ہونا شروع ہوئی۔ پہلے عیلامیوں نے اُر کو تباہ کیا اور نمرود کو نار کے بت سمیت پکڑ کر لے گئے۔ پھر دوسرے شہر سرسہ میں عیلامیوں کی حکومت قائم ہوئی جس کے تحت اُر کا علاقہ غلام کی حیثیت سے رہا لیکن اس قدر تباہی اور بربادی ہونے کہ باوجود دونوں شہروں کے لوگوں نے پھر اپنے شہر اور اپنے دیوتاؤں کے مندر کو آباد کر لیا تھا۔

☆-----☆-----☆

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

مردک بلدان اور کناس ایک روز اپنے چند محافظوں کے ساتھ رات کی گہری تاریکی میں جب کہ شب کا لگ بھگ آدھا حصہ گزر چکا تھا۔ اُر شہر کے باہر ایک کافی بلند ٹیلے پر ننار دیوتا کے مندر کے سامنے آئے۔ ان کے ایک طرف قریب ہی اُر کی سب سے بڑی دیوی نن گل کا مندر بھی تھا۔ جونہی وہ ننار دیوتا کے مندر کے صدر دروازے پر آئے' دروازے پر مندر کا سب سے بڑا پجاری زبتان کچھ دیگر پجاری اور حسین و جمیل چند دیوداسیاں ان کا استقبال کرنے کو موجود تھیں۔

بڑے پجاری زبتان نے سب کے ساتھ مردک بلدان اور کناس کا بہترین استقبال کیا۔ مردک بلدان کے محافظ ایک پجاری کی راہنمائی میں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گئے تھے۔ جب کہ مردک بلدان اور کناس کو بڑا پجاری لے کر مندر کی عمارت میں داخل ہوا۔ عمارت کافی بڑی اور وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ پہلے زبتان نے مردک بلدان' کناس اور سارے محافظوں کو ساری عمارت دکھائی اس دوران مندر کے پجاری اور دیوداسیاں بھی ان کے ہمراہ تھے۔ پھر زبتان کے اشارے پر باقی پجاری وہاں سے ہٹ گئے۔ دیوداسیاں بھی چلی گئیں۔ صرف دو انتہا درجہ کی خوبصورت دیوداسیاں باقی رہ گئی تھیں جن کے ساتھ زبتان' مردک بلدان' کناس اور ان کے محافظوں کو لے کر مندر کے تہہ خانے میں داخل ہوا۔

سب سے پہلے زبتان نے مردک بلدان اور کناس کو دو بہترین سجائے ہوئے کمرے دکھائے ان میں سے ایک مردک بلدان اور دوسرا کناس کے لئے تھا۔ ایک بڑا کمرہ محافظوں کے لئے تھا۔ اس موقع پر زبتان نے مردک بلدان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"مرزبان! (بادشاہ) یہ جو دو کمرے میں نے آپ کو دکھائے ہیں ایک آپ کے لئے اور دوسرا آپ کے سالار کناس کے لئے ہے۔ یہاں آپ بالکل محفوظ ہیں۔ اگر کسی کو خبر بھی ہو جاتی ہے کہ آپ نے اس مندر میں پناہ لے رکھی ہے تو ڈھونڈنے والا ساری عمر ڈھونڈتا رہے لیکن یہ تہہ خانے ایسے بنے ہوئے ہیں کہ کسی کو ان کی خبر تک نہیں ہو گی۔ آپ کے محافظوں کے لئے بھی ایک کمرہ بہترین انداز میں سجا کر تیار کر دیا گیا ہے۔" پھر بڑے پجاری نے جو دو انتہائی خوبصورت دیوداسیاں اس کے ساتھ تھیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"یہ دونوں مندر کی سب سے حسین جوان اور خوبصورت دیوداسیاں ہیں' ان میں

سے ایک آپ کے لئے اور دوسری کناس کی خدمت پر مختص رہے گی۔ ان کے کمرے بھی اسی تہہ خانے کے اندر مختص کر دیئے گئے ہیں۔ یہ آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں گی۔ اب میں آپ کے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔"

اس بار مردک بلدان کی بجائے کناس بول پڑا۔

"نہیں کھانا تو ہم کھا چکے ہیں۔ اس وقت ہمیں آرام کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اب تم بھی جا کے آرام کرو۔" پھر زبتان وہاں سے چلا گیا۔ مردک بلدان اور کناس اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ دیوداسیاں بھی اپنی رہائش گاہ کی طرف ہو لیں اور جو کمرہ محافظوں کے لئے مختص کیا گیا تھا محافظ اس میں جا کے آرام کرنے لگے تھے۔

☆======☆======☆

آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے بیٹے سناخریب کے ساتھ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس خیمے میں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود داخل ہوئے تھے۔ خیمے میں داخل ہونے کے بعد ابن حریم نے سارگون کو مخاطب کیا۔

"کیا آپ نے مجھے اور ابن بشرود کو طلب کیا ہے۔"

سارگون نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ ساتھ ہی اپنے قریب نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ حارث اور دبیس آگے بڑھ کر جب بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز سارگون نے کیا کہنے لگا۔

"میں نے تم دونوں کو ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہے اور جو گفتگو ہم چاروں کے درمیان ہو گی۔ اس میں جو فیصلے ہوں گے ان سے جا کر تم اپنے چھوٹے سالاروں کو بھی آگاہ کرو گے۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ جس وقت ہم نینوا سے روانہ ہوئے تھے تو تمہارے ذمے بابل کی تسخیر کا کام لگایا گیا تھا اور میں اور سناخریب دونوں باپ بیٹا عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھے تھے۔ اب یوں جانو تمہاری خوش قسمتی کہ تم نے بابل کو فتح کر لیا۔ میں جب شوش کو فتح کرنے کے لئے عیلامیوں کی سرزمین میں داخل ہوا تو ممکن تھا کہ میں شوش شہر میں داخل ہو جاتا لیکن برا ہو اسرائیلیوں کی دونوں سلطنتوں سامریہ اور یہودیہ کا کہ انہوں نے آشوریوں کے خلاف عیلامیوں کی مدد کی اور دونوں سلطنتوں کا ایک متحدہ لشکر کوہستانی سلسلے کے قریب پشت کی جانب سے نمودار ہو کر مجھ پر حملہ آور ہوا اور میری فتح کے دروازے انہوں نے بند کر دیئے۔

عیلامیوں سے تو میں بعد میں نپٹوں گا لیکن پہلے میں اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

سزا دینا چاہتا ہوں۔ سامریہ کا بادشاہ ہوسیع بن ایلہ ہے۔ یہودیہ کا بادشاہ حزقیاہ بن آخز ہے۔ ان دونوں نے عیلامیوں کے بادشاہ سترُوک نخنتدی کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف اتحاد قائم کر رکھا ہے اور میں یہ اتحاد زیادہ دن تک قائم نہ رہنے دوں گا۔

میرے دونوں عزیزو! میں تم دونوں کی کارگزاری پر بے حد خوش اور مطمئن ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی تم اس جیسی بلکہ اس سے بہتر کارگزاری کا مظاہرہ کرو گے۔ کل لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ پہلے یہودیوں کی سلطنت سامریہ کا رخ کیا جائے گا۔ ان کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کو بدترین سبق دیا جائے گا۔ سامریہ کو زیر کرنے کے بعد یہودیوں کی دوسری سلطنت یہودیہ کا رخ کیا جائے گا اور وہاں کے بادشاہ حزقیاہ بن آخز کو بھی اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ان دونوں سلطنتوں کا خاتمہ کرنے کے بعد میں پھر عیلامیوں کی طرف آؤں گا اور دیکھوں گا وہ سامریہ اور یہودیہ کی مدد کے بغیر کیسے ہمارا سامنا کر سکتے ہیں۔ اب تم بولو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو؟"

سارگون جب خاموش ہوا تو مسکراتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"ہم دونوں کو کچھ نہیں کہنا۔ جو فیصلہ آپ نے کیا ہے وہ ہم دونوں کے لئے آخری ہے اور لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا اور آپ کے فیصلے کے مطابق سامریہ کا رخ کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ سامریہ اور یہودیہ کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے ہم کچھ زیادہ دن نہ لیں گے۔

اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں جائیں۔"

سارگون مسکرایا کہنے لگا۔ "نہیں بیٹے بیٹھ جاؤ۔ میں نے اپنی مغنیہ اور تمہارے ساتھی فرسان کو بلایا ہے۔ کل ہم نے کوچ کر جانا ہے اور میں نے ان سے کہا ہے کہ آج ہمیں کوئی اچھا سا زمزمہ اور نغمہ سنائیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں آتے ہیں، تم دونوں بیٹھو۔"

حارث بن حریم اور دمیس بن بشرود چپ چاپ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں دمیس بن بشرود کا چچا فرسان اور حسین و خوبصورت مغنیہ راہطہ داخل ہوئے۔

خیمے میں داخل ہونے کے بعد حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے راہطہ مسکرائی اس کے قریب آئی۔ کہنے لگی۔

"اجنبی! میں تمہیں بابل کے سابق بادشاہ مردک بلدان کی بیٹی قندل سے شادی کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ تم خوش قسمت ہو۔ قندل تمہاری بیوی بنی اور اے

ابن بشرود تمہیں بھی مبارک کہ تم نے قندل کی بڑی بہن طبیرہ سے شادی کر لی۔" اس کے بعد مغنیہ پیچھے ہٹی۔ فرسان آگے بڑھ کر حارث بن حریم اور دمیس بن بشرود کی طرف آیا۔ دونوں سے پُرجوش مصافحہ کیا پھر سارگون اور سناخریب کے سامنے جو چھوٹا سا قالین بچھا ہوا تھا اس پر دونوں بیٹھ گئے۔ فرسان نے بربط' راہطہ نے دَف سنبھال لی تھی۔ کچھ دیر تک دونوں بربط اور دَف بجاتے ہوئے لَے درست کرتے رہے پھر راہطہ نے ایک نغمہ گانا شروع کیا۔ جس کا ترجمہ اور مفہوم کچھ یوں تھا :

سن اجنبی جب کہ تیرے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں
پھر کیوں تراتان جو مجھے خوانِ شاہی سے اچھا لگے
تیری ذات میرے دل کے ارض و سما کی روشنی محسوس ہوتی ہے
میرے وجدان کے کون و مکاں میں تیری ذات ہی جلوہ نما ہے
تیری محبت ہی میرے شہر کے آئینوں کو روشن کرتی ہے
اجنبی! تیرے میرے درمیان کوئی ناطہ نہیں پھر بھی
کالی ردائیں اوڑھے پھرتی راتوں میں
در و بام سے بے نیاز سیاہ فضاؤں میں
میری انا' میرا پندار تیری چاہت کا محتاج رہتا ہے
میرا عالم اسباب جب غموں سے بھر جاتا ہے
تب اپنے جمال کی آخری سیڑھی پر کھڑی ہو کر میں تیری راہ دیکھتی ہوں
ایسے میں میرا جسم جھرجھری لے کر سنبھلتا ہے
میں شرماتی' لجاتی اور کانپتی ہوں
پھر تُو میرے احساسات کے جمال میں
کوندے کی طرح لپکتا چلا جاتا ہے
اجنبی! جب تیرے میرے درمیان کوئی قرابت نہیں پھر کیوں
خوابوں میں مَیں تجھ سے ایسے ملتی ہوں جیسے
شبنم برگ گلاب سے
معصوم کلی بارش کی پھوار سے
سحر خوشبوؤں کے لدے جھونکوں سے
شہاب ثاقب رنگین روشنیوں سے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ایسے میں اے اجنبی! شرم اور خجالت کے باعث
میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر سر جھکا لیتی ہوں
جب تیرے میرے درمیان کوئی سمبندھ ہی نہیں ہے
تب اے اجنبی میں کیوں تیری راہ دیکھتی ہوں
جیسے کنواریاں سہیلی کی برات دیکھتی ہیں
جیسے سیج پر سج کر بیٹھی دلہنیں اپنے جیون ساتھی کا انتظار کرتی ہیں
جیسے کاروانِ شوق جسموں کے اتصال کے منتظر رہتے ہیں
جیسے آہنگ دلداری نغمہ جاں سوز کا
جیسے اجلی نیلی فضائیں پھولوں کے رنگین کاروانوں کا انتظار کرتی ہیں
پھر اے اجنبی سن
خواب تو بے ہوشیوں کے غلبے سے ہوتے ہیں
جنہیں بھوکی جبلتیں اشکِ خوں کی طرح نگل جاتی ہیں
آہ! بے تعبیر خواب
سندر آنکھوں میں ناامیدیوں کے ہجوم
چہرے پر سوالوں کے انبار
واجدان میں پت جھڑ کے لاکھ سندیسے
دل میں بے کل کرتے بے صدا الفاظ بھر جاتے ہیں
اجنبی! نہ تو مجھے جانتا ہے نہ میں' پھر بھی میں کہوں
گھروں کی رونق درختوں سے نہیں' انسانوں سے ہوتی ہے
بے بسر زمانے میں بے ثمر رویے نہیں
بلکہ روح کا سرور گھر کی راحت بنتا ہے
گھر صرف مٹی گارے سے نہیں بنتا
بلکہ گھر نوخیز حسینہ کے لبوں کے تبسم
اس کے تیکھے چتونوں کے انداز
کسی زہرہ جمال کے گل احمر کے گالوں
کسی لالہ رخ اور گل بدن کی الفت
کسی حسینہ کی چمکتی سرخ ریشم کی سی تجسیم

گلابی ہونٹوں کی گہری لذتوں
نسوانی ذات کے ابریشمی لمس
کسی حسینہ کے پھیلتے چڑھتے جمال کے سحر
اور روپ کے اڈتے قرب بھرے نشے سے آباد ہوتا ہے
اجنبی! اگر تو مجھے مل جائے' میرا ہو جائے تب
کسی مقدس سحر کی تابانی میں
میں محبتوں' صداقتوں اور نذرِ جان کا تم سے وعدہ کروں
جس طرح چاند کی بھیگی روشنی اندھیروں سے متصادم نہیں ہوتی
بلکہ اس کے اندر سمو اور کھو جاتی ہے
ایسے ہی میں تیری ذات کو اوڑھ کر تیری روح کی غذا بن جاؤں
اگر تو پیار سے میرا ہاتھ تھام کر مجھے اپنا کہے تو میں
تیرے لئے قہقہوں سے لتھڑی خوشی کی بستی آباد کروں
اجنبی! زندگی تو صرف چند لمحوں میں قید ایک افسانے سے زیادہ اہم نہیں ہے
کاش میری کتابِ ذات کے اوراق پر صرف تیری محبت سے لکھے حروف ہوتے
کاش میرے قلب کی بے کراں وادیوں میں
صرف تیرے شعور و عرفان کی آگہی ہوتی
کاش میری محبت تیرے لئے فطرت کی سچائی بھرا پیغام بن جائے

گانا ختم ہو گیا' فرسان نے بربط بجانا بند کر دیا تھا۔ مغنیہ کے ہونٹ منجمد' دف پر ہاتھ حرکت کرنا بند ہو گئے تھے۔ ایسے میں حارث بن حریم نے راہطہ نام کی اس مغنیہ کو مخاطب کیا

"اے حسین مغنیہ! تیرے گانے کے الفاظ دل پر ایسے اترتے ہیں جیسے محبت کی وحی میں نقرئی چمک اترتی ہے۔ تیرے اندر کی تقدیس اور ربطِ وفا کی روایت تیرے نغموں میں اس طرح نمایاں ہوتی ہے جیسے کلی قدموں میں بکھرتی ہے۔ جیسے اوس کے دانے سفید پھولوں پر اترتے ہیں۔ تیرے لب شیریں سے الفاظ اس طرح نمایاں اور خوبصورت انداز میں نکلتے ہیں جیسے آرزوؤں کی گنگناتی قرب کی پنہائیوں سے تاروں کا بل کھاتا جھرمٹ نمودار ہوتا ہے۔"

راہطہ نے ایک انوکھے سے انداز میں مسکراتے ہوئے حارث بن حریم کی طرف

دیکھا پھر کہنے لگی۔

"اجنبی! میری تعریف میں تُو نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں یہ میرے لئے بن بیاہی خواہشوں' گلابوں کی تیز خوشبو' وصل پر آمادہ روح و بدن اور اجلی دستک سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

پر ہائے حیف کیا کریں کچھ لوگ زمین زادے ہو کر فلک زادے بنتے ہیں اور جب اپنی بدی کے طلسمات کا در کھولتے ہیں تو مجھے مغنیہ کی بجائے ایک طوائف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ طوائف کا کوئی مذہب نہیں ہوتا' نہ ہی طوائف گاہک کا مذہب پوچھتی ہے۔ گاہک ہونا چاہئے اور اس کی گرہ میں مال۔ ویسے بھی جنس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ میں صرف مغنیہ ہوں۔ آشوریوں کا بادشاہ سارگون اور اس کا بیٹا سناخریب دونوں جانتے ہیں کہ میں باعصمت' باآبرو لڑکی ہوں۔ اس زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا مالک بھی جانتا ہے کہ میں طوائف نہیں صرف مغنیہ ہوں اور آج تک میں نے اپنی آبرو کا گوہر کھویا نہیں۔ جس طرح رات سونے سے مختصر نہیں ہوتی' دن محض غلط کاموں سے دن نہیں بنتا اس طرح لوگوں کے کہنے سے میں مغنیہ سے طوائف نہیں بن جاؤں گی۔ جس روز میں بے آبرو ہو گئی اس روز میں اپنے جسم و روح کا رشتہ اتحاد اور یگانگت ختم کر لوں گی یا زہر آلود نگینہ چوس کر ہمیشہ کے لئے اپنی ذات کا خاتمہ کر دوں گی۔"

مغنیہ راہطہ کے ان الفاظ کا حارث بن حریم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سارگون کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"میرے خیال میں میں اور دبیں اب جاتے ہیں۔ تاکہ کل کے کوچ کے لئے لشکر کی تیاری کر سکیں۔" سارگون نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب حارث بن حریم اور دبیں دونوں اس خیمے سے نکل گئے تھے۔

دونوں کافی دیر اپنے لشکر میں گھوم پھر کر لشکر کے کوچ کی تیاری کرتے رہے۔ سورج غروب ہونے کے کافی دیر بعد وہ اپنے دونوں خیموں کے درمیان جو رویان کا خیمہ تھا اس میں داخل ہوئے۔ خیمے میں اس وقت رویان' قندل اور طبیرہ تینوں ماں بیٹی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے آنے پر تینوں فکرمندی میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر رویان نے حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"ابن حریم! میرے بیٹے یہ لشکر میں کیا ہلچل ہے؟ خیریت تو ہے۔ میں قندل اور طبیرہ بڑی پریشانی سے تم دونوں کا انتظار کر رہی تھیں۔"

حارث بن حریم مسرایا اور کہنے لگا۔

"خاتون محترم! کوئی ہلچل نہیں ہے۔ میں اور دبیں اپنے لشکر کے کوچ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا اور ارضِ فلسطین کا رخ کرے گا۔ جس وقت میں بابل پر حملہ آور ہوا تھا اس وقت آشوریوں کا بادشاہ سارگون قوم عیلام پر حملہ آور ہوا تھا۔ عیلامیوں کو یقیناً سارگون شکست دیتا لیکن پشت کی جانب سے یہودی ریاست سامریہ اور یہودیہ کا ایک متحدہ لشکر نکلا اور سارگون پر اس نے حملہ کر دیا اور سارگون کے لئے عیلام کی سرزمینوں میں فتح کے دروازے اس نے بند کر دیئے۔ سامریہ اور یہودیہ کا متحدہ لشکر عیلامیوں کی مدد کے لئے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخنتی کے کہنے پر عیلامیوں کی سرزمین میں داخل ہوا تھا۔

اب آشوریوں کا بادشاہ سارگون عیلامیوں کو تو بعد میں سزا دے گا' پہلے ہمارا لشکر فلسطین کا رخ کرے گا۔ سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ اور یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ بن آخز سے نپٹا جائے گا۔ ان دونوں سے نپٹنے کے بعد پھر ہمارا لشکر عیلامیوں کی سرزمینوں میں داخل ہو گا اور ان کے مرکزی شہر شوش میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب طبیرہ حارث بن حریم کے قریب آئی اور بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"ابن حریم! میرے عزیز بھائی! آپ دونوں کے نہ آنے کی وجہ سے ہم تینوں نے بھی ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ کھانا ہم نے ڈھانپ کے رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو سب بیٹھ کر یہیں کھالیں۔"

حارث بن حریم مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری عزیز بہن! میں کیوں برا مانوں گا' کھانے کے برتن لگاؤ' ہم خود بھوک محسوس کر رہے ہیں' کھانا کھاتے ہیں۔" طبیرہ اور قندل نے جلدی جلدی خیمے کے اندر ہی کھانے کے برتن چن دیئے پھر اکٹھے بیٹھ کر وہ کھانا کھانے لگے۔ اگلے روز لشکر نے بابل اور در یقین کے نواحی میدانوں سے فلسطین کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

☆------☆------☆

آشوریوں کا بادشاہ سارگون جب بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا تو ان دنوں اسرائیل کی حالت بھی عجیب و غریب تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تو یہاں جو قومیں آباد تھیں

Scanned by iqbalkhi@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ان میں حتی' آموری' کنعانی' آرامی' حوری' پلوسی اور ان کے علاوہ اور بہت سی دیگر اقوام تھیں۔ ان اقوام میں بدترین قسم کا شرک پایا جاتا تھا۔ ان کے سب سے بڑے معبود کا نام ایل تھا۔ جسے یہ دیوتاؤں کا باپ سمجھتے تھے۔ اسے ظاہر کرنے کے لئے عموماً سانڈ سے تشبیہہ دیتے تھے۔

ایل کی بیوی کا نام عشیرہ تھا اور اس سے خداؤں اور خدانیوں کی ایک پوری نسل چلتی تھی جن کی تعداد ستر تک پہنچتی تھی۔ ان دیوتاؤں کی اولاد میں سب سے زیادہ زبردست بعل تھا جس کو بارش اور روئیدگی کا خدا اور زمین و آسمان کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ شمالی علاقوں میں اس بعل کی بیوی اوناس کہلاتی تھی۔ فلسطین میں اس کی بیوی کو عشتار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ دونوں خواتین عشق اور افزائش نسل کی دیویاں کہلاتی تھیں۔

ان کے علاوہ کوئی دیوتا موت کا مالک تھا' کسی دیوی کے قبضے میں صحت تھی' کسی دیوتا کو وبا اور قحط لانے کے اختیارات تفویض کر دیئے گئے تھے اور یوں ساری خدائی بہت سارے معبودوں میں بٹ گئی تھی۔

ان دیوتاؤں اور دیویوں کی طرف سے ایسے ایسے ذلیل اوصاف اور اعمال منسوب تھے کہ اخلاقی حیثیت سے انتہائی بدکردار انسان بھی ان کے ساتھ مشتہر ہونا پسند نہ کرے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسی کمینہ ہستیوں کو خدا بنائیں اور ان کی پرستش کریں وہ اخلاق کی ذلیل ترین پستیوں میں گرنے سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے جو حالات آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے دریافت ہوئے ہیں وہ شدید اخلاقی گراوٹ کی شہادت بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے ہاں بچوں کی قربانی کا عام رواج تھا۔ ان کے معبد زناکاری کے اڈے بنے ہوئے تھے۔ عورتوں کو دیوداسیاں بنا کر عبادت گاہوں میں رکھنا اور ان سے بدکاریاں کرانا عبادت کے اجزا میں شامل تھا اور اسی طرح کی بہت سی بداخلاقیاں ان میں پھیلی ہوئی تھیں۔

توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے بنی اسرائیل کو جو ہدایات دی گئی تھیں ان میں صاف صاف کہہ دیا گیا تھا کہ تم ان قوموں کو ہلاک کر کے ان کے قبضے سے فلسطین کی سرزمین کو چھین لینا اور ان کے ساتھ رہنے بسنے اور اخلاقی و اعتقادی برائیوں میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا۔

لیکن بنی اسرائیل جب فلسطین میں داخل ہوئے تو وہ اس ہدایت کو بھول گئے انہوں نے اپنی کوئی متحدہ سلطنت قائم نہ کی۔ وہ قبائلی عصبیت میں مبتلا تھے' ان کے ہر

قبیلے نے اس بات کو پسند کیا کہ مفتوح علاقے کا ایک حصہ لے کر الگ ہو جائے۔ اسی تفرقے کی وجہ سے ان کا کوئی قبیلہ بھی اتنا طاقتور نہ ہو سکا کہ وہ اپنے علاقے کو مشرکین سے پوری طرح پاک کر دیتا۔ آخرکار انہیں یہ گوارا کرنا پڑا کہ مشرکین ان کے ساتھ رہیں بسیں نہ صرف یہ بلکہ ان کے مفتوح علاقوں میں جگہ جگہ ان مشرک قوموں کی چھوٹی چھوٹی شہری ریاستیں بھی موجود رہیں جن کو بنی اسرائیل مسخر نہ کر سکے۔

اس کا بڑا خمیازہ بنی اسرائیل کو یہ بھگتنا پڑا کہ ان قوموں کے ذریعے ان کے اندر شرک گھس آیا اور ان کے ساتھ بتدریج دوسری اخلاقی گندگیاں بھی راہ پانے لگیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ فلسطین میں داخل ہونے کے بعد توریت کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بنی اسرائیل فلسطین میں ایک مضبوط حکومت قائم کرتے لیکن بنی اسرائیل نے فلسطین کے پورے علاقے کو فتح کر لیا لیکن انہوں نے متحد ہو کر اپنی کوئی ایک منظم سلطنت قائم نہ کی بلکہ اس علاقے کو مختلف اسرائیلی قبیلوں نے آپس میں بانٹ کر اپنی چھوٹی چھوٹی قبائلی ریاستیں قائم کر لیں۔ جن میں زیادہ تر بنی یہودہ' بنی شمعون' بنی دان' بنی بنیامین' بنی افرائیم' بنی روبل' بنی جد' بنی منسی' بنی اشکار' بنی زبولون' بنی تفتالی اور بنی عاشر مشہور تھے۔

اس طرح ہر قبیلے کی ریاست اپنی اپنی جگہ کمزور رہی اور یہ لوگ توریت کی اس منشا کو پورا نہ کر سکے کہ اس علاقے کی قوموں کا استیصال کر دیا جائے۔

مزید براں اسرائیلی قبائل کی سرحدوں پر فلسطینیوں' موآبیوں اور اموریوں کی طاقتور ریاستیں بھی بدستور قائم رہیں اور انہوں نے بعد میں پے در پے حملے کر کے بہت سارا علاقہ فلسطینیوں سے چھین لیا۔ حتیٰ کہ نوبت یہ آ گئی کہ فلسطین سے بنی اسرائیل بیک بنی و دوگوش نکال دیئے جاتے اگر عین وقت پر خداوند قدوس بنی اسرائیل کی مدد نہ فرماتا اور طالوت کو بنی اسرائیل کی قیادت نہ سونپتا۔

بنی اسرائیل کی ہمسایہ ریاست جو فلسطینیوں کی تھی' انہوں نے بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو کر ان کے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ پے در پے فلسطینیوں کو ایک بڑے حصے سے بے دخل کر دیا۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل سے ان کا مقدس تابوت سکینہ بھی چھین لیا۔ آخرکار بنی اسرائیل ایک فرمانروا کے تحت اپنی ایک متحدہ سلطنت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرنے لگے چنانچہ ان کی درخواست پر اللہ کے نبی سموئیل نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا۔

تنزل کے اس دور کے بعد بنی اسرائیل پر تین ایسے حکمران ہوئے جنہوں نے بنی

اسرائیل کو نہ صرف متحد کیا بلکہ ان کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کیا۔ ان کا پہلا بادشاہ طالوت' دوسرے حضرت داؤد علیہ السلام اور تیسرے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ ان فرمانرواؤں نے اس کام کو مکمل کیا جسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ صرف شمالی ساحل پر فونیقیوں کی اور جنوبی ساحل پر فلستیوں کی ریاستیں باقی رہ گئی تھیں۔ جنہیں مسخر نہ کیا جاسکا اور باج گذار بنانے پر اتفاق کیا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر دنیا پرستی کا پھر شدید غلبہ ہوا اور انہوں نے آپس میں لڑ کر اپنی دو الگ سلطنتیں قائم کر لیں۔ شمال فلسطین اور شرق اردن میں جو سلطنت قائم ہوئی اس کا نام اسرائیل رکھا گیا اور اس کا پایہ تخت سامریہ شہر قرار پایا۔

دوسری سلطنت جو جنوبی فلسطین اور ادرم علاقے میں تھی' اس کا نام یہودیہ رکھا گیا اور اس کا پایہ تخت یروشلم قرار پایا۔ ان دونوں سلطنتوں میں سخت رقابت اور کشمکش اول روز سے ہی شروع ہو گئی تھی۔

ان میں سے اسرائیلی ریاست کے فرمانروا اور باشندے ہمسایہ قوموں کے مشرکانہ عقائد اور اخلاقی فساد سے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ متاثر ہوئے اور یہ حالت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ جب اس ریاست کے فرمانروا اخی اب نے صیدہ کی مشرک شہزادی ازبل سے شادی کر لی اس وقت حکومت کی طاقت اور ذرائع سے شرک اور بداخلاقیاں سیلاب کی طرح اسرائیلیوں میں پھیلنا شروع ہوئیں۔

حضرت الیاس' حضرت الیع نے اس سیلاب کو روکنے کی انتہائی کوشش کی مگر یہ قوم جس تنزل کی طرف جا رہی تھی اس سے باز نہ آئی۔ آخری اسرائیل کی ہدایت کے لئے آموص نبی اور ہوسیع نبی کو مبعوث کیا گیا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو پے در پے تنبیہات کیں مگر جس غفلت کے نشے میں وہ سرشار تھے وہ تنبیہہ کی ترشی سے اور زیادہ تیز ہو گیا۔ یہاں تک کہ آموص نبی کو بنی اسرائیل کے بادشاہ نے ملک سے نکل جانے اور دولت سامریہ کی حدود میں نبوت کا کام بند کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کی بنا پر بنی اسرائیل کی یہ سلطنت جس کا نام اسرائیل تھا' عذاب کی مستحق ہو گئی تھی اور آشوری عرب عذاب ہی کی صورت میں سارگون کی سرکردگی میں اسرائیل کی طرف بڑھ رہے تھے۔

آشوری عربوں کا بادشاہ سارگون جب بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھ رہا تھا اس وقت سامریہ کی سلطنت کا حکمران ہوسیع بن ایلہ تھا اور یہودیہ کی سلطنت کا

بادشاہ حزقیاہ بن آخز تھا۔ آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے پہلے سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کا رخ کیا تھا۔

دوسری جانب ہوسیع بن ایلہ کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ آشوریوں کا بادشاہ سارگون اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جو اس نے سب سے پہلے قدم اٹھایا وہ یہ تھا کہ اس نے تیز رفتار قاصد بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ بن آخز کی طرف روانہ کئے اور آشوری عربوں کے خلاف اس سے مدد کی درخواست کی۔

یہودیوں کی دوسری سلطنت یہودیہ کا بادشاہ حزقیاہ جانتا تھا کہ اگر آج اس نے سامریہ کی سلطنت کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی مدد نہ کی تو کل کو اگر آشوری اس پر حملہ آور ہوئے تو اسے بھی آشوریوں کا تنہا ہی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ان سوچوں کے تحت حزقیاہ نے فیصلہ کیا اور ایک بہت بڑا لشکر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے ہوسیع بن ایلہ کی مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔

اب ہوسیع بن ایلہ کی طاقت اور قوت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ اسرائیلی لشکریوں کے حوصلے بڑے بلند اور ولولے جوان تھے اس لئے کہ اس سے پہلے ہوسیع بن ایلہ اور حزقیاہ بن آخز کا ایک ایک لشکر جو عیلامیوں کی مدد کے لئے شوش شہر کی طرف گیا تھا وہ سارگون کی پشت سے حملہ آور ہو کر اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر چکا تھا۔ اس طرح وہ یہ اندازہ لگا چکے تھے کہ آشوریوں کو پسپا کرنا اور شکست دینا کوئی بڑا معرکہ نہیں۔

انہی ولولوں کے تحت ہوسیع بن ایلہ نے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا کہ وہ خیالوں کی سرحدوں سے بھی آگے صدیوں کے ٹھہرے سفر میں آشوریوں کی حالت کھنڈروں کی دہلیز پر پرانے بوسیدہ چیتھڑوں کی طرح بنا کے رکھ دے گا۔ اپنے اور یہودیہ کی سلطنت کے متحدہ لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے سارگون کی راہ روکنے کے لئے بڑھا۔ وہ خواب بختی رات میں موج شادمانی کی طرح مطمئن' بھیگی بھیگی سیلانی ہواؤں میں دھیمی دھیمی رم جھم پھوار اور آبشاروں کی راحت کی طرح مطمئن تھا۔ اس لئے کہ یہودیہ کی سلطنت کی طرف سے اس کی مدد کے لئے آنے والے لشکر کے باعث اس کی طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا اور اسے سو فیصد یقین تھا کہ وہ آشوریوں کو اپنے مرکزی شہر کے قریب نہیں آنے دے گا بلکہ دور ہی شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا اور فلسطین کو اپنی جرأتمندی اور دلیری سے محفوظ اور مامون بنا کر رکھ دے گا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوسیع بن ایلہ سارگون کے لشکر کے سامنے آیا۔ اس نے حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دی اس لئے کہ اپنے لشکر کی صفیں اس نے پہلے ہی درست کر دی تھیں۔ اس نے وقت ضائع نہیں کیا۔ فوراً وہ اس طرح آشوریوں پر حملہ آور ہوا جیسے غم حیات کی تلخیوں اور سلگتی تنہائیوں میں قضا کے بگولوں کی یورش اٹھتی ہے۔ جیسے خود فریبی کے کیف آگیں ماحول اور ظلمتوں کے بھڑکتے نقوش کے اندر فاتحانہ ورود کرتے بے دود شعلوں کا رقص شروع ہوتا ہے۔ جیسے زیست کے دلکش روپ میں فنا کے گھاٹ اتارتی تحریکیں جوش مارتی اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آشوری عربوں پر حملہ کر دیا تھا۔

لیکن مقابلے میں شوری بھی کوئی نہتے اور خام سپاہی نہیں تھے۔ ہوسیع بن ایلہ کے حملے کے جواب میں آشوریوں کا بادشاہ سارگون اور سناخریب حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بھی ان سے زیادہ خوفناک طریقے سے حرکت میں آئے۔ لشکر انہوں نے تین حصوں میں پہلے سے تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ جو درمیان میں رہا وہ سارگون کے پاس تھا۔ دوسرا سناخریب اور تیسرا حارث بن حریم کے پاس تھا۔ پھر اسرائیلیوں کے حملوں کو مکمل طور پر روکنے کے بعد سارگون کے کہنے پر سناخریب خود سارگون اور حارث بن حریم کی سرکردگی میں کام کرنے والے آشوریوں نے خوفناک انداز میں اپنے نعرے بلند کئے پھر وہ اس انداز میں اسرائیلیوں پر حملہ آور ہوئے جیسے جہل و ظلمات کے جر میں قدرت کی غضبناکی انگڑائی لیتی ہے۔ جیسے عقل و شعور کی منجمد کر دینے والی بوالہوسی اور خطاکاری میں گھس آنے والی فتح و نصرت کی روشنی چاروں طرف پھیلنا شروع ہو گئی ہو۔ اپنے تیز اور جان لیوا حملوں کے باعث آشوری تاریخ انسانی کے اوراق پارینہ پر رفیع الشان وحدت اور منجمد کر دینے والے موسموں کی بے لباسی کی طرح بڑی تیزی سے اسرائیلیوں پر چھا جانے کا عمل شروع کر چکے تھے۔

فلسطین کی سرزمین میں دونوں لشکر بری طرح ٹکرائے تھے۔ میدانِ جنگ میں زندگی کے آئینے میں تاریک گرد و غبار کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ چاروں طرف ایسی کیفیت چھانے لگی تھی جیسے سوگواروں کے ہجوم میں بے بسی میں منہ سے نکلتی کراہیں پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ گرہن کی سی تاریک کیفیت نے میدان جنگ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ تلخ اور شور انگیز بازگشت کے ساتھ محرومیاں سوگواریاں اور گونجتی سنسان کراہیں چار سو ناچ اٹھی تھیں۔ جرائم کے آنچلوں کے پس پردہ غضب اور انتقام نے اپنی

خونی کارروائیاں کرنا شروع کر دی تھیں۔

بڑے بڑے جابر اور جرأتمند موت کی جاری جوئے بار میں بہہ نکلے تھے۔ بڑے بڑے جرأتمندوں کے لئے فضا کی گرم گود کشادہ ہونے لگی تھی۔ غرور کی طرح بلند اور سرکش بڑے بڑے اور عظیم تیغ زن مدہوش اور تاریک خوابوں جیسی موت کے گلے مل گئے تھے۔

آشوریوں کی طرف بڑھتے ہوئے سامریہ کا بادشاہ ہوسیع بن ایلہ بڑا خوش اور مطمئن تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی لیکن جب اس نے میدان جنگ میں کھیلنا شروع کیا تب اس کی ساری خوشیاں وسوسوں میں تبدیل ہونے لگی تھیں۔ اس لئے کہ آشوری چاروں طرف سے بنی اسرائیل پر تاریکی سے نبرد آزما بپھرتے شراروں اور جنگجو طوفانوں اور ہر بخت کو بے بنیاد کر دینے والے وحشتوں کے خونی غول کی طرح چھائے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ جوں جوں میدان جنگ میں آشوری پیش قدمی کرتے ہوئے ایک صف کا صفایا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کی دوسری صف کی طرف بڑھے توں توں اسرائیلیوں کی حالت بے سحر راتوں اور پتھریلے راستوں میں خاموشی کی تلخیوں اور گناہ کے اندیشوں میں خستہ و شکستہ دلوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ دوسری جانب آشوریوں کے حملوں میں ابھی تک اجالوں کے رنگوں حسنِ فطرت جیسی تازگی اور چھاؤں کی نرم حدت جیسی خوشگواری تھی۔ سارگون' سناخریب اور حارث بن حریم کی سرکردگی میں وہ اَن گنت بہتے نالوں کے شور کی طرح اپنے نعرے بلند کرتے ہوئے تڑپ کر پھوٹ پڑنے والے بے شمار لاوے کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ اپنے تیز حملوں سے اور اپنی خونخوار پیش قدمی کے باعث انہوں نے اسرائیلیوں پر روح میں بے بسی کے خارزاروں کی خراشوں نے ان کے ہونٹوں پر آہیں ثبت کرنا شروع کر دی تھیں۔ اپنے تیز حملوں کے باعث آشوریوں نے اسرائیلیوں کے ذہن میں مبعوث. آنکھیں پتھر کر دی تھیں۔ ان کے روح کے پیچ و تاب میں موت کی قیامت خیز ضربوں کے باعث شکست کے آثار کو ان کے سامنے اور زیادہ نمایاں کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہوسیع بن ایلہ کو بڑی مایوسی اور بے بسی کا سامنا کرنا پڑا۔ سامریہ شہر سے جس وقت وہ ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر نکلا تھا وہ بڑا خوش اور مطمئن تھا اور اسے پوری امید تھی کہ وہ آشوریوں کو مار بھگائے گا۔ اب جو آشوری اس کے لشکر کی ساری اگلی صفوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اس کے لشکر کے وسطی حصے میں موت کا رقص کر رہے تھے تب اسے

پختہ یقین ہو گیا تھا کہ تھوڑی دیر بعد قدرت کے قضا و قدر کے عناصر اس کے مقدر اس کی جھولی میں شکست کے پتھر ڈالنے والے ہیں۔ انہی خیالات کے تحت اس نے پسپا ہونے کا ارادہ کر لیا۔ پھر اس نے پسپا ہونے کا حکم جاری کیا اور یہ حکم ملتے ہی اپنے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی سرکردگی میں آشوریوں کے ہاتھوں شکست اٹھا کر اسرائیلی بھاگ کھڑے ہوئے اور سامریہ شہر میں محصور ہو گئے تھے۔

سارگون نے بھی بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا۔ پیش قدمی کی اور سامریہ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

اس محاصرے کے دوران سارگون کو مشورہ دیا گیا کہ سامریہ شہر کے شمال میں بعل دیوتا کا مندر ہے اور بنی اسرائیل بعل دیوتا پر بڑا یقین اور بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں یہ بھی اعتماد ہے کہ جب تک شہر کے شمال میں بعل دیوتا کا مندر قائم دائم ہے اس وقت تک کوئی بیرونی طاقت سامریہ کی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لہٰذا اگر اس مندر کو گرا کر بعل دیوتا کے بت کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو بنی اسرائیل میں ایک طرح کی بددلی چھا جائے گی اور وہ ڈٹ کر آشوریوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

سارگون کو یہ مشورہ پسند آیا لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے سامریہ شہر کے شمالی حصے کا رخ کیا۔ بعل دیوتا کا مندر شہر کے شمال میں کوہستانی سلسلے کی بلند چوٹی پر تھا اور شہر کے اندر محصور یہودی بھی شہر کے اندر رہتے ہوئے بعل دیوتا کے اس مندر کو دیکھ سکتے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں کا بادشاہ سارگون جب سامریہ شہر کے شمالی کوہستانی سلسلے میں اس جگہ آیا جہاں بعل دیوتا کا مندر تھا تو اس نے دیکھا کہ مندر کے اردگرد کا علاقہ بڑا خوبصورت اور بے حد متاثر کرنے والا تھا۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ سارگون تھوڑی دیر تک کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہو کر مندر اور اس کے اطراف کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے لشکریوں کو حکم دیا کہ بعل دیوتا کا مندر اور بعل دیوتا کے بت گرا دیئے جائیں۔

اپنے بادشاہ کا یہ حکم ملتے ہی آشوری سپاہی مندر کی عمارت پر بھوکی گدھوں اور بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ آشوری جب بعل دیوتا کے مندر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا مندر کے اندر بعل دیوتا کے ان گنت چھوٹے بڑے بت پڑے ہوئے تھے اور ساتھ ہی مندر کے وسطی حصے میں بعل دیوتا کا ایک بہت بڑا سونے کا بلند اور دیو پیکر بت

کھڑا تھا۔

آشوری لشکریوں نے سب سے پہلے بعل دیوتا کے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑا اور ان میں سے انہوں نے بے شمار ہیرے جواہرات حاصل کیے۔ پھر بعل دیوتا کے سونے کے بت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور اس سارے سونے اور زر و جواہر پر سارگون نے قبضہ کر لیا تاکہ اسے اپنی مملکت کے خزانے میں داخل کرے۔

بعل کے لغوی معنی آقا سردار اور مالک کے ہیں۔ شوہر کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہ لفظ متعدد مواقع پر قرآن مقدس میں بھی استعمال ہوا ہے۔

قدیم زمانے کی سامی اقوام اس لفظ کو الٰہ یا خدا کے معنی میں استعمال کرتی تھی اور انہوں نے ایک خاص دیوتا کو بعل کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ خصوصیت کے ساتھ لبنان کی فونیقی قوم کا سب سے بڑا نر دیوتا بعل تھا اور اس کی بیوی عشتار ان سب کی بڑی دیوی تھی۔ محققین کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ بعل سے مراد سورج ہے یا مشتری اور عشتار سے مراد چاند ہے یا زہرہ بہرحال یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ بابل سے لے کر مصر تک پورے شرق اوسط میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی اور خصوصاً لبنان اور شام و فلسطین کی مشرک اقوام بری طرح اس میں مبتلا تھیں۔

بنی اسرائیل جب مصر سے نکلنے کے بعد فلسطین اور شرق اردن میں آ کر آباد ہوئے اور تورات کے سخت امتناعی احکامات کی خلاف ورزی کر کے انہوں نے ان مشرک قوموں کے ساتھ شادی بیاہ اور معاشرت کے تعلقات قائم کرنے شروع کیے تو ان کے اندر بھی یہ مرض پھیلنے لگا۔ بائبل کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل میں یہ اخلاقی اور دینی زوال رونما ہونا شروع ہو گیا تھا۔

حضرت یوشع بن نون کے بعد بعل پرستی اسرائیلیوں میں اس قدر گھس گئی تھی کہ بائبل کے بیان کے مطابق ان کی ایک بستی میں اعلانیہ بعل کا مذبح بنا ہوا تھا جس پر قربانیاں کی جاتی تھیں۔

ایک خدا پرست اسرائیلی اس حالت کو برداشت نہ کر سکا اور اس نے رات کے وقت چپکے سے وہ مذبح توڑ ڈالا دوسرے روز ایک مجمع کثیر اکٹھا ہو گیا اور وہ اس شخص کے قتل کا مطالبہ کرنے لگے جس نے شرک کے اس اڈے کو توڑا تھا۔ اس صورتِ حال کو آخر حضرت سموئیل، طالوت، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ختم کیا اور نہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کی بلکہ اپنی مملکت میں بالعموم شرک و بت پرستی کو دبایا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ فتنہ پھر ابھرا۔ خاص طور پر شمالی فلسطین کی ریاست سامریہ میں بعل پرستی کا سیلاب امڈ آیا تھا۔

خداوند قدوس نے اپنے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کو بعل پرستی سے منع کرنے کے لئے ہی بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے آ کر لوگوں کو تنبیہ کی کہ جب تک وہ بعل پرستی سے باز نہیں آئیں گے اس وقت تک اسرائیل کے ملک میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسے گا۔ حتیٰ کہ اوس تک نہ پڑے گی۔

خداوند قدوس کے نبی کا یہ قول حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور ساڑھے تین سال تک بارش بالکل بند رہی آخرکار اسرائیلیوں کے ہوش ٹھکانے آئے اور انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کو تلاش کر کے بلوایا اور ان سے بارش کے لئے دعا کرنے کی التجا کی۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اسرائیل کے باشندوں کو رب العالمین اور بعل کا فرق اچھی طرح بتا دیں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے حکم دیا کہ مجمع عام میں بعل کے پجاری بھی آ کر اپنے معبود کے نام پر قربانی کریں اور میں بھی اللہ رب العالمین کے نام پر قربانی کروں گا۔ بنی اسرائیل نے اس بات کو قبول کر لیا۔ چنانچہ کوہ کرمل پر بعل کے ساڑھے آٹھ سو پجاری جمع ہو گئے اور اسرائیلیوں کے مجمع عام میں ان کا اور حضرت الیاس علیہ السلام کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلے میں بعل پرستوں نے شکست کھائی اور حضرت الیاس علیہ السلام نے سب کے سامنے ثابت کر دیا کہ بعل ایک جھوٹا خدا ہے۔ اصل خدا وہی ایک اکیلا خدا ہے۔ جس کے نبی کی حیثیت سے وہ مامور ہو کر آئے تھے۔ اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام نے اس مجمع میں بعل کے پجاریوں کو قتل کرا دیا تھا اور بارش کے لئے دعا کی جو قبول ہوئی۔ یہاں تک کہ پورا ملک سیراب ہو گیا لیکن بنی اسرائیل کی بدبختی کہ اس کے باوجود بھی انہوں نے بعل پرستی کو ترک نہ کیا۔ آخرکار آشوری عرب سارگون کی سرکردگی میں ان پر عذاب بن کر ٹوٹے۔

بہرحال سارگون کے کہنے پر آشوریوں نے سامریہ شہر کے شمال میں بعل دیوتا کے مندر کی عمارت کو گرا دیا بعل دیوتا کے سارے بت انہوں نے توڑ دیئے۔ سامریہ شہر میں محصور یہودی شہر سے باہر اپنے دیوتا کے بت کو ٹوٹتے اور اس کی عمارت کو گرتے دیکھ

رہے تھے۔ جب آشوریوں نے مندر کی اس عمارت کو زمین بوس کر کے رکھ دیا تو یہ سماں دیکھتے ہوئے یہودیوں میں ایک طرح سے بے چینی اور بددلی پھیل گئی تھی۔ اس عمارت کو گرانے کے بعد سارگون اپنے لشکر کے ساتھ آرام اور سکون سے نہیں بیٹھا بلکہ اس نے فوراً شمالی حصے سے شہر کی فصیل پر دھاوا بول دیا۔

شہر کے اندر محصور لشکری پہلے ہی اپنے دیوتا کی بے بسی پر پریشان اور بدحال تھے لہٰذا وہ کھل کر آشوریوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ سارگون اور اس کے لشکریوں نے بنی اسرائیل کی اس وقتی بددلی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور رسیوں کی سیڑھیاں پھینک کر وہ فصیل کے اوپر چڑھ گئے۔ پھر آناً فاناً آشوری لشکری کسی غولِ بیابانی کی طرح سامریہ کی فصیل پر چڑھنے کے بعد یہودی لشکریوں کا قتل عام کرنے لگے تھے۔

سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ فصیل پر چڑھ آنے والے آشوریوں کو روک کر ان کو فصیل سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس کے لئے اس نے شہر کے اندر محصور اپنے سارے لشکریوں کو فصیل پر چڑھ کر آشوریوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا لیکن ایسا کرنے کے باوجود ہوسیع بن ایلہ آشوریوں کو نہ روک سکا نہ انہیں کوئی بڑا نقصان پہنچا سکا۔

دوسری طرف آشوری لشکری ایک انوکھے سے وجد و سرود سفاک تقدیر اور قہر و ریخت کے گرم جوالے اور موت کے تاریک ہیولوں کی طرح فصیل سے اتر کر شہر میں گھس کر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ شہر کے اندر بھی بنی اسرائیل نے آشوریوں کی راہ روکنے کی کوشش کی۔ ایک بار انہوں نے بھرپور کوشش کی کہ آشوریوں کو روک کر پھر انہیں فصیل کی طرف دھکیلا جائے اور انہیں فصیل سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا جائے لیکن اسرائیلیوں کی لاکھ کوشش کے باوجود وہ آشوری عربوں کے سیلاب کے سامنے بند نہ باندھ سکے۔ آشوری سامریہ شہر کے اندر گھس کر یہودیوں کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

اس قتل عام پر داستانوں کا ہمراز آسمان خاموش تھا۔ خون سے رنگین ہوتی زمین چپ تھی۔ آشوری سالوں کی کسک اور مہینوں کی تڑپ بن کر سامریہ شہر میں شام کے غمگین سایوں پر برگشتہ بختی بے کراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح پھیلتے رہے۔ وہ تخیل کی روانی کی طرح سامریہ شہر میں گھس کر ایک سکون درہم برہم کر دینے والی پُراسرار بے بسی اور شکست طاری کر دینے والے بے لگام حشم ناک عناصر کی طرح لمحہ بہ لمحہ شہر پر چھاتے چلے جا رہے تھے۔ شہر کے اندر یہودیوں کا خوب قتل عام کیا گیا اور ان کے لشکر کو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مکمل طور پر تہ تیغ کرتے ہوئے ان کا صفایا کر دیا گیا اور ان کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کو آشوریوں نے گرفتار کر لیا۔

سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی اس شکست' کے بعد سارگون اور اس کے لشکریوں نے اس کی سلطنت کو جی بھر کر لوٹا۔ ہر قیمتی شے' ہر چھوٹے بڑے خزانے پر قبضہ کر لیا گیا۔ ہزاروں یہودیوں کو آشوریوں نے قیدی اور اسیر بنا کر ان کو آشوری محافظوں کے ساتھ سارگون نے اپنی سلطنت کی طرف بھجوایا اور کہلا دیا کہ ان قیدیوں کو آشوریوں کے علاقے خاص کر دریائے خابور اور قوم ماد سے چھینے ہوئے شہروں میں لے جا کر آباد کر دیا جائے۔ ان کے بدلے سارگون نے اپنی سلطنت سے آشوری قافلوں کو بلایا اور انہیں سامریہ کی سلطنت میں آباد کر دیا۔ یوں غیر اسرائیلی سامریہ سلطنت کے مالک بن گئے تھے۔

☆------☆------☆

اُر شہر کے ننار دیوتا کے مندر میں تہ خانہ کے اندر بابل کا سابق بادشاہ مردک بلدان کناس' ننار دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری' نبتان اور مردک بلدان اور کناس کی خدمت پر مامور نوریزہ اور بریہ نام کی دونوں دیوداسیاں ایک تہ خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں مندر کے دو محافظ ایک شخص کو پکڑ کر اس تہ خانے میں لائے۔

جس شخص کو لایا گیا تھا وہ ان میں سے ایک تھا جنہیں مردک بلدان نے آشوریوں پر نظر رکھنے کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ گویا وہ آشوریوں کے خلاف مردک بلدان کے لئے جاسوس کا کام سرانجام دے رہے تھے۔

تہ خانے کے قریب آ کر مندر کے محافظوں نے اس مخبر کو جب مردک بلدان کے سامنے لا کھڑا کیا تو مردک بلدان کے کہنے پر مندر کے محافظ وہاں سے چلے گئے۔ پھر مردک بلدان نے آنے والے اپنے مخبر کو مخاطب کیا۔

"کیا تم ہمارے لئے کوئی اچھی اور حوصلہ افزا خبر لے کر آئے ہو؟"

ایک بار زمین کی طرف جھکتے ہوئے آنے والے مخبر نے مردک بلدان کو تعظیم دی پھر اداس سے لہجے میں کہنے لگا۔

"مرزبان! میں کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آیا۔ جو خبر میں لایا ہوں میں نہیں سمجھتا وہ اچھی ہے یا بری ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ میں کناس کی موجودگی میں کہہ دوں۔"

مردک بلدان نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ تم جانتے ہو کناس سے میرا کوئی راز نہیں ہے' نہ ہی میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی ہے۔ اس کی موجودگی میں کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

اس پر آنے والا مخبر بول پڑا۔

"میں آپ دونوں سے یہ تکلیف دہ خبر کہنے کے لئے آیا ہوں کہ آپ کی بیٹی قندل نے سارگون کے سالار حارث بن حریم اور دوسری بیٹی طبیرہ نے حارث بن حریم کے دوست دبیس بن بشرود سے شادی کر لی ہے اور یہ شادی آپ کی بیوی رویان اور آپ کی دونوں بیٹیوں کی مرضی اور رضامندی سے ہوئی ہے۔"

یہ خبر سن کر کناس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں رقص کرنے لگی تھیں۔ مردک بلدان بول پڑا۔

"یہ کوئی بری خبر نہیں' میرے خیال میں یہ ہمارے لئے اچھی خبر ہے۔ میں تو یہ امید لگائے ہوئے بیٹھا تھا کہ آشوری میری بیوی اور دونوں بیٹیوں کو قتل کر چکے ہوں گے لیکن تم نے مجھے اچھی خبر سنائی ہے اگر میری بیٹی قندل نے حارث بن حریم سے اور طبیرہ نے اس کے دوست دبیس بن بشرود سے شادی کر لی ہے تو میرے خیال میں یہ ان کے حق میں ایک طرح سے اچھا ہی ہوا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتیں تو یقیناً قتل کر دی جاتیں۔ یہ کہو کہ میری بیوی رویان کیسی ہے؟"

مردک بلدان کی گفتگو سے آنے والا مخبر کسی قدر مطمئن سا ہو گیا تھا۔ اس کا حوصلہ بڑھا پھر اطمینان کا ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں پوری تفصیل لے کر آیا ہوں۔ مرزبان! آپ کا کہنا درست ہے۔ یہ شادیاں یقیناً مجبوری کی حالت میں ہوئی ہیں۔ اگر آپ کی بیوی رویان ایسا نہ کرتی تو قندل کے علاوہ طبیرہ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جاتی اس لئے کہ یہ آپ جانتے ہیں کہ آشوریوں نے سروب کو ہماری سلطنت کا حاکم مقرر کر رکھا ہے۔ سروب قندل کے علاوہ طبیرہ کو بھی جنون کی حد تک پسند کرتا ہے اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ دونوں بہنوں سے شادی کر لے اور اگر آپ کی بیوی رویان قندل کو حارث بن حریم اور طبیرہ کو دبیس بن بشرود سے نہ بیاہ دیتی تو یقیناً جس طرح آپ ان کو ان کے خیمے میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور وہ آشوریوں کے ہاتھ چڑھ گئی تھیں تو سروب ان دونوں پر ضرور حق جماتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بیوی........"

آنے والے مخبر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے مردک بلدان

Scanned by iqbalkhan@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بول پڑا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی نے بڑی عقلمندی' بڑی دانشمندی سے کام لیا ہے۔ جو اس نے قندل کو حارث بن حریم اور طبیرہ کو دبیس بن بشرود سے بیاہ دیا ہے۔ جس طرح ہم انہیں خیمے میں چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگے تھے تو مجھے سو فیصد یقین تھا کہ ہماری غیر موجودگی میں آشوری انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ مجھے یہ بھی خدشہ تھا کہ اگر ان کو آشوری موت کے گھاٹ نہ اتاریں اور سروب کو خبر ہو گئی کہ وہ دونوں بہنیں زندہ ہیں تو وہ ہر صورت میں ان دونوں کو اپنے حرم میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن میں اپنی بیوی رویان کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ اس نے میری دونوں بیٹیوں کو سروب کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچا لیا۔ اب اگر قندل حارث بن حریم کی بیوی بن چکی ہے اور طبیرہ دبیس بن بشرود کی تو تم لوگ جانتے ہو حارث بن حریم ایک جرأتمند اور ناقابل تسخیر نوجوان ہے۔

ہمارے پجاری زولاب نے اسے درندوں کے آگے پھینکنے کی سزا دی تھی اس لئے کہ اس نے مردوک کا بت توڑا تھا لیکن تم سب نے دیکھا حیرت انگیز طور پر وہ درندوں پر قابو پانے میں کامیاب رہا' پر مجھے زیادہ حیرت جس بات کی ہو رہی ہے وہ یہ کہ جس وقت وہ بابل سے نکلا تھا تو اس کا خاتمہ کرنے کے لئے قندل نے اس کے پیچھے مسلح نوجوان بھجوائے تھے۔ گو حارث بن حریم نے ان کا خاتمہ کر دیا پر اسے خبر تو ہو چکی تھی کہ قندل نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگائے ہیں۔ اب جو قندل سے حارث بن حریم نے شادی کر لی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قندل کو معاف کر چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں سمجھتا ہوں میری بیٹی قندل حارث بن حریم کے ساتھ خوش رہے گی لیکن حالات درست ہونے کے بعد قندل کو حارث سے علیحدگی اختیار کرنا ہو گی۔ اس لئے قندل تو کناس کی امانت ہے۔ میں اسے ہمیشہ حارث کی بیوی کی حیثیت سے نہیں دیکھ سکتا۔"

نار دیوتا کا بڑا پجاری زیتان جو ابھی تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پہلی بار بولا اور مردک بلدان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کون ہیں؟ جنہوں نے آپ کی دونوں بیٹیوں سے شادی کر لی ہے اور آپ کی بیوی رویان نے کیسے ان دونوں پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا؟" اس پر مردک بلدان نے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے حالات تفصیل سے کہہ سنائے تھے۔

تفصیل سن کر بڑا پجاری زیتان خوش ہو گیا تھا۔ اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ کا کہنا درست ہے یقیناً آپ کی بیوی رویان نے بہترین فیصلہ کیا ہے۔ خوبصورت اور پُرکشش لڑکیوں کے لئے میرے خیال میں اس سے بہتر شوہر نہیں مل سکتے۔" زیتان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے مردک بلدان بول پڑا۔

"زیتان! میرے عزیز! جس جوان سے میری بیوی نے میری بیٹی قندل کی شادی کا اہتمام کیا ہے اسے میں جانتا ہوں۔ جس کا نام حارث بن حریم بتایا گیا ہے وہ یقیناً بجا کے ان غول بیابانی کی طرح جرأتمند اور دلیر ہے جو بھنور کی ناف میں کھڑے ہو کر بے باکی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ وہ زندگی کے ذائقوں کو کڑا کر دینے والی ابتلاؤں کی رزم گاہ جیسا جرأتمند آہنی زنجیروں کو توڑ دینے والے موت کے جیسا دلیر اور اپنے دشمنوں کے لئے موسموں کے ذائقوں' محفلوں کی رونقوں اور زمزموں اور سانسوں کے زیر و بم کو لاحاصلی کے عذاب' خوابوں کی بے لباسی کو نوحوں اور دکھ بکھیرتے رقت انگیز نظاروں میں تبدیل کر دینے والا دلیر نہ ہوتا تو اپنے جصے کے لشکر کے ساتھ بابل کو فتح نہ کر پاتا۔ اگر وہ دلوں کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر دینے والے بے روک سیلابی ریلے کی یورش جیسا بے باک نہ ہوتا تو ہمیں بابل اور دریقین شہروں کے درمیان آشوریوں کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ وہ یقیناً قضا کے خستگی خیز جھکڑوں اور اندھے کوہستانی بگولوں جیسا سخت جان اور بے باک ہے پر مجھے جس بات کی حیرت ہے وہ یہ کہ میری بیٹی قندل اس سے انتہا درجہ کی نفرت کرتی تھی۔ اس کی شکل دیکھنے کی روادار نہ تھی۔ اس کا نام سن کر کئی بار زمین پر تھوک دیتی تھی۔ پھر نہ جانے وہ کیسے اور کس طرح اس سے شادی پر آمادہ ہو گئی اور پھر حارث نام کے اس جوان کو بھی خبر تھی کہ میری بیٹی قندل اس سے بے پناہ نفرت کرتی ہے۔ اسے قتل کرنے کی خواہش مند ہے اس کا نام سننے کی روادار نہیں ہے۔ پھر نہ جانے کس بنا پر اس نے قندل کے ساتھ شادی کی آمادگی ظاہر کر دی۔ اگر ایسا ہو چکا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں یہ میری بیوی رویان کی بہترین حکمت عملی اور دانشمندی ہے۔"

مردک بلدان لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ بڑے پجاری زیتان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"زیتان! میری بیوی نے ایسا کر کے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو بلکہ میری دونوں بیٹیوں کو بھی محفوظ کر لیا ہے۔ اب سروب ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ جہاں تک میرا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

اندازہ ہے سروب ابن حریم کی طرف گردن اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکے گا۔ اس لئے کہ اس کی کارکردگی کی وجہ سے آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے ہاں اس کی عزت اس کے وقار میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہو گا۔"

مردک بلدان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر انتہا درجہ کے غصے اور بے پناہ غضب کا اظہار کرتے ہوئے کناس بول پڑا۔

"محترم! میں نے بڑے صبر اور تحمل سے آپ کی ساری گفتگو سنی ہے۔ آپ جانتے ہیں میں شروع دن ہی سے قندل کو پسند کرتا تھا۔ وہ بھی مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔ پھر وہ کیسے اور کس طرح حارث بن حریم سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہیں ہمارا آنے والا یہ مخبر خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ اگر قندل نے واقعی حارث بن حریم سے شادی کی ہے تو اس نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔"

کچھ دیر کے لئے کناس رکا کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ وہ مردک بلدان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "اب جبکہ اس مخبر کے بقول قندل نے حارث بن حریم سے شادی کر لی ہے تو میں بھی اپنے ردِعمل کا اظہار کرنے میں آزاد ہوں۔ میرے محترم یہ جو دیوداسی میری خدمت پر مقرر ہے اور جس کا نام نوریزہ ہے آپ اس کی طرف دیکھیں انتہا درجہ کی خوبصورت ہے' پُرکشش ہے' اب جبکہ مجھے قندل کے ملنے کی کوئی امید نہیں رہی تو میں اس نوریزہ سے شادی کرنے لگا ہوں۔"

کناس رکا پہلے اس نے شرم کے باعث گردن جھکائے بیٹھی نوریزہ کی طرف دیکھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا تم مجھ سے شادی پر آمادہ ہو؟" نوریزہ نے تھوڑی سی گردن سیدھی کی مسکرا کر اس نے کناس کی طرف دیکھا' ہلکے سے انداز میں اس نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

اس کی اس ادا کو کناس نے پسند کیا تھا۔ پھر کناس بڑے پجاری زنتان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"محترم زنتان! آپ اُر شہر کے اس بڑے مندر کے بڑے پجاری ہیں۔ اگر میں دیوداسی کو اپنی بیوی بناتا ہوں تو پہلے آپ کی اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر میں اس نوریزہ سے شادی کرتا ہوں اسے اپنی بیوی بناتا ہوں تو آپ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض ہے؟"

زنتان کے چہرے پر بھی دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر خوش کن انداز میں کہنے لگا۔

"نوریزہ اپنی پسند اپنی رضامندی کا اظہار کر چکی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر نوریزہ آپ سے شادی پر آمادہ ہے تو اس کی خوشی ہماری خوشی ہے۔"

کناس کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر مردک بلدان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا آپ کو نوریزہ سے میری شادی پر کوئی اعتراض ہے؟"

مردک بلدان مسکرایا منہ سے کچھ نہ بولا۔ نفی میں اس نے گردن ہلا دی تھی۔ اس کے اس جواب کو کناس نے بڑا پسند کیا تھا پھر وہ زنتان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"زنتان! میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آج شام کے وقت آپ میری اور دیوداسی نوریزہ کی شادی کا اہتمام کر سکتے ہیں؟"

زنتان نے ایک جواب طلب سی نگاہ مردک بلدان پر ڈالی۔ مردک بلدان نے جب مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تب زنتان چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرے کناس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"محترم کناس آپ بے فکر رہیں۔ آج شام کے وقت آپ اور نوریزہ کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔"

زنتان کے اس جواب پر کناس کی خوشی اور اطمینان کی کوئی انتہا نہ تھی۔

اس موقع پر مردک بلدان نے کناس کو مخاطب کیا۔

"کناس! میرے بیٹے' حارث بن حریم کے ساتھ قندل کی شادی کو دل سے میں نے بھی پسند نہیں کیا۔ میں یہ بھی نہیں چاہوں گا کہ قندل مستقل طور پر ابن حریم کی بیوی بن کر رہے۔ ایک نہ ایک روز میں دونوں کو علیحدہ ضرور کروں گا لیکن وقتی طور پر سروب کے عتاب اور آشوریوں کی اذیت سے بچنے کے لئے یہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔"

پھر زنتان وہاں سے ہٹ گیا۔ اسی شام دیوداسی نوریزہ کو کناس سے بیاہ دیا گیا تھا۔

☆------☆------☆

سامریہ کی یہودی سلطنت کو تباہ و برباد کرنے کے بعد سارگون نے یہودیوں کی دوسری بڑی سلطنت یہودیہ کا رخ کیا۔ اس دوران یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ نے مصر سے رابطہ قائم کیا اور مصریوں نے اسے یقین دلایا کہ وہ آشوریوں کے بادشاہ سارگون سے کھل کر مقابلہ کرے اور مصری آشوریوں کے مقابلے میں یہودیہ کی سلطنت کی مدد کریں گے۔ مصریوں کی طرف سے یہ حوصلہ افزا مشورہ ملنے کے بعد حزقیاہ نے اپنی قوت میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خوب اضافہ کر لیا اور یوں لگتا تھا کہ وہ اپنی سلطنت کی حالت سامریہ جیسی نہ ہونے دے گا بلکہ وہ آشوریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا اور انہیں فلسطین سے ہر صورت میں بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

حزقیاہ کو جب اس کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے جرار لشکر کے ساتھ یہودیہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا ہے تو حزقیاہ ایک بہت بڑا لشکر جسے اس نے خوب تربیت دے رکھی تھی اس کی کمانداری کرتے ہوئے وہ اپنے مرکزی شہر یروشلم سے نکلا اور اس نے آشوریوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

اپنی سرحد کے قریب کھلے میدانوں کے اندر اس نے آشوریوں کی راہ روکی اور ان سے مقابلہ کیا۔ گو حزقیاہ کے لشکریوں نے بڑی جاں نثاری' بڑے جوش اور بڑی تندہی کے ساتھ جان مارتے ہوئے آشوریوں کا مقابلہ کیا لیکن اسرائیلیوں کی بدقسمتی کہ آشوریوں نے انہیں اس طرح ہانک دیا جس طرح چھکڑے میں جتے ہوئے بے بس بیلوں کو ہانک دیا جاتا ہے۔

آشوریوں کے مقابلے میں یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کو اپنے لشکر کے ساتھ بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر اپنے مرکزی شہر یروشلم میں جا کر محصور ہو گیا۔

دوسری جانب آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے بھاگتے اسرائیلیوں کا تعاقب نہیں کیا اور یروشلم کی طرف جانے کی بجائے یہودیہ کی ریاست میں دوسرے بڑے بڑے شہروں کا رخ کیا۔ اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو فتح کر کے اس نے جی بھر کر لوٹا اس کے بعد اس نے یہودیہ کے سب سے بڑے اور مرکزی شہر یروشلم کا رخ کیا۔

یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ چونکہ سارگون نے اس کے بڑے بڑے شہروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے علاوہ انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے لہٰذا اب سارگون پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو گا اور اب اس کی اور اس کے شہر یروشلم کی حالت بھی ایسی ہی کرے گا جس طرح اس نے سامریہ اور اس کے مرکزی شہر کی تھی۔

لہٰذا جس وقت یہودیہ کے دیگر بڑے بڑے شہروں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد سارگون یروشلم کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے لیکس کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا تو حزقیاہ نے اپنے دو معززین کو قاصد بنا کر سارگون کی طرف بھیجا تاکہ

وہ اس سے صلح و امن کی بات چیت اور گفت و شنید کریں۔ لیکس کے مقام پر جس وقت سارگون اپنے شاہی خیمے میں بیٹھا ہوا تھا اس کے سالار اور اس کا بیٹا بھی اس کے پاس تھے۔ تو دونوں قاصدوں کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ سارگون تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ان قاصدوں کی طرف دیکھتا رہا پھر انہیں مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

"حزقیاہ کے دونوں قاصدو! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم یہودیہ کے بادشاہ کی طرف سے آئے ہو اور میرے محافظوں نے یہ نہیں بتایا کہ تمہارے یہاں آنے کی کیا غرض و غایت ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ سامریہ کی بربادی اور تمہارے اپنے شہروں کے ہمارے سامنے مغلوب ہو جانے کے بعد تمہارے بادشاہ کی آنکھیں ضرور کھل چکی ہوں گی اور وہ ضرور صلح اور فرمانبرداری کی طرف آمادہ ہوا ہو گا۔"

سارگون کے ان الفاظ کے جواب میں ان قاصدوں میں سے ایک نے خوب جھک کر سارگون کو تعظیم دی پھر مؤدب ہو کر کھڑا ہوا۔ ہاتھ اس نے اپنے سامنے باندھ لئے اور سارگون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے بادشاہ! آپ کا اندازہ درست ہے۔ ہم واقعی اپنے بادشاہ کی طرف سے صلح کا پیغام لے کر آئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے بادشاہ کی غلطیوں کو معاف کرتے ہوئے ہم سے خراج کے بدلے ہمیں معاف کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

سارگون نے اپنے قریب بیٹھے اپنے بیٹے' حارث اور دبیں کے علاوہ دوسرے سالاروں سے مشورہ کیا' پھر ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہودیہ کے قاصدو! میں نے اپنے سالاروں سے مشورہ کر لیا ہے' اب کھل کر کہو ہم سے تمہارا بادشاہ کیا چاہتا ہے؟" اس پر وہی قاصد پھر بول پڑا۔

"آشوریوں کے عظیم بادشاہ! آپ کا مقابلہ کرنا کسی قوت کے بس کی بات نہیں۔ ہمارا بادشاہ بھی اپنے کئے پر شرمندہ اور نادم ہے۔ اس نے یہ بھی جان لیا ہے کہ کسی بھی میدان میں یا کسی بھی شہر کے اندر محصور ہو کر آشوریوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ آپ سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگتا ہے اور آپ سے یہ گذارش کرتا ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ آپ ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کریں۔ اس کے بدلے ہم خراج ادا کریں گے۔ اس صلح کے بعد آپ اپنے لشکر کے ساتھ اپنی سرزمینوں کی طرف چلے جائیں اور ہم خراج ادا کرنے کے ساتھ ساتھ آنے والوں دنوں میں آپ کے مطیع اور فرمانبردار بن کے رہیں گے۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

قاصد جب خاموش ہوا تب سارگون نے کچھ سوچا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"حزقیاہ کے قاصدو! مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ تمہارے بادشاہ حزقیاہ نے مصری حکومت کے کہنے پر ہمارے ساتھ کھلے میدانوں میں مقابلہ کرنے کی ٹھانی تھی۔ واپس جا کر اپنے بادشاہ سے کہنا جس طرح ہم نے سامریہ کی سلطنت کو اس کے بعد تمہاری سلطنت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے اسی طرح ہم مصر کی سلطنت کو بھی اپنے سامنے روندنے اور مغلوب کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور آئندہ بھی اگر حزقیاہ نے مصریوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کوئی محاذ کھولنے کی کوشش کی تو ہم حزقیاہ کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی رعایا اور سلطنت کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اپنے بادشاہ سے جا کے یہ بھی کہنا کہ ہم اس کی اس غلطی کو بھی درگزر کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں کہ اس نے عیلامیوں کے ساتھ ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تھی لیکن جو انجام سامریہ اور یہودیہ کا ہوا ہے اس انجام سے قوم عیلام بھی اپنے آپ کو بچا نہ سکے گی۔ اس لئے کہ عیلامیوں کی ہمسایہ سلطنت کو ہم نے اپنے سامنے مغلوب کر لیا ہے اور اب سامریہ اور یہودیہ کے علاوہ کلدانی سلطنت بھی ہماری باج گذار اور فرماں بردار بن گئی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سارگون لحہ بھر کے لئے رکا کچھ سوچا پھر دوبارہ یہودیہ کے قاصدوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"قاصدو! واپس جاؤ اور اپنے بادشاہ سے کہو کہ تین سو قیراط چاندی اور تین سو قیراط سونا مہیا کرے تو ہم اپنے لشکر کے ساتھ واپس اپنی سرزمینوں کی طرف چلے جائیں گے۔"

سارگون کا یہ جواب سن کر وہ دونوں قاصد خوش ہوئے پھر وہ آداب بجالاتے ہوئے خیمے سے نکل گئے تھے۔ اسی وقت وہ قاصد اپنے مرکزی شہر روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے بادشاہ حزقیاہ کو سارگون سے ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا۔

اپنے دونوں قاصدوں کی ساری گفتگو سن کر یہودیہ کی سلطنت کے بادشاہ حزقیاہ نے سارگون کی مانگ کے مطابق سونا اور چاندی جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ حزقیاہ کو عبادت گاہوں اور شاہی محلوں کے اندر جس قدر چاندی ملی وہ جمع کر لی۔ اس کے علاوہ ہیکل کے دروازوں کے اوپر جو سونا اس نے خود منڈھوایا تھا وہ سونا بھی اس نے اتروا لیا تاکہ جس قدر سونا اور چاندی سارگون نے مانگی ہے اسے پورا کیا جا سکے۔ آخر حزقیاہ نے سونے اور چاندی کی مطلوبہ مقدار سارگون کو پیش کر دی۔ یوں آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے

یہودیہ کے بادشاہ کو معاف کر دیا' اس وعدے کے ساتھ کہ وہ آئندہ خراج ادا کرتا رہے گا اور آشوریوں کا ماتحت اور فرماں بردار بن کے رہے گا۔

☆-------☆-------☆

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بابل کی کلدانی سلطنت کے خاتمے ' یہودیوں کی سامریہ اور یہودیہ دونوں سلطنتوں کو اپنے سامنے زیر کرنے اور شمال کی حوری اور حتی سلطنتوں کو اپنا خراج گزار بنانے کے بعد آشوریوں کا بادشاہ سارگون اب اپنی دو مہمات کی ابتدا کرنا چاہتا تھا۔

اول وہ مصر کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا۔ جس نے یہودیہ کو آشوریوں سے ٹکرانے کی ترغیب دی تھی۔ ثانیاً وہ عیلامی سلطنت پر بھی ضرب لگانا چاہتا تھا جس نے سامریہ اور یہودیہ کے ساتھ مل کر سارگون کو عارضی طور پر پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا۔

لیکن سارگون کی بدقسمتی کہ یہودیہ کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد وہ بیمار ہو گیا اس کے طبیب اس کا علاج کرنے لگے۔ لشکر نے یہودیہ کی سلطنت کے اندر ہی پڑاؤ رکھا۔

ایک روز جب کہ رات زیست کے منشور میں زندگی کے آنگنوں کے اندر غموں کی نوحہ گری' ہجر لمحوں کے ماتم بھرتی' وصل کی خوشیوں اور خاموشیوں کی ردا پر رنگ بکھیرتی مسرتوں کے نظارے کرتی درد کی جوئے رواں اور سربستہ لذت پرداز اور چاندنی کے ساغر میں مسکراتے ستاروں کی لو کی طرح بھاگتی جا رہی تھی۔ مغربی افق پر شفق کے لرزاں رنگ تاریکی کی موجوں میں تحلیل ہو چکے تھے۔ چاروں طرف بے ربط لمحوں کی تصویروں' دکھ کے ویران نگر میں بے مسافت سفر جیسی خاموشی طاری تھی۔ ہر شئے طویل رات کے گھنے اندھیرے میں جاگتی خلاؤں' خاموشی کے ساغر میں کرنوں کے ارتعاش کی طرح چلتی ہواؤں میں اپنی ذات کے بکھرے عناصر کو یکجا کر کے گہری آسودگی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ایسے میں مردک بلدان کی بڑی بیٹی اور دبیس بن بشردد کی بیوی طبیرہ بھاگتی ہوئی اپنی ماں رویان کے خیمے میں داخل ہوئی۔ اس وقت خیمے کے اندر رویان اور قندل دونوں ماں بیٹی جاگ رہی تھیں اور آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

جب طبیرہ بدحواسی کے عالم میں خیمے میں داخل ہوئی تو خیمے کے اندر جلتی مشعل کی روشنی میں اس کی کیفیت کو اس کی ماں رویان اور چھوٹی بہن قندل نے بھانپ لیا تھا لہٰذا اسے پریشان اور فکرمند دیکھ کر دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ طبیرہ تقریباً بھاگتی ہوئی ان کے

پاس آئی اس کی سانس پھول رہی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے رویان بول پڑی۔

"میری بیٹی! تو پریشان اور گھبرائی ہوئی کیوں ہے؟ کیا دبیس بن بشردد نے تمہیں کچھ کہا ہے۔ کیا تیرا اپنے شوہر سے کوئی تنازعہ ہوا ہے یا تجھے کسی اور نے کچھ کہا ہے؟"

اپنی پھولی ہوئی سانسوں پر تھوڑی دیر بعد طبیرہ نے قابو پا لیا۔ پھر وہ علیحدہ ہوئی اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ دونوں بیٹھ جائیں پھر میں آپ کو بتاتی ہوں' لگتا ہے حالات ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے والے ہیں۔"

طبیرہ کے ان الفاظ نے رویان اور قندل دونوں کو فکرمند کر دیا تھا۔ تاہم اس کے کہنے پر وہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئیں۔ طبیرہ قندل کے پہلو میں بیٹھی پھر اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"میری ماں! حالات اچانک ہی ہمارے خلاف پلٹا کھانے لگے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے آشوریوں کے لشکریوں نے ایک شخص کو پکڑا ہے۔ اس پر الزام لگایا ہے کہ وہ میرے باپ کی طرف سے آیا ہے اور اسے پتہ ہے کہ میرے باپ نے کہاں پناہ لے رکھی ہے۔ آشوری لشکری اسے پکڑ کر اپنے بادشاہ سارگون کے بیٹے سناخریب کے پاس لے گئے ہیں۔ اس لئے کہ سارگون خود اس وقت بیمار ہے اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ سارے معاملات اس نے اپنے بیٹے سناخریب کو سونپ رکھے ہیں۔

لشکر کے اندر حارث بن حریم بھائی کے قبیلے کے جو لوگ شامل ہیں انہوں نے اس واقعہ کی اطلاع حارث بھائی کو بھی کر دی۔ لہٰذا وہ اپنے خیمے سے نکل کر سناخریب کی طرف گئے ہیں۔ میرے شوہر دبیس بن بشردد بھی ان کے ساتھ چلے گئے ہیں۔ اب دیکھیں کیا معاملہ طے ہوتا ہے۔ جس نوجوان کو پکڑا گیا ہے اور جس پر شک و شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میرے باپ کی طرف سے آیا ہے۔ اگر اس نے یہ بتا دیا کہ ہمارے باپ نے کہاں پناہ لے رکھی ہے تو آشوری اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے' ہلاک کر دیں گے۔ اگر ہمارے باپ نے کہیں پناہ لے رکھی ہے اور انہوں نے اس آدمی کو ہمارا پتہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے تو انہوں نے غلطی کی ہے۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جو آدمی پکڑا گیا ہے آشوریوں نے اگر اس پر سختی کی تو وہ بتا دینے میں تامل نہیں کرے گا کہ ہمارے باپ نے کہاں پناہ لے رکھی ہے۔ اب حارث بھائی اور دبیس گئے تو ہیں کہ معاملہ کو اپنے ہاتھ میں

لے لیں گے۔ دیکھیں کیا بنتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ حارث بھائی کچھ نہ کچھ ہمارے حق میں بہتر ہی کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا اتالیق فطروس بھی اس وقت وہیں تھا اور وہ بھی ان دونوں کے ساتھ گیا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے.........."

اپنی بات کہتے کہتے طبیرہ کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے چھوٹی بہن قندل بول پڑی تھی۔

"آنے والا نوجوان اگر ہمارے باپ کی طرف سے آیا ہے تو بہت برا ہوا۔ اگر ہمارے باپ نے کناس کے ساتھ کہیں پناہ لے رکھی ہے تو ان کو خاموشی بلکہ گوشہ نشینی اختیار کر لینی چاہئے تھی۔ ہماری خیریت جاننے کے لئے کسی کو ہماری طرف نہیں بھیجنا چاہئے تھا۔ ان کو کچھ عرصہ چھپ جانا چاہئے تھا۔ حالات کا انتظار کرتے پھر خود ہی خود کسی طرح ان کے پاس خبر پہنچ جاتی کہ ہم تینوں ماں بیٹی اپنے اتالیق فطروس کے ساتھ خیریت سے ہیں۔ اب جو نوجوان آیا ہے۔ اگر اس نے سارگون کے بیٹے سناخریب کے سامنے یہ راز اگل دیا کہ ہمارے باپ اور کناس نے کہیں پناہ لے رکھی ہے تو پھر یاد رکھنا آشوری وہاں دھاوا بول دیں گے اور میرے باپ کے علاوہ کناس کو بھی پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور جس روز ایسا ہوا میری ماں اور میری بہن وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

قندل رکی اس کے بعد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دکھی سے الفاظ میں پھر کہہ رہی تھی۔

"ہمارے لئے سب سے بڑا اطمینان یہی تھا کہ ہمارا باپ اور کناس بھاگ گئے ہیں۔ کناس میری زندگی کا محور ہے۔ اس کے بغیر میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اب اگر آنے والے نوجوان نے اس کا پتہ بتا دیا تو پھر ان کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اور دوسری بات جو بری ہوئی ہے وہ یہ کہ اگر آشوری اس نوجوان کو پکڑ کر سناخریب کے پاس لے گئے ہیں تو اسے چھڑانے یا اس کی مدد کے لئے صرف اور صرف دبیس بھائی کو جانا چاہئے تھا۔ میرے خیال میں حارث بن حریم کو اس معاملے کی خبر تک نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اگر آنے والا نوجوان حارث کے ہاتھ چڑھ گیا تو یاد رکھنا وہ اس سے ہمارے باپ اور کناس کا پتہ پوچھ کر اول تو سارگون کے بیٹے سناخریب کو اطلاع کر دے گا اگر ایسا نہیں کرے گا تو خود میرے باپ اور کناس کو حراست میں لیتے ہوئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

قندل اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے

اس کی بڑی بہن طبیرہ بول پڑی۔

"قندل! کبھی تو عقل سے کام لے کر اور سوچ سمجھ کر بھی گفتگو کر لیتے ہیں۔ تمہیں اتنے دن ہو گئے حارث بھائی کے خیمے میں آتے جاتے تم ابھی تک اس کے مزاج کو سمجھ نہیں پائی ہو۔"

"مجھے اس کے مزاج کو سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" بے پرواہی میں شانے اچکاتے ہوئے قندل نے کہہ دیا تھا۔ "وہ ہماری مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ شاید میں اس کے ساتھ رہتے ہوئے اس کی طرف مائل ہو جاؤں گی اور کناس کی بجائے اسے اپنی زندگی کا ساتھ بنانے پر آمادگی کا اظہار کر دوں گی۔ اگر وہ ایسا سوچتا ہے تو پھر وہ احمق ہے۔ میں کبھی اور کسی بھی صورت کناس پر اسے ترجیح نہیں دوں گی۔"

طبیرہ نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹتے ہوئے ڈانٹنے کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"لگتا ہے تم اپنے حواس میں نہیں ہو۔ دن کے وقت تم جب حارث بھائی کے خیمے میں ہوتی ہو تو کیا کبھی انہوں نے تم سے گفتگو کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ کیا کبھی خیمے کے اس حصے میں داخل ہونے کی کوشش کی جس میں تم رہتی ہو۔ اگر میری نظروں سے کناس اور حارث بھائی کا تقابلی جائزہ لیتی ہو تو پھر میں کہوں گی ایک طرف ہزار کناس کھڑے کر دیئے جائیں اور ایک طرف اکیلا میرے بھائی حارث بن حریم کو کھڑا کر دیا جائے تو ہزار کناس پر بھی بھاری اترے۔ ایسا میں ان کی عادات، ان کے اخلاق ان کے کردار اور ان کے مصمم ارادوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی ہوں۔"

طبیرہ کے یہ الفاظ شاید قندل کو برے لگے تھے، کہنے لگی۔

"زیادہ بھی اس کی تعریف نہ کرو۔ بنیادی طور پر وہ ہے تو آموری خانہ بدوش اور خانہ بدوش کس قدر لالچی اور حریص ہوتے ہیں یہ تم بھی جانتی ہو اور میں بھی۔"

طبیرہ نے پھر احتجاج کرنے کے انداز میں قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"آج تک حارث بھائی نے کب تمہارے ساتھ کسی لوبھ لالچ اور حرص کا اظہار کیا ہے۔"

طبیرہ کے ان الفاظ کا جواب قندل دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ دونوں بہنوں کا اتالیق فطروس خیمے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی طبیرہ نے پوچھ لیا۔

"محترم فطروس! حارث بھائی اور دبیس کہاں ہیں؟"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

فطروس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"جس جوان کو پکڑ کر سناخریب کے سامنے پیش کیا گیا تھا اسے چھڑانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ابھی اس سے سناخریب پوچھ گچھ کرنے ہی لگا تھا کہ اس کے خیمے میں حارث بن حریم داخل ہو گیا۔ میں اور دبیس خیمے سے باہر ہی کھڑے رہے۔ حارث بن حریم نے سناخریب کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اس جوان کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ حارث خود اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ اس طرح سناخریب نے حارث بن حریم پر اعتماد کرتے ہوئے اس نوجوان کو اس کے حوالے کر دیا۔ اب دبیس کے ساتھ حارث اس نوجوان کو اپنے خیمے کی طرف لے گیا ہے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی آیا ہوں۔"

اس پر رویان اپنی جگہ پر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی' کہنے لگی۔

"ہمیں بھی حارث کے خیمے میں جانا چاہئے اور دیکھنا چاہئے وہ نوجوان کون ہے اور کیا اطلاعات لے کر آیا ہے۔" قندل اور طبیرہ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ رویان' قندل' طبیرہ اور فطروس چاروں خیمے سے نکلے اور بڑی تیزی سے وہ قریب ہی حارث بن حریم کے خیمے کی طرف ہو لئے۔

خیمے کے دروازے پر جا کر رویان رک گئی۔ اس کے پیچھے طبیرہ' قندل اور فطروس بھی رک گئے تھے۔ پھر خیمے میں جھانکتے ہوئے فطروس نے دیکھا اندر حارث بن حریم' دبیس بن بشرود کے ساتھ ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ دھیمے سے لہجے میں رویان بولی۔

"حارث میرے بیٹے! کیا میں اندر آ سکتی ہوں۔ میرے ساتھ قندل' طبیرہ اور فطروس بھی ہیں۔"

حارث اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دبیس اور وہ نوجوان بھی کھڑے ہو گئے۔ مسکراتے ہوئے حارث کہنے لگا۔

"محترم خاتون! میرے خیمے میں داخل ہونے کے لئے آپ کو میرے خیال میں تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اندر آئیں۔"

رویان' طبیرہ' قندل اور فطروس خیمے میں داخل ہوئے۔ خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے ساتھ ہی رویان نے رازدارانہ اور دھیمے سے لہجے میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"حارث بیٹے! کیا یہ نوجوان ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ طبیرہ اور قندل کے باپ کی طرف سے آیا ہے اور اسے پکڑ کر سناخریب کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

"آپ کا اندازہ درست ہے۔" پھر آنے والے نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے حارث کہنے لگا۔

"کیا تم ان سب لوگوں کو جانتے ہو؟" اس نوجوان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"میں ان چاروں کو جانتا ہوں۔ یہ محترمہ رویان ہیں' ان کے ساتھ ان کی بیٹی قندل طبیرہ اور دونوں کا اتالیق فطروس ہے۔"

حارث بن حریم نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی پھر سرگوشی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"گفتگو ذرا آہستہ کرو۔ تمہاری آواز خیمے کے اندر ہی رہنی چاہئے۔ اگر کسی کو خبر ہو گئی کہ تم ان کے جاننے والے ہو تو یاد رکھنا آشوری تمہاری گردن کاٹنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اب بولو کہاں سے آئے ہو۔"

اس نوجوان نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"میں قندل اور طبیرہ کے باپ محترم مردک بلدان کی طرف سے آیا ہوں۔ کناس بھی ان کے ساتھ قیام کیے ہوئے ہے۔"

حارث بن حریم نے پہلے سے بھی مدھم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"ان دونوں نے کہاں پناہ لے رکھی ہے؟"

اس موقع پر فوراً قندل بول پڑی اور مداخلت کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ آنے والے اس نوجوان سے یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ چاہتے ہیں کہ یہ نوجوان آپ کو میرے باپ اور کناس کا پتہ بتا دے اور آپ دونوں کو گرفتار کر کے سناخریب کے پاس پہنچا دیں۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس موقع پر رویان نے کھا جانے والے انداز میں قندل کی طرف دیکھا پھر رویان اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک زوردار طمانچہ اس نے قندل کے منہ پر دے مارا۔ قندل چکرائی اور اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ قندل کے اس رویے کو طبیرہ اور دبیس نے ہی نہیں اتالیق فطروس نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔ اس موقع پر پہلے جیسے دھیمے لہجے میں حارث بن حریم بول پڑا۔

"سن' مردک بلدان کی بیٹی! میں جانتا ہوں' تو مجھ سے نفرت کرتی ہے۔ مجھے یہ بھی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

خبر ہے کہ جب مجھے گرفتار کر کے بابل شہر میں پیش کیا گیا تھا تو تُو نے میرے لئے کہا تھا کہ میری گردن کاٹ دینی چاہئے۔ جب میں درندوں کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا تو تجھے افسوس ہوا تھا۔ جب تمہارے باپ مردک بلدان نے مجھے بابل سے چلے جانے کا فیصلہ دیا تب بھی وہ فیصلہ تجھے گراں گزرا تھا۔ تمہاری گرانی اس بات سے بھی ظاہر ہوئی تھی کہ جب میں بابل سے نکل گیا تو تم نے میرا خاتمہ کرنے کے لئے میرے پیچھے مسلح جوان لگائے لیکن ان مسلح نوجوانوں کی اور تمہاری بدقسمتی کہ میں نے ایک مقابلہ میں ان تمام کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ بہرحال تمہاری نفرت اپنی جگہ درست ہی ہو گی۔ مجھے تمہاری نفرت سے کوئی غرض و غایت نہیں۔ تمہاری بہن طبیرہ میرے عزیز دبیس بن بشرود کی بیوی ہے۔ اس لحاظ سے میری بہن ہے اور اس بہن ہی کے ناطے سے میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں ورنہ میرا تم سے نہ کوئی رابطہ ہے نہ تعلق' نہ واسطہ۔ آج کے بعد دن کے وقت تم میرے خیمے میں نہیں رہو گی۔ اس کے باوجود میں تمہاری حفاظت کا سامان کروں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم رکا پھر قندل کی ماں رویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"محترم خاتون! آپ کو قندل کے منہ پر طمانچہ نہیں مارنا چاہئے تھا۔ ہر کسی کو اپنے جذبات کے اظہار کی آزادی ہونی چاہئے۔ قندل اگر اپنے دیوتا مردوک کے توڑے جانے کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے تو ایسا کرنے کا اسے حق حاصل ہے۔ بہرحال اب تو یہ افواہ پھیل چکی ہے کہ قندل کی مجھ سے شادی ہو چکی ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ صرف سروب کے ہاتھوں اس کی جان بچانے کے لئے یہ خبر مشہور کر دی گئی تھی کہ قندل کی مجھ سے شادی ہوئی ہے۔ ورنہ یہ آزاد ہے۔ جب اور جس وقت چاہے یہ کناس کے پاس جا سکتی ہے۔"

اس موقع پر آنے والا نوجوان بول پڑا۔

"کیا قندل کی آپ سے شادی نہیں ہوئی؟ اور یہ محض سروب سے بچانے کے لئے خبر اڑائی گئی ہے۔"

مسکراتے ہوئے جب حارث بن حریم نے اثبات میں گردن ہلا دی تب آنے والا وہ نوجوان بول پڑا۔

"ہمارے کچھ مخبروں نے کناس اور محترم مردک بلدان کے پاس یہ خبر پہنچائی تھی کہ طبیرہ کی شادی دبیس بن بشرود سے اور آپ سے قندل کی شادی ہو چکی ہے۔ اس خبر کو سن کر انہیں بڑا دکھ اور افسوس ہوا تھا۔ اسی دکھ اور افسوس کے باعث کناس نے اس مندر میں کہ جس میں انہوں نے پناہ لے رکھی ہے' وہاں کی ایک دیوداسی سے شادی کر لی ہے۔"

اس انکشاف پر لمحہ بھر کے لئے قندل چونکی تھی۔ کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بن حریم نے پوچھ لیا۔

"تمہارے مرزبان محترم مردک بلدان اور کناس نے کہاں پناہ لے رکھی ہے۔" اس نوجوان نے بلا رکے کہنا شروع کر دیا۔

"انہوں نے اُر شہر کے ننار دیوتا کے مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ وہ بڑی محفوظ جگہ ہے۔"

حارث بن حریم تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر رازدارانہ لہجے میں اس نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم تھوڑی دیر تک یہاں سے چلے جانا۔ لشکر کے باہر تک دبیس تمہیں چھوڑنے جائے گا۔ میرے قبیلے کے کچھ لوگ جو اس لشکر میں شامل ہیں ان میں سے چند تمہارے ساتھ جائیں گے اور بحفاظت تمہیں اُر تک پہنچا کے آئیں گے۔ جا کے اپنے بادشاہ مردک بلدان سے کہنا کہ آئندہ کسی کو بھی ان تینوں ماں بیٹی کی خبر گیری کے لئے نہ بھجوائے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو کسی نہ کسی کو خبر ہو جائے گی کہ اس نے اُر شہر کے مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ دیکھنا ہر کوئی حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نہیں ہے اور اگر کسی بھی آشوری کے کان میں یہ بھنک پڑ گئی کہ ان دونوں نے کہاں پناہ لے رکھی ہے تو یاد رکھنا آشوری ان دونوں کو وہاں سے نکال کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ یہاں تمہارے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ پہلے کھانا کھاؤ' پھر تمہاری واپسی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ واپس جا کر اپنے مرزبان سے یہ بھی کہنا کہ قندل کی شادی حارث بن حریم سے نہیں ہوئی۔ قندل کناس کے لئے ہے اور کناس کے پاس ہی جائے گی۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب قندل بول پڑی۔

"اے میری ماں اگر میں اس نوجوان کے ساتھ اپنے باپ کے پاس جانا چاہوں تب۔۔۔۔۔۔"

رویان نے پھر کھا جانے والے انداز میں قندل کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"تم اس کے ساتھ کیسے جا سکتی ہو۔ جب تم یہاں سے چلی جاؤ گی تو آشوریوں کا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شکریہ ون اردو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بادشاہ حارث بن حریم سے پوچھے گا کہ تمہاری بیوی قندل کہاں ہے تو کیا جواب دیا جائے گا؟"

رویان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ حارث بن حریم بول پڑا۔

"خاتون محترم! مجھے اس کے جانے پر کوئی اعتراض نہیں پر اس کے جانے سے کچھ خطرات ہیں۔ اس کے جانے پر سارگون اور اس کا بیٹا ایک تجسس میں پڑ جائیں گے کہ جس روز مشکوک نوجوان ان کے لشکر میں داخل ہوا۔ کیا قندل کو بھی اسی روز غائب ہونا تھا۔ اگر یہ جانا چاہے تو اس کی یہاں سے روانگی کا اہتمام بعد میں کیا جائے گا اور یہ مشہور کر دیا جائے گا کہ قندل نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور وہ اپنی کسی انجان منزل کی طرف چلی گئی ہے اور میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ذمے داری میں اپنے اوپر ڈال لوں گا اور مجھے امید ہے کہ سارگون اور اس کا بیٹا مجھ سے کوئی باز پرس اور مواخذہ نہیں کریں گے۔ تاہم اس کے جانے کے بعد بابل کا حکمران سروب اسے تلاش کرنے کی کوشش ضرور کرے گا اور اس نے اگر اسے تلاس کر لیا تو اس کے ساتھ مردک بلدان اور کناس کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔ اس کے باوجود اگر یہ جانے پر مصر ہے تو پھر اس کی روانگی کا بھی اہتمام کر دیا جاتا ہے۔"

رویان تھوڑی دیر تک بڑی ممنونیت اور شکر گزاری کے جذبے میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"نہیں بیٹے یہ ابھی نہیں جائے گی۔ اس طرح تمہاری ذات بھی آشوریوں کے ہاں مشکوک ہو کے رہ جائے گی۔ مگر یہ جو نوجوان ہے تم اس کا کیا کرو گے؟"

"خاتون محترم! اس کا آپ فکر نہ کریں۔ تھوڑی دیر تک میں اس کی روانگی کا اہتمام کر دوں گا اور کل میں سناخریب سے کہہ دوں گا کہ میں نے بڑی سختی سے اس نوجوان سے باز پرس کی۔ اس کا مردک بلدان سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا میں نے اسے جانے دیا۔ اس نوجوان کو میرا مشورہ ہے کہ یہ پہلے یہاں سے دریقین کا رخ کرے پھر وہاں سے اُر شہر کی طرف جائے۔ میں بھی سناخریب سے کہہ دوں گا کہ اس نوجوان کا تعلق دریقین شہر سے تھا اور ہمارے لشکریوں نے اس کو غلطی سے پکڑ لیا۔ مردک بلدان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس معاملے کی اطلاع سارگون کو نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ بیمار پڑا ہوا ہے اور بیماری کی حالت میں سناخریب اسے یہ خبر نہیں دینا چاہتا۔ اگر اس نوجوان کو پکڑ کر سارگون کے سامنے پیش کر دیا جاتا تو پھر سارگون سے بچانا مشکل ہوتا۔ سارگون بڑے سخت مزاج کا

انسان ہے۔ جہاں تک سناخریب کا تعلق ہے تو وہ مجھے بیٹے جیسا سمجھتا ہے۔ میری بات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے۔ کل جب میں اسے کہوں گا کہ یہ نوجوان بے گناہ ہے اور میں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو میری باتوں سے وہ مطمئن ہو جائے گا۔ اس طرح اس نوجوان کی جان چھوٹ جائے گی۔"

حارث بن حریم رکا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ رویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"خاتون محترم! ایک بات میں آپ کی تسلی اور تشفی کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ آپ یہ خیال اپنے دل میں نہ لایئے گا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ کا شوہر مردک بلدان اور کناس دونوں اُر شہر کے نناد دیوتا کے مندر میں قیام کئے ہوئے ہیں اور میں انہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا' ہرگز نہیں۔ وہ دونوں وہاں محفوظ رہیں گے۔ اس معاملے کی اطلاع میں کسی کو نہیں دوں گا۔ آپ چاروں کے علاوہ صرف میں اور ذبیس اس راز کو جانتے ہیں اور یہ راز ہمارے سینوں ہی میں دفن ہو کے رہ جائے گا۔ اب آپ چاروں جائیں اور جا کر اپنے خیمے میں آرام کریں۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ سے جہاں رویان' طبیرہ اور فطروس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہاں قندل بھی کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ اس موقع پر رویان نے حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"ابن حریم! میرے بیٹے' کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے کی طرح قندل دن کے وقت تمہارے خیمے میں رہے تاکہ........"

حارث بن حریم نے فوراً رویان کی بات کاٹ دی۔ کہنے لگا۔

"نہیں محترم خاتون! قندل میرے مزاج کو نہیں سمجھ سکی۔ پھر آپ جانتی ہیں یہ اپنے جسم کے ہر موئے سے میری ذات سے شدید درجہ کی نفرت کرتی ہے اور وہ لوگ جو میری ذات پر بھروسہ نہیں رکھتے مجھ پر اعتماد نہیں کرتے مجھ سے نفرت کرتے ہیں' میں انہیں اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔ آج کے بعد یہ قندل میرے خیمے کا رخ نہیں کرے گی۔ میں اسے مخاطب بھی کرنا پسند نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ یہ خود بھی مجھ سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔ میری طرف سے اسے سمجھا دیجئے گا کہ آئندہ یہ کبھی میرے خیمے کی طرف آنے کی کوشش نہ کرے۔ جہاں تک اس کی حفاظت کا تعلق ہے تو میں پہلے کی طرح اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔ جب تک یہ کناس کے پاس نہیں پہنچتی اس وقت تک سروب کی جرأت نہیں کہ اس کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔"

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حارث بن حریم رک گیا پھر دبیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”دبیس میرے بھائی پہلے تم اس نوجوان کے کھانے کا اہتمام کرو۔ میرا کھانا بھی یہیں بھجوا دو۔ میں اور یہ نوجوان اکٹھے کھا لیں گے۔ تم طبیرہ کے ساتھ اپنے خیمے میں کھانا کھا لینا۔ رویان' قندل اور فطروس کے کھانے کا اہتمام ان کے خیمے میں کر دینا۔“

رویان نے احتجاجی سے انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

”حارث میرے بیٹے! لگتا ہے تم ناراض ہو گئے ہو۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم تم اکٹھے یہاں بیٹھ کر کھانا کھائیں؟“

حارث بن حریم مسکرایا اور کہنے لگا۔

”نہیں محترم خاتون! ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا تو بہت دور کی بات میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتا جنہیں میری ذات گراں گزرے۔ آپ اس قندل کو اپنے ساتھ لے جائیں یہ وہیں آپ کے ساتھ کھانا کھائے گی۔ اس کے علاوہ.........“

رویان پھر بولی اور اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگی۔

”حارث بیٹے! آشوریوں کا بادشاہ بیمار پڑا ہوا ہے۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ بڑے آشوری طبیب اس کا علاج کر رہے ہیں اور اس کو کوئی افاقہ اور آرام نہیں اور اس کے بچنے کی امید کم ہے۔ اب جبکہ بابل کی کلدانی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ آشوریوں نے بنی اسرائیل کی سلطنت سامریہ اور یہودیہ سے بھی اس بات کا انتقام لے لیا ہے کہ سارگون کے خلاف ان دونوں سلطنتوں نے عیلام کے بادشاہ کی مدد کی تھی۔ اب آشوریوں کا اگلا قدم کیا ہو گا؟“

حارث بن حریم نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”محترم خاتون! سارگون اگر بیمار نہ ہوتا تو اس کے سامنے دو مہمات تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ مصر پر حملہ آور ہوتا اس لئے کہ مصری حکومت نے یہودیہ کی سلطنت کو آشوریوں سے مقابلہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ مصریوں سے نپٹنے کے بعد سارگون یقیناً اپنے لشکر کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا رخ کرتا اور عیلامیوں پر تباہی اور بربادی بن کر نازل ہوتا۔ اب چونکہ وہ بیمار ہو چکا ہے لہٰذا یہ دونوں مہمیں التوا میں ڈال دی گئی ہیں۔ آج دن کے وقت میری سناخریب سے جو بات ہوئی ہے اس کے مطابق لشکر دو دن کے بعد یہاں سے نینوا کی طرف کوچ کرے گا۔ وہاں سارگون کا علاج جاری رکھا جائے گا۔ ویسے مجھے امید نہیں کہ سارگون بچے۔ سارگون کو خود بھی یقین ہو چکا ہے کہ مرض الموت اس

پر طاری ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس نے سناخریب اور مجھے بلا کر سناخریب کے لئے آخری وصیتیں بھی جاری کر دی ہیں۔ اس کی مہربانی ہے کہ اپنے بیٹے سناخریب کے بعد وہ سب سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ مجھ پر کرتا ہے اور وصیتوں کے وقت اس نے سناخریب کے علاوہ صرف مجھے اپنے خیمے میں رہنے دیا۔ خاتون! میری ایک بات ضرور یاد رکھئے گا کہ جب تک آپ بحفاظت اپنی جائے پناہ میں نہیں پہنچ جاتیں اس وقت تک میں آپ تینوں بلکہ چاروں' فطروس سمیت سب کی بہترین حفاظت کا سامان کرتا رہوں گا۔ جہاں تک طبیرہ کا تعلق ہے' اس کی حفاظت اس کا شوہر دبیس بن بشرود کر سکتا ہے اور جہاں تک نینوا کی طرف جانے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے طبیرہ دبیس کی بیوی ہے اور یہ دبیس کے ساتھ نینوا جائے گی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد حارث رکا' بڑے غور سے اس نے طبیرہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

”طبیرہ! میری بہن کیا میں نے سچ کہا ہے۔ یا اس سلسلے میں تم کوئی تبدیلی چاہتی ہو؟“ طبیرہ مسکرائی اور کہنے لگی۔

”حارث بھائی! تبدیلی کیسی؟ جہاں میرے شوہر رہیں گے میں وہاں ہی رہوں گی۔ لشکر اگر نینوا کی طرف جا رہا ہے تو میں اپنے شوہر کے ساتھ نینوا میں رہوں گی۔ ہاں اس سلسلے میں میں اپنی ماں' بہن اور فطروس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی۔ یہ اگر نینوا نہیں جانا چاہتے تو ان کی مرضی۔ اپنے لئے یہ کہیں اور پناہ گاہ کی تلاش میں جانا چاہتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ اب میں ان کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ میری شادی ہو چکی ہے۔ اب میرے شوہر ہی میری آخری منزل ہیں۔“

طبیرہ جب خاموش ہوئی تب رویان نے اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

طبیرہ! میری بیٹی' تُو نے اپنی باتوں سے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ یقیناً تجھے اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہنا چاہئے۔ بیٹی! جہاں تک میرا' قندل اور فطروس کا تعلق ہے تو ہم نے کہاں جانا ہے۔ ہماری منزل بھی نینوا ہے۔ فی الحال حارث بن حریم کے علاوہ ہمیں کہیں بھی سکون اور جائے پناہ نہیں مل سکتی۔ اگر ہم نے کہیں اور جانے کی کوشش کی تو ہم دونوں کی عصمت تو ایک طرف رہی ہماری جانیں بھی محفوظ نہ رہیں گی۔ لہٰذا ہمارا آخری فیصلہ یہی ہے کہ ہم دونوں ماں بیٹی نینوا جائیں گی۔ جہاں تک فطروس کا تعلق ہے تو یہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے جذبات کا خود اظہار کر سکتا ہے۔"

رویان کے خاموش ہوتے پر فطروس بول پڑا۔ کہنے لگا۔

"حارث بن حریم! آپ کے اخلاق' آپ کے کردار نے مجھ پر وہ اثر کیا ہے کہ اس اثر اور تاثر کو میں آپ لوگوں کے سامنے الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اب مستقل طور پر حارث بن حریم کے ساتھ رہوں گا۔ اگر یہ مجھے اپنے ساتھ رکھنا پسند کرے تب۔"

حارث بن حریم نے مسکراتے ہوئے فطروس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"فطروس میرے محترم! اگر تم میرے ساتھ رہو تو میں اسے اپنے لئے ایک سعادت جانوں گا۔ نینوا میں رہائش کے لئے جو حویلی مجھے سارگون کی طرف سے ملی ہے اس میں میں اکیلا رہتا ہوں۔ وہاں اگر تم میرے ساتھ رہتے ہو تو تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں اپنے ایک انتہائی قابل قدر اور قابل احترام بزرگ کی سی ہو گی۔"

فطروس حارث بن حریم کے اس فیصلے سے خوش ہو گیا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے خاموش ہی رہنا پڑا۔ اس لئے کہ عین اسی وقت خیمے میں داستان گو فرسان اور اس کے ساتھ حسین و جمیل مغنیہ راہطہ داخل ہوئے تھے۔ فرسان کو دیکھتے ہوئے حارث بن حریم اور دبیس دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پُرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔ مردک بلدان کی طرف سے آنے والا نوجوان بھی اٹھ کھڑا ہوا اور فرسان سے اس نے حارث اور دبیس ہی کے انداز میں مصافحہ کیا تھا۔ طبیرہ اور قندل کے علاوہ ان دونوں کی ماں رویان بڑے عجیب سے انداز میں راہطہ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اس لئے کہ راہطہ سے اس سے پہلے ان تینوں کی نہ ملاقات ہوئی تھی نہ تعارف۔

اس کی آمد پر رویان حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ راہطہ کسی قدر بے تکلفی میں آگے بڑھی اور حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے دبی دبی موہ لینے والی مسکراہٹ میں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"محترم اجنبی! آج عم فرسان کہہ رہے تھے کہ ہم دونوں کھانا آپ کے خیمے میں کھائیں گے۔ کیا ہمیں ایسا کرنے کی اجازت ہے اور آپ اپنے خیمے میں ہم دونوں کے کھانے کا بھی اہتمام کریں گے۔"

جواب میں حارث بن حریم مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں میرے ساتھ میرے خیمے میں کھانا کھاتے ہو تو اس میں میری خوشی ہو

گی۔" پھر حارث بن حریم نے دبیس کی طرف دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دبیس اب اٹھو اس نوجوان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ہم تینوں کا کھانا............"

حارث بن حریم کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ فطروس بول پڑا۔

"محترم ابن حریم! تینوں کا نہیں چاروں کا' میرا کھانا بھی یہیں منگوایئے۔ آج کے بعد میں بھی آپ کے ساتھ اسی خیمے میں رہوں گا۔ آپ کی خدمت کرتے ہوئے میں خوشی اور سکون محسوس کروں گا۔"

حارث بن حریم مسکراتے ہوئے پھر دبیس بن بشردو کو کہنے لگا۔

"اچھا اٹھو' ہم چاروں کا کھانا یہاں بھیج دو۔ اس نوجوان کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اور جس طرح میں نے کہا ہے اسی طرح کرو۔ تم سب جا کر اپنے اپنے خیمے میں کھانا کھا لو۔"

اس موقع پر احتجاجی سے انداز میں رویان نے حارث کی طرف دیکھا تھا پر کچھ کہہ نہ سکی اس لئے کہ راہطہ حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

"ابن حریم! میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ آپ نے ہماری پیشکش کو قبول کیا۔" پھر راہطہ نے دبیس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"دبیس بھائی! آپ ایک مہربانی کیجئے گا کہ ہمارا کھانا جلدی بھیجئے گا کیونکہ ہمیں بھوک لگی ہے۔"

دبیس' رویان' قندل اور طبیرہ کے علاوہ مردک بلدان کی طرف سے آنے والے نوجوان کو لے کر وہاں سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد خیمے میں کھانا آ گیا۔ فرسان' راہطہ' فطروس اور حارث بن حریم نے مل کر کھانا کھایا۔ دوسری طرف دبیس بن بشردو نے مردک بلدان کی طرف سے آنے والے نوجوان کی روانگی کا بھی اہتمام کر دیا تھا۔ دو روز بعد لشکر نے ارضِ فلسطین سے کوچ کیا۔ اب لشکر نینوا شہر کا رخ کر رہا تھا۔

☆------☆------☆

نینوا پہنچ کر بہترین طبیبوں سے آشوری بادشاہ سارگون کا علاج کرایا گیا لیکن لگتا تھا موت آہستہ آہستہ سارگون پر اپنے پنجے جمانے لگی تھی۔ بہترین علاج کے باوجود بھی اس کی بیماری میں کوئی افاقہ نہ ہوا تھا۔ ایک روز سورج غروب ہونے کے بعد جب کہ نینوا شہر کے قصر میں آشوری بادشاہ سارگون بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں اس وقت سارگون

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے بیٹے سناخریب اور پوتے اسارحدون کے علاوہ حارث بن حریم' دبیس بن بشرود' نینوا کے دو سب سے بڑے اور بہترین طبیب اور کچھ سالار اور نینوا کے بڑے پجاری اور کاہن بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے میں بڑی مشکل سے اپنے سر کو خم دیتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے سارگون نے اپنے بیٹے سناخریب کو اپنے قریب آنے کے لئے کہا۔ سناخریب آگے بڑھا دونوں ہاتھ اس نے سارگون کے بستر پر جمائے اور اپنا منہ سارگون کے منہ کے قریب لے گیا اور سارگون نے سرگوشی کی۔

"ذرا حارث بن حریم کو بھی میرے پاس بلاؤ۔"

حارث بن حریم نے یہ آواز سن لی تھی۔ اٹھ کر وہ بھی سارگون کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر سارگون نے اپنے بیٹے سناخریب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے فرزند عزیز! میرا آخری وقت پہنچ گیا ہے۔ موت و قضا کے ہیولے میرے سامنے رقص کر رہے ہیں۔ یاد رکھنا میرے بعد آشوریوں کے دشمن تیرے لئے گندم کے خوشوں کے بدلے آگ کی فصلیں اگائیں گے۔ ٹھیکری ٹھیکری لوح زمان پر تجھے مٹی کہانیوں کا ایک کردار سمجھ کر تیرا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سارگون خاموش ہو گیا۔ آنکھیں اس نے موند لی تھیں۔ پھر عجیب سی بے خودی میں وہ کہہ رہا تھا۔

"میں کہاں چلا جاؤں گا' کس کو بھولوں گا کسے یاد کروں گا؟" پھر اس نے آنکھیں کھولیں۔ سناخریب کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"میرے بچے! زندگی خوابوں کے بادلوں میں ایک اداس شام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ آشوریوں کی سلطنت کو میں نے اپنے خون سے چاند پر زمین کی طرح سجایا ہے۔ سادہ کاغذ پر لفظوں کی خوشبو کی طرح اسے مہکایا ہے۔ یہ ایک خالی بن کی کہانی تھی۔ میں نے اس میں گلاب خواہشوں کی تکمیل کی ہے۔ یاد رکھنا میرے بعد آشوریوں کے دشمن وسوسوں کے زنگ کی یلغار بنتے ہوئے تیرے گیت نوحہ بنانے کی کوشش کریں گے۔ وقت کی اڑتی گرد میں تیری زیست کے راستوں کو درد کی ساعتوں تلے دبانے اور خود تیری ذات کو خون اگلتی روزن میں ٹھونسنے کی کوشش کریں گے۔

سن میرے فرزند! جب آشوریوں کے دشمن تیری راتوں کو ہجرزدہ تیری صبح کو زخم زخم کرنے کی کوشش کریں' جب وہ تجھے ویران جنگل کی رات اور بے کنار سایہ کی شام میں وقت کا کھوکھلا طنز سمجھ کر تیرے لئے گریہ زاری کا کہرام کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔

تیرے ساتھ آگ انگاروں اور زہر کا کھیل کھیلنے کی کوشش کریں تو ایسے میں تُو حارث بن حریم پر بھروسہ اور اعتماد کرنا۔ یہ ایک بھائی کی طرح تیرے کام آئے گا۔ یہ جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا ہے۔ لیکن منحوس آوازوں بدگمانیوں کے جھکڑوں آندھیوں کے وار سہنے کا ہنر جانتا ہے۔ تیرے دشمنوں کو میرا دل کہتا ہے یہ خون کی کلیاں کروا دے گا۔ تیرے لئے سازشوں کی بُو کو زہر میں لپیٹ دے گا۔ وہ دشمن جو تیری طرف تلخ اور شور انگیز بازگشت کے ساتھ بڑھیں گے میرا دل کہتا ہے میرے بعد تیری طرف بڑھتے تیرے دشمنوں پر حارث بن حریم سورج سے پرواز کرتے شعلوں کی طرح لپکے گا اور تیری ساری راہوں کو دشمنوں سے پاک اور صاف کر دے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سارگون رکا لمحہ بھر کے لئے اس نے آنکھیں موندھ لیں پھر حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"ابن حریم! کیا جو کچھ میں نے کہا ہے یہ درست ہے؟ کیا میرے بعد میرے بیٹے کے لئے دشمن کے خلاف تم ایسے ہی جنگیں کرو گے جیسے میرے ساتھ کرتے رہے ہو۔ میرے بعد میرے بیٹے کو یہ نہ محسوس ہونے دینا کہ یہ تنہا ہے۔ میں مر رہا ہوں۔ اس کائنات کا مالک جانتا ہے کہ میری نگاہوں میں تیری عزت' تیرا وقار ہمیشہ سناخریب جیسا ہی رہا ہے۔ بچے! میں یہ امید اور آس لے کر آخری سفر پر روانہ ہو رہا ہوں کہ میرے بعد تُو سناخریب کو اس کے دشمنوں سے بچا کے رکھے گا۔"

سارگون کی اس گفتگو سے اس کا بیٹا سناخریب اور پوتا اسارحدون رونے لگے تھے۔ دبیز پردوں کے پیچھے بیٹھی شاہی خاندان کی عورتوں کی ہچکیاں اور سسکیاں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ایسے میں حارث بن حریم نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے۔ سارگون کا ایک ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر رقت بھرے انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"مالک! جو باتیں آپ نے میرے بھائی سناخریب سے کہی ہیں وہ نہ بھی کرتے تب بھی میں نے اپنی ساری توانائیوں کو آشوریوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ میں شاخ سے جدا پتے اور تصور و خیال کی آنکھوں سے ٹپکتے گرم آنسو کی طرح بے وقعت تھا۔ شام کے اولین لمحوں میں محروم و سوگوار اور بے برگ و بار کھڑے شجر کی طرح بے کار تھا۔ بیمار کے چہرے پر تابوت کے عکس جیسا ناخوشگوار تھا۔ میری زندگی کا ہر لمحہ لاش اور میں بابل شہر سے خاموشی کے قدموں کی چاپ تلے اپنے بخت بے بنیاد کو آزمانے

Scanned by iqbalkt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے لئے نکلا تھا۔ میں آپ کے احسانوں کو کیسے بھول سکتا ہوں۔ آپ نے میرے دل کی کتاب کے خدوخال پر شفقت آمیز سنہری تحریریں رقم کیں۔ میرے جذبوں کے نخلستان میں پروازِ تمنا کے رنگ بھرے۔ صدیوں کے پُرشور نگر اور بے وطنی کے شہر جیسی میری زندگی سے آپ نے دل شکنی کے موسم اور بے تعبیر بکھرے خوابوں کو نکال کر میری زیست میں دیار روح سے ان سنے نغمے بھر کے رکھ دیئے۔

مالک! میری اپنے خداوند قدوس سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت دے۔ آپ کو لمبی عمر دے۔ پر ایک بات میں آپ کے اطمینان کے لئے کہتا ہوں۔ آپ کے بعد جس کسی نے بھی آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سناخریب کے ساتھ چل کر ہر دشمن کو فرقتوں کے سیاہ اندھیروں' موت کے دیوں' خون اور بربادیوں کے ابلتے سمندر کی طرف دھکیل دوں گا۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ پر سارگون کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور وہ بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر انتہائی مردہ اور دھیمے لہجے میں اس کی آواز سنائی دی۔

"سناخریب! میرے بیٹے' مغنیہ راہطہ اور داستان گو فرسان دونوں کو بلاؤ۔ انہیں کہو آج مجھے اپنی زندگی کا سب سے بہترین گیت سب سے عمدہ زمزمہ سنائیں ہو سکتا ہے ان کا آج کا یہ نغمہ میری زندگی کا آخری سرود ثابت ہو۔"

سارگون خاموش ہو گیا تھا۔ سناخریب کے اشارے پر ایک مسلح جوان بھاگتا ہوا راہطہ اور فرسان کو بلانے چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں آئے۔ راہطہ جب سارگون کے قریب آئی تو بڑی مشکل سے اپنے آپ کو مجتمع کرتے ہوئے وہ بول اٹھا۔

"راہطہ! میں نے تجھے ہمیشہ ایک بیٹی کی طرح چاہا۔ آج فرسان کے ساتھ مجھے کوئی ایسا نغمہ سناؤ جسے تم اپنی زندگی کا بہترین گیت سمجھتی ہو۔ شاید اس کے بعد میں تمہارا کوئی گیت کوئی نغمہ نہ سن سکوں۔"

راہطہ بے چاری سارگون کی حالت دیکھتے ہوئے رو دینے والی ہو گئی تھی۔ تاہم وہ بیٹھ گئی۔ فرسان بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ ابھی فرسان بربط پر اور راہطہ دف پر ہاتھ مارنے ہی لگے تھے کہ طبیب تڑپ کر سارگون کے پاس آیا' اس کی نبض پر ہاتھ رکھا' سارگون ختم ہو چکا تھا۔ طبیب نے سارگون کی آنکھیں بند کر دیں اور کپکپاتی اور روتی آواز میں کہنے لگا۔

"آقا سارگون ختم ہو چکے ہیں۔ ہم سب کے سامنے یہ مصارف زندگی ہار چکے ہیں۔"

ان الفاظ پر پردے کے پیچھے بیٹھی عورتوں کے شور کرنے اور بلند آواز میں بین کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ سناخریب اور اس کا بیٹا اسارہدون سسکیاں لے کر رونے لگے تھے۔ ان کے قریب بیٹھے حارث بن حریم اور دہیس بن بشرود کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے۔ ایسے میں مغنیہ راہطہ بلند آواز میں کہنے لگی۔

"میرے مہربان تُو نے ہمیشہ مجھے ایسی شفقت دی جو ایک باپ اپنی بیٹی کو دیتا ہے۔ تیرے بعد زمین اور آسمان کے درمیان میں منجمد ٹھہرے ہوئے لمحوں کی طرح بے بس دھوپ کی ناقابلِ برداشت حدت میں ٹیڑھی ترچھی ان گنت پرچھائیوں جیسی لاچار اور صدیوں پر پھیلے راستوں پر راستہ بھولے مسافر جیسی بے وقعت ہو کے رہ جاؤں گی۔ تیرے بعد میرے کمزور لرزیدہ ہاتھ کمان اور ترکش پکڑ کر اپنے بود وہست سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ روز و شب کے پیہم سلسلے میں مَیں تیرے بعد خود سے گریزاں ہو جاؤں گی۔ میرے فصیل لب پر لب کشائی کی تمنا کو ترستی باتیں' برف کی صورت منجمد خاموشی کی تہہ میں چلی جائیں گی۔ تیرے بعد چاندنی رات کی رونقوں خورشید کی رخشندگی میں مَیں اپنے ہی سانسوں میں پگھل کر رہ جاؤں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغنیہ راہطہ رک گئی۔ اس لئے کہ بری طرح بارود کی طرح پھٹتے ہوئے رو پڑی تھی۔ کچھ دیر ہچکیاں سسکیاں لیتی رہی پھر اس کی بین کرتی آواز سنائی دی۔

"تھکا دینے والے دنوں' بیمار کر دینے والی راتوں اور جیون کے تنگی لمحوں میں کون باپ کا سا شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھے گا۔ تیرے بعد سسکارتی زہریلی رتوں میں میرے من کی چوکی کے سارے پائے ٹوٹ جائیں گے۔ ہائے حیف! کمزور اور بکھرتی جوانی' خوابناک بچپن اور بچپن کے ملائم لمحوں کو یاد کر کے دل بہلا لیتی ہے۔ بڑھاپا اپنی جوانی کو یاد کر کے اور بیوہ اپنے محبوب کے سپنے دیکھ کر وقت گزار لیتی ہے۔ پر میں بوسیدہ دریچوں میں ابھرتے سائے کی طرح کس کا انتظار کر کے زندگی کے لمحوں کو خوشگوار بناؤں گی۔ تیرے بعد کون میری آنکھوں سے جاگتی روشن عبارت کو پڑھ کر میری ضرورتوں کا خیال رکھے گا۔"

کہتے کہتے راہطہ کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سناخریب اپنے آنسو پونچھتا ہوا اس

کے قریب آیا' اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر رکھا پھر روتی کپکپاتی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"راہطہ! ایسی باتیں نہ کر میرا باپ مر گیا ہے لیکن اس کے بعد میری نگاہوں میں تیری حیثیت ایک بیٹی کی سی ہے اور میں تجھے اپنی بیٹی سمجھ کر ہی تیرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا کروں گا۔ فکرمند نہ ہو تُو اکیلی نہیں ہے۔"

سناخریب نے جب راہطہ کے سر سے ہاتھ ہٹایا تب اس کا بیٹا اسارہدون آگے بڑھا اور اپنے باپ سناخریب کے ہی انداز میں اس نے اپنا دایاں ہاتھ راہطہ کے سر پر رکھا پھر روتی آواز میں وہ بھی اسے مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"تُو اکیلی اور بے آسرا نہیں ہے۔ تُو میری بہن ہے۔ میں تیرا بھائی ہوں۔ زندہ ہوں تیری ہر ضرورت کا خیال رکھوں گا۔ تجھے بے بسی اور لاچارگی کی دلدل میں ڈوبنے نہیں دوں گا۔"

راہطہ بے چاری سنبھل گئی تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھی اور پردے کے پیچھے عورتوں والے حصے میں چلی گئی تھی۔ اسی روز سارگون کی تدفین کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔

☆------☆------☆

سارگون کے مرنے کی خبر چند ہی دنوں میں اردگرد کی ساری حکومتوں تک پہنچ گئی یہ خبر جب اُر شہر میں۔ ننار کے دیوتا کے مندر میں بابل کے سابق بادشاہ مردک بلدان کو پہنچی تو اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ تیز رفتار قاصد اس نے اپنی سلطنت کے سارے شہروں کو بھجوائے اور وہاں سے لشکر کو اپنے پاس پہنچنے کا حکم جاری کر دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت بڑا لشکر اُر شہر میں مردک بلدان کے پاس جمع ہو گیا۔ آشوری ابھی تک اپنے شہر نینوا میں پڑے ہوئے تھے۔ بدلتے حالات کا انہوں نے جائزہ نہیں لیا تھا۔ آشوری ابھی تک اپنے مرنے والے بادشاہ سارگون کا سوگ منا رہے تھے۔ ایسے میں مردک بلدان اس لشکر کو لے کر نکلا جو اُر شہر میں اس کے پاس آ جمع ہوا تھا۔ بابل پر حملہ آور ہوا۔

سروب کے پاس بابل کی حفاظت کے لئے چھوٹا سا ایک لشکر تھا۔ اس لشکر کے ساتھ وہ مردک بلدان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ شہر کا دفاع تک اس کے لئے ناممکن ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں مردک بلدان نے اسے بدترین شکست دی۔ وہ سروب جو کسی دور میں ایک کلدانی سردار کی حیثیت سے مردک بلدان کے بہترین سالاروں میں شمار کیا جاتا تھا لیکن

چونکہ مردک بلدان کے مطابق سروب نے آشوریوں کے ساتھ مل کر ایک طرح کا گناہ کیا تھا لہذا سروب کو شکست دینے کے بعد مردک بلدان نے سروب کو گرفتار کیا اور پھر اسے قتل کرا دیا۔ یوں ایک بار پھر مردک بلدان کلدانیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے بابل پر حکومت کرنے لگا تھا۔

اپنا تاج و تخت حاصل کرتے ہی مردک بلدان بے کار نہیں بیٹھا۔ اس نے تیز رفتار قاصد مختلف اقوام کی طرف بھجوائے۔ اپنا تخت حاصل کرنے کی اطلاع اس نے عیلامیوں' مصر کی سلطنت' یہودیوں کی یہودیہ نام کی سلطنت اور پھر کوہستانی زاگروس اور اس کے پار دشت الیپ میں بسنے والی خونخوار قوم کاسی کی طرف بھی اس نے قاصد بھجوائے اور سب کو اطلاع دی کہ اس نے سارگون کی موت کے بعد اپنی حکومت حاصل کر لی ہے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی التماس کی کہ آشوری پھر اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔

مردک بلدان نے سارے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ اگر آشوریوں کے بادشاہ سارگون کا بیٹا سناخریب اس پر حملہ آور ہوا تو وہ اس تک ہی محدود نہیں رہے گا۔ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بابل کو فتح کرنے کے بعد وہ فلسطین' مصر کے علاوہ عیلامیوں کی سلطنت اور کوہستانی زاگروس اور اس کے پار دشت الیپ میں کاسیوں کا بھی رخ کرے گا۔

مردک بلدان کا یہ پیغام ملتے ہی مصر کے علاوہ عیلامیوں کی سلطنت اور یہودیوں کی یہودیہ نام کی سلطنت کے علاوہ خانہ بدوش آرامیوں نے بھی آشوریوں کے خلاف اپنے چھوٹے بڑے لشکر بابل کی طرف روانہ کر دیئے تھے تاکہ مردک بلدان کی قوت میں اضافہ ہو اور وہ آشوریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور انہیں پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ادھر کوہستان زاگروس کے کوہستانی سلسلے کے اندر اور زاگروس کے اس پار دشت الیپ میں بسنے والی ایک طرح کی انتہائی خونخوار قوم کاسی کو جب خبر ہوئی کہ آشوریوں کا بادشاہ سارگون مر گیا ہے تو انہوں نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ اس سے پہلے کئی مواقع پر سارگون نے کاسیوں کو عبرت ناک سبق دیا تھا۔ اب سارگون کے مرنے پر وہ اپنے لئے کھلی چھٹی اور آزادی سمجھنے لگے تھے لہذا کوہستان زاگروس اور دشت الیپ سے نکل کر انہوں نے آشوریوں کے سرحدی شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ایک طرح کی لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

سناخریب یہ سب کچھ بڑے تحمل کے ساتھ برداشت کر رہا تھا۔ اس لئے کہ اپنے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

باپ کے مرنے کے بعد وہ نئے سرے سے اپنے لشکریوں کو ترتیب دینے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے باپ کا دشمنوں پر بڑا خوف' دبدبہ اور رعب تھا اور اس کے مرنے کے بعد ہر چھوٹا بڑا دشمن اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسرائیلیوں کی سلطنت یہودیہ کے علاوہ مصری' آرامی خانہ بدوش' بالائی ایران کے عیلامی' بابل کی کلدانی سلطنت کے علاوہ کوہستان زاگروس اور دشت الیپ کے اندر بسنے والی وحشی کاسی اقوام کے علاوہ اور بہت سے خانہ بدوش قبیلے بھی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا وہ ایسی تیاری کے ساتھ نینوا سے نکلنا چاہتا تھا کہ جو قوت بھی اس کے سامنے آئے اسے پاش پاش کر کے رکھ دیا جائے۔

ان تیاریوں پر کچھ وقت لگ گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جتنی آشوریوں کی دشمن قومیں تھیں انہوں نے اپنے بہترین لشکریوں کو ترتیب دے کر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار اور مستعد کر لیا تھا۔ بابل کا کلدانی بادشاہ مردک بلدان اور اس کا سپہ سالار کناس بھی اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کر چکے تھے اور اب وہ اس قابل تھے کہ بابل شہر سے نکل کر آشوریوں پر ضرب لگائیں لیکن ان ساری تیاریوں سے قطع نظر سناخریب' حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور اپنے بیٹے اسارہدون کے علاوہ اپنے دوسرے بہترین چھوٹے بڑے سالاروں کے علاوہ اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔

☆------☆------☆

دبیس بن بشرود کی حویلی میں ایک روز قندل اور رویان دونوں ماں بیٹی اکیلی بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ حویلی کا جو محافظ تھا اس نے کسی شخص کے آنے کی اطلاع دی جو ان سے ملنا چاہتا تھا۔ رویان نے جب حویلی کے محافظ کو آنے والے شخص سے ملنے کی رضامندی کر دی تب وہ محافظ ایک شخص کو لے کر آیا۔ یہ وہی نوجوان تھا جو اس سے پہلے اُر شہر کے نار دیوتا کے مندر سے مردک بلدان اور کناس کی خیریت کی اطلاع لے کر ارضِ فلسطین میں ان کے پاس آیا تھا۔ اس نے یہ اطلاع دی تھی کہ کناس نے نوریزہ نام کی دیوداسی سے شادی کر رکھی ہے۔ جب محافظ اسے لے کر اندر آیا تب رویان اور قندل دونوں نے اسے پہچان لیا اور ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رویان نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔ محافظ باہر نکل گیا تھا۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر رویان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"تم خیریت سے تو آئے ہو؟"

آنے والا وہ جوان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازے سے باہر جھانکا' محافظ دور کھڑا تھا۔ پھر اپنی نشست پر آ کے بیٹھ گیا اور بڑے رازدارانہ اور دھیمے لہجے میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں گذشتہ کئی روز سے نینوا شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ میں آپ دونوں ماں بیٹی سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس دبیس بن بشرود کی حویلی پر نظر رکھی ہوئی تھی۔ میری خوش قسمتی کہ آج آپ دونوں ماں بیٹی مجھے مل گئی ہیں۔ دبیس اور اس کی بیوی یعنی آپ کی بڑی بیٹی طبیرہ آشوریوں کے جرنیل حارث بن حریم کی حویلی میں گئے ہوئے ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ ایسا نہ ہو کہ دبیس اور طبیرہ لوٹ آئیں۔ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں ان کی غیر موجودگی میں کہنا چاہتا ہوں۔ میں دو باتوں کے سلسلے میں آپ دونوں ماں بیٹی کے پاس آیا ہوں۔

پہلا کام کناس کا ہے۔ آپ دونوں ماں بیٹی کو یاد ہو گا کہ جس وقت آپ سب عیلامیوں کی سلطنت کے مرکزی شہر شوش کی طرف گئے ہوئے تھے اور آپ کی غیر موجودگی میں آشوریوں کے سالار حارث بن حریم نے بابل پر قبضہ کر لیا تھا۔ تب عیلامیوں کی سرزمین سے اپنے دوسرے بڑے شہر دریقین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جب بابل کے مفتوح ہونے کی خبر ملی تو تب کناس نے اس موقع پر کہا تھا کہ وہ دریقین مردوک دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر آشوریوں کے سالار حارث بن حریم کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کی قسم کھائے گا۔ دریقین پہنچ کر اس نے مردوک دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے حارث بن حریم کی گردن کاٹنے کی قسم کھائی تھی۔ اب جو پہلا پیغام میں آپ کی طرف لے کر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ کناس ہر صورت میں حارث بن حریم کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

اس کے لئے اس نے دو طریقے سوچ رکھے ہیں۔ پہلا اس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ اور قندل سے یہ پوچھوں کہ کیا صبح یا شام کے وقت یہ حارث بن حریم گھڑ دوڑ کے لئے نکلتا ہے۔ کیا وہ ایسا اکیلا کرتا ہے یا اس کے ساتھ مسلح جوان بھی ہوتے ہیں۔ اگر وہ گھڑ دوڑ کے لئے نہیں نکلتا یا نکلتا ہے اور اس کے ساتھ مسلح جوان ہوتے ہیں تب کناس اس پر حملہ آور نہیں ہو گا۔ اب حارث بن حریم کو ختم کرنے کا دوسرا طریقہ جو کناس اپنانا چاہتا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

وہ چاہتا ہے کہ آپ دونوں ماں بیٹی حارث بن حریم سے کہیں کہ آپ دونوں کو بابل

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

جانے کی اجازت دے دی جائے اور آپ اس سے یہ بھی کہیں کہ حارث بن حریم خود کچھ دور تک آپ دونوں کو چھوڑنے کے لئے جائے ساتھ ہی ان دونوں کی حفاظت کے لئے کچھ مسلح جوان بھی روانہ کر دے۔ کناس یہ توقع رکھتا ہے کہ حارث بن حریم ایسا کرنے پر تیار ہو جائے گا اور جب وہ آپ دونوں ماں بیٹی کو لے کر چند محافظوں کے ساتھ نینوا شہر سے نکل کر بابل شہر کی طرف روانہ ہو گا تو راستے میں کناس اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو گا اور حارث بن حریم اور اس کے محافظوں کا خاتمہ کرتے ہوئے آپ دونوں کو بحفاظت بابل کی طرف لے جائے گا۔"

آنے والا وہ جوان جب خاموش ہوا تب قندل فوراً بول پڑی اس سے کہنے لگی۔

"تم جو دوسرا پیغام ہم دونوں ماں بیٹی کے لئے رکھتے ہو وہ تو میں بعد میں سنوں گی۔ جو پہلا پیغام تم نے دیا ہے اس کا جواب مجھ سے سن لو پھر دوسرے پیغام کی طرف آنا۔"

"کناس کو میرا یہ پیغام دینا کہ حارث بن حریم جسے تم قتل کرنا چاہتے ہو وہ افق پار کے قلزموں جیسا فراخ دل' مرگ کی چمکتی کرنوں کے پیغام' بربادی کے پروں پر سوار قضا جیسا دلیر' جنگل کی وحشی بے روک ہواؤں کی چیخوں اور کڑکتی بجلیوں کی صداؤں جیسا ناقابلِ تسخیر اس کے علاوہ وہ ان دیکھی اور اجنبی سرزمینوں کے زہر اور بلندی اور پستی کو یکجا کر دینے والے بے سکون سمندر کی طرح سرعت کے ساتھ حرکت میں آنے والا ہے۔ میں اس کے ساتھ ایک عرصہ گزار چکی ہوں۔ میں نے اس کی شخصیت کا جو جائزہ لیا ہے وہ ایسا جوان ہے جو مشیت کا آئینہ بن کر چاندنی راتوں کے فسوں کو لہو میں ڈوبی اداس شام' صبح کی گل رنگ شفق کو اذیت ناک سحر اور وصل کی شدتوں کو ایک تہمت بدنام اور عظمت کی ضمانت دیتی بلندیوں کو قبرستانوں کی تاریکی میں بدل دینے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے۔ کناس سے کہنا کہ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم حارث بن حریم سے نہ ٹکراؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو یہ حارث بن حریم تمہاری تیغ انا تمہاری ساری شکتی تمہارے سارے بل اور حوصلے کو وہموں کے سایوں اور تکلیف دہ درد کی یلغار میں تبدیل کرتا ہوا نکل جائے گا۔

میری طرف سے جا کر کناس سے کہنا کہ حارث بن حریم اپنے دشمنوں کے لئے درد و کرب کی ایسی پکار ہے جس کا وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ وہ قضا کی ایسی دائمی تلخی ہے جس کو وہ حلق سے نیچے نہ اتار سکے گا۔ کانٹوں بھری فرقتوں کا وہ ایسا خونی کارواں ہے جس کی راہ کناس نہیں روک سکے گا اور پھر یہ حارث بن حریم وقت اور موسموں کے بدترین لمحوں میں ہمارا سائبان اور ہمارا مہربان محافظ' ہمارا مسیحا' ہمارا چارہ گر بن کر رہا ہے۔ میں

کسی بھی صورت یہ پسند نہیں کروں گی کہ وہ یہاں آ کر یا نینوا اور بابل کے درمیانی راستوں میں دھوکا دہی سے کام لیتے ہوئے چوروں کی طرح اس پر حملہ آور ہو اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔

اس سے یہ بھی کہنا کہ آشوری عنقریب ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلیں گے۔ کناس کو اگر اس حارث بن حریم کا خاتمہ کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر اسے میدان جنگ میں انفرادی مقابلے میں مقابلے کے لئے للکارے۔ پھر پتہ چلے گا کہ کون زیر رہتا ہے اور کون فاتح کی حیثیت سے میدان جنگ سے نکلتا ہے۔

کسی پر دھوکا دہی اور فریب سے کام لیتے ہوئے حملہ آور ہونا میں پہلے ہی گناہ سمجھتی ہوں اور پھر اس حارث بن حریم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جنہیں نہ گنا جا سکتا ہے نہ انہیں اتارا جا سکتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا احسان مجھ پر میری ماں اور میری بہن پر یہ ہے کہ اس نے ہمیں سروب کی گرفت سے بچایا۔ حالانکہ وہ ایسا نہ بھی کرتا تب بھی ہم میں سے کوئی اس سے کوئی شکوہ کوئی گلہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے کہ اس سے پہلے ہمارا اس سے کوئی رشتہ نہ کوئی ناطہ کوئی تعلق واسطہ نہ تھا۔

میں تو یہاں تک بھی کہوں گی کہ ہمارا محافظ بننے کی بجائے سروب سے ہمیں بچانے کی بجائے اسے تو ہم سے انتقام لینا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ بابل کے بڑے پجاری نے اسے درندوں کے سامنے پھینکنے کا فیصلہ دیا تھا اور انتقامی کارروائی کرتے ہوئے وہ ہمارے خلاف حرکت میں بھی آ سکتا تھا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے پیچھے اس وقت مسلح جوان لگائے تھے جب بابل سے نکل کر نینوا کی طرف گیا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے میرے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی بلکہ وہ میرا محافظ اور میرا پاسبان بن گیا۔

یہ تو ایک چھوٹا احسان ہے۔ اس سے بھی بڑا ایک احسان اس کا ہم پر ہے جسے میں پوری زندگی فراموش نہیں کر سکوں گی۔

جب تم پہلی بار ہمارے پاس ارضِ فلسطین میں آئے تھے تم نے انکشاف کیا تھا کہ میرے باپ اور کناس دونوں نے اُر شہر کے ننار دیوتا کے مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ اگر یہ کچھ مسلح جوان لے کر میرے باپ کو گرفتار کر کے سناخریب کے سامنے پیش کر دیتا تو سناخریب اسے اس قدر نوازتا کہ اس کی پشتیں بے کار بیٹھ کر کھاتی رہتیں۔ اگر ایسا نہ بھی کرتا اور سناخریب کو اطلاع کر دیتا کہ بابل کا بادشاہ بھاگ کر ننار دیوتا کے مندر میں پناہ لئے

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوئے ہے تو سناخریب ضرور حملہ آور ہوتا۔ میرے باپ اور کناس کا خاتمہ کر دیتا اور رد عمل کے طور پر اس حارث بن حریم کو ضرور نوازتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ سب کچھ جاننے کے باوجود اس نے آشوریوں پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ میرے باپ اور کناس دونوں نے نار دیوتا کے مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ یہ اس کا ہم پر ایسا احسان ہے جسے ہم اتارنا بھی چاہیں تو نہیں اتار سکتے۔

میں سمجھتی ہوں کہ اب کناس اور میری راہیں بالکل جدا اور علیحدہ ہو چکی ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ میں نے اس سے محبت کی تھی اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہا تھا لیکن اب جبکہ اس نے نار دیوتا کے مندر کی دیوداسی سے شادی کر لی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں رہا۔

خوش قسمتی ہے کہ تم اس وقت ہم دونوں ماں بیٹی سے ملنے کے لئے آئے ہو جب میری بڑی بہن طبیرہ یا اس کا شوہر دمیس بن بشرود موجود نہیں ہیں وہ حارث بن حریم کے ہاں گئے ہوئے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی یہاں ہوتا تو جو پیغام تم نے دیا ہے اس کی موجودگی میں دیتے تو کیا میری بہن طبیرہ کیا دمیس بن بشرود دونوں میں سے ہر کوئی تیری گردن کاٹ کے رکھ دیتا۔ اس لئے کہ دمیس بن بشرود ہی نہیں میری بہن طبیرہ بھی ایک بھائی کی حیثیت سے حارث بن حریم سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔"

قندل لمحہ بھر کے لئے رکی کچھ سوچا پھر آنے والے اس جوان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"یہ تمہارے پہلے پیغام کا جواب ہے۔ اب دوسرا پیغام کہو کیا ہے؟"

قندل کے ان سارے الفاظ' اس کی ان ساری باتوں سے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی ماں رویان مسکرا رہی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی آنے والا وہ نوجوان بول پڑا۔

"دوسرا پیام آپ تینوں کے لئے ہے۔ اس میں طبیرہ بھی شامل ہے اور پیغام یہ ہے کہ آپ اب نینوا سے نکل کر بابل کی طرف چلی جائیں۔ اس لئے کہ بابل پر اب پھر آپ کے باپ کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور نینوا سے نکل کر آپ بابل سے پہلے کی طرح پُرسکون زندگی کی ابتدا کر سکتے ہیں۔"

قندل کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر طنزیہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ تو چند دن تک پتہ چلے گا کہ بابل پُرسکون ہے یا خون آلود' اس لئے کہ آشوریوں کا نیا بادشاہ سناخریب چند دن تک اپنے لشکر کے ساتھ نکلے گا اور بابل پر حملہ آور ہو گا۔ یہ خبر نینوا میں پھیل چکی ہے کہ سناخریب اور حارث بن حریم اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں اور کسی بھی وقت وہ بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے نینوا سے نکل سکتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ہم اگر نینوا سے نکل کر بابل کی طرف جاتی ہیں تو ہماری یہ حرکت آپ سے آپ موت کو گلے لگانے کے مترادف ہو گی۔

جا کے میرے باپ اور کناس سے کہنا کہ جہاں تک طبیرہ کا تعلق ہے وہ دمیس بن بشرود سے شادی کر چکی ہے۔ اس کی بیوی ہے۔ وہ تو کسی بھی صورت اپنے شوہر سے جدا ہو کر نینوا سے بابل کا رخ کرنا پسند نہیں کرے گی۔ جہاں تک میرا اور میری ماں رویان کا تعلق ہے تو ہم کس کے بھروسے پر بابل کا رخ کریں۔ میرا باپ اور کناس تو وہی ہیں جو اس سے پہلے دریقین کے باہر کھلے میدانوں میں ہم سب کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خود اپنی جانیں بچانے کے لئے ار شہر کی طرف بھاگ گئے۔ اب ہم پھر ان کے کسی ایسے منصوبے کا شکار نہیں ہونا چاہتے۔ آشوری چونکہ چند یوم تک نینوا سے نکل کر بابل پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا ہم دونوں ماں بیٹی کے نینوا سے بابل کی طرف جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے۔ اس سلسلے میں میری ماں کیا کہتی ہے وہ خود ہی تم سے بات کرے گی۔"

رویان لمحہ بھر کے لئے خاموش رہ کر مسکراتی رہی پھر اس نے آنے والے اس جوان کی طرف دیکھا پھر وہ دھیمے سے لہجے اور پُرسکون انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اس سے پہلے دریقین اور بابل شہروں کے درمیان میرا شوہر مردک بلدان اور کناس دونوں زیست کے ایک بدترین سانحہ میں ہم سے جیون کی زنجیریں کاٹ چکے ہیں۔ وہ ہم تینوں ماں بیٹی کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر صرف اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بھاگنے سے پہلے یہ نہ سوچا کہ فاتح آشوری ہم سے کیسا اور کس قدر بھیانک سلوک کریں گے۔ یہ تو بھلا ہو اس حارث بن حریم کا کہ اس نے مجھے ماں کا درجہ دیا۔ میری بیٹی طبیرہ کی شادی اس نے دمیس بن بشرود سے کرا دی اور اب میری بیٹی طبیرہ اتنی خوش اتنی پُرسکون ہے کہ ایسی آسودہ وہ بابل شہر میں اپنے باپ کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

پاس رہتے ہوئے بھی نہ تھی۔

عورت' مرد کا لباس ہوتی ہے اور مردک بلدان اور کناس دونوں اپنا لباس ہی نہیں کھو چکے بلکہ ان کے لئے ہمارے دلوں میں جو رشتوں کی مٹھاس تھی اسے بھی وہ کھو چکے ہیں۔ اب وہ بابل شہر میں داخل ہونے کے بعد اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر کے پھر ہم تینوں کو زندگی کی ادھ کھلی کھڑکی میں کھڑا کر کے موت کے پردوں پر ٹمٹماتی روشنیاں دکھانا چاہتے ہیں۔ خود شناسی کی شاہراہ پر اپنے ہونے کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔ جھوٹ کے مٹی گارے سے بنی اپنی شجاعت کا جھب دکھانا چاہتے ہیں۔ وقتی طور پر وہ طاقت کے شانے پر سر رکھ کر آنے والے حسین دنوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جو عنقریب بے تعبیر رہ جائیں گے۔ زندگی کے سمندر میں اب ہم تینوں ماں بیٹیاں رات سے دوستی کا رشتہ قائم نہیں کر سکتیں۔ ہم تینوں ستارہ سحر کی صداقت کو پس پشت ڈال کر سمندر میں بھاگتے اندھے جہازوں کے اندر ڈوبتے ستاروں کی راہنمائی میں سحر کا راستہ نہیں تلاش کرنا چاہتیں۔ اندھیروں کی طرف جا کر ہم تینوں ماں بیٹی قبر کی دوزخ سے اٹھ کر کرب کی ڈائنوں کے ساتھ رقص نہیں کرنا چاہتیں۔ اس لئے کہ عنقریب آشوری پھر ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں اور جب آشوری بابل پر حملہ آور ہوں گے تو مردک بلدان اور کناس دونوں کے لئے وقت کی بے لباس شاہراہ پر آفتوں کی بے کراں ویرانیاں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ میں ابھی سے ان دونوں کے لئے تاحدِ نظر دشت طلب کا سماں دیکھ رہی ہوں۔ موت و زیست کی پُرشوق مسافت میں ان دونوں نے جو بے حرف و بیاں طرز کا گرم افسوں کھڑا کر لیا ہے' عنقریب آشوری ان کے ان اندازوں کو ان کے ذہنوں سے اتار کر ان کے ہونے کو بدگمانی میں ڈال کر رکھ دیں گے۔

تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ اس سے پہلے جب آشوری بابل پر حملہ آور ہوئے تو پوری طاقت اور قوت کے ساتھ بابل پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف گیا تھا۔ جب کہ صرف آدھا لشکر دے کر اس نے حارث بن حریم کو بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا تھا اور بابل کو اس نے بڑی آسانی سے فتح کر لیا تھا اور اب جب آشوری پوری قوت کے ساتھ بابل کا رخ کریں گے تو کوئی قوت ان کے سامنے رکاوٹ نہ بن سکے گی۔

واپس جا کر مردک اور کناس سے کہنا کہ ہم تینوں ماں بیٹی کا رشتہ ہمیشہ کے لئے ان

سے منقطع ہو چکا ہے۔ جہاں تک طبیرہ کا تعلق ہے اس کی شادی دبیس بن بشردو سے ہو چکی ہے اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ رہی ہے۔ اس کا بابل کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کا تو سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک میرا اور چھوٹی بیٹی قندل کا تعلق ہے ہم دونوں نینوا میں ہی رہیں گی۔ بابل کی نسبت یہاں ہمارا تحفظ کرنے والے بہترین لوگ ہیں۔ میں یہیں کہیں قندل کی شادی کا اہتمام کر دوں گی۔ جب دونوں بیٹیاں اپنے گھر والی ہو جائیں گی تو میں دنیا کے سارے دکھ درد سے بے نیاز ہو جاؤں گی۔"

رویان جب خاموش ہوئی تو وہ نوجوان پھر بول پڑا۔

"محترم خاتون! قندل نے جو کناس سے محبت کی تھی اس کا کیا بنے گا؟"

جواب میں رویان نے جواب طلب سے انداز میں قندل کی طرف دیکھا۔ اس پر قندل نے اپنے نرم و نازک گلابی ہونٹوں پر زبان پھیری لحہ بھر کے لئے مسکرائی پھر اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں اپنے کاشانہ زلف و لب میں شب بھر مہکتی طلب کی طرح جس کا انتظار کرتی تھی اسے میں نے اپنی ذات سے علیحدہ کر دیا ہے۔ محبت کے ایوانوں میں میری خواہشیں جس کی جستجو میں بھٹکتی تھیں ان خواہشوں پر میں نے راکھ ڈال دی ہے۔ میرے جذبات جس باغ کی چار سو معطر ہواؤں میں دن بھر کسی کی یاد میں مہکتے تھے ان جذبات کو میں نے خاکستر کر دیا ہے۔ اس نے مجھے خزاں کے جور و ستم سہتے پتے کی طرح ایک طرف رکھ کر ایک دیوداسی سے شادی کر لی۔ اسے روشنی کا محور بنا کر اپنی سوچوں پر غالب کر لیا ہے۔ اس سے اب میرا کیا رشتہ' کیا تعلق رہ گیا ہے۔ کناس میرے لئے اجنبی ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی لڑکی کے لئے کوئی ناآشنا اور اجنبی مرد ہو۔ اس کی محبت کو میں نے آگ کا ایندھن بنا کر جلا ڈالا ہے۔ اب میرے ذہن میں اس کے لئے ناپسندیدگی اور نفرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

قندل جب خاموش ہوئی تو اس جوان نے پھر پوچھ لیا۔

"یہ جو آپ اپنے دیوتا مردوک سے بے پناہ محبت کرتی تھیں جس کی خاطر آپ حارث بن حریم کے قتل کی خواہش مند تھیں جس کی انا جس کے وقار کی خاطر آپ نے حارث بن حریم کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے پیچھے مسلح جوان لگائے تھے۔ تو اب دیوتا مردوک کا کیا بنے گا۔ اس لئے کہ یہاں نینوا میں رہتے ہوئے تو مردوک کی کوئی خدمت نہیں کر سکتیں۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تلخ سے انداز میں قندل مسکرائی پھر کہنے لگی۔

"میں نے مردوک ہی سے نہیں ہر مردود بت سے منہ موڑا ہے۔ یہ بت سردیوں کی بارش اور طوفانی یورش تک میں اپنا تحفظ نہیں کر سکتے۔ ان کے جسم پر مکھی بیٹھ جائے اسے نہیں اُڑا سکتے۔ کتے ان پر پیشاب کرتے رہیں انہیں منع نہیں کر سکتے۔ اپنے تحفظ کے لئے ظلم کی خوں ریزی' دھیرے دھیرے پھیلتے بنجرپن کو روک نہیں سکتے۔ بادلوں کی زخمی چیخوں' پانی کی وحشی لہروں پر یہ قابو نہیں پا سکتے پھر ہم ان کی کیوں پوجا پاٹ کریں نہیں توڑ کر اور انہیں پتھر سمجھ کر ریزہ ریزہ کیوں نہ کر دیں۔

سن مہربان قاصد! میں نے اپنے خیالات اپنے عقیدے کے اندر بھی ایک انقلاب برپا کر لیا ہے۔ میں اس خداوند قدوس کو ماننے والی ہوں جو واحد ہے لاشریک ہے۔ بے ہمتا ہے۔ وہ خاکِ آدم میں پیغمبری برپا کر کے انسانیت کو اکسیر عطا کرتا ہے اور انسان کی راہبری اور اس کی راہنمائی کا سامان کرتا ہے۔ وہ ازل سے ابد تک لافنا اور خالق کمال ہے۔ وہ ہر ذی حیات پکھیرو کو اس کی بولی عطا کرتا ہے۔ وہ خورشید کو اس کی رخشندگی چاند کو چاندنی کا فسوں جلتی دھوپ کو اس کی جلن مہربان ساون کو بارش اور سبز پوش کھیتوں کو بالیاں عطا کرتا ہے۔ وہی طوفانوں کے ہیجان روشنی کے الہام اور عذابوں کے سرسام کھڑے کرتا ہے۔ لاہوت و بے صدا تنہائیوں میں وہی ہست و نیست کی کیفیتیں پیدا کرنے والا ہے۔ برگ و گل کو وہ رنگ عطا کرتا ہے۔ اسی نے آکاش کا دامن پھیلا رکھا ہے اور اسی نے بدلتے موسموں کو گلے لگاتی زمین بچھا رکھی ہے۔

میں ہر بت پر لعنت بھیجتی ہوں ان کی حیثیت ایک بے کار پتھر سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اب جس آقا جس مالک پر میں ایمان لائی ہوں وہ ساری کائنات کا خالق مالک رازق اور ناظم ہے۔ انسان کے لئے لازم ہے کہ اسی کی بندگی اور عبادت کرے اور بوقتِ ضرورت صرف اسی سے مدد مانگے۔ عقیدوں میں تبدیلی کا یہ انقلاب ہمیں حارث بن حریم نے ہی عطا کیا ہے۔ اب نہ مجھے مردوک سے کوئی عقیدت ہے نہ ہی مردوک کے پیروکار کناس سے کسی قسم کی کوئی چاہت اور الفت ہے۔ اب تم کہو تم کیا کہتے ہو؟"

وہ نوجوان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' کہنے لگا۔

"اب میرے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں۔ میرا یہاں زیادہ دیر قیام کرنا اچھا نہیں ہے۔ میں اب جاتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر قندل کی طرف دیکھتے ہوئے رویان کہنے لگی۔

"بیٹی! یہ تیرے عقیدے میں بتوں کو چھوڑنے اور ایک خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کرنے کا انقلاب کیسے رُونما ہوا؟"

تیز نگاہوں سے قندل نے اپنی ماں رویان کی طرف دیکھا' پھر کہنے لگی۔

"میری مہربان ماں! آپ بھی تو اسی عقیدے پر قائم ہو چکی ہیں۔ گو مجھ سے آپ اپنی کیفیت کو چھپاتی رہی ہیں لیکن میری بہن طبیرہ مجھے پورے حالات سے آگاہ کرتی رہی ہے۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے ساتھ رہتے رہتے وہ بتوں سے متنفر ہو کر ایک خدا پر ایمان لا چکی ہے۔ اس واحدانیت کی تبلیغ اسی نے تنہائیوں میں آپ سے کی اور آپ بھی بتوں کو ترک کر کے ایک خدا کو ماننے والی بن گئیں لیکن آپ نے اپنی اس کیفیت کو مجھ سے چھپا کر رکھا لیکن بھلا ہو میری بہن کا آپ کے ساتھ ساتھ وہ مجھے بھی صورتِ حال سے آگاہ کرتی رہی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج میں بتوں سے متنفر ہو کر حارث بن حریم' دبیس بن بشرود' طبیرہ اور آپ کی طرح راہِ راست پر آ چکی ہوں۔"

قندل کی اس گفتگو کے جواب میں رویان کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ جس کمرے میں وہ بیٹھی ہوئی تھیں اس کمرے کے بیچ کا جو دروازہ دوسری طرف کھلتا تھا اس دروازے سے اچانک دبیس بن بشرود اور طبیرہ دونوں میاں بیوی نمودار ہوئے۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک ساتھ تالیاں بجاتے ہوئے رویان اور قندل کے قریب آ کر دبیس بن بشرود ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"قندل میری بہن! میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تم بتوں سے منہ موڑ کر ہماری طرح ایک خدائے واحد کی عقیدت مند ہو گئی ہو۔ جس وقت وہ نوجوان آپ دونوں سے ملنے کے لئے آیا تھا تو اس کے تھوڑی دیر بعد ہم دونوں میاں بیوی بھی آئے لیکن ہم نے اپنے آنے کو ظاہر نہیں کیا۔ ساتھ والے کمرے میں چلے گئے۔ اس آدمی کے ساتھ آپ کی جو گفتگو ہوئی اس کو میں اور طبیرہ سن چکے ہیں۔ جو گفتگو آپ لوگوں نے کی وہ یقیناً میری اور میری بیوی طبیرہ کے دل کی کیفیت کا بھی اظہار ہے۔ میری بہن تم نے جو آنے والے اس نوجوان کو جواب دیئے ہیں ان سے میرا اور طبیرہ کا دل خوش ہو گیا ہے۔ تم چاہتی تو حارث بن حریم کو ساتھ لے جا کر کناس کو موقع فراہم کر سکتی تھی کہ وہ اس پر حملہ آور ہو تم چاہتی تو........"

دبیس بن بشرود کو رک جانا پڑا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے قندل کہنے لگی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"میں کیوں چاہتی؟"

وہ پھر دبیس بن بشرود کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"ابن بشرود! میرے بھائی' اب جبکہ آپ دونوں نے ہماری ساری گفتگو سن لی ہے تو بیٹھیے میں ایک موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

دبیس اور طبیرہ بیٹھ گئے۔ قندل نے دبیس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ آشوریوں کا لشکر بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے کب روانہ ہو گا؟"

"میری بہن! میں اور طبیرہ ابھی ابھی حارث بن حریم ہی کی طرف سے آ رہے ہیں لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا اور پہلے بابل پر حملہ آور ہو گا۔"

قندل نے کچھ دیر سوچا پھر کہنے لگی۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بابل کے لشکر کے ساتھ جنگ ہو گی تو میرے خیال میں کناس انفرادی مقابلے کے لئے حارث بن حریم کو للکارے گا اس لئے کہ اس نے کلدانیوں کے سب سے بڑے بت مردوک کے سامنے کھڑے ہو کر حارث بن حریم کو قتل کرنے کی قسم کھائی تھی اور ایسا اب وہ صرف انفرادی مقابلہ کر کے ہی کر سکتا ہے۔

ایک اور بات جو ہم ماں بیٹی کے لئے تشویش کا باعث ہے وہ یہ کہ کل جب لشکر یہاں سے کوچ کرے گا تو ظاہر ہے طبیرہ بہن کو آپ اپنے ساتھ لے جانا پسند کریں گے۔ ہم دونوں ماں بیٹی اکیلی رہ جائیں گی۔ ہمارے اتالیق فطروس نے بھی حارث بن حریم کے ساتھ رہائش اختیار کر لی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی حارث کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائے۔ کیا ہم دونوں ماں بیٹی یہاں اکیلی رہتے ہوئے غیر محفوظ نہ رہیں گی۔"

قندل جب خاموش ہوئی تب دھیمے دھیمے لہجے میں اور ہلکی مسکراہٹ میں دبیس بن بشرود نے کہنا شروع کیا۔

"قندل میری بہن! تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں ماں بیٹی یہاں اکیلی نہیں رہو گی۔ لشکر جب کل یہاں سے کوچ کرے گا تو طبیرہ کے ساتھ تم دونوں ماں بیٹی بھی لشکر میں شامل ہو گی۔ اس سلسلے میں میری اور طبیرہ کی بات حارث بن حریم سے ہو چکی ہے۔ بلکہ فطروس بھی پہلے کی طرح ہمارے ساتھ ہی رہے گا۔ اس لئے کہ یہ جنگوں کا سلسلہ طویل ہو سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ لشکر یہاں سے کوچ کرے گا اور بابل کو زیر کرنے کے بعد لوٹ آئے گا۔ نہیں' جو لائحہ عمل حارث بن حریم کا سناخریب کے ساتھ

طے ہوا ہے اس کے مطابق سب سے پہلے بابل شہر پر ضرب لگائی جائے گی۔ بابل کے بعد اور بہت سی قوتیں ہیں جن کے ساتھ آشوریوں نے ٹکرانا ہے۔ مثلاً کوہستان زاگروس اور اس کے پار دشت الیپ میں بسنے والی کاسی قوم جو انتہائی خونخوار اور جنگجو ہے اس کے کچھ لوگ تو ابھی تک خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ اکثر و بیشتر آشوریوں کے شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کرتے رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ عیلامیوں کی سلطنت کو بھی سناخریب اپنا ہدف بنائے گا اس لئے کہ ماضی میں وہ بنی اسرائیل کی مدد کے باعث سناخریب کے باپ سارگون کے حملوں سے بچ نکلا تھا لیکن اس بار ہر صورت میں سناخریب انہیں اپنے سامنے زیر کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔

آپ کے باپ نے چونکہ آرامی خانہ بدوشوں کے علاوہ بنی اسرائیل کی سلطنت یہودیہ اور یہاں تک کہ مصر کے علاوہ عیلامیوں سے بھی آشوریوں کے خلاف مدد طلب کی ہے لہذا بابل کا معرکہ بڑا ہولناک اور خوفناک ہو گا۔ اگر آشوری بابل کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد کاسیوں اور عیلامیوں کے علاوہ بنی اسرائیل اور پھر مصر کی سلطنت کی بھی باری آئے گی اور پھر آشوری ان ساری قوتوں کو اپنے سامنے زیر کر کے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کریں گے۔"

دبیس بن بشرود کی اس گفتگو سے قندل خوش ہو گئی تھی پھر جھکتے ہوئے کہنے لگی۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں کوچ کی تیاری کرنی چاہئے۔ اگر لشکر نے یہاں سے روانہ ہونا ہے تو پھر ابھی سے ہمیں اپنی تیاری کر لینی چاہئے۔" اس پر جب دبیس بن بشرود نے گردن اثبات میں ہلائی تب قندل بول پڑی۔

"میرے خیال میں پہلے میں اور طبیرہ دونوں بہنیں اپنے کوچ کی تیاری کرتی ہیں پھر کھانا تیار کر کے اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔" دبیس بن بشرود اور رویان نے اس سے اتفاق کیا پھر دبیس بن بشرود رویان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ قندل اور طبیرہ دونوں کوچ کی تیاریاں کرنے لگی تھیں۔ اگلے روز آشوریوں کے لشکر نے نینوا شہر سے کوچ کیا۔ سناخریب نے اپنے بعد اپنے بیٹے اسارہدون کو نینوا شہر میں ایک لشکر کے ساتھ حفاظت کی خاطر چھوڑا۔ باقی سارے سالاروں اور سر کردہ جرنیلوں کو لے کر وہ نینوا شہر سے بابل کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

☆------☆------☆

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بابل کے کلدانی بادشاہ مردک بلدان کے طلایہ گر اور نقیب بھی آشوریوں کے گرد بھوکے گدھوں کی طرح منڈلا رہے تھے۔ جب آشوری اپنا لشکر لے کر نینوا شہر سے نکلے تو بابل میں ان کے کوچ کی خبر مردک بلدان کو ہو گئی تھی۔ آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مردک بلدان نے بابل شہر سے باہر کھلے میدانوں کا انتخاب کیا۔ اس کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہو چکا تھا۔ اس کے لشکر میں عیلامی بھی شامل تھے۔ یہودیہ کی سلطنت کے اسرائیلی' آرامی خانہ بدوشوں کے لشکری اور پھر مصر سے بھی چند دستوں پر مشتمل ایک لشکر مردک بلدان کے لئے بابل پہنچ چکا تھا۔ اس طرح مردک بلدان کو پورا یقین اور بھروسہ تھا کہ اس بار چونکہ پہلے کی نسبت اس کی طاقت اور قوت زیادہ ہے لہٰذا وہ ہر صورت میں آشوریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری طرف آشوری بھی پرسکون تھے اس لئے کہ ان کے لشکری جانتے تھے اس سے پہلے انہوں نے صرف اپنے آدھے لشکر کے ساتھ حارث بن حریم کی سرکردگی میں بابل کو فتح کر لیا تھا اور اس بار تو ان کا پورا لشکر بابل کا رخ کئے ہوئے ہے۔ آشوری بڑی برق رفتاری سے اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو نینوا سے بابل کی طرف جاتی تھی۔

بابل سے کافی باہر مردک بلدان آشوری لشکر کی راہ روکے کھڑا ہوا تھا۔ مردک بلدان پہلے ہی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں خیمہ زن ہو چکا تھا۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے سناخریب نے بھی اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے اور خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

صرف ایک رات دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کرتے ہوئے آرام کیا۔ دوسرے روز کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان نے اپنے لشکریوں کے اندر جنگ کے طبل اور نفیریاں بجا دیئے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ آشوریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بڑا بے تاب اور بے چین ہے۔ اس کے اس عمل کے جواب میں ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے آشوریوں کے بادشاہ سناخریب نے بھی اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجا دیئے تھے اور چھوٹے بڑے سارے سالار اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ ایسی ہی کارروائی مردک بلدان اور اس کے لشکری بھی کر رہے تھے۔

مردک بلدان کا سالارِ اعلیٰ اور قندل سے محبت کرنے والا کناس اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا' دونوں لشکروں کے وسطی حصے میں آیا پھر آشوریوں کے لشکر کی طرف منہ کرتے ہوئے اس نے حارث بن حریم کا نام لے کر انفرادی مقابلے

کے لئے للکارا۔

اس کی اس پکار پر اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے حارث بن حریم سناخریب کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ جو نوجوان انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترا ہے اس سے ایسا کرنے کی مجھ کو امید پہلے ہی تھی۔ میں نے پہلی بار جب بابل کو فتح کیا تھا تو بابل کی ہمارے ہاتھوں فتح کی خبر سن کر اس نے سب سے بڑے بت مردوک کے پاس کھڑے ہو کر میرے قتل کرنے کی قسم کھائی تھی۔ میرے خیال میں اپنی اسی قسم کی تکمیل کے لئے اس نے مجھے انفرادی مقابلے کی دعوت دی ہے۔ لہٰذا میں اس کے مقابلے پر نکلتا ہوں۔" سناخریب نے جب مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ تب حارث بن حریم نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا پھر اسے میانہ روی سے ہانکتے ہوئے وہ میدان کے وسطی حصے کی طرف بڑھا۔ چند قدم آگے جا کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر انتہائی انکساری اور عاجزی میں وہ دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اے خداوند مہربان! تو ہی کرنوں کے دوش پر مہکتی ہواؤں کے جھونکوں پر نارسائی کی دھند میں چاہتوں کے پیغام کی طرح بنی نوع انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ میرے اللہ میں نے ہمیشہ جنوں کی ان راہوں پر قضا کے ان سنگِ میل اور ملگجی ریت پر اجل زدہ شاہراہوں پر ہمیشہ تجھے ہی پکارا ہے۔ تیرے سوا میرا کوئی ناصر و حامی نہیں۔ تیرے سوا اس دنیا میں بنی نوع انسان کا کوئی راہنما نہیں' تیرے سوا کوئی مددگار نہیں تو ہی بھولے بسرے الفاظ کو ادیب' شاعر اور پارکھ کے لاشعور سے نکال کر شعور کی طرف لاتا ہے۔

تو ہی گرد آلود چہروں اور اداس آنکھوں کی سمتوں کو ماہ و سال کی خوشیوں کے پیغام اور لفظ و حروف کے پیکر میں آسودگی عطا کرتا ہے۔ تو ہی اس زمین کی چوکھٹ پر زمین کے ہنگاموں کو شوق کے پروں پر دل کی دھڑکنوں کی طرح اتارتا ہے۔

میرے اللہ میں نے ہمیشہ وقت اور موسموں کی تلخیوں میں قلزموں کی طرح بھٹکتے برق کے طوفانوں میں زخموں کی کائنات کھڑی کرتے جذبوں کی اندھی یلغار اور گمراہی کے تاریک گرد و غبار میں تجھے ہی پکارا ہے۔ تو مہربانیوں کی ملائم نیند سا رحیم ہے اور میں ہمیشہ تحیر بلبلے کی طرح تیرے ہی سامنے نگوں سر رہا ہوں۔ تو ایسا ہے کہ بدن کے مخفی گوشوں کے بھید تک جانتا ہے اور میں ہمیشہ ستاروں سے بھری ماہتاب راتوں میں تجھے ہی اپنا آقا اپنا پاسباں سمجھ کر پکارتا رہا ہوں۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میرے مالک میں قضا کے جھکڑوں کی یورش میں اترنے لگا ہوں۔ ناگ کی طرح پھن پھیلائے موت کی وادیوں میں قدم رکھنے لگا ہوں۔ لپکتے شعلے برساتی خون کی راہ گزر کا سامنا کرنے لگا ہوں۔ موت کی زد میں ہمیشہ میں نے تجھ سے ہی حیات کی آرزو کی ہے۔ میرے خشک ہونٹوں کے کشکول میں ہمیشہ بس تجھ سے ہی مدد کی درخواست رہی ہے۔ میرے اللہ مقابلے کے اس میدان میں میری حمایت میری نصرت کرنا مجھے سرخرو کرنا مجھ جیسے مواحد کو شرمسار نہ کرنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم خاموش ہو گیا تھا۔ آسمان کی طرف دیکھنے کی بجائے اب وہ اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر زندگی کے لہو کا نقطۂ جوش تھا۔ آنکھوں میں جنون کی سی ایک فرزانگی' بدن میں راحت نواز بے چینی اور ہونٹوں پر اضطراب آمیز مسکراہٹ تھی اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے اس نے اپنے خداوند قدوس اپنے مالک اپنے آقا کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس کی رفتار اس نے تیز کر دی تھی۔

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حارث بن حریم کناس کے سامنے آن کے رکا۔ کناس نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ اپنے گھوڑے کی گردن اس نے اس ہاتھ سے تھپتھپائی جس میں اس نے اپنی تلوار تھام رکھی تھی۔ پھر انتہائی کراہت آمیز انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بول اٹھا۔

"کیا تم ہی ابن حریم ہو؟ جسے ذلیل دکتر لوگ مسافت کے عمیق صحرا جیسا ناقابلِ عبور نیلے بکھرے آسمان جیسا ناقابلِ تسخیر اور الجھے دشت عالم جیسا خوفناک خیال کرتے ہیں۔"

جونہی کناس خاموش ہوا حارث بن حریم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"ایسے الفاظ پہلے کبھی کسی نے میرے متعلق نہیں کہے تُو ہی یہ الفاظ کہہ رہا۔ میرے خیال میں تُو ہی دنیا کا ذلیل ترین اور کم ترین انسان ہے۔"

غصے میں ایک دفعہ کناس کا چہرہ سرخ ہو گیا' پھر کہنے لگا۔

"کیا تُو جانتا ہے' میں نے اپنے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے سامنے کھڑے ہو کر تجھے قتل کرنے کی قسم کھائی تھی۔"

حارث بن حریم نے خوفناک انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"جو شخص گھنے پیڑوں کی چھاؤں جیسی زلفیں' بھیگی غزل جیسے آنکھوں کے کٹورے' رخساروں کی سرخیوں کی پھبن اور ادھ کھلے پھول سے غنچہ دہن والی محبوبہ کو افسردہ پھول بدحال کلیوں اجڑے کھنڈر بام جیسی ملال آفرین کیفیت میں چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ گیا ہو وہ میرا سر کیا قلم کرے گا۔ ظالم! تُو تو قندل کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کے بھاگ گیا۔ تو موت کی اس رزم گاہ میں میرا کیا مقابلہ کرے گا؟ تُو انتہائی سستے داموں اپنی توقیر گنوا چکا ہے۔ اپنا وقار کھو چکا ہے۔ اب تُو اس بے بس مسافر کی طرح ہے۔ جس کے سامنے کوئی منزل نہ ہو۔"

کناس نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور پھر کہنے لگا۔

"میں جب شیشہ گروں کے دست ہنر کی طرح گرد آئینہ ہٹا کر تجھے نفرتوں کی تازہ شاخوں اور سرد موسموں کی بے لباسی کی طرح ننگا کروں گا تب تم جانو گے میری کیا اصلیت کیا حقیقت ہے۔"

حارث بن حریم نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کھولتے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"لگتا ہے آج تک تُو نے زندگی کی حقیقتوں میں تکان اترتی نہیں دیکھی۔ مکالموں اور پہیلیوں کو خون آلود ہوتے نہیں دیکھا۔ شہرتوں کو عداوتوں کے منظر میں ڈوبتے نہیں دیکھا۔ آسمان سے اترتی اندھیری راتوں کے عذاب کے رتھ کو نہیں دیکھا۔ پُراسرار سناٹوں میں وحشی درندوں کے عمل جیسی رزم گاہ سے شناسا نہیں ہوا۔ ظالم میں جب پتھروں کی بستیوں کو شیشوں کے نگر میں تبدیل کرنے کے اپنے کام کی ابتدا کروں گا تو یاد رکھنا تیرے تن کو قہر ظلمت میں دھنسے کہنہ سنگ میل' تیری جاں کو رزم گاہ کے پیلاتے کرب و بلا تیری شان و شوکت کو جوہر عظمت سے محروم کردار اور تیرے سارے وقار کو وقت کے بوڑھے ٹوٹے کھنڈروں جیسی کروں گا تب تُو اپنے آپ کو آگ اگلتی دوپہر میں کھیتوں کے خشک دل سے بھی بدتر محسوس کرے گا۔ سن کناس! میں جب منجدھاروں کے ریلے میں جیون کے ساگر بقا میں کھڑا ہو کر تیرے تن کو خون میں گوندھوں گا اور تیرے دل و جان کو زمانے کے سوختہ حلق میں اتاروں گا تب تُو اپنے آپ کو کائنات کے ابلیس جیسا سب سے بدترین انسان تصور کر رہا ہو گا۔"

حارث کے ان الفاظ پر کناس کی حالت غصے کے آخری کناروں کو چھو چکی تھی۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار لہرائی' گھوڑے کو ایڑ لگائی پھر وہ سینے میں پیچ و تاب

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کھاتے سیل' سوچوں کے دشت میں خوابوں اور آہیں بھرتی سسکتی تنہائیوں میں آتش فشانی لاوے کی بے روک یورش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حارث بن حریم نے سب سے پہلے کناس کے حملے کو روکا اس کے بعد وہ بھی ہوس کے صحراؤں میں اپنے دشمنوں کے دلوں کے آئینوں کو کرچی کرچی' روحوں کے پیمانوں کو پارہ پارہ کر دینے والے لاحاصلی کے عذاب میں بے بدن بھٹکتے سایوں اور بے گلو بھٹکی صداؤں کی طرح حرکت میں آیا۔ پھر وہ بھی کناس پر یخ بستہ ٹھنڈی ہواؤں کی انقلابی صداؤں اور بے کنار دشت کی لامحدود پیاس کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دونوں ایک دوسرے پر جان لیوا حملے کر رہے تھے۔ اپنے گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے پینترے بدلتے ہوئے اپنی فتح' اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ دونوں کے گھوڑے بڑی تیزی سے نتھنے پھڑپھڑاتے' ہنہناتے' کنوتیاں بدلتے ہوئے اپنے اپنے سوار کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے دائیں بائیں آگے پیچھے ہوتے ہوئے اپنے سوار کو بہتر انداز میں حملہ آور ہونے کے مواقع فراہم کر رہے تھے۔

کچھ ہی لمحوں کے بعد کناس پر بددلی چھانا شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ اس نے اندازہ لگا لیا کہ حارث بن حریم کے جان لیوا حملے لحہ بہ لحہ اسے موت اور مرگ سے قریب کرتے چلے جا رہے تھے۔ اس نے کئی بار کوشش کی کہ حارث بن حریم پر حملہ آور ہونے کے بعد پوری قوت سے زور لگاتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے اس کا توازن بگاڑے اور اسے گھوڑے سے گرا دے۔ لیکن بار بار کی کوشش کے باوجود وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ حارث بن حریم بھی شاید اس کی اس کوشش کو سمجھ رہا تھا لہٰذا اپنے چہرے پر ہلکا سا تبسم بکھیرے وہ اس کا سامنا کرتا جا رہا تھا اور اپنے حملوں میں آہستہ آہستہ خوفناکی اور وحشت بھی بھرتا چلا جا رہا تھا۔

ایک موقع پر جب کہ حارث بن حریم اور کناس دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تب کناس نے شاید اسے اپنے لئے ایک مناسب موقع جانا اس نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اپنی ڈھال حارث بن حریم کے چہرے پر مارنا چاہی لیکن اس کی ڈھال کے اس وار کو حارث بن حریم نے اپنی ڈھال پر روکا پھر اس زور اور قوت کے ساتھ اپنی ڈھال کو جھٹکا دیتے ہوئے آگے بڑھا کہ کناس گھوڑے پر اپنا توازن کھو بیٹھا اور زمین پر گر گیا۔

آندھی اور طوفان کی طرح ایک جست کے ساتھ حارث بن حریم اپنے گھوڑے

سے اترا اتنی دیر تک کناس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آگے بڑھ کر جب حارث بن حریم نے اس پر حملہ کیا تب اس نے اس کے حملے کو اپنی ڈھال پر روکا پھر حارث بن حریم پر گویا سودا سوار ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے حملوں میں ایسی تیزی پیدا کر دی کہ وقت کی آنکھ نے دیکھا اس کی تلوار اس قدر سرعت کے ساتھ گر رہی تھی کہ اس نے اپنے گرنے والی جگہ میں سفید رنگ کی ایک چادر سی باندھ کے رکھ دی تھی۔ ان تیز حملوں کے سامنے کناس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ پھر شاید حارث بن حریم جلد مقابلے کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ جس وقت الٹے پاؤں کناس پیچھے ہٹ رہا تھا۔ حارث بن حریم نے دائیں پاؤں کی زوردار ٹھوکر اس کے پیٹ میں دے ماری تھی۔ حارث بن حریم کی یہ ٹھوکر لگنے پر کناس زمین پر گرا اور دوسرے ہی لمحے حارث بن حریم نے ایک پاؤں اس کے دائیں ہاتھ پر اور دوسرا اس کے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے اس سے اس کی ڈھال اور تلوار چھین کر دور پھینک دی تھی۔

اب زمین پر لیٹے ہی لیٹے کناس لرز کانپ رہا تھا۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ حارث بن حریم اب اپنی تلوار بلند کرے گا اور ایک ہی وار میں اس کی گردن کو اس کے تن سے جدا کر کے رکھ دے گا۔ لیکن حارث نے سب سے پہلے کناس کی تلوار اور ڈھال کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر دور پھینک دیا پھر کناس کو مخاطب کرتے ہوئے ہولناک انداز میں کہنے لگا۔

"اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔"

کناس کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ آنکھوں میں موت کے ہیولے رقص کر رہے تھے۔ اس موقع پر حارث بن حریم نے اسے مخاطب کیا۔

"جس وقت میں تم سے تمہاری تلوار اور ڈھال چھین چکا تھا اور تم انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ مجھے چاہئے تو یہ تھا کہ میں اپنی تلوار بلند کر کے تیرے تن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے کہ تیری میرے پاس ایک امانت ہے۔ دیکھ میں جانتا ہوں کہ قندل تمہیں چاہتی ہے۔ تم سے محبت کرتی ہے۔ شاید تمہیں کسی نے یہ بھی بتا دیا ہو کہ حقیقی معنوں میں میں نے اس سے شادی نہیں کی۔ صرف یہ مشہور کر دیا تھا کہ وہ میری بیوی ہے تاکہ بابل کا حاکم سروب جو اسے پسند کرتا تھا وہ اس پر قبضہ نہ کرے۔ میری بیوی ہونے کے ناطے سے سروب اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ حالانکہ میں نے آج تک اس کے جسم کو چھوا تک نہیں۔ وہ صرف ظاہری طور پر میری بیوی بنی ہوئی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اس رشتے سے میرا اس کا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ وہ تمہاری امانت ہے۔ میں اس امانت کا امین ہوں اور تم امانت کے مالک ہو۔ لہٰذا امین کی حیثیت سے میں تمہیں قتل کر کے اس امانت کو دربدر نہیں کرنا چاہتا۔ گو مقابلے کے اس میدان میں مَیں تمہیں زیر کر چکا ہوں شکست دے چکا ہوں چاہئے تو یہ تھا کہ میں تیری گردن کاٹ دیتا لیکن قندل کے طفیل میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھو اور واپس اپنے لشکر میں چلے جاؤ۔ تمہاری تلوار' تمہاری ڈھال اسی میدان میں پڑی رہے گی تاکہ تمہیں اور دوسرے کلدانیوں کو اس انفرادی مقابلے میں تمہاری شکست کا احساس رہے۔ جاؤ' میں تمہیں قندل کے طفیل معاف کرتا ہوں۔ تم جاسکتے ہو۔ اس جنگ کے بعد اگر تم زندہ رہے تو پھر کسی نہ کسی کے ذریعے مجھ سے رابطہ قائم کرنا کسی آسودہ پناہ گاہ کی طرف چلے جانا وہاں میں قندل کو تمہاری طرف روانہ کردوں گا اور اس کے ساتھ تم بہتر زندگی کی ابتدا کرنا۔ یہ بھی اپنے ذہن میں بٹھائے رکھنا کہ اس سے پہلے میں جانتا تھا کہ تم نے اور بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے اُر شہر میں ننار دیوتا کے ایک مندر کے تہہ خانے میں پناہ لے رکھی تھی۔ میں چاہتا تو وہاں پر حملہ آور ہو کر تم دونوں کو گرفتار کر کے اپنے بادشاہ سارگون کے سامنے پیش کرتے ہوئے بے پناہ مراعات حاصل کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ وہاں قندل کو بھیج دوں لیکن قندل نے اپنی ماں کی موجودگی میں وہاں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ بہرحال میں بات کو طول نہیں دینا چاہتا دونوں لشکر آپس میں ٹکرانے کے لئے بے چین اور بے تاب ہو رہے ہیں ان لوگوں کو یہ تو خبر ہو چکی ہے کہ تُو میرے ہاتھوں میں زیر ہو چکا ہے۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھ اور واپس چلا جا میں تجھے معاف کرتا ہوں۔''

حارث بن حریم کی اس ساری گفتگو سے کناس دنگ رہ گیا تھا۔ اس کے معاف کرنے کو اس نے غنیمت جانا اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا' گھوڑے کو اس نے موڑا اس موقع پر حارث بن حریم بھی اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا پھر اچانک کناس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنے گھوڑے کی طرف بڑھتے ہوئے حارث بن حریم کی طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ ان تیزی اور سرعت کے ساتھ اس نے حملہ کیا کہ حارث بن حریم سنبھل نہ سکا۔ کناس نے جب اس پر چھلانگ لگائی تو حارث بن حریم اپنا توازن کھو بیٹھا اور زمین پر گر گیا تھا۔ کناس اس پر چڑھ دوڑا اور اس پر مکوں کی اس نے بارش کر دی تھی۔ کناس چاہتا تھا کہ حارث بن حریم کی تلوار نکال کر اس کا خاتمہ کر دے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس لئے کہ حارث بن حریم اپنی تلوار کو نیام میں ہی اپنے پہلو میں دبا چکا تھا ڈھال پر

بھی اس نے اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ پھر اچانک حارث بن حریم نے اپنا ایک پاؤں کناس کے پیٹ پر جمایا اور اس قوت سے اسے ہوا میں اچھالا کہ کناس دور جا گرا۔ حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھا کپڑے جھاڑے پھر بھوکے درندے کے سے وحشت ناک انداز میں کناس کی طرف بڑھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر مکوں اور گھونسوں کی بارش کر دی لیکن کناس پھر بھی زیادہ دیر تک حارث کے مکوں کو برداشت نہ کر سکا۔ نڈھال اور تھکا تھکا سا دکھائی دینے لگا۔ چند اور مکے کھانے کے بعد لڑکھڑانے لگا تھا۔ پھر جب حارث بن حریم نے دو چار اور گھونسے مارے تو کناس زمین پر گر گیا۔ نفرت کے انداز میں حارث بن حریم نے پہلے زمین پر تھوکا پھر انتہائی ہولناکی میں وہ کہہ رہا تھا۔

''میں سمجھتا تھا مردک بلدان کی حسین و پُرجمال بیٹی قندل تم سے محبت کرتی ہے اور تم ایک تہذیب یافتہ اور چوروں کے اژدھام میں انسان شناس شخص ہو گے لیکن تم ابلیس سے بھی زیادہ بدتر ثابت ہوئے۔ میں نے تمہیں اس لئے معاف کر دیا تھا کہ قندل تمہیں پسند کرتی ہے۔ تم سے محبت کرتی ہے اور وہ میرے پاس امانت کے طور پر ہے۔ میں وہ امانت تمہیں لوٹانا چاہتا تھا۔ میں یہ امید رکھتا تھا کہ میرے معاف کر دینے سے تمہارے پاؤں سے ناتوانی کا خوف اتر جائے گا اور تم میرے معاف کر دینے کو بہار رُتوں کی نوید سمجھ کر اپنے لشکر میں چلے جاؤ گے اور آنے والے دنوں میں میرے ممنون اور شکر گزار بن کے رہو گے۔

پر میں نے تجھے معاف کر کے لگتا ہے غلطی کی تھی۔ اس لئے کسی کا کہنا سچ ہوا کہ فرعون کے مقابل موسیٰ بن جانا چاہئے اور جابر سے کبھی کسی قسم کی رورعایت نہیں برتنی چاہئے۔ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ تو جھوٹی شرافت کا لبادہ اوڑھے اور لمحوں کا روگ بنتا شیطان ہے۔ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تو ان بیمار زہریلے لمحوں اور رسوائیوں اور نفرت بھری تعبیر سا ناقابلِ بھروسہ ہے تو تجھے مقابلے کے میدان میں زیر کرنے کے بعد میں پہلے ہی جھٹکے میں تیری گردن کاٹ کے رکھ دیتا۔ تُو انسان کا بچہ نہیں ہے۔ یقیناً اخلاق کی ہتھیلی سے گرا ہوا ایک بدترین انسان ہے اور اب میں تجھے زندہ واپس لشکر میں نہیں جانے دوں گا تُو یقیناً اس قابل بھی نہیں ہے کہ وہ امانت تیرے حوالے کی جائے جو میری تحویل' میری حفاظت میں ہے۔'' اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ حارث بن حریم نے تلوار میان سے نکالتے ہوئے بلند کی گرائی اور کناس کو اس نے کاٹ کے رکھ دیا تھا۔

کناس کا خاتمہ کرنے کے بعد حارث بن حریم مڑا' اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایڑ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بشکریہ ون اردو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

لگاتے ہوئے سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنے لشکر کے سامنے اس جگہ آیا جہاں سناخریب' دبیس بن بشرود اور دوسرے آشوری سالار کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے آنے کے ساتھ ہی سناخریب نے اسے مخاطب کیا۔

"ابن حریم! میرے عزیز بھائی' یہ کیا مقابلہ تھا۔ تُو نے اسے لگتا ہے زیر کرنے کے بعد چھوڑ دیا پھر اس نے بد عہدی کی۔" حارث بن حریم مسکرایا کہنے لگا۔

"سناخریب میرے محترم! تمہارا کہنا درست ہے۔ کبھی اس شخص کی ایک امانت میرے پاس تھی۔ اس بنا پر میں اس شخص کا احترام کرتا تھا اور مقابلے میں اسے زیر کرنے کے بعد چاہتا تھا کہ یہ شکست خوردہ ہو کر میرے ہاتھوں مارا نہ جائے واپس اپنے لشکر میں چلا جائے لیکن اس نے دھوکا دہی سے کام لیتے ہوئے ایک دم مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ مجھے زیر کرنا چاہا لیکن میں خداوند قدوس کا صد ہزار بار شکر گزار ہوں کہ میں اس بھیڑیے نما انسان کو اپنے سامنے دوبارہ زیر کرنے میں کامیاب رہا۔"

حارث بن حریم رکا پھر سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

"میرے خیال میں دشمن جنگ کی ابتدا کرے گا۔ میں اور دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے آگے جاتے ہیں۔" سناخریب نے اس سے اتفاق کیا۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے آگے ہو لئے۔ جاتے ہوئے کناس کو معاف کرنے کی وجہ حارث بن حریم نے تفصیل کے ساتھ سناخریب سے کہہ ڈالی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد بابل' یروشلم' شوش' مصر اور وحشی کاسی قبائل کا متحدہ لشکر مردک بلدان اور اس کے سالاروں کی سرکردگی میں حرکت میں آیا پھر مردک بلدان اور اس کے سارے سالار اپنے لشکر کے ساتھ آشوری لشکر پر صحرا کی تپتی فضاؤں میں طوفانوں کے اڑتے خروش' دوپہر کی بہتی دھوپ میں آتشی پکار کے شور و زور اور کرب و شرر کو بے زنجیر کرتے بگولے بھرے لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

آشوریوں نے سب سے پہلے متحدہ لشکر کا زوردار حملہ روکا پھر انہوں نے پَر پُرزے نکالنے شروع کئے اور وہ بھی سناخریب' حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور دوسرے چھوٹے سالاروں کی راہنمائی میں اس متحدہ لشکر پر بے منزل و تاریک راستوں پر سینے میں سلگتے انگارے بھرتے مہیب راہوں کے بیابانی غول' رات کے یکجا عناصر کو بکھیر کر بدحال اور نڈھال کر دینے والے سرگشتہ آتشی عذاب اور جسم کی آسودگیوں میں آگ بھر دینے والے حلقہ در حلقہ موت کے کاروانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکریوں کے انتہائی غضبناک اور انتقام بھرے انداز میں ٹکرانے کے بعد میدان جنگ میں شور و خروش کے کرب میں زندگی فنا سے بغلگیر ہونے لگی تھی۔ زیست کی خواہشیں بڑی تیزی سے مضمحل ہونا شروع ہو چکی تھیں۔ ولولے خون سے تر ہونے کے عمل سے گزر رہے تھے اور بکل مارے بیٹھی خاموشیاں درد کی چبھن سی آوازوں کے اندر زخم زخم ہونا شروع ہو چکی تھیں۔

جنگ طول پکڑنے لگی تھی۔ بابل کے کلدانیوں اور ان کے لشکر میں شامل آرامیوں یہودیہ کی ریاست کے اسرائیلیوں' مصر کے لشکریوں' عیلامیوں کے سرفروشوں اور دشت الیپ کے کاسی خانہ بدوشوں نے جب دیکھا کہ اس قدر بڑے متحدہ لشکر کے سامنے بھی آشوری نہ جھک رہے ہیں نہ پسپا ہو رہے ہیں تب ان کے سالاروں نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ ایک دوسرے کی طرف پیغام بھجوایا کہ وحشی انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ ایک ہلا دینے والا حملہ آشوریوں پر کیا جائے۔ ایک بار ان کے قدم اکھڑ گئے تو پھر دور تک ان کا تعاقب کیا جائے۔

یہ پیغام ملتے ہی متحدہ لشکر کے عسکری آشوریوں پر اس طرح حملہ آور ہونا شروع ہوئے جیسے بدتمیز اور بے ہودہ ناخوشگوار اور ناقابل برداشت جملے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر ٹوٹ پڑتے ہیں اور زندگی کے مد و جزر کو منجمد کر دینے والے آلام کے بدترین ذائقے کسی کو اپنا ہدف بنانا شروع کر دیتے ہیں لیکن متحدہ لشکریوں کی پریشانی میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب ان کے اندازوں کے خلاف ان کے ان حملوں کو بھی روکتے ہوئے جوابی کارروائی میں آشوری سانسوں میں تحلیل ہوتی فضا اور زیست کی ناؤ کو دبوچتے بے پناہ مصائب کے ہجوم کی طرح ان پر وارد ہونے لگے تھے اور ان کی اگلی صفوں کا پوری طرح قتل عام کرتے ہوئے وہ پچھلی صفوں کی بھی خبرگیری کرنے لگے تھے۔

اب آشوریوں کے سامنے متحدہ اقوام کے لشکر کی حالت چھاؤں سے محروم پیڑوں' ادھورے خوابوں کی نادیدہ تعبیروں اور دکھ کے گہرے ساگر میں دم توڑتے خونی گرداب جیسی ہونی شروع ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد متحدہ اقوام کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آشوریوں نے بھاگتے دشمن کا اس طرح تعاقب کیا جس طرح اندھیرے کی گھنی پرچھائیوں کا روشنی کی طوالت و تمازت تعاقب کرتی ہے۔ جس طرح سرمستی بے کراں فضاؤں میں ابد کی گرم گداز قوتیں بے تعبیر خوابوں کے پیچھے لگ جاتی ہیں۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بابل کے بادشاہ مردک بلدان کے لئے یہ دوسری بدترین اور ذلت آمیز شکست تھی۔ میدانِ جنگ سے وہ بھاگا اور بابل شہر میں محصور ہو گیا تھا۔ اس کے دوسرے اتحادی اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے آشوریوں کے بادشاہ سناخریب نے کوئی فیصلہ کیا اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"ابن حریم! میرے عزیز بھائی' مردک بلدان ہم سے شکست کھانے کے بعد بابل میں محصور ہو گیا ہے۔ اس کے اتحادی اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ اس موقع پر میرے پاس ایک تجویز ہے جو میں تم سے کہتا ہوں۔ اگر تم اس کی تائید کرو گے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

میں چاہتا ہوں کہ بابل کا محاصرہ کر کے ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ تم جانتے ہو عیلامیوں نے گزشتہ جنگوں میں ایک بار میرے باپ سارگون کو نقصان پہنچاتے ہوئے پسپا ہونے پر مجبور کیا تھا۔ اس جنگ میں بھی عیلامیوں نے مردک بلدان کا ساتھ دیا ہے لہٰذا فی الحال مردک بلدان کو فراموش کر کے میں عیلامی سلطنت کا رخ کرنا چاہتا ہوں۔

عیلامیوں کا بادشاہ ستروک ننخندی یہی خیال کر رہا ہو گا کہ اس نے مردک بلدان کی مدد کے لئے اپنے لشکر کا جو حصہ بھجوایا تھا وہ لوٹ آیا ہے اور اب آشوری بابل کا محاصرہ کر لیں گے لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔ مردک بلدان تو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھا کر محصور ہو چکا ہے۔ اسے اپنی قوت کو سنبھالا دینے' اپنے لشکر کو پھر سے استوار کرنے کے لئے کچھ وقت چاہئے۔ اس وقت سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ ارضِ عیلام کا رخ کریں۔ عیلامیوں پر ایسی ضرب لگائیں کہ ان کی سلطنت کے اندر دور دور تک اپنی فتح مندی کے علم بلند کریں۔ اس طرح عیلامیوں سے ہم انتقام بھی لے لیں گے اور انہیں اس قدر کمزور بھی کر دیں گے کہ آنے والے دور میں آشوریوں کے خلاف کبھی سر نہ اٹھا سکیں گے۔

میں چاہتا ہوں کہ ابھی اور اسی وقت عیلام کا جو لشکر یہاں سے بھاگا ہے اور جو لشکر پہلے سے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک ننخندی کے پاس ہے انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا جائے اور ان پر ضرب پر ضرب لگاتے ہوئے انہیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے۔"

سناخریب جب خاموش ہوا تب حارث بن حریم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سناخریب میرے بھائی! میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ فی الحال مردک بلدان کو واقعی ہمیں اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر ہم بابل کا محاصرہ کرتے ہیں تو یہ محاصرہ طول بھی پکڑ سکتا ہے۔ اس دوران جو قوتیں مردک بلدان کی مدد کے لئے آئی تھیں وہ دوبارہ استوار ہو کر باہر سے ہم پر شب خون مار سکتی ہیں یا حملہ آور ہو سکتی ہیں اور شہر کے اندر سے مردک بلدان ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ فی الحال مردک بلدان کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہمیں عیلامیوں کا رخ کرنا چاہئے۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ پر سناخریب مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم مجھ سے اتفاق کر رہے ہو۔ اب ایک اور کام کرو۔ پہلے اپنے پڑاؤ کی طرف جاؤ۔ انہیں پہلا حکم یہ جاری کرو کہ پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر کوچ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس لئے کہ میں عیلامیوں کی طرف کوچ کرنے میں تاخیر نہیں کرنا چاہتا۔ دوسرے ہمارے پڑاؤ میں اس وقت مردک بلدان کی بیوی رویان ہے۔ اس کی دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے ایک تمہاری بیوی ہے۔ دوسری دبیس بن بشرود کی' ان سے بات کرو۔ اگر وہ بابل شہر میں داخل ہو کر مردک بلدان سے ملنا چاہتی ہیں تو انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ میں کوئی اعتراض نہیں کھڑا کروں گا۔ میں تمہاری اور دبیس بن بشرود دونوں کی بیویوں کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم دونوں کے ناطے سے میرا ان دونوں کے ساتھ بہن کا رشتہ ہے۔"

شکر گزاری کے سے انداز میں حارث بن حریم نے سناخریب کی طرف دیکھا اسی انداز میں دبیس بن بشرود بھی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر حارث بن حریم بول پڑا۔

"میں پڑاؤ کی طرف جاتا ہوں' دونوں کام نپٹانے کے بعد فوراً یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ دبیس بن بشرود بھی اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اس جگہ آئے جہاں رویان' قندل اور طبیرہ تینوں مل بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں۔ جب ان تینوں نے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کو اپنی طرف آتے دیکھا تب تینوں خاموش ہو گئیں۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں پھر گفتگو کا آغاز قندل نے کیا تھا۔ خصوصیت کے ساتھ اس نے حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

"میں آپ دونوں کو بابل کی قوت کے خلاف اس شاندار فتح پر مبارکباد دیتی ہوں۔"

دبیس بن بشرود کا خیال تھا کہ قندل کی اس مبارکبادی کا جواب حارث بن حریم دے گا لیکن حارث بن حریم نے نہ ہی قندل کی طرف دیکھا نہ ہی اسے کوئی جواب دیا۔ وہ رویان کے قریب ہوا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خاتون محترم! میں ایک اہم سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ بظاہر سب لوگ جانتے ہیں کہ قندل سے میرا ایک رشتہ ہے لیکن آپ جانتی ہیں کہ میرا اس سے کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس موقع پر میں آپ تینوں سے کناس کے متعلق بھی گفتگو کرنا چاہتا تھا لیکن فی الوقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس لئے کہ تھوڑی دیر تک لشکر یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہے اور سناخریب بڑی بے چینی سے میری واپسی کا منتظر ہے۔ آپ جانتی ہیں آپ کے شوہر مردک بلدان کو شکست ہوئی ہے اور وہ بابل شہر کے اندر محصور ہو گیا ہے۔"

حارث بن حریم رکا دم لیا پھر دوبارہ رویان کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا۔

"آپ تینوں اگر پسند کریں تو بابل شہر میں داخل ہو کر مردک بلدان سے مل سکتی ہیں۔ اس کے پاس رہ سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں سناخریب یا کسی اور کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ جو فیصلہ آپ نے کرنا ہے جلدی کریں۔ اس لئے کہ پڑاؤ کے حفاظتی لشکر کو پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے اور کوچ کرنے کا حکم دینے لگا ہوں۔"

رویان کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی طبیرہ بول پڑی۔

"ابن حریم! میرے عزیز بھائی' میری ماں اور چھوٹی بہن قندل کا کیا جواب ہے ان کا کیا رد عمل ہے۔ میں یہ تو نہیں جانتی۔ میں بابل کے بتوں اس کی تہذیب سے منہ پھیر چکی ہوں۔ گو میں' میری ماں اور قندل بھی ایسا کر چکی ہیں لیکن میں دبیس بن بشرود کی بیوی ہوں۔ میں اپنے باپ مردک بلدان کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اب بابل کے کسی فرد سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ آپ میری ماں اور قندل سے پوچھ لیں اگر یہ بابل شہر میں داخل ہونا چاہتی ہیں تو انہیں شہر میں داخل ہونے کے انتظامات کر دیں۔"

اس موقع پر رویان نے جواب طلب سے انداز میں قندل کی طرف دیکھا جس پر قندل جھٹ سے بول پڑی۔

"جو خیالات میری بہن طبیرہ کے ہیں ویسے ہی میرے بھی ہیں۔" رویان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ بول پڑی۔

"ابن حریم! میرے بیٹے' ہم میں سے کوئی بھی بابل شہر کا رخ نہیں کرنا چاہتا اگر لشکر یہاں سے کوچ کرنے لگا ہے تو ہم تینوں ماں بیٹی لشکر ہی میں رہیں گی۔"

حارث بن حریم مسکرا دیا۔ پیچھے ہٹا۔ اس موقع پر قندل نے اسے مخاطب کیا۔

"ابن حریم! میں ایک اہم موضوع پر آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے۔"

حارث بن حریم مڑا نہیں۔ گردن گھماتے ہوئے اس نے پیچھے دیکھا' کہنے لگا۔

"خاتون! اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔ لشکر کوچ کرنے لگا ہے جو کچھ تم نے کہنا ہے پھر کسی موقع پر کہہ لینا۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم' دبیس بن بشرود آگے بڑھ گئے تھے۔ ان کے حکم پر پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹ لیا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آشوریوں کا لشکر بابل کے نواح سے عیلامیوں کی سلطنت کا رخ کر رہا تھا۔

☆=======☆=======☆

مؤرخین کا خیال ہے کہ عیلامی سلطنت کے اولین باشندے سامی نسل سے ہی تعلق رکھتے تھے اور صحرائے عرب سے ہی اٹھ کر انہوں نے ان سرزمینوں کا رخ کیا تھا۔ سلطنت عیلام سے متعلق ان کے مرکزی شہر شوش کی کھدائی سے پہلے تاریخ کے اوراق خاموش تھے لیکن شوش شہر کی کھدائی سے جو لوحیں ملی ہیں ان کی مدد سے عیلامیوں کے متعلق معلومات کا ایک ذخیرہ ملتا ہے اور ان کی بہترین تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملی ہے۔

جو تاریخی مواد عیلامیوں سے متعلق ملا ہے اس کے مطابق عیلامیوں کی سلطنت خوزستان' لغزستان' پشتکو اور کوہ باری پر مشتمل تھی۔ ان کی سلطنت مغرب کی طرف دریائے دجلہ تک مشرق کی سمت فارس کے تھوڑے سے حصے تک شمال کی سمت اس راستے تک جو بابل سے ہمدان کو جاتا تھا اور جنوب کی سمت ان کی سلطنت جو شہر اور خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ عیلام کے شہر درج ذیل تھے۔

سب سے بڑا شہر شوش تھا جو عیلامیوں کا مرکزی شہر تھا۔ یہ بابل ہی کی طرح بڑا بارونق اور گہما گہمی والا شہر تھا۔ دوسرا بڑا شہر ان کا مادا کتورومی' تیسرا اہواز اور چوتھا خایدالو تھا۔ گمان ہے کہ یہ شہر موجودہ خرم آباد کی جگہ آباد تھا۔

عیلامیوں کی سلطنت کو تین عہدوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلے عہد میں عیلامی' سمیریوں اور اکادیوں کے ساتھ ساتھ اپنے علاقوں پر حکومت کرتے رہے۔ اس عہد کی مدت دو ہزار دو سو پچیس ق م تک قائم رہی۔ اس دوران بڑی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بڑی جابر حکومتوں' بڑے بڑے زور آور حملہ آوروں نے ان کی حکومت کو ختم کرنا چاہا انہیں اپنے سامنے زیر کرنا چاہا لیکن ہر حملہ آور کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنی آزادی کو انہوں نے برقرار رکھا۔ کئی مواقع پر قدیم سمیری قوموں نے انہیں اپنے سامنے مغلوب کیا لیکن یہ غلبہ زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکا اور عیلامیوں نے سمیریوں کو شکست دے کر پھر اپنی حکومت قائم کرلی اور اسے بہترین استحکام بخشا۔

عیلامیوں کے دوسرے عہد میں ان پر بڑے بڑے طوفانوں نے یورش کی۔ یہ عہد تاریخ بابل کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ عیلامیوں کا یہ عہد دو ہزار دو سو پچیس ق م سے لے کر سات سو پچیس ق م تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں جو عیلامیوں کا سب سے زبردست اور طاقتور بادشاہ گزرا اس کا نام اونتاش گال تھا۔

اس بادشاہ نے متعدد کتبے عیلامی زبان میں کندہ کرائے تھے جو اب کھدائی میں دستیاب ہوئے ہیں۔ اس کی ملکہ کا نام ناپیراسو تھا اور اس ملکہ کا دھات کا ایک مجسمہ بھی شوش شہر کی کھدائی کے دوران ملا تھا۔ ناپیراسو کا یہ دھات کا مجسمہ ان دنوں پیرس کے عجائب خانے میں محفوظ ہے۔ جو دھات کی صنعت کا نادر نمونہ خیال کیا جاتا ہے۔ اونتاش گال نامی بادشاہ نے بابل پر بھی حملہ کیا۔ اس وقت بابل پر جبل زاگروس اور صحرائے الیپ کی وحشی کاسی قوم حکومت کرتی تھی۔ اونتاش گال نے کاسیوں کے ساتھ ایک خوفناک جنگ کی۔ بابل کو اس نے فتح کیا اور کاسیوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ یہاں سے اسے کثیر مقدار میں مال غنیمت ملا۔ اس کے علاوہ کاسیوں کو شکست دینے اور ان کی سلطنت کا خاتمہ کرنے کے بعد مزید بہت کچھ بھی اونتاش گال کو ملا۔

یہاں تک کہ اونتاش گال نے بابلیوں کے سب سے بڑے بت جسے وہ خدائے بزرگ مردوک کہتے تھے اس کا مجسمہ بھی بابل سے اپنے مرکزی شہر شوش پہنچا دیا۔ اس کے علاوہ مشہور آموری حکمران حمورابی نے جو بابل میں ایک کتبہ نصب کرایا تھا جس پر اس نے اپنی سلطنت کے قوانین اور مذہبی رسومات کندہ کرائے تھے۔ یہ کتبہ بھی اونتاش گال بابل سے اٹھا کر شوش شہر لے گیا تھا۔ اس دور میں آس پاس کی سلطنتوں کے درمیان عیلامیوں کو بہترین عروج حاصل ہوا۔

عیلامی سلطنت کا تیسرا عہد ان کے لئے بدترین عہد خیال کیا جاتا ہے۔ اس عہد میں عیلامیوں کی حکومت 745 ق م تک برقرار رہی۔ اس سو سال کے عرصے میں نینوا کے آشوری لگاتار ان پر حملہ آور ہوتے رہے۔ گو دوری لو کے مقام پر بنی اسرائیل کی دونوں

سلطنتوں کے ساتھ مل کر آشوریوں کے بادشاہ سارگون کو پسپا ہونے پر مجبور کیا تھا لیکن اس پسپائی کا انتقام سارگون کے بیٹے سناخریب نے عیلامیوں سے خوب لیا۔

سناخریب نے عیلامیوں سے اپنے باپ سارگون کا انتقام کچھ یوں لیا کہ شوش شہر میں گھس کر قلعوں اور شہروں کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ کچھ عرصہ بعد عیلامی پھر سنبھلے تو آشوریوں کے ایک دوسرے بادشاہ آشور بنی پال نے پھر 679 ق م میں عیلامیوں پر چڑھائی کی۔ عیلامیوں کے بادشاہ لوم مان نے اس کا مقابلہ کیا لیکن لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بعد عیلام کے آخری بادشاہ بان کال تاش نے حکومت سنبھالی تو 645 ق م میں آشوریوں کا بادشاہ آشور بنی پال پھر عیلامیوں پر حملہ آور ہوا اور ایسی ہولناک تباہی اور بربادی اس نے عیلامی سلطنت میں برپا کی جو اس سے پہلے عیلامیوں نے نہ دیکھی تھی۔

آشور بنی پال نے عیلامیوں کی حکومت ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا دی۔ عیلام کے معبد گرا کر ڈھیر کر دیئے گئے۔ اہل عیلام کا قتل عام ہوا۔ وہاں کے خزانے جو عیلامیوں کی گزشتہ فتوحات کے مال غنیمت سے بھرپور تھے' آشور بنی پال کے ہاتھ لگے۔ عیلامیوں کے بڑے بڑے دیوتاؤں کے مجسمے اور نادر چیزیں نینوا میں منتقل ہوئیں۔

یہاں تک کہ عیلامیوں کے وارثوں کی ہڈیاں تک نکلوا کر آشوری نینوا لے گئے۔ کچھ مؤرخین اس واقعے کو بڑے دردناک انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال نے عیلام کے بادشاہ اور ایک دوسرے معزول شدہ بادشاہ کو اپنی گاڑی میں جوتا اور حکم دیا کہ اسے کھینچ کر نینوا لے چلیں۔

اپنی شاندار فتح اور عیلامیوں کی اس ہولناک تباہی پر آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال نے ایک کتبہ کندہ کرایا جس کا مضمون درج ذیل تھا۔

"ایک ماہ اور ایک دن کی قلیل مدت میں میں نے تمام کشور عیلام کا صفایا کر دیا۔ میں نے اس عظیم سلطنت کو جاہ و حشمت اور نغمات موسیقی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا اور درندوں اور سانپوں اور عذابوں کو ان پر مسلط کر دیا۔"

اس تباہی کے بعد عیلامیوں کا کسی تاریخ میں ذکر نہیں آیا۔ البتہ کھدائی میں جو قدیمی آثار دستیاب ہوئے ہیں ان سے عیلامی سلطنت پر روشنی پڑتی ہے۔

عیلامی جو دشت عرب سے نکلنے کے بعد اپنی قدیم زبان بولتے تھے وہ 3000 ق م متروک ہو گئی اور اس کی جگہ سمیری اور سامی زبانوں نے رواج پایا اور عیلامیوں نے انہی نئی زبانوں میں اپنے کتبے تحریر کئے۔ عیلامیوں کی زبان کا رسم الخط بھی وہی تھا جو سمیریوں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

اور سامی عربوں کا تھا۔

عیلامی سب سے بڑے خدا کو شوب شناک کا نام دیتے تھے اور اس کے ماتحت چھ اور خدا سمجھتے تھے۔ پھر بعض روحیں بھی مقدس سمجھی جاتی تھیں۔ ان میں سے ہر روح کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ عیلامی بھی بابلیوں کی طرح خداؤں کے مجسمے بناتے تھے اور جس وقت ایک مجسمے کو دوسرے شہر میں لے جاتے تو یہ خیال کیا جاتا کہ اس شہر کے خدا کا تبادلہ دوسرے شہر ہو گیا ہے۔ ان کا مذہب شرک و بت پرستی تھا اور بابلیوں کے مذہب سے مشابہہ تھا۔ ان کے مذہبی آداب و رسوم بھی اہلِ بابل سے ملتے جلتے تھے۔

بہرحال آشوریوں کے بادشاہ سناخریب نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل کے نواح سے کوچ کیا۔ بڑی برق رفتاری سے اس نے عیلام کا رخ کیا تھا۔

دوسری جانب عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تختندی کو بھی اس کے طلایہ گردوں نے خبر کر دی تھی کہ آشوری اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی برق رفتاری سے یورش کرتے ہوئے اس کے علاقوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ خبریں سن کر ستروک تختندی بھی حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کو بڑی تیزی سے اس نے استوار کیا اور اپنے مرکزی شہر شوش سے آگے دوری لوہ کے میدانوں میں خیمہ زن ہو کر آشوریوں کا انتظار کرنے لگا تھا۔ یہ وہی میدان تھا جہاں اس سے پہلے سناخریب کا باپ سارگون پسپا ہو کر عیلامیوں پر ضرب لگانے کا ارادہ ترک کر چکا تھا۔

سناخریب اور حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ جب دوری لوہ کے میدانوں میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں ستروک تختندی پہلے سے خیمہ زن تھا۔

سناخریب اور حارث بن حریم نے بھی بابل سے سیدھا دوری لوہ کے میدانوں کا ہی رخ کیا تھا۔ اس لئے کہ ان کے مخبر بھی کام کر رہے تھے اور انہوں نے سناخریب کو اطلاع کر دی تھی کہ اپنے لشکر کو استوار اور مستحکم کرنے کے بعد عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی، دوری لوہ کے میدانوں میں آشوریوں کی راہ روکنے کے انتظامات مکمل کر چکا ہے۔

آشوریوں کا مقابلہ کرنے اور اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لئے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تختندی نے اپنے ہمسایوں اور وحشی کاسی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور کاسیوں کی ایک کافی بڑی تعداد اس کے لشکر میں شامل ہو گئی تھی۔ تاکہ پہلے کی طرح عیلامیوں کی سرزمین سے آشوریوں کو مار بھگایا جائے۔

کاسی بڑی خوش دلی اور رضامندی سے عیلامیوں کا ساتھ دے رہے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر عیلامی آشوریوں کے سامنے شکست کھا گئے۔ آشوریوں نے انہیں برباد کر دیا تو پھر ان کے بعد کاسیوں کا بھی نمبر ضرور آئے گا۔ اسی بنا پر کاسی خانہ بدوش بڑی سرگرمی سے عیلامیوں کا ساتھ دے رہے تھے۔

سناخریب نے دوری لوہ کے میدانوں میں آ کر اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا موقع دیا۔ عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تختندی کے پاس جو لشکر تھا اس کی تعداد چونکہ آشوریوں سے زیادہ تھی اس بنا پر وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ آشوریوں کو مار بھگائے گا اس لئے کہ یہ وہی میدان تھے جہاں اس سے پہلے سناخریب کا باپ سارگون پسپا ہوا تھا اور اب عیلامی یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ سارگون کی جگہ ان میدانوں میں اس کے بیٹے سناخریب کو بھی ذلت آمیز شکست دے کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے۔

ایک دن اور ایک رات دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے۔ کسی نے حملے کی ابتدا نہیں کی۔ تاہم دونوں لشکر محتاط تھے کہ ان پر شب خون نہ مارا جائے پھر دوسرے روز سناخریب نے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کی ابتدا خود عیلامیوں نے کی اور عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی آشوریوں پر زمانے کے سوختہ حلق میں نغموں کو لہو رنگ آوازوں میں تبدیل کر دینے والی خزاں کی چیرہ دستیوں زیست کے دست میں بربادی کی دیواریں کھینچتے قضا کے کھولتے اثرات اور خیالات کے معجزوں کو درد کے تاریک قلعوں میں تبدیل کر دینے والی ان دیکھی خوفناک کسک کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب میں آشوری بھی عیلامیوں کی ہی طرح حرکت میں آئے۔ بلکہ انہوں نے عیلامیوں سے بھی زیادہ زہرناکی کا مظاہرہ کیا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی عیلامیوں پر ارادوں اور عزائم کے فسوں کو پامال کرتے بے گانہ ترین خونی لمحوں، کھلے صحراؤں میں کائنات کی گہرائی تک اتر جانے والی آتشی ناآسودگیوں اور برہم موسموں میں بھی زندگی کے دھارے کو الاؤ کی صورت دے دینے والے کھولتے آگ کے لاوے کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

تلواروں اور ڈھالوں کی صداؤں میں قضا تنگ دستی کے تشنج کی طرح آسمان و

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گھمسان، نرم و گرم، سیدھے اور ٹیڑھے، وحشی و بزدل، الجھے اور بھڑکیلے، نجیلے اور بے روک سب ہی لمحوں کو یکجان کرتی چلی گئی تھی۔ روح اور جسم کے اتصال ٹوٹنے لگے تھے۔ دونوں لشکری ایک دوسرے پر بھونچال کھڑا کرتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ زندگی کا ضمیر خون آلود ہو رہا تھا۔ نغموں کی بازگشت موت کے نوحوں سے ستاروں کے سے عکس آہیں بھرتے تاریک زندانوں، خوابوں کی متلاشی آنکھیں، تبسم کے متلاشی ہونٹ قضا کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تھے۔

کافی دیر تک ہولناک رن پڑتا رہا ہر کوئی ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش میں تھا۔ عیلامی پورا تہیہ کئے ہوئے تھے کہ دوری لوہ کے میدانوں سے ہر صورت میں آشوریوں کو مار بھگائیں گے۔ آشوری بھی اپنی پوری کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ ان میدانوں میں عیلامیوں کے ہاتھوں پسپا نہیں ہوں گے بلکہ عیلامیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اسی کشمکش میں جنگ طول پکڑتی چلی گئی تھی۔

عیلامی جو امیدیں لگائے بیٹھے تھے جب وہ پوری نہ ہوئیں تو ان میں ایک طرح کی بددلی پھیلنا شروع ہوئی۔ ان کا اندازہ تھا کہ آشوری ان کے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہ سکیں گے اور جب کافی دیر کی جنگ کے بعد بھی انہیں اپنے سامنے آشوری تازہ دم اور بڑے ولولوں کے ساتھ حملہ آور ہوتے دکھائی دیئے تب انہیں بڑی بے چینی کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر آشوریوں نے مشورہ کرنے بعد سناخریب، حارث بن حریم اور دبیں بن بشرود کی سرکردگی میں جب وحشی انداز میں جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کی تب ان حملوں کے سامنے عیلامیوں کی حالت بڑی سرعت کے ساتھ یخ بستگی میں بکھری راکھ، خزاں کی آہنی گرفت میں گرتے بکھرے پیلے پتوں اور کہرزدہ رات اور گم صم آشیانوں میں روتے پرندوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے آشوریوں کے ہاتھوں عیلامیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ستروک تختندی ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سناخریب اور حارث بن حریم نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا پھر واپس میدان جنگ میں آئے اور دشمن کے پڑاؤ پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔

آشوریوں کے ہاتھوں دوری لوہ کے میدانوں میں شکست اٹھانے کے بعد ستروک تختندی کو بڑی مایوسی ہوئی۔ وہ تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ کاسیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد وہ ان میدانوں میں پہلے کی طرح آشوریوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا اس

لئے کہ اس سے پہلے اسرائیلیوں کی مدد سے اس نے سارگون کو انہی میدانوں سے بھگایا تھا اور اس بار وہ یہ کام کاسیوں کی مدد سے کرنا چاہتا تھا لیکن اس بار خود اسے دوری لوہ کے میدانوں میں پسپا ہونا پڑا۔ اپنے لشکر کا کافی بڑا حصہ گنوانا پڑا اور شکست کا داغ بھی اٹھانا پڑا۔ اس شکست کے بعد کاسی تو پسپا ہو کر کوہستان زاگروس اور دشت الیپ کی طرف چلے گئے جو ان کا مسکن تھا۔ یہاں تک کہ عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر شوش میں محصور ہو گیا تھا۔ وہ یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ آشوری اسے شکست دینے کے بعد ضرور اس کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کریں گے لہٰذا وہ آشوریوں کا مقابلہ شوش میں محصور ہو کر کرنا چاہتا تھا اور اپنے مرکزی شہر شوش کو بچانے کے لئے اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنے والے کاسیوں سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر آشوری اس کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کر کے شہر حوالے کرنے پر مجبور کریں تو باہر سے کاسی آشوریوں کے ساتھ شب خون کا کھیل کھیلیں اور آشوریوں کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر دیں۔ یہ انتظامات مکمل کرنے کے بعد ستروک تختندی اپنے مرکزی شہر شوش میں محصور ہو گیا تھا۔

سناخریب اور حارث بن حریم نے دشمنوں کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے بعد سب سے پہلے جنگ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال کی اس کے بعد لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ جب لشکری کھانا کھا چکے تب سناخریب نے حارث بن حریم، دبیں بن بشرود اور دیگر سالاروں کو اپنے خیمے میں جمع کیا۔ جب سب سالار آ گئے، تب سناخریب نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیزو! ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے دوری لوہ کے میدانوں میں عیلامیوں کو بدترین شکست دی ہے۔ انہیں اور کاسیوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ یہ وہی میدان ہے جہاں چند ماہ پہلے عیلامیوں اور اسرائیلیوں کے مقابلے میں میرے باپ سارگون کو پسپائی اختیار کرنا پڑی تھی۔ اب جو صورت حال میرے سامنے ہے پہلے میں اس کی تفصیل تم لوگوں سے کہتا ہوں اس کے بعد سب مل کر کوئی آخری فیصلہ کریں گے۔

ہمارے مخبر جو آخری خبریں لے کر آئے ہیں ان کے مطابق عیلامیوں کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف چلا گیا ہے۔ وہاں وہ محصور ہو جائے گا۔ ساتھ میں اس نے بھاگتے ہوئے کاسیوں کو یہ پیغام بھی دیا ہے کہ اگر آشوری، عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کریں تو کاسی باہر سے آشوریوں کے ساتھ شب خون کا کھیل کھیلتے ہوئے ان کے لشکر کی تعداد کم کرنا شروع کریں تاکہ محاصرہ ترک کے آشوری واپس جانے پر مجبور ہو

جائیں۔

صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ نہیں کیا جائے گا۔ ہم وحشی کاسیوں کو موقع ہی نہیں دیں گے کہ وہ ہم پر شب خون مار سکیں۔ ہم سے رسد کا سامان چھینیں اور ہمیں عیلامیوں کی سرزمین پر بے بس کرنے کی کوشش کریں۔

جو لائحہ عمل میرے ذہن میں آیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ فی الحال عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کو بالکل فراموش کر دیا جائے۔ شوش کے علاوہ عیلامیوں کے جس قدر بڑے شہر ہیں ان پر حملہ آور ہوا جائے۔ شہروں کو فتح کر کے ان پر قبضہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ شہروں کے اندر خوب لوٹ مار کی جانی چاہئے۔ رسد کا سامان دیگر قیمتی اشیاء اپنے قبضے میں کر لینی چاہئے۔ سب شہروں میں جو عیلامیوں کے چھوٹے بڑے حفاظتی لشکر ہیں ان کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔

جب ایسا ہو جائے گا تو میرے عزیزو! یاد رکھنا فی الفور یا کئی ماہ تک سترو ک تنخدی اس قابل نہیں رہے گا کہ ہم سے مقابلہ کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دور میں وہ کبھی آشوریوں کو للکارنے یا جنگ کرنے کی دعوت نہ دے اور آشوریوں سے دب کر رہے۔ ایسا کرنے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ شوش کا رخ نہ کیا جائے۔ شوش کو نظرانداز کر دیا جائے۔ کاسیوں کا رخ کیا جائے۔ یہ وحشی ماضی میں بھی آشوریوں کے لئے مصائب کا باعث بنتے رہے ہیں۔ بلی چوہے کا کھیل کھیلتے ہوئے یہ ہمارے سرحدی شہروں اور قصبوں کو لوٹتے رہے ہیں۔ سرحدی آشوریوں کا قتل عام کر کے یہ کوہستان زاگروس اور دشت الیپ میں روپوش ہو جاتے رہے ہیں لیکن اب ہم انہیں یہ خونی کھیل کھیلنے نہ دیں گے۔

عیلامیوں کے بڑے بڑے شہروں کو تاراج کرنے کے بعد سب سے پہلے کوہستان زاگروس کا رخ کیا جائے گا۔ جہاں ان کاسیوں کے مسکن ہیں۔ پہلے انہیں کوہستانی سلسلے کے اندر روندا اور کچلا جائے گا اور اس کے بعد ہم لشکر لے کر دشت الیپ میں نمودار ہوں گے اور دشت کے اندر بھی کاسیوں کی پوری طاقت اور قوت کو کچل مسل کر رکھ دیا جائے گا۔ انہیں ایسا تباہ و برباد کیا جائے گا کہ آنے والے دور میں انہیں کبھی بھی آشوریوں کے شہروں اور قصبوں کی طرف نگاہ اٹھانے کی ہمت اور جسارت نہ ہو سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سناخریب رکا۔ دم لیا اس کے بعد وہ دوبارہ سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پہلے سب مل کر آپس میں مشورہ کرو۔ اپنے آخری فیصلے سے میرے عزیز اور دست راست حارث بن حریم کو آگاہ کرو پھر حارث بن حریم مجھے بتاتا ہے کہ تم لوگ کیا فیصلہ کرتے ہو۔"

سناخریب کے ان الفاظ کے جواب میں سارے سالار تھوڑی دیر تک مشورہ کرتے رہے پھر حارث بن حریم نے سناخریب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سناخریب میرے عزیز بھائی! جو فیصلہ تم نے کیا ہے سارے سالار اسے آخری سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسے آخری سمجھا جائے۔ میرے خیال میں ایسا کر کے ہم عیلامیوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ان کی طاقت کو کچل مسل سکتے ہیں تاکہ آنے والے دور میں وہ آشوریوں پر حملہ آور نہ ہوں۔ اس کے علاوہ شوش کو چھوڑ کر ان کے دوسرے شہروں پر حملہ آور ہو کر ہم اپنے لئے بے پناہ مالی فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ عیلامیوں کی طاقت اور قوت کی کمر توڑنے کے بعد ہمیں کاسیوں کا رخ کرنا چاہئے اور ان وحشیوں کو بھی ہر صورت اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر کے رکھ دینا چاہئے تاکہ ان کی سمت سے بھی آشوری آنے والے دور میں محفوظ ہو کے رہ جائیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے رکا اس دوران سناخریب نے حارث بن حریم اور اس کے ساتھ چند چھوٹے سالاروں کو ایک انتہائی اہم مہم کے سلسلے میں اپنے خیمے میں رکنے کے لئے کہا۔ باقی کو جا کر آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم اور چند چھوٹے سالار وہیں بیٹھے رہے جبکہ دبیس بن بشرود اور دوسرے سارے خیمے سے اٹھ کر نکل گئے تھے۔

دبیس بن بشرود جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اس وقت اس کی بیوی طبیرہ کے علاوہ خیمے میں رویان اور قندل بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں۔ دبیس بن بشرود بھی آگے بڑھ کر ان کے پاس ہو بیٹھا اس موقع پر قندل نے خیمے سے باہر غور سے دیکھتے ہوئے بڑی بے چینی کا اظہار کر کے دبیس بن بشرود کو مخاطب کیا۔

"دبیس بھائی! کیا آپ اکیلے آئے ہیں؟ آپ کے ساتھ ابن حریم نہیں آئے؟"

تیز نگاہوں سے دبیس بن بشرود نے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"تمہیں ابن حریم سے کیا تعلق کیا واسطہ۔ تم اس کے لئے وہ تمہارے لئے اجنبی ہے۔ اس لئے تم اس سے متعلق تفصیل جاننے یا پوچھنے کا حق نہیں رکھتی ہو۔"

دبیس بن بشرود کے ان الفاظ پر قندل اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
بشکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھی کہ اس سے پہلے ہی اس کی ماں بول پڑی۔

"بیٹے! قندل نے کسی غلط نظریہ کے تحت یہ سوال نہیں کیا۔ وہ میرا بھی بیٹا ہے۔ اس کے نہ آنے کی وجہ سے ہم فکرمند بھی ہوتی ہیں۔ اسی فکرمندی کے تحت تم سے پوچھا ہے کہ وہ کہاں گیا؟"

رویان کے اس سوال پر دبیس بن بشرود مسکرایا' کہنے لگا۔

"مادر محترم! آپ یہ سوال کر سکتی ہیں اور میں آپ کے اس سوال کا جواب بھی دوں گا۔

مجھے' حارث بن حریم اور دوسرے سارے چھوٹے بڑے سالاروں کو سناخریب نے اپنے خیمے میں طلب کیا تھا۔ عیلامیوں کے بادشاہ ستروک. تختدی کو شکست دینے کے بعد جو لشکر لائحہ عمل اختیار کرے گا اسے آخری شکل دی گئی۔ پھر مجھے اور باقی سالاروں کو تو سناخریب نے آرام کرنے کا مشورہ دیا اور ہم وہاں سے نکل آئے۔ حارث بن حریم اور چند چھوٹے سالاروں کو سناخریب نے اپنے پاس روک لیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ رات کی تاریکی میں وہ حارث بن حریم کو کوئی اہم مہم سونپے گا اور چھوٹے سالار بھی اس کے ہمراہ ہوں گے۔ مہم کیا ہے اس کا انکشاف سناخریب نے کسی پر نہیں کیا۔ میرے خیال میں ہم سب کے اٹھ آنے کے بعد وہ ابن حریم سے علیحدگی اور تنہائی میں کوئی معاملہ طے کرے گا۔ اب میں یہ اندازہ بھی نہیں لگا سکا کہ سناخریب' حارث بن حریم کو کس مہم پر روانہ کرے گا۔ بہرحال میرا اندازہ ہے کہ یہ مہم انتہائی اہم اور خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ جس کے ذریعے سناخریب مختلف قوموں کے خلاف اپنی فتوحات کے راستوں کو صاف اور واضح کرنا چاہتا ہے۔"

دبیس بن بشرود جب خاموش ہوا تو اپنے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے قندل نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"بھائی! جو آپ نے میرے سوال کا جواب دیا تھا اس نے مجھے ناآسودہ اور غیر مطمئن کر دیا ہے کہ میں حارث بن حریم کے متعلق کیوں نہیں پوچھ سکتی۔ ٹھیک ہے حقیقی معنوں میں ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں لیکن بظاہر تو ہم دونوں میاں بیوی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ ہمارے درمیان یہ رشتہ ہے۔"

دبیس بن بشرود نے پھر تیز نگاہوں سے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کیسا رشتہ' کیا تعلق؟ تم دونوں کے درمیان تو صبح کے پھیلے دھوئیں جیسی دوریاں'

تاریک شیشے کی دھند جیسے ابہام اور وحشت زدہ رات کی سیمابی دیوار حائل ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے کی طرف اس نظریے سے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ تم دونوں کے درمیان محبت کے رشتے کی کوئی پیاس نہیں۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے گریزاں ہو۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ تم تو شروع دن سے ہی حارث بن حریم سے اس طرح نفرت کرتی رہی ہو جس طرح کوئی تلخ و تاریک دور سے نفرت کرتا ہے۔ جس طرح کوئی خار صحرا کے اداس گیتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ جس طرح کوئی غمگین اور دلگیر دوپہر سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر تم اس سے ملائمت نرمی کا سلوک کرتی تو یقیناً وہ بھی تمہاری طرف مائل ہوتا لیکن تمہاری نفرت کی بنا پر اب وہ بھی گرم صحرا میں بھاگتے بگولوں' طوفان میں سرگرداں زرد مٹی کے غبار اور فکر کے سفینوں میں بے سکون سوالوں کی طرح تم سے دور جا چکا ہے۔

سنو قندل! تمہاری نفرت سے اس کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس سے تمہاری بے گانگی سے اس کی شخصیت میں کمی نہیں آتی۔ اس کے نکھرے خدوخال اس کی خوش قامتی' محبت کا رنگ و آہنگ بھرا اس کا خلاق اس کی شگفتی' اس کا بل' اس کی جراتمندی اس کی دلیری اس کی لاجواب تیغ زنی اس کی طاقت اور قوت اسے ایسا بنا دیتی ہے کہ حسین سے حسین' خوب سے خوب تر لڑکی بھی اپنے حسن کی حرمت کو اس پر نچھاور کر دے' اپنی محبت کے انمول موتی اس پر لٹا دے' اپنی الفت کے نغمے اپنی اپنائیت کے سارے اثاثے اس کے لئے وقف کر دے۔

وہ ایسا مہربان' ایسا نچھاور ہونے والا ساتھی ہے کہ درد نادیدہ کی طرح اوروں کے دکھ کا مرہم بن جانے والا ہے۔ پسے اور دھتکارے ہوئے لوگوں اور ان کی اڑان کو ترستی خواہشوں کے لئے پرواز عطا کر کے خود موت کے قلزم میں بھٹکنے کے لئے ہواؤں میں تحلیل ہو جانے والا ایک انتہائی مخلص انسان ہے۔"

دبیس بن بشرود ابھی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ چونکتے ہوئے قندل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور دبیس بن بشرود کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اللہ یہ قہر نہ کرے کہ وہ موت کے قلزم میں روپوش ہو جائے۔"

تھوڑی دیر خاموش رہ کر دبیس بن بشرود' قندل کی اس حرکت پر مسکراتا رہا پھر دوبارہ بولتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

”قندل میری عزیز بہن! حارث بن حریم ایسا اناگیر ایسا تیغ زن ہے جو سمندر کے تلاطم اور صحرائی طوفانوں کے دامن کو بھی لہو لہو کرتا ہوا نکل جائے۔ یہ جو تم نے اس کی طرف داری کرتے ہوئے میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے جو جملہ کہا ہے تو اس جملے نے میرے اندر بھی ایک ہلچل پیدا کر دی ہے اور میرے تخیل میں یہ بات ابھر رہی ہے کہ شاید تم اپنی نفرت ترک کر کے اس سے محبت کرنے لگی ہو۔ اگر ایسا ہے تو کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا تم اپنی نفرت کی اس چنگاری' بے زاری کی اس تفسیر کو' کرودھ کے سلگتے ان انگاروں کو بجھا سکو گی جو تم نے حارث بن حریم کے لئے اکٹھے کئے تھے۔ کیا میں اپنے دل میں یہ ٹھان لوں کہ تم نے اس سے نفرت کرنا بند کر کے اس کی ذات سے محبت کرنا شروع کر دی ہے؟“

اس موقع پر ردیان اور طبیرہ دونوں عجیب سے انداز میں کبھی دبیس بن بشرود اور کبھی قندل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ قندل لمحہ بھر کے لئے مسکرائی پھر دبیس بن بشرود کی طرف دیکھ کر کہہ رہی تھی۔

”ابن بشرود! میرے عزیز بھائی' میں اب حارث بن حریم سے نفرت نہیں کرتی۔ جان کا آزار بنتے عناصر میں اب وہی میری خواہشوں کا پُرامن آنچل ہے۔ خوابوں کو کرچیاں کرچیاں کرتی نفرتوں اور رسوائیوں میں وہی میرا پاسبان وہی میرا محافظ ہے۔ اب حارث بن حریم ہی میری زندگی کا حوالہ میری جان و روح کا اجالا ہے۔ وہی میری بزم ہستی کا عکس جان میری محبت کا محور میرے جذبوں میرے احساسات میرے جسم میری جان میری تنہائیوں کے لمحوں کا مالک ہے۔“

دبیس بن بشرود نے قندل سے یہ گفتگو سن کر ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

”قندل! میری بہن' تمہاری ذات میں یہ سنہری انقلاب کب رونما ہوا' کب تم نے نفرت کا لبادہ اتار کر میرے بھائی حارث بن حریم کے لئے محبت اور چاہت کی ردا اوڑھ لی؟“

قندل مسکرائی اور کہنے لگی۔

”یہ انقلاب بہت پہلے رونما ہو چکا تھا لیکن میں نے آج تک کسی پہ اس کا اظہار نہیں کیا۔ ہاں اس تبدیلی کا اظہار میں نے اپنی ماں اور اپنی بہن سے ضرور کر دیا تھا اور میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ میں اب دلی طور پر حارث بن حریم کو اپنی زندگی کا ساتھی' اپنا شوہر تسلیم کر چکی ہوں۔ میں اس سے ایسی محبت کرنے لگی ہوں جو اس محبت سے بھی کئی گنا

زیادہ اور خلوص سے بھری ہوئی ہے جو میں نے کناس سے کی تھی۔ اب میرے سامنے سب سے بڑا اور مشکل ترین لمحہ یہ ہے کہ مجھے ہر صورت میں حارث بن حریم پر یہ ثابت کرنا ہے کہ میں اس سے نفرت نہیں محبت کرتی ہوں اور یہ کام مجھے آہستہ آہستہ تدریجی طور پر کرنا ہو گا ورنہ ایک دم میں اس کے سامنے اپنی محبت کو لے کر پھٹ پڑی تو وہ مجھ سے دوری کا کوئی اور ہی رنگ نہ اختیار کر جائے۔“

قندل جب خاموش ہوئی تو دبیس بن بشرود کہنے لگا۔

”قندل میری بہن! وہ خود بھی تم سے مل کر ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا تھا پر تمہاری اس سے نفرت اور بے زاری اسے تم سے دور دور اور گریزاں رکھنے پر مجبور ہے۔“

قندل کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی' کہنے لگی۔

”وہ مجھ سے کس بات کی وضاحت کرنا چاہتے تھے؟“

دبیس بن بشرود مسکرایا اور کہنے لگا۔

”اس بات کی کہ اس نے انفرادی مقابلے میں کناس کو کیوں قتل کیا۔ دراصل انفرادی مقابلے کے دوران جب حارث بن حریم نے کناس پر غلبہ پا لیا تھا تو اس نے کناس کو چھوڑ دیا تھا اور کناس کو بتایا تھا کہ وہ چونکہ قندل سے محبت کرتا ہے لہٰذا قندل میرے پاس اس کی امانت کے طور پر محفوظ ہے اور جب بھی وہ پسند کرے گا قندل کو اس کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ حارث بن حریم نے کناس کو اس بات پر معاف کر دیا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے اور تم اسے چاہتی تھی اور اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی تھی۔ معافی ملنے کے بعد میدان جنگ میں کناس نے بدترین بے وفائی کا مظاہرہ کیا۔ اس نے بہانہ یہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر وہ اپنے لشکر کی طرف جانے لگا ہے لیکن ایک دم مڑا اور جس وقت حارث بن حریم اپنے گھوڑے پر بیٹھ رہا تھا اس نے اس پر چھلانگ لگاتے ہوئے اس کا خاتمہ کرنا چاہا لیکن کناس کی بدبختی کہ اپنی غداری' اپنی جفا کی وجہ سے وہ حارث بن حریم کے ہاتھوں مارا گیا۔ ورنہ قندل صرف تمہاری خاطر وہ مقابلہ جیتنے کے باوجود کناس کو معاف کر چکا تھا۔“

قندل مسکرائی اور کہنے لگی۔

”دبیس میرے بھائی! اب میرا کناس سے کیا تعلق' میں اس پر لعنت بھیجتی ہوں وہ ایک بزدل انسان تھا۔ حارث بن حریم نے اگر اسے معاف کر دیا تھا تو فراخ دلی کا مظاہرہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کرتے ہوئے واپس چلا جاتا۔ اس کے انفرادی مقابلے سے پہلے ہی میں اس سے نفرت کرنے لگی تھی اور میری محبت کا محور حارث بن حریم بن چکا تھا۔ حارث بن حریم نے اگر انفرادی مقابلے میں اسے زیر کرتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دیا ہے تو حارث بن حریم کو ایسا کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال جو کچھ حارث بن حریم نے کیا وہ درست ہے۔ انفرادی مقابلے میں ہار جانے کے بعد کناس کا خاتمہ ہونا چاہئے تھا۔"

قندل مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ رویان طبیرہ اور قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرے بچو! اٹھو پہلے کھانا کھائیں اس کے بعد اس موضوع پر گفتگو کریں گے۔"

قندل اور طبیرہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور پھر چاروں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

☆------☆------☆

فضاؤں کے اندر فطرت کے سازِ پُرفسوں خاموش تھے۔ آسمان کی رفعتوں پر اندھے گونگے لمحے نہ جانے کن منزلوں تک پہنچنے کے لئے خاموشی سے سرگرداں تھے۔ زمین پر زیست کی گرمی سے محروم ہر شئے دکھ بھرے چہروں اور گرتے پڑتے عناصر کی طرح وقت کی اندھیاری منزلوں کی طرف رواں تھی۔ وہم بوتی رات تارِ نفس کو تار تار کرتے ہوئے شوقِ کارواں کی طرح اپنی خواہشوں کی تکمیل کو کامیاب کرنے کے لئے پیاسے سرابوں کی طرح بھاگتی جا رہی تھی۔

رات کے پہلے پہر میں حارث بن حریم ایک لشکر کے ساتھ دور بیابانوں کے گوشوں میں دلوں کے ریگزار کی آبیاری کرتے بگولوں اور غمناک کوہستانی چوٹیوں پر بڑی تیزی سے سمٹتی لطیف شفق کی کرنوں کی طرح سفر کرتے ہوئے کاسیوں کی سرحد پر عیلامیوں کے ایک شہر کے قریب آیا۔ شہر میں جو عیلامیوں کا حفاظتی لشکر تھا اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ حملہ آور آشوری ا۔ کے مرکزی شہر یا دیگر بڑے بڑے شہروں کو نظرانداز کرتے ہوئے کاسیوں کی سرحد پر قلعہ نما ایک چھوٹے سے شہر کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا وہ کسی بھی حملہ آور کی توقع نہ رکھتے تھے۔ گہری نیند میں سوئے خراٹے لے رہے تھے ان کی اسی حالت سے حارث بن حریم نے فائدہ اٹھایا۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ رسوں کی سیڑھیاں فصیل پر پھینکتے ہوئے وہ بڑی تیزی سے بے روک بگولوں کی یورش دیوانوں کے وحشی خروش کی طرح پورے کے پورے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا تھا۔ فصیل پر اس وقت شور پڑا جب حارث بن حریم نے اپنے لشکریوں کے ساتھ

فصیل کے محافظوں کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔

لمحوں کے اندر حارث بن حریم نے فصیل کے اوپر جو محافظ لشکر تھا اس کا خاتمہ کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ شہر میں اترا اور جو بھی مسلح دستہ شہر کی حفاظت کے لئے اس کے سامنے آیا اس پر وہ کشتیوں کو آوارہ و سرگرداں کرتے طوفانوں اور اندھیروں کی بے کنار خوفناک میں بے انت بھڑکتی آگ کی طرح حملہ آور ہوا اور کسی بھی مسلح دستے کو اس نے شہر کے اندر بچ نکلنے یا بھاگنے کا موقع نہ دیا۔

شہر کو فتح کرنے میں حارث بن حریم کو نہ زیادہ دقت نہ زیادہ وقت کی ضرورت پیش آئی۔ وہ ایک بار شہر میں جھڑپوں کے بعد شہر کے اندر پہروں کو ترستی اڑان' ہواؤں میں تحلیل ہونے کو ترستے نفس' قلزم کی متحیر لہروں اور غول کو ڈھونڈتی زندگی کی طرح خاموشی اور سکون چھا گیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جہاں شہر کے اندر اور فصیل کے اوپر جھڑپیں ہوئی تھیں وہاں ان کی جگہ۔ اب شہر ایسے دکھائی دینے لگا تھا جیسے خلا کی اندھی فضاؤں میں گم شدہ وہ شہر درد احساس کی دستک تک سے محروم ہو گیا ہو۔

رات کی تاریکی ہی میں حارث بن حریم نے شہر کو فتح کرنے کے بعد بڑی برق رفتاری سے اس کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لینا شروع کر دیا تھا۔

☆------☆------☆

دبیس بن بشرود بڑی تیزی سے اپنے خیمے میں داخل ہوا خیمے میں موجود قندل طبیرہ اور رویان اس کی حالت دیکھتے ہوئے کچھ پریشان سی ہو گئی تھیں۔ جونہی وہ ان کے قریب آیا بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے قندل نے اسے مخاطب کیا۔

"ابن بشرود! میرے بھائی' دو دن گزر گئے ہیں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ ہمیں حارث بن حریم کے متعلق بتائیں گے لیکن ابھی تک آپ نے کچھ بھی نہیں بتایا۔"

دبیس بن بشرود مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اسی لئے تو میں آیا ہوں۔ جلدی سے تیاری کریں' تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔"

قندل پریشان ہو گئی۔ فکرمندی سے دبیس بن بشرود کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

"بھائی! ہم کہاں جائیں گے؟"

"کسی جنگ میں حصہ لینے نہیں جائیں گے بلکہ یوں جانیں گے ایک محفوظ شہر کی طرف

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھوڑی دیر بعد یہاں سے کوچ ہو گا۔ معاملہ دراصل یوں ہے کہ حارث بن حریم کو سناخریب نے ایک انتہائی خطرناک مہم پر روانہ کیا تھا۔ یہ مہم کاسیوں کی سرحد پر عیلامیوں کا ایک شہر ہے۔ حارث بن حریم رات کی تاریکی میں اس شہر پر حملہ آور ہوا اور اس شہر کو اس نے فتح کر لیا اور ابھی تک وہ اس شہر کے اندر قیام کئے ہوئے ہے۔ شہر کا نظم و نسق اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

یہ سارا کام سناخریب اور حارث بن حریم نے صلاح مشورہ کے بعد کیا ہے۔ دراصل وہ دونوں چاہتے ہیں کہ لشکر کے اندر جس قدر عورتیں ہیں جس قدر کھانے پینے کا سامان اور حرب و ضرب کا سامان ہے اسے اس شہر میں حفاظت کے ساتھ منتقل کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ عیلامیوں اور کاسیوں کے خلاف جو آئندہ جنگیں ہوں گی ان جنگوں کے دوران بھی جو مال و اموال حاصل ہو گا وہ بھی اسی شہر میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس کے فائدے یہ ہوں گے کہ ایک تو وہاں جنگوں سے حاصل ہونے والا سارا سامان محفوظ رہے گا دوسرے لشکر کے اندر جو ان گنت عورتیں اور بچے شامل ہیں ان کی حفاظت کے لئے بھی انہیں اس شہر میں منتقل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ آشوری اب بڑی تیزی سے عیلامیوں کی سلطنت میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں جست و خیز کرتے ہوئے ان کو فتح کر کے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نحنتی کو مکمل طور پر اپنے سامنے مفلوج کر کے رکھنا چاہتے ہیں۔

دراصل سناخریب اور حارث بن حریم نے جو لائحہ عمل طے کیا ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی صورت عیلامیوں اور کاسیوں کو آپس میں ملنے نہ دیا جائے کہ وہ ایک متحدہ قوت بن کر آشوریوں کے سامنے آئیں۔ اب تھوڑی دیر تک ایک لشکر کے ساتھ میں یہاں سے کوچ کروں گا۔ لشکر میں جس قدر ساز و سامان اور عورتیں بچے ہیں وہ میرے ساتھ ہوں گے اور جو شہر گزشتہ رات حارث بن حریم نے فتح کیا ہے ہم سب اس میں منتقل ہو جائیں گے۔ ایسا ہماری حفاظت کے لئے کیا جا رہا ہے۔ جو لشکر میرے ساتھ جائے گا وہ اسی شہر میں میری کمانداری میں رہے گا اور جس لشکر کے ساتھ حارث بن حریم اس شہر پر حملہ آور ہوا تھا اس لشکر کو لے کر حارث بن حریم وہاں سے نکلے گا اور پھر اس کے بعد ہم دونوں مل کر عیلامیوں کے خلاف اپنے کام کی ابتدا کریں گے۔ میرے خیال میں جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ تم سب سمجھ گئی ہو۔ اب اٹھو اپنا سامان باندھو اور کوچ کرنے کی تیاری کرو۔“

دبیس بن بشرود کی اس گفتگو سے قندل کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھی اور اس کے

لئے یہی کافی تھا کہ وہ اس شہر کی طرف جانے والی ہے جسے حارث بن حریم نے فتح کیا ہے اور اسے امید تھی کہ حارث بن حریم وہیں ہو گا وہاں وہ اسے مل سکے گی۔ لہٰذا اس ملاقات کی لذت نے اسے حارث بن حریم سے متعلق کچھ اور پوچھنے نہ دیا۔ طبیرہ سے مل کر وہ بڑی تیزی سے اپنا سامان باندھنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لشکر کے ساتھ دبیس بن بشرود لشکر میں شامل سارے بچوں اور عورتوں اور لشکر میں جس قدر سامانِ حرب و ضرب تھا اس کو لے کر اس سرحدی شہر کا رخ کر رہا تھا جسے حارث بن حریم نے رات کی گہری تاریکی میں فتح کیا تھا۔

دبیس بن بشرود جب اس فتح کئے جانے والے شہر کے نواح میں پہنچا تو وہاں شہر سے باہر حارث بن حریم نے اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ اس کا بہترین استقبال کیا۔ حارث بن حریم کی زیر کمان جو لشکر تھا وہ بھی اس وقت شہر سے باہر ہی تھا اپنے گھوڑے سے اتر کر دبیس بن بشرود پرجوش انداز میں پہلے حارث بن حریم سے ملا پھر وہ دوسرے سالاروں سے مل رہا تھا۔ اس موقع پر رویان طبیرہ اور قندل بھی قریب ہی کھڑی تھیں۔ تینوں نے اپنے چہروں کو خوب ڈھانپ رکھا تھا۔

دبیس بن بشرود جب سب سے مل چکا تب حارث بن حریم اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ابن بشرود! جو لشکر تم لے کر آئے ہو اسے فی الحال یہیں روکو لشکر کے اندر جو عورتیں بچے ہیں ان کو بھی یہیں رک جانے کا اشارہ دے دو تم خود اور تمہارے جو چھوٹے سالار ہیں پہلے میرے ساتھ آؤ میں شہر کی صورت حال سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ شہر کے اندر جو مستقر ہے۔ جہاں جہاں تم نے چیزیں رکھنی ہیں جہاں جہاں تم نے لشکر میں آنے والی عورتوں اور بچوں کو آباد کرنا ہے۔ سب میں تمہیں بتاتا ہوں اس کے بعد میں یہ کام نمٹا کے آج بلکہ اسی وقت اپنے لشکر کو لے کر سناخریب کی طرف چلا جاؤں گا اس لئے کہ سناخریب بڑی بے چینی سے میرا منتظر ہے۔“

اس موقع پر دبیس بن بشرود اپنا منہ حارث بن حریم کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

”یہ میرے دائیں جانب رویان‘ طبیرہ اور قندل کھڑی ہیں‘ کیا میرے بھائی! تم ان سے نہیں ملو گے؟“

”ابن بشرود! یہ بعد کا کام ہے۔ دیکھو پہلے وہ کام کریں جس کام کے لئے ہم نے اس شہر کا رخ کیا ہے۔ پہلے تم اپنے چھوٹے سالاروں کو لے کر میرے ساتھ آؤ۔“

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

دبیس بن بشرود پیچھے ہٹ گیا۔ کچھ سالاروں کو بلا کر لایا۔ حارث بن حریم کے ساتھ جو چھوٹے سالار تھے وہ بھی وہاں آن جمع ہوئے تھے پھر وہ شہر میں داخل ہوئے۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد دبیس بن بشرود اور اس کے چھوٹے سالاروں کو شہر کے اندر جو قیام گاہیں تھیں ان کے متعلق ان کو بتایا۔ مستقر کے وسطی حصے میں جو لشکریوں کے اہل خانہ کے رہنے کے لئے صاف ستھرے مکان اور حویلیاں بنی ہوئی تھیں وہ بھی دبیس بن بشرود کو دکھائی گئیں۔ شہر کے اندر بھی اسے پھرا کر شہر کے محل و وقوع سے آگاہ کیا گیا۔ یہ سب کچھ دبیس بن بشرود کو بتانے کے بعد حارث بن حریم ایک جگہ رکا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابن بشرود! میرے بھائی' ابھی میں تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ تم سب سے پہلے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونا۔ مستقر کا سارا حصہ میں نے تمہیں دکھا دیا ہے۔ سب سے پہلے جو لشکریوں کے اہل خانہ ہیں انہیں ان کی قیام گاہوں کی طرف بھیجنا اس کے بعد لشکریوں میں رہائش گاہیں تقسیم کرنا۔ یہ کام کر کے جو تم سب سے پہلا کام کرو گے وہ یہ کہ لشکر کا ایک حصہ فصیل کے اوپر مقرر کر دینا۔ فصیل کے اوپر تم نے دیکھا بڑے مضبوط برج بنے ہوئے ہیں ان کے اندر پتھروں کے ڈھیر لگوا دینا۔ وافر تعداد میں وہاں تیر رکھنا اور اپنے سارے لشکر کو سمجھا دینا کہ وہ باری باری پہرہ دیں۔ فصیل کے اوپر انتہا درجہ کے چوکس ہوشیار رہیں عیلامیوں اور کاسیوں کو خبر ہو سکتی ہے کہ ہم نے اس شہر کو اپنا عارضی مسکن بنایا ہے۔ یہاں اپنے لشکر کے اہل خانہ کے علاوہ لشکر کا سامان بھی یہاں رکھا ہے لہٰذا وہ اس شہر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔

ویسے میری ان باتوں سے تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ سناخریب کے کہنے پر میں نے کاسیوں اور عیلامیوں کی طرف بھی نقیب اور مخبر پھیلا دیئے ہیں اگر کاسیوں یا عیلامیوں میں سے کسی بھی لشکر نے اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے کہیں سے کوچ کیا تو نہ صرف وہ مخبر ہمیں اطلاع کریں گے بلکہ تمہیں بھی بروقت اس کی اطلاع کر دیں گے اور جہاں تم شہر کا دفاع کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے وہاں باہر سے ہم بھی اس شہر کی طرف آنے والوں پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ کسی کو جرات و جسارت نہ ہو سکے گی کہ اس شہر کی فصیل تلے آ کر خیمہ زن ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے رکا پھر دبیس بن بشرود کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز بھائی! جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ تم سے کہہ چکا۔ اب اس سلسلے میں تم کوئی سوال کرنا چاہتے ہو یا مزید کوئی بات مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تو کہو۔"

دبیس بن بشرود مسکرا دیا کہنے لگا۔

"نہیں میرے بھائی! تم نے ہر طرح سے مجھے مطمئن کر دیا ہے۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق لشکریوں اور ان کے اہل خانہ کو مستقر میں ان کے قیام کا بندوبست کرنے کے بعد فصیل پر لشکر کا ایک حصہ مقرر کرتا ہوں۔ آپ نے مستقر میں خوراک کا بھی عمدہ اہتمام کر رکھا ہے۔" اس پر حارث بن حریم اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

"تمہیں لشکریوں کی خوراک سے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مستقر میں تم نے جو خوراک کے ڈھیر دیکھے ہیں وہ تمہارے لشکر کے لئے کم از کم ایک ماہ کے لئے کافی ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں مزید خوراک کے ذخائر بھی بھجواؤں گا۔ بالکل فکر مند مت ہونا۔ اب آؤ شہر سے باہر چلیں تم اپنے لشکر کو لے کر شہر میں داخل ہونا میں وہیں سے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر جاؤں گا۔"

دونوں اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ شہر سے باہر نکلے اس جگہ آئے جہاں حارث بن حریم نے دبیس بن بشرود کا استقبال کیا تھا۔ حارث بن حریم وہاں رویان' طبیرہ اور قندل کو دیکھ چکا تھا۔ گو انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ رکھا تھا لیکن وہ انہیں پہچان چکا تھا۔ ان کے قریب آیا' پھر رویان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"محترم خاتون! مجھے افسوس ہے کہ میں یہاں خاطر خواہ انداز میں آپ لوگوں کا استقبال نہیں کر سکا۔ دراصل مجھے فوراً یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ کاش حالات ایسے ہوتے کہ میں یہاں رک کر آپ لوگوں کی خدمت کر سکتا لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ دبیس بن بشرود کو میں نے سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ آپ کے لئے عمدہ قیام گاہیں مہیا کی جائیں گی۔ آپ دبیس بن بشرود کے ساتھ جائیں کیونکہ وہ سب عورتوں اور بچوں کے علاوہ اپنے لشکر کو لے کر شہر میں داخل ہو گا۔ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو رویان نے بڑے شفقت بھرے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"بیٹے! تم اتنی جلد بازی سے کام کیوں لے رہے ہو۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم کم از کم ایک رات یہاں ہمارے پاس رکو میں تم سے کئی موضوعات پر بات کرنا چاہتی ہوں۔"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"محترم خاتون! کاش میرے بس میں ہوتا اور میں رک سکتا لیکن مجھے فی الفور واپس سناخریب کی طرف جانا ہے۔ میرے لئے یہی حکم تھا کہ جونہی دبیس بن بشرود یہاں پہنچے مجھے اسی وقت سناخریب کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ اس لئے کہ سناخریب وقت ضائع کئے بغیر عیلامیوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے۔ اب آپ دبیس کے ساتھ جائیں میں اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے لگا ہوں۔"

رویان بے بسی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے خاموش رہی تھی۔ اس موقع پر قندل نے ایڑ لگا کر اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا۔ حارث بن حریم کے قریب آئی اور دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"سناخریب نے آپ سے یہ تو نہیں کہا ہو گا کہ جونہی دبیس بھائی یہاں پہنچیں اسی وقت آپ یہاں سے کوچ کر جائیں۔ آپ کم از کم ایک رات تو یہاں قیام کر سکتے ہیں۔ آخر آپ لشکریوں کے سالار اعلیٰ ہیں۔"

قندل نے ابھی اپنی بات مکمل نہ کی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا۔

"خاتون! یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں کوئی خودمختار سالار نہیں ہوں کہ اپنے طور پر جو چاہوں فیصلے کرتا پھروں۔ میں کسی کا ماتحت ہوں۔ میں اموری ہوں اور آشوریوں کے تحت کام کر رہا ہوں۔ میری چھوٹی سی غلطی اور معمولی سی لغزش بھی یہاں ناقابل برداشت ہو سکتی ہے۔"

اس سے مزید حارث بن حریم نے کچھ نہ کہا اپنے گھوڑے کی باگیں موڑتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گیا۔ قندل اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

پھر ان تینوں کے دیکھتے ہی دیکھتے حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور وہاں سے بڑی تیزی سے کوچ کر گیا تھا۔ دبیس بن بشرود ساری عورتوں کے علاوہ اپنے لشکریوں کو لے کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔

☆======☆======☆

دوسری جانب سناخریب' حارث بن حریم عیلامیوں کی سلطنت میں ان کے مرکزی شہر شوش کے چاروں جانب فراموش زمانوں میں دل کی آوارہ خرامی' ملال کی ساعتوں میں چیختی چلاتی صداؤں' گھنے جنگل کے اجاڑ پن میں شام زندگی کی داستانیں لکھتے وقت کے ہمزاد کی طرح پھیل گئے۔ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ ہاتھوں پر شکست کے نوحے تحریر کرتے آگ

کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر گونگے بہرے ٹیڑھے راستوں پر زمزمے خاک میں ملالی کہنہ نشانات کھوجتی کھولتی صیقل شدہ رقابت کی طرح ایک قلعے سے دوسرے قلعے گردش ایام کے فسوں میں گرم ہواؤں کی تلخی کی مانند میدانوں سے کوہستانوں میں بھوکی سیاہ خشک سالیوں کی طرح کوہستانوں سے صحراؤں میں جست و خیز کرتے رہے لیکن عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تخندی نے کسی بھی موقع پر اپنے مرکزی شہر شوش سے نکل کر ان کی راہ نہیں روکی۔ غرضیکہ سناخریب اور حارث بن حریم عیلامیوں کی پوری سلطنت پر ٹڈیوں کے پروں کی بھوری چھتری اور خزاں کی تلخ طوالت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔ ہر شہر کو انہوں نے اپنے سامنے روندا ہر قصبے ہر بستی کو انہوں نے لوٹا۔ پر ستروک تخندی نے اپنے مرکزی شہر میں چپ سادھ لی تھی۔ اس طرح عیلامیوں کی پوری سلطنت میں گھوم جانے کے باعث سناخریب اور حارث بن حریم کے ہاتھ خوراک اور دوسری ضروریات زندگی کا بے پناہ سامان لگا۔ جسے وہ چھوٹے چھوٹے دستوں کے ذریعے اس سرحدی شہر میں پہنچاتے رہے جہاں لشکر کے ساتھ دبیس بن بشرود کو رکھا گیا تھا۔

مرکزی شہر کے علاوہ حارث بن حریم اور سناخریب نے جب عیلامیوں کی پوری سلطنت کو روند ڈالا تب ان کا ارادہ تھا کہ اب عیلامیوں کے مرکزی شہر کا رخ کیا جائے اور عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تخندی کو اپنے سامنے زیر کیا جائے۔ سناخریب کو قوی امید تھی کہ اب عیلامیوں کے مرکزی شہر والوں کو ان کے کسی بھی بیرونی شہر سے مدد نہیں ملے گی۔ اس لئے کہ جس جس شہر میں بھی ان کے حفاظتی لشکر تھے ان کا قلع قمع کرنے کے بعد آشوریوں نے شہروں کو خوب لوٹا تھا۔ اب ان کے مرکزی شہر شوش کی باری تھی۔ شوش میں گو ستروک تخندی کے پاس ایک خاصا بڑا لشکر تھا جس کے ساتھ وہ آشوریوں کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن ایک بار اس لشکر کو شکست ہو چکی تھی۔ لہٰذا آشوریوں کے مقابلے میں ان کے حوصلے پست تھے اور وہ شہر سے باہر نکل کر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور جسارت نہیں کر رہے تھے۔

عیلامیوں کے مختلف شہروں اور قصبوں سے جو کچھ سامان سناخریب کو ملا تھا اسے دبیس بن بشرود کی طرف بھجوانے کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم نے عیلامیوں کے مرکزی شہر کا رخ کیا۔

ابھی وہ شوش شہر سے دور ہی تھے کہ انہیں ان کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ کوہستان زاگروس اور دشت الیپ کے وحشی کاسیوں کو خبر ہو چکی ہے کہ آشوریوں نے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

عیلامیوں کی سلطنت میں جگہ جگہ تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا ہے اور جو سامان انہیں ہاتھ لگا ہے اسے وہ ایک سرحدی شہر میں منتقل کرتے جا رہے ہیں۔ آنے والے نقیبوں نے یہ بھی اطلاع کر دی تھی کہ کاسی قوم کے وحشی جبل زاگروس میں جمع ہو رہے ہیں تاکہ اس سرحدی شہر پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیں جس میں آشوری دبیس بن بشرود کی سرکردگی میں مال جمع کر رہے تھے۔

یہ خبر سننے کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم نے باہم مشورہ کیا پھر یہ طے پایا کہ فی الحال شوش کا رخ نہ کیا جائے اور سب سے پہلے کاسیوں سے نمٹا جائے۔ اس فیصلے کے تحت شوش کی طرف پیش قدمی روک دی گئی اور یہ طے پایا کہ سرحدی شہر کا رخ کیا جائے جہاں دبیس بن بشرود تھا اور جو سامان اور جو فالتو سامان ان کے پاس ہے اس شہر میں منتقل کرنے کے بعد پھر جبل زاگروس میں داخل ہو کر کاسیوں کی سرکوبی کی جائے۔

☆======☆======☆

کاسی یا کاسویہ وہ لوگ تھے جو کرمان شاہ کے نزدیک کردستان اور کوہستان زاگروس کے گرد و نواح کے علاوہ کوہستانی سلسلے سے ملحق دشت الیپ میں آباد تھے۔ اس قوم نے بڑے نشیب و فراز دیکھے یہ انتہا درجہ کے جنگجو تھے۔ بار بار کوہستان زاگروس اور دشت الیپ سے نکلتے اور اپنے ہمسایوں پر حملہ آور ہو کر کبھی کبھی انہیں بے پناہ نقصان پہنچاتے اور کبھی کبھی ان کے علاقوں پر قابض ہو کر انہوں نے حکومت بھی کی۔ انہی کاسیوں نے دشت الیپ اور کوہستان زاگروس سے نکل کر ایک بار بابل کو فتح کر لیا اور بابل پر انہوں نے 1173 سے لے کر 1747 ق م تک اپنی حکومت بھی قائم کر لی تھی۔

لیکن اب چونکہ ان کے اردگرد بسنے والی اقوام نے طاقت اور قوت پکڑ لی تھی لہٰذا کاسی ان کے سامنے وہ جرأت اور جسارت نہ دکھا سکے جس کا اظہار وہ ماضی میں کیا کرتے تھے۔ شمال میں آشوری جو کبھی کمزور تھے' ایک بہت بڑی طاقت بن چکے تھے اور کاسی ان پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ ان کے قریب عیلامیوں کی ایک زبردست قوت تھی جس سے کاسی ٹکرا نہیں سکتے تھے۔ سرحدی علاقوں تک لوٹ مار کرتے ہوئے چھینا جھپٹی کر لیتے تھے اور پھر سارگون کے حملہ آور ہونے سے پہلے بابل میں مردک بلدان کی طاقتور حکومت تھی۔ ان سے بھی ٹکرانے کی ہمت اور شجاعت کاسی نہ رکھتے تھے لہٰذا جن دنوں سناخریب اور حارث بن حریم نے عیلامیوں کی سلطنت کو روندا ان دنوں کاسی پورے طور پر دشت الیپ اور کوہستان زاگروس میں سمٹ چکے تھے لیکن اس سمٹنے کے

عمل کے باوجود وہ بار بار بلکہ اکثر اوقات اپنے کوہستانی سلسلے اور صحرائے الیپ سے نکل کر آشوریوں کی سلطنت کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ اسی بنا پر سناخریب نے ان کی سرکوبی کا پکا اور مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

☆======☆======☆

ایک روز دبیس بن بشرود سہ پہر کے قریب اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ جونہی وہ صحن عبور کر کے سکونتی حصے میں داخل ہوا سامنے کی طرف سے اس کی بیوی طبیرہ اور قندل نمودار ہوئیں۔ طبیرہ نے اسے فوراً مخاطب کر لیا۔

"آپ صبح سے گھر نہیں آئے' دوپہر کا کھانا بھی آپ نے نہیں کھایا۔ اگر اتنی دیر کہیں باہر رہنا ہوتا ہے تو کسی کے ہاتھ پیغام بھجوا دینا چاہئے کہ مجھے گھر لوٹنے میں تاخیر ہو جائے گی۔"

طبیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے دبیس بن بشرود نے بڑی چاہت میں کہنا شروع کیا۔

"مجھے تاخیر کیوں ہوئی ہے۔ آؤ دیوان خانے میں بیٹھتے ہیں پھر میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی دبیس بن بشرود دیوان خانے میں داخل ہوا۔ وہاں پہلے سے رویان بیٹھی ہوئی تھی۔ دبیس بن بشرود کو دیکھتے ہی وہ بول پڑی۔

"بیٹے! ہم کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں تم کہاں چلے گئے تھے؟"

دبیس بن بشرود اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ قندل اپنی ماں رویان کے پاس اور طبیرہ دبیس کے پہلو میں ہو بیٹھی تھی۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر دبیس بن بشرود نے کہنا شروع کیا۔

"مجھے گھر لوٹنے میں واقعی دیر ہوئی۔ دراصل معاملہ ہی کچھ ایسا ہو گیا تھا۔ سناخریب اور حارث بن حریم آ گئے تھے۔ جن کی وجہ سے مجھے کچھ دیر ان کے ساتھ امور نمٹانے پڑے' اس کے علاوہ............"

دبیس بن بشرود کو کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قندل بول پڑی تھی۔

"یہ سناخریب اور حارث بن حریم کب شہر میں داخل ہوئے؟"

دبیس بن بشرود نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

"شہر میں داخل ہوئے بھی اور چلے بھی گئے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" قندل نے مایوسی بھرے انداز میں پوچھ لیا۔

"میری بہن! معاملہ ہی کچھ ایسا تھا۔" دبیس بن بشرود نے گہری سوچوں میں کھوتے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"دراصل عیلامیوں کے مختلف شہروں کو پامال کرنے کے بعد ان دونوں کا ارادہ تھا کہ ان کے مرکزی شہر شوش پر حملہ آور ہوں لیکن اسی دوران مخبروں نے انہیں اطلاع کی کہ خانہ بدوش کاسی قبائل جو انتہا درجہ کے وحشی ہیں۔ وہ ہمارے اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے کوہستان زاگروس میں جمع ہو رہے ہیں۔ لہٰذا شوش کو فتح کرنے کا ارادہ سناخریب اور حارث بن حریم نے ترک کر دیا۔ وہ سیدھا اس طرف آئے ان کے پاس جو فالتو خوراک کے ذخائر اور سامان حرب و ضرب تھا وہ سارا انہوں نے میرے حوالے کیا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوہستان زاگروس کی طرف چلے گئے ہیں۔"

دبیس بن بشرود کے ان الفاظ پر قندل اداس اور افسردہ ہو گئی تھی کچھ دیر سوچتی رہی پھر شکووں بھری آواز میں کہنے لگی۔

"یہ کیا انداز ہوا۔ آندھی کی طرح آئے اور طوفان کی طرح چلے گئے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ حارث بن حریم اگر یہاں آئے تھے تو انہیں کم از کم ہم سے مل کر جانا چاہئے تھا۔"

دبیس بن بشرود نے بڑے غور سے قندل کی طرف دیکھا پھر کسی قدر تلخ لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قندل میری بہن کبھی کبھی تم بھی عجیب و غریب گفتگو کرتی ہو۔ دیکھو تم نے حارث بن حریم سے بے جا امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ وہ کس ناطے سے تمہیں ملنے کے لئے آتا۔ کیا اس ناطے سے کہ تم اس سے بے پناہ نفرت کرتی تھی۔ کیا اس ناطے سے کہ بابل شہر میں جب پجاریوں نے اسے درندوں کے سامنے پھینکنے کی سزا دی تو تم نے اس کا خاتمہ اور قتل کرنے کی سزا تجویز کی تھی۔ کیا اس ناطے سے وہ تمہارے پاس آتا کہ جب تمہارے باپ نے اسے بابل سے چلے جانے کی اجازت دے دی تو بابل سے نکل کر وہ نینوا کی طرف جا رہا تھا تو تم نے اس کے پیچھے مسلح جوان لگائے تاکہ اسے قتل کر دیا جائے۔ کیا وہ اس ناطے سے تم سے ملنے کے لئے آتا کہ جب بابل شہر فتح ہوا اور تم دونوں بہنوں کے اتالیق کی تجویز کے مطابق حارث بن حریم کو تمہارا شوہر ظاہر کیا گیا اور لوگوں میں یہ عام کر دیا گیا کہ قندل کی شادی حارث بن حریم سے کر دی گئی ہے اس موقع پر تم نے بڑے زہریلے انداز میں کہا تھا کہ نہ تم اس سے گفتگو کرو گی نہ اس کی شکل دیکھنا پسند کرو گی۔ قندل! کیا کسی سے کسی کے ملاقات کرنے کے ایسے ہی ناطے ایسے ہی رشتے ایسے ہی

تعلقات و رابطے ہوتے ہیں؟

یہاں حارث بن حریم اس رشتے کے تحت ملنے کے لئے آتا کہ تم اس سے نفرت کرتی رہی ہو اور کناس سے محبت کرتی رہی ہو۔ پھر کون سا تعلق کون سا رشتہ بیچ میں ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے حارث بن حریم یہاں آئے تمہارے پاس بیٹھنا پسند کرے تم سے ملنا پسند کرے۔ خود ہی بولو۔"

دبیس بن بشرود کی یہ تلخ باتیں شاید قندل کو ناگوار گزری تھیں اس کے چہرے پر تلخیاں پھیل گئی تھیں۔ گردن اس کی تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر آہستہ آہستہ اس نے دبیس بن بشرود کی طرف دیکھا اس کے بعد وہ دھیمے سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ابن بشرود! میرے عزیز بھائی' جو کچھ آپ نے کہا ہے یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن میری جس نفرت کی حالت کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ اس دور کی بات ہے جب میں کناس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کئے ہوئے تھی اور اسے چاہتی تھی مگر بعد میں حالات تو یکسر ہی تبدیل ہو گئے۔

کناس نے نار دیوتا کے مندر کی دیوداسی سے شادی کر لی۔ گو اس سے دوری کی یہ واحد وجہ نہ تھی۔ بلکہ دن کے وقت حارث بن حریم کے خیمے میں رہتے ہوئے اس کے اخلاق اس کے کردار اس کی گفتگو اس کے اٹھنے بیٹھنے اور اس کے اطوار اور میری عزت افزائی کرنے کی وجہ سے میں کناس کو بھول کر یقیناً حارث بن حریم کی طرف مائل ہو چکی تھی۔ مگر بدقسمتی کہ میں اس کا اظہار نہ کر سکی۔

بابل سے ان سرزمینوں کی طرف آنے کے بعد میں نے کئی مواقع پر اپنے دل کا حال حارث بن حریم کے سامنے بیان کرنا چاہا لیکن مجھے اس کے پاس بیٹھنے' اس سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔"

دبیس بن بشرود اس کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول پڑا۔

"تمہارا کہنا درست ہے۔ حارث بن حریم بھی تم سے کناس کے مارے جانے کی معذرت کرنا چاہتا تھا لیکن اسے بھی وقت نہیں مل رہا اس کے دل میں اب تک یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ تم اس سے بے پناہ نفرت کرتی ہو اور کناس سے تمہیں ایسی محبت تھی جسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی بنا پر اس کے دل میں یہ خدشات ہیں کہ اس نے جو مقابلے کے میدان میں کناس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تو اس کا تمہیں بے حد افسوس اور دکھ ہوا ہو گا۔ بس اسی بنا پر وہ تم سے معذرت کرنا چاہتا تھا کہ وہ کناس کو قتل نہیں کرنا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

چاہتا تھا لیکن اپنی بدکرداری کی وجہ سے کناس اس کے ہاتھوں مارا گیا اور یہ باتیں کرنے کے لئے حارث بن حریم کو بھی وقت نہیں مل رہا۔ ویسے بھی میرا اندازہ یہ ہے کہ وہ تمہارے سامنے آنے سے کتراتا ہے۔ تمہارے پاس بیٹھنا بھی نہیں چاہتا۔ ایک موقع پر اس نے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ اس کی طرف سے میں تم سے کناس کے مارے جانے کی معذرت کرلوں۔"

قندل نے تیز نگاہوں سے دبیس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"بھائی! آپ پوری طرح میری طرفداری نہیں کرنا چاہتے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کناس کو یکسر بھول چکی ہوں اور اب میں اپنے دل و جان کی گہرائیوں سے حارث بن حریم سے محبت کرنے لگی ہوں۔ اسے چاہنے لگی ہوں۔ کم از کم آپ کو تو حارث بن حریم کے سامنے میری وکالت کرنی چاہئے۔ جب بھی ان سے ملاقات ہو تو آپ کو کہنا چاہئے تھا کہ میں کناس کو بھول چکی ہوں اور میں حارث بن حریم کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر میرا معاملہ آپ اچھے طریقے سے حارث بن حریم کے سامنے پیش کریں تو وہ ماضی کی نفرت میری غلطیوں اور میرے تلخ جملوں کو فراموش کر کے ضرور مجھے معاف کر دیں گے۔"

دبیس بن بشرود نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

"قندل میری بہن یہ کام میرا نہیں تمہارے کرنے کا ہے۔ میرے خیال میں کاسیوں سے نمٹنے کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم اس شہر کا رخ کریں گے۔ جب وہ یہاں آئیں تو کوشش کروں گا کہ تمہیں حارث بن حریم سے علیحدگی میں گفتگو کرنے کا موقع فراہم کروں پھر تمہیں اس سے اپنے دل کا حال کہہ دینا لیکن ایک بات یاد رکھنا حارث بن حریم پر آہستہ آہستہ اور پہلے دبے دبے الفاظ میں اپنی محبت اور چاہت کا اظہار کرنا کھل کر اس کے سامنے نہ آ جانا ورنہ وہ یہی سمجھے گا کہ کناس کے مارے جانے کے بعد تم شاید اسے کوئی فریب دے رہی ہو اور کناس کی موت کا بدلہ تم اس سے لینا چاہتی ہو۔ بہرحال موقع آنے دو پھر میں کوشش کروں گا کہ تم دونوں کی تفصیل سے ملاقات کا اہتمام کروں۔"

اس کے ساتھ ہی دبیس بن بشرود اٹھ کھڑا ہوا' کہنے لگا۔

"میں تم سب کو صرف یہ بتانے کے لئے آیا تھا کہ سناخریب اور حارث بن حریم کے آنے کی وجہ سے میں جلد گھر نہیں لوٹ سکا۔ پھر جا رہا ہوں جو سامان اور کھانے پینے کی

فالتو اشیاء حارث بن حریم اور سناخریب یہاں چھوڑ کے جبل زاگروس کی طرف گئے ہیں وہ سامان ابھی باہر کھلی فضاؤں میں پڑا ہوا ہے اور لشکر کے چند دستوں کی حفاظت میں ہیں وہ سامان سنبھال کے پھر لوٹتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی دبیس بن بشرود وہاں سے نکل گیا تھا۔

☆------☆------☆

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

سناخریب اور حارث بن حریم نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ کوہستان زاگروس کا رخ کیا تھا۔ جہاں کاسیوں نے اپنے مخبر آشوریوں کے چاروں طرف پھیلا رکھے تھے اور آشوریوں کی نقل و حرکت سے آگاہ ہو رہے تھے۔ وہاں آشوریوں کے مخبر بھی کام کر رہے تھے اور وہ بھی کاسیوں کی نقل و حرکت سے آشوریوں کو آگاہ کیے ہوئے تھے۔

آشوری جب کوہستان زاگروس میں داخل ہوئے تو کاسیوں کا ایک بہت بڑا لشکر کوہستانی سلسلوں سے گھری ایک وسیع وادی میں جمع ہوا اور اسی وادی کے بیچوں بیچ سناخریب نے اپنے لشکر کے ساتھ گزرتے ہوئے آگے بڑھنا تھا۔ گویا کاسیوں نے کوہستانی سلسلوں کے اندر آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کی راہ روکنے کا عزم کیا ہوا تھا۔

طلایہ گر، نقیب اور مخبر بھی کاسیوں کی نقل و حرکت اور ان کی جنگی تیاریوں کے متعلق سناخریب کو پوری طرح آگاہ رکھے ہوئے تھے اور جب سناخریب کوہستانِ زاگروس میں داخل ہوا تو آشوری مخبروں نے سناخریب پر انکشاف کر دیا تھا کہ کوہستانی سلسلے کے اندر آشوریوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کاسی بالکل تیار ہیں۔ یہ خبر ملنے کے بعد اپنے لشکر کی تنظیم درست رکھتے ہوئے سناخریب بڑی تیزی سے ان وادیوں کی طرف بڑھا جہاں کاسیوں کا ایک بہت بڑا لشکر آشوریوں کی راہ روک کر جنگ برپا کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔

سناخریب اور حارث بن حریم اپنے لشکر کی تنظیم درست رکھے ہوئے تھے۔ ادھر لشکریوں کو بھی خبر تھی کہ انہوں نے اپنے لشکر کی ترتیب خراب نہیں کرنی ورنہ دشمن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لہٰذا آشوری بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اس وادی میں داخل ہوئے جہاں کاسی اپنے لشکر کو پوری طرح منظم کیے ہوئے تھے۔ جونہی سناخریب اور حارث بن حریم ان وادیوں میں داخل ہوئے وحشی سے انداز میں کاسیوں نے نعرے بلند کیے۔ شاید ان نعروں کے ذریعے جہاں وہ اپنے حوصلے بلند رکھنا چاہتے تھے وہاں اپنے ساتھیوں کو کچھ پیغام بھی دے رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وحشی خانہ بدوش کاسی ہوس پرستی

کی آنکھیں بچھاتی سرد موسموں کی بے لباسی، آنکھ کو دشت دشت، ہونٹوں کو خار خار کر دینے والے خانہ بدوش جھگڑوں اور شکست و ریخت کے طویل سلسلوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

آشوری اس اچانک حملے سے بالکل نہیں گھبرائے ان کے حوصلے پہلے ہی بلند تھے اور پھر وہ اپنے لشکر کی تنظیم و ترتیب بھی درست رکھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے کاسیوں کے حملوں کو روکا جب انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ وحشی کاسیوں کے حملے کو روک چکے ہیں تب انہوں نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ کاسیوں پر ساعتوں کے دریچوں میں اچھل برپا کرتے ہوئے خود فریبی کے شور، نفس نفس میں قدم قدم پر کرب کے طویل سلسلے کھڑے کرتے اور حصار ضبط پر شب خون مارتے ہذیان بھرے عتاب و ستم کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کوہستان زاگروس کے اندر دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے کاوش ہستی کا حاصل وفا کیش نمی سے محروم ہونے لگا تھا۔ طغیانیوں کے مرحلوں سے بھرپور زندگی کے صحرا میں دھڑکتے جاگتے جذبے مسافتوں کا شکار ہونے لگے تھے۔ تخیل کی کرنیں ذہن کی نارسائی کو جنم دینے لگی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد کاسیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ سناخریب اور حارث بن حریم کی سرکردگی میں آشوریوں نے اپنے سامنے بھاگتے کاسیوں کا اس طرح تعاقب کیا جس طرح بھیڑیے لومڑیوں کا تعاقب کرتے ہیں۔ جس طرح قربتوں کا قیامت خیز دوریاں پیچھا کرتی ہیں جس طرح گری کی چیختی گھڑیوں کا قہر بھرے پالے پیچھا کرتے ہیں۔

شکست کھانے کے بعد بھاگنے والے کاسیوں کا خیال تھا کہ کوہستانی سلسلے کے اندر کچھ دور تک آشوری ان کا تعاقب کریں گے اس کے بعد وہ واپس چلے جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کوہستانی سلسلے سے نکل کر جب کاسی دشت الیپ میں داخل ہوئے تو ان کی حیرت ان کے تعجب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کوہستانی سلسلے سے نکل کر آشوری ان کے تعاقب میں صحرا کے اندر بھی لگ گئے تھے۔

صحرا میں تھوڑا آگے جانے کے بعد وحشی کاسیوں کا ایک اور بہت بڑا لشکر نمودار ہوا۔ اس لشکر کے نمودار ہونے سے کاسیوں کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ایک دم صحرائے الیپ کے اندر وہ مڑے اور آشوریوں پر سال خوردہ بوڑھے اندھیروں کے اندر روکھی کرخت بدی،

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

خاموش تخلیق' اندھی نواؤں میں زیست کے حلقوں کو شکستہ کر دینے والے غلامانہ رقص کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

آشوریوں نے ان سے بھی زیادہ ہولناک انداز میں اس حملے کا جواب دیا۔ وہ بھی صحرائے الیپ میں طوفانی جھکڑوں کی طرح بپھرتے ہوئے کاسیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ کاسی یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ صحرائے الیپ میں اب ان کے لشکر کی تعداد آشوریوں سے کہیں زیادہ ہے۔ لہذا وہ آشوریوں کو پسپا کرنے اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیں گے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ صحرائے الیپ کے اندر بھی بڑی تیزی کے ساتھ آشوری کاسیوں پر اس طرح چھانے لگے تھے جیسے خلا کی سفیدی میں شعلوں کی سرخی بکھر جاتی ہے۔ کاسیوں کے مقابلے میں آشوریوں کے حملے میں خیالوں کی تر و تازہ بہاروں جیسا سکون' بدلتی آرزوؤں کے دھنک رنگوں جیسی آسودگی اور نئے اقدار کی تاسیس گری کی تازگی اور اپنائیت کے اظہار پر دستک دیتے قربتوں کے لمحوں جیسی کشش تھی۔

صحرائے الیپ میں بھی کاسی زیادہ دیر تک آشوریوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور آشوریوں کے تیز اور جان لیوا حملوں کے سامنے بڑی تیزی سے کاسیوں کی حالت حزن آلودہ لمحوں' شام کے تاریک آسمان پر اندوہناک ہجر کے سیاروں' جنگل جنگل صحرا صحرا بے بسی اور شکستگی بھرے بدبختی کے گیتوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

ایک بار پھر آشوریوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد کاسی بھاگے' صحرا کے اندر بھی آشوریوں نے کاسیوں کا دور تک تعاقب کرتے ہوئے ایک طرح ان کی طاقت اور قوت کو یکسر کچل اور مسل کے رکھ دیا تھا۔ جب سناخریب اور حارث بن حریم نے اندازہ لگایا کہ آنے والے دور میں کاسی نہ ان سے الجھنے کی کوشش کریں گے' نہ ان کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے تب وہ تعاقب ترک کرتے ہوئے کوہستان زاگروس میں داخل ہوئے تھے۔

☆------☆------☆

کوہستانی سلسلے کے اندر آگے بڑھتے ہوئے اچانک حارث بن حریم اور سناخریب نے اپنے گھوڑوں کو روک لیا۔ ان کے پیچھے پورا لشکر بھی رک گیا تھا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے کچھ آشوری مخبر آئے تھے۔ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ سناخریب اور حارث بن حریم کے سامنے آن رکے تھے۔ سناخریب نے انہیں مخاطب کیا۔

"میرے عزیزو! تم کیسی خبر لے کے آئے ہو؟ کیا عیلامی ہمارے خلاف اٹھ کھڑے

ہوئے ہیں اور جس سرحدی شہر میں ہم نے اپنے لشکر کی عورتوں کے علاوہ سامان حرب و ضرب رکھا ہوا ہے عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی اس شہر پر حملہ آور ہو رہا ہے یا کوئی اور خطرہ ہمارے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے؟"

آنے والے مخبروں میں سے ایک بول پڑا۔

"مالک! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جس سرحدی شہر میں ہم نے اپنے لشکر اور عورتوں کو رکھا ہوا ہے جہاں ہمارا سامان حرب و ضرب ہے وہ بالکل محفوظ ہے۔ عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی ابھی تک اپنے مرکزی شہر شوش میں محصور ہے۔ اس کے طلایہ گر اسے خبر دے رہے ہیں کہ آشوری ابھی تک کوہستان زاگروس اور دشت الیپ کے اندر ہیں لہذا وہ اپنے مرکزی شہر سے نکلنے کی جرأت و جسارت نہیں کر رہا۔ ہم جو بڑی خبر لے کر آئے ہیں وہ یہ ہے کہ بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے پھر سے ایک بہت بڑی قوت جمع کر لی ہے۔ نئے لشکریوں کو تیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے کچھ خانہ بدوش آرامی' سُمیری اور اکادی قبائل کو بھی اپنے ساتھ لگا لیا ہے۔ اس کام کے لئے وہ ان کو بھاری رقوم بھی ادا کرے گا اور اب وہ ایک بار پھر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر آپ زیادہ دن تک کوہستان زاگروس اور دشت الیپ میں کاسیوں کے ساتھ الجھتے رہے تو یاد رکھئے گا کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان بابل سے نکل کر نینوا کا رخ بھی کر سکتا ہے اور ماضی میں جو نقصان ہم نے اسے پہنچائے ہیں ان کا انتقام بھی لے سکتا ہے۔"

آنے والا وہ مخبر جب خاموش ہوا تب حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے سناخریب کہنے لگا۔

"ابن حریم! میرے عزیز' اب اس سلسلے میں تیرا کیا خیال اور مشورہ ہے۔ ہمیں کسی بھی صورت مردک بلدان کو یہ موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ بابل سے نکل کر ہمارے مرکزی شہر کا رخ کرے۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"سناخریب! میرے محترم' کلدانیوں کا بادشاہ مردک بلدان کسی بھی صورت بابل سے نکل کر نینوا پر حملہ آور ہونے کی حماقت نہیں کر سکتا۔ وہ کوئی بچہ نہیں ہے۔ ایک عرصہ اس نے بابل پر حکومت کی ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ جب وہ بابل سے نکل کر ہمارے مرکزی شہر کا رخ کرے گا تو وہاں اسارہدون نینوا کا دفاع کرے گا اور یہاں ہم کوہستان

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

زاگروس سے نکل کر بابل پر حملہ آور ہو کر اس شہر پر دوبارہ قبضہ کر سکتے ہیں۔ لہذا ان حالات میں مجھے قوی امید ہے کہ وہ کسی بھی صورت بابل سے نکل کر نینوا کا رخ نہیں کرے گا۔

بہرحال اب جو سب سے پہلا قدم ہمیں اٹھانا ہے وہ یہ کہ عیلامیوں کی سلطنت کے سارے بڑے بڑے شہروں کو ہم نے روند ڈالا ہے۔ کاسیوں کی قوت کو بھی ہم نے پاؤں تلے مسلا ہے اور آئندہ کچھ عرصہ تک یہ دونوں قوتیں آشوریوں کے خلاف سر نہ اٹھا سکیں گی۔ فی الحال عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کو فتح کرنے کا ارادہ التوا میں ڈال دیا جائے اور جنگوں کے دوران جو کچھ ہم کو ملا ہے اسے سمیٹ کر بابل کا رخ کرنا چاہئے اور مردک بلدان سے نمٹنا چاہئے۔

بابل کو ہر صورت فتح کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہمیں اپنی اگلی مہمات کا آغاز کرنا چاہئے اور عیلامیوں اور کاسیوں کے ہاں سے ہمیں جو سامان ملا ہے اسے چند محافظ دستوں کے ساتھ نینوا کی طرف بھجوا دینا چاہئے۔

یہ تو پہلی احتیاط ہے۔ دوسری احتیاط کے طور پر میں ایک اور قدم اٹھانا چاہتا ہوں۔ اس طرح کہ تھوڑی دیر تک سورج غروب ہو جائے گا پھر صحراؤں میں تاریکی پھیل جائے گی۔ جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصے کے ساتھ میں یہاں سے فوراً کوچ کروں گا اور اس شاہراہ پر گھات لگا لوں گا جو بابل سے نینوا کی طرف جاتی ہے۔ گو مجھے پختہ یقین ہے کہ مردک بلدان بابل سے نکل کر کسی بھی صورت نینوا کا رخ نہیں کرے گا پھر بھی ایسا میں احتیاط کے تحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے یہاں سے کوچ کرنے کی کسی کو بھی خبر نہ ہو۔

میرے کوچ کے بعد آپ یہاں سے سیدھا دبیس بن بشرود کی طرف کوچ کریں۔ عیلامیوں کے سرحدی شہر میں جس قدر مال و متاع ہم نے وہاں جمع کر رکھا ہے اور لشکر میں جس قدر عورتیں اور بچے تھے ان سب کو لے کر آپ بابل کا رخ کریں۔

اب بابل کے نزدیک جانے کے بعد جو ردعمل ہمارے سامنے آئے گا' میرے اندازے کے مطابق وہ یہ ہے کہ بابل کا بادشاہ مردک بلدان ایک بار پھر شہر سے باہر نکل کر ہم سے مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے کہ اس نے بہت سے خانہ بدوش قبیلوں کو اچھی خاصی رقوم ادا کرنے کے عوض اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ آرامی اس کے ساتھ مل چکے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ آرامیوں کے بڑے بڑے خانہ

بدوش قبیلے ان سرزمینوں کے اندر سرگرداں رہتے ہیں اور جنگ کا ہنر بھی جانتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے جونہی آپ بابل کے قریب پہنچیں گے مردک بلدان آپ سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔

آپ جنگ کی ابتدا کر دیں۔ میں آس پاس ہی ہوں گا اور پھر دیکھیں بابل سے باہر مردک بلدان اور آرامی قبائل کی ہم کیا حالت بناتے ہیں۔ اس بار ہمیں کوشش یہ کرنی ہو گی کہ کسی بھی صورت مردک بلدان اور اس کے حواری ہم سے شکست کھا کر بابل شہر میں داخل نہ ہونے پائیں۔ اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں۔"

حارث بن حریم کے خاموش ہونے پر سناخریب مسکرا دیا' کہنے لگا۔

"مجھے کچھ نہیں کہنا' جو کچھ تم نے کہا ہے یہی آخری ہے۔"

"اگر یہی آخری ہے تو آئیں اپنے عمل کی ابتدا کریں۔" حارث بن حریم نے بھی مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔ "لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک کو لے کر آپ دبیس بن بشرود کی طرف چلے جائیں' دوسرے کو لے کر میں اپنی منزل کی طرف کوچ کر جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سناخریب اور حارث بن حریم حرکت میں آئے۔ پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اتنی دیر تک سورج غروب ہو چکا تھا۔ فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیل چکی تھیں۔ پھر حارث بن حریم ایک حصے کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا۔ جبکہ سناخریب دبیس بن بشرود کا رخ کر رہا تھا۔

☆------☆=-----☆

دبیس بن بشرود بھاگتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا جس کمرے میں رودیان' قندل اور میرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی تینوں پریشان ہو گئی تھیں۔ اس سے کچھ پوچھنا چاہتی تھیں کہ بڑی تیزی سے بولتے ہوئے دبیس بن بشرود نے کہنا شروع کیا۔

"جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹو' تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ یہ شہر خالی کر دیا جائے گا جس قدر ہمارا سامان اس شہر میں ہے سارا سمیٹ کر کوچ کیا جائے گا۔ سناخریب اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہے اور اس شہر میں جس قدر سامان ہم نے جمع کیا تھا اسے بار برداری کے جانوروں پر لادنا شروع کیا جا چکا ہے۔"

قندل سمجھی تھی کہ سناخریب اور حارث بن حریم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ چکے ہیں۔ لہذا اس خبر پر اس کی حالت صبح کے خاموش سویرے میں آنکھوں میں مسکرا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اٹھنے والی کائنات جیسی ہو گئی تھی۔ اس کی نسوانیت کا وقار اس کے شباب کی ندرت قابل دید تھی۔ اس خبر پر وہ کتابِ زندگی کے اوراق میں حسین شفق جیسی خوش کن بشاشت آمیز شائستگی جیسی پُرسکون اور خوش دلانہ مسکراہٹ جیسی آسودہ سی دکھائی دینے لگی تھی۔ مجموعی طور پر اس کی حالت رنگ رنگ خلاؤں میں اُڑتی تتلیوں سے بھی زیادہ پُرکشش ہو کے رہ گئی تھی۔ وہ انہی سوچوں میں تھی کہ طبیرہ بول پڑی۔

"اگر وہ یہاں پہنچ چکے ہیں تو آپ حارث بھائی کو اپنے ساتھ لے کر کیوں نہیں آئے' وہ ہم سے کھچے کھچے کیوں رہنے لگے ہیں؟"

دبیس بن بشرود سنجیدہ ہو گیا' کہنے لگا۔

"حارث بن حریم یہاں نہیں آیا۔ صرف سناخریب آدھے لشکر کو لے کر آیا ہے۔ آدھے لشکر کے ساتھ حارث بن حریم کوہستان زاگروس سے ہی بابل کی طرف کوچ کر چکا ہے۔" اس کے بعد حارث بن حریم نے کوہستان زاگروس کے اندر مخبروں کی اطلاع کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم کے درمیان جو طے پایا تھا وہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ کہہ ڈالا تھا۔

دبیس بن بشرود تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

"یہ ساری تفصیل مجھے سناخریب نے یہاں پہنچنے کے بعد بتائی ہے۔ وہ خود اپنے لشکریوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ فی الفور یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے باپ کی طرف سے آشوری اپنے لئے خطرات منڈلاتے محسوس کرنے لگے ہیں۔"

حارث بن حریم کے نہ آنے کا سن کر قندل کی حالت یکسر ہی بدل گئی تھی۔ جہاں وہ پہلے قہقہوں کی طرح خوش نما دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں اب اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے بادلوں میں بارش مر گئی ہو' جیسے زندگی کی قبر کانتی بدن سے دل اکھیڑتی روحیں بین کرنے لگی ہوں۔ اس کا چہرہ فق ہو گیا تھا اور وہاں دھتکاری ہوئی لاش اور خواہشوں کی دھجیوں جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ وہ بے چارگی بے بسی اور شکستگی جیسی افسردہ گوشہ عزلت جیسی اداس اور پستیوں کی پُراسرار گونجوں جیسی ویران ہو کے رہ گئی تھی۔ لمحہ بھر کے لئے خاموشی رہی پھر ایک التجا بھری سی نگاہ قندل نے دبیس پر ڈالی اس کے بعد اس کی دکھ بھری روتی آواز سنائی دی۔

"جانتی ہوں' حارث بن حریم مجھ سے ملنے سے کترانے لگے ہیں۔ بابل میں ان سے میں نے جو سلوک کیا تھا اس کے بعد ان کے پیچھے جو میں نے ان کا خاتمہ کرنے کے لئے

مسلح جوان لگائے تھے اس کی بنا پر جو میرے خلاف ان کے دل میں جو نفرت بیٹھی ہوئی ہے وہ ابھی تک ڈھل نہیں سکی۔ اسی لئے وہ مجھ سے گریزاں رہتے ہیں۔ جہاں میں ہوں وہاں سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پر میں پست و مضمحل ہو کر انہیں حاصل کرنے کی امید کی چنگاری بجھنے نہ دوں گی۔ کبھی کبھی بجھتی شمع بھی زندگی کا نیا حوالہ بن جاتی ہے اور کبھی ریت میں کھلتے پھول بھی صحرا کی آنکھ بن کر اپنے ہونے کا ثبوت دے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دل میں جو میرے لئے نفرت کی مشعل روشن کر رکھی ہے میں اس کے اندر ہر صورت میں محبت کی سلگاہٹ پیدا کروں گی۔ ان کے ذہن کے خالی پن میں چاہت کی سرشاری بن کے داخل ہوں گی اور ہر صورت میں ان پر ثابت کروں گی کہ میں ان کے ساتھ مخلص ہوں' ان سے محبت کرتی ہوں۔ میں نہیں جانتی میں کس وجہ سے کناس کی طرف مائل ہوئی تھی لیکن اب وہ ماضی ہو چکا ہے۔ اب وقت اور موسم کی نامہربانیوں میں حارث بن حریم میرے محافظ میرے ہم سفر میرے تن کا روپ سروپ میری زندگی کی مہک و خوشبو اور میرے عارض و لب کی رونق کے علاوہ میرے جسم کا احساس میرے ہونٹوں کی شفق ہیں۔ میں نے یہ بھی پختہ ارادہ کر رکھا ہے کہ وہ اپنے دل سے میرے لئے نفرت نہیں نکالنا چاہتے تو میں بھی ہر صورت میں ان کو اجنبیت کی گرم ردا سے نکال کر اپنے لئے محبت اور چاہت کی دہلیز پر لا کھڑا کروں گی۔"

اس کے بعد قندل نے کچھ بھی نہ کہا' خاموش ہو گئی۔ پھر سب اپنی جگہ سے اٹھے اپنا سامان سمیٹنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سناخریب اور دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے ساتھ عیلامی اور کاسیوں سے جس قدر سامان ملا تھا' انہیں لے کر بابل کا رخ کر رہے تھے۔

☆------☆------☆

سناخریب جونہی اپنے لشکر کے ساتھ بابل کے قریب پہنچا۔ بابل کا بادشاہ مردک بلدان سناخریب اور دبیس بن بشرود کے لشکر پر خواہشوں کے پست و بالا آسمان کو برابر اور بے جسم آرزوؤں کو نگوں سر کر دینے والے خوف بھرے مچلتے گردابوں اور زیست کی رگ رگ اور پل پل میں داخل ہو کر عمر کا جام بقا توڑ دینے والے زہر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سناخریب اور دبیس بن بشرود اس حملے کی توقع رکھتے تھے لہٰذا مردک بلدان کے حملوں کو روکنے کے بعد انہوں نے بھی جوابی کارروائی کی۔ وہ بھی مردک بلدان کے لشکر پر لہو رنگ آوازوں کے خروش' تنگ راستوں کے ظلمت بھرے محاذ' فضاؤں کی سرخ وسعتوں' بگولے کھڑے کرتی تباہی کی طوالت اور بے رنگ کہر کی طرح حملہ آور ہو گئے

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھے۔ دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے خون اگلتا جنگ کا میدان فضا کی بھیانک اذیت پیش کرنے لگا تھا۔ چاروں طرف موت کا غبار' بربادی کی دھول اُڑنے لگی تھی۔ کچھ دیر تک دونوں لشکر اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے اور ایک دوسرے کو پسپا کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی بھی کیفیت سامنے نہ آئی۔ یہاں تک کہ ایک طرف سے حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور وہ مردک بلدان کے لشکر پر ایک طرف سے خیال و احساس کے لافنا انقلاب' زیست کی شادابیوں سے الجھتے جھلساتے لمحوں کی بدترین تپش اور فنا کی پیوندکاری کرتی سلگتی نفرتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مردک بلدان اور اس کے لشکری پہلے بڑے زور شور اور بہترین اعتماد اور ولولوں کے ساتھ سناخریب اور دبیس بن بشردو پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اب جو ایک طرف سے حارث بن حریم ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کرنے لگا تو مردک بلدان اور اس کے لشکریوں کی حالت صدیوں کی تیرگی کے غبار' کرن کرن سلگتی اندھیرے کی لہروں' وقت کے دھارے میں احساس کی سولی پر چڑھتی چشم تعصب سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

مردک بلدان اور اس کے حواری آرامیوں کو بابل سے باہر بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مردک بلدان نے شکست کھانے کے بعد چاہا کہ پہلے کی طرح بابل شہر میں گھس کر محصور ہو جائے۔ اپنے اور اپنے لشکریوں کو محفوظ کرے لیکن اس بار وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس لئے کہ حارث بن حریم اس کی راہ میں حائل ہو گیا تھا اور اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ یہ صورتِ حال مردک بلدان اور اس کے لشکریوں کے لئے بڑی تباہ کن تھی۔ لہٰذا اپنی جان بچانے کے لئے جس کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا۔ مردک بلدان کو آشوریوں کے ہاتھوں بابل کے نواح میں یوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سناخریب نے اپنے لشکر کو تو وہاں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا جبکہ اس نے کچھ دستے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہونے والے مردک بلدان کے پیچھے لگا دیئے تھے۔

گو سناخریب کے آدمیوں نے بڑی سرعت کے ساتھ مردک بلدان کا تعاقب کیا تھا لیکن مردک بلدان اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچاتے ہوئے دریقین کے دلدلی علاقے کے اندر کہیں اور روپوش ہو گیا تھا۔ یہ علاقے چونکہ سب اس کے جانے پہچانے تھے اور وہ ان دلدلی علاقوں کی بھول بھلیوں سے بھی خوب آگاہ تھا۔ لہٰذا ان دلدلی علاقوں

کہیں اس نے اپنے لئے جائے پناہ تلاش کر لی۔ سناخریب کے آدمیوں نے کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کو بہتیرا ڈھونڈا لیکن ناکام رہے۔ آخر مردک بلدان کو اس کے حال پر چھوڑتے ہوئے اس کی تلاش ترک کر دی گئی۔ اس طرح آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے بعد اس کے بیٹے سناخریب نے بھی مردک بلدان کو شکست دیتے ہوئے بابل پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد مردک بلدان کا کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں کھو گیا ہے اور کس جگہ پناہ لے کر اس نے اپنی زندگی کے باقی دن گزارنا شروع کر دیئے ہیں۔

سناخریب اور حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ فاتح کی حیثیت سے بابل شہر میں داخل ہوئے۔ بابل شہر کے لوگوں کا چونکہ اس میں کوئی قصور نہ تھا' مردک بلدان نے اچانک نمودار ہو کر بابل شہر کے اندر آشوریوں کے مقرر کردہ والی سردب کو قتل کر دیا تھا اور شہر پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا سناخریب نے حارث بن حریم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے بعد یہ حکم جاری کیا کہ شہر کے لوگوں کو کوئی گزند نہیں پہنچائی جائے گی۔ سب لوگوں کو عام معافی دے دی گئی تھی۔ لشکر کے قیام کے لئے بڑی تیزی سے خیموں کا شہر آباد کیا جانے لگا تھا اور زخمیوں کی دیکھ بھال ہونے لگی تھی۔

زخمیوں کی دیکھ بھال کے بعد حارث بن حریم اپنے خیمے میں داخل ہوا ہی تھا کہ تھوڑی دیر بعد اس کے خیمے میں دبیس بن بشردو' قندل' طبیرہ اور ان کی ماں رویان داخل ہوئے' ان کو دیکھتے ہی حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔

تینوں ماں بیٹی نے آگے بڑھ کر حارث بن حریم کو اس شاندار فتح پر مبارکباد دی۔ اس مبارک باد کا جواب حارث بن حریم نے مسکراتے ہوئے دیا۔ پھر وہ اچانک سنجیدہ ہو گیا اور قندل کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"خاتون! میں معذرت خواہ ہوں کہ انفرادی مقابلے میں کناس میرے ہاتھوں مارا گیا۔ میرا خدا گواہ ہے' میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہیں تھا۔ میدان جنگ میں مقابلے کے دوران اسے زیر کرنے کے بعد میں نے تو اسے بہ سلامت اپنے لشکر میں واپس جانے کی اجازت دے دی تھی مگر ہائے حیف.........."

یہاں تک کہتے کہتے حارث بن حریم کو رک جانا پڑا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"ابن حریم! آپ کو اپنی اس کارروائی کی وضاحت بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے' نہ ہی آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے پورے حالات میرا بھائی دبیس بن بشردو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بتا چکا ہے۔ آپ فکر مند نہ ہوں اور نہ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اور کناس ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور ایک دوسرے کی زندگی کا ساتھی بننے کا فیصلہ کئے ہوئے تھے اور آپ نے اسے قتل کر کے میرے جذبات پر شب خون مارا ہے تو یہ آپ کی بھول ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے تھے کہ میں آپ کے پاس کناس کی امانت تھی اور آپ مجھے کناس کو لوٹانا چاہتے تھے اور اب آپ ایسا نہیں کر سکتے' تب بھی آپ کی غلط فہمی تھی۔

محترم ابن حریم! میرا کناس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو دریقین کے باہر کھلے میدانوں میں وہ اور میرا باپ ہم تینوں ماں بیٹی کو آشوریوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ کر بھاگتے۔ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو میرا انتظار کرتا۔ نار دیوتا کے مندر میں کسی دیوداسی سے شادی نہ کر لیتا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس میں آپ سے مقابلہ کرنے کی ہمت و جرأت ہی نہ تھی۔ مقابلے کے دوران ہارنے کے بعد اگر آپ نے اسے معاف کر دیا تھا تو یہ آپ کی دریا دلی اور اس پر ایک بہت بڑا احسان تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ چپ چاپ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے واپس چلا جاتا لیکن اس نے احسان فراموشی' نمک حرامی اور بے غیرتی کا ثبوت دیا کہ ایک دم اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا آپ پر چھلانگ لگا گیا اور آپ کو زیر کرنے کی کوشش کی۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ اس کے اس طرح دھوکا دہی سے کام لینے کے باوجود بھی آپ نے اس دھوکا باز اور بے ایمان کو اپنے سامنے زیر کرتے ہوئے اس کی گردن کاٹ دی۔ میں جہاں لشکر کی فتح پر آپ کو مبارکباد دیتی ہوں وہاں انفرادی مقابلے میں کناس کو زیر کرنے پر بھی آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

جب تک قندل بولتی رہی حارث بن حریم عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوئی تب شبہات بھرے انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"خاتون! میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ میں تمہاری ان ساری باتوں کا کیا مطلب لوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ تم یہ ساری باتیں طنزیہ انداز میں کر رہی ہو۔ میں ایک بار پھر تم سے کہتا ہوں کہ کناس کو قتل کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ اپنی بدکرداری کی وجہ سے میرے ہاتھوں مارا گیا اور یہ کہ.........."

قندل نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹ دی' کہنے لگی۔

"میں آپ کے ساتھ طنزیہ نہیں' خلوص نیت کے ساتھ گفتگو کر رہی ہوں۔ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں کناس کو چاہتی تھی۔ اس سے محبت کرتی تھی تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میں اس سے ایسی نفرت کرنے لگی تھی جس کی کوئی تھاہ کوئی کنارہ ہی نہیں تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ کناس کو قتل کر کے آپ نے ایک طرح سے میرے جذبات کا بھی اس سے انتقام لیا ہے۔ اس کے قتل پر آپ کو نہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی میرے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔"

قندل کے ان الفاظ اور اس کے اس رویے پر حارث بن حریم دنگ اور حیران سا ہو کر رہ گیا تھا کہ ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ قندل کی ماں رویان اسے مخاطب کرتے ہوئے بول پڑی تھی۔

"ابن حریم! میرے بیٹے' ہم تینوں ماں بیٹیاں تمہارے پاس ایک التماس لے کر آئی ہیں۔ بابل شہر تم لوگوں کے ہاتھوں فتح ہو چکا ہے۔ لشکر کے لئے خیموں کا شہر آباد کر دیا گیا ہے۔ سناخریب کے علاوہ سارے سالار اپنے خیموں میں جا چکے ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ سناخریب کے پاس جائیں اور اس کے پاس ہماری التجا پیش کریں کہ ہم تینوں ماں بیٹیاں بابل کے اس قصر میں قیام کرنا چاہتی ہیں جہاں ہم پہلے رہا کرتی تھیں۔ ہم یہ نہیں کہتیں کہ بابل کا قصر مستقل طور پر ہمارے حوالے کر دیا جائے جب تک لشکر یہاں قیام کرتا ہے ہماری خواہش ہے کہ ہم تینوں ماں بیٹیاں اسی قصر میں قیام کریں جب لشکر یہاں سے کوچ کرے گا تو ہم بھی لشکر کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گی۔ کیا ہماری اس خواہش کا اظہار کرنے تم سناخریب کے پاس جاؤ گے؟"

رویان کی اس گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ خیمے کے دروازے پر ایک مسلح جوان نمودار ہوا اور حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"محترم ابن حریم! آپ کو آقا سناخریب نے اپنے خیمے میں بلایا ہے۔"

حارث بن حریم نے ایک گہری نگاہ اپنے قریب بیٹی رویان پر ڈالی۔ منہ سے کچھ نہ بولا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور آنے والے اس مسلح جوان کے ساتھ چپ چاپ ہو لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد حارث بن حریم' سناخریب کے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت خیمے کے اندر سناخریب کے علاوہ ڈھلتی عمر کا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی حارث بن حریم خیمے میں داخل ہوا' سناخریب اور ڈھلی عمر کے اس شخص نے کھڑے ہو کر حارث بن حریم سے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مصافحہ کیا' پھر سناخریب بول پڑا۔

"پہلے اس اجنبی سے ملو۔ اس کا نام سروب ہے' بابل ہی کا رہنے والا ہے اور اس سے پہلے سروب نام کے جس شخص کو میرے باپ نے بابل کا حاکم مقرر کیا تھا یہ اس کا عزیز و رشتے دار ہے۔ دونوں کا نام ایک جیسا ہے۔"

حارث بن حریم مسکرایا اور سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن حریم! میرے بھائی' میں نے تمہیں تین کاموں کے لئے بلایا ہے' یا یوں سمجھو کہ تین اہم مشوروں کے لئے میں نے تمہیں زحمت دی ہے۔"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"مسئلے اب تین کی بجائے چار ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ ایک مشورہ میں بھی آپ کے لئے لے کر آیا ہوں۔ یا یوں جانیں کہ ایک معاملہ میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔"

سناخریب نے تیز انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر اس کی شفقت بھری آواز سنائی دی۔

"ابن حریم! میرے عزیز' کیسی اجازت اگر کوئی ایسا ویسا کام تھا تو تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کام کو کر گزرتے۔ بہرحال کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"نہیں' پہلے آپ اپنے تین موضوعات پر بات کریں۔ اس کے بعد آخر میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں' کہوں گا۔"

سناخریب مسکرایا' بڑے پیارے انداز میں اس نے حارث بن حریم کا شانہ تھپتھپایا' کہنے لگا۔

"نہیں' تم میرے بیٹے کی جگہ ہو' پہلے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو' تمہارا معاملہ نمٹانے کے بعد میں تین موضوعات پر تم سے گفتگو کروں گا۔" اس پر حارث بن حریم' سناخریب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اب جبکہ بابل کو ہم نے دوبارہ فتح کر لیا ہے تو مردک بلدان کی بیوی رویان اور اس کی دونوں بیٹیوں کی خواہش ہے کہ جتنے دن ہمارا لشکر بابل میں قیام کرتا ہے انہیں بابل کے قصر میں قیام کرنے کی اجازت دی جائے۔ وہ اپنی پرانی یادوں کو شاید تازہ کرنا چاہتی ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب لشکر یہاں سے کسی دوسری مہم کی طرف کوچ کرے گا تو

لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں گی۔"

سناخریب نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا' دوبارہ اس نے حارث بن حریم کا شانہ تھپتھپایا' کہنے لگا۔

"بس اتنی سی بات تھی جس کے لئے تم میری اجازت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ میرے بھائی! اس قسم کے جو معاملے ہیں ان کا فیصلہ تم خود کر لیا کرو۔ میرے بعد لشکر میں تمہاری حیثیت سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ تمہارا ہر فیصلہ میرے لئے آخری ہوتا ہے۔ لہٰذا تمہیں خود ہی ان ماں بیٹیوں کو اجازت دے دینی چاہئے تھی کہ وہ بابل کے اندر اپنے قصر میں قیام کر سکتی ہیں۔ تمہارا معاملہ طے ہوا' وہ جتنے دن اور جب تک چاہیں قصر میں قیام کر سکتی ہیں۔ اب بولو تمہارا کوئی اور معاملہ ہے؟"

حارث بن حریم مسکرا دیا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ تاہم اس نے گردن نفی میں ہلا دی تھی۔ اس پر سناخریب نے پھر گفتگو کا آغاز کیا۔

"میرے بیٹے! میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تین موضوعات پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا موضوع اس سروب کا ہے۔ جو سروب مارا جا چکا ہے' اس کے علاوہ اس سروب کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ نیک نفس ہے' بابل شہر کے لوگ اسے پسند بھی کرتے ہیں۔ ہمارا لشکر صرف چند روز یہاں قیام کرے گا۔ اس کے بعد ہم اپنی مہم کی طرف نکلیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سروب کو بابل کا حاکم مقرر کیا جائے۔ یہ کلدانیوں کا ایک سردار بھی ہے۔ ہمارے بعد یہ بہتر انداز میں شہر اور اس کے گرد و نواح کے نظم و نسق کو سنبھال سکتا ہے۔ میں نے شہر کے کچھ سرکردہ لوگوں سے بھی بات کی ہے اور وہ اس بات پر متفق ہیں کہ سروب کو حاکم شہر بنا دیا جائے۔ میرے بیٹے! اب اس سلسلے میں تمہارا مشورہ کیا ہے؟"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"اگر آپ اسے بابل کا حاکم مقرر کرتے ہیں تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن میری ایک شرط ہے۔"

حارث بن حریم کے ان الفاظ پر جہاں سروب چونکا تھا۔ وہاں سناخریب بھی عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ ان کے دیکھنے کے اس انداز کو حارث بن حریم نے بھی بھانپا تھا' مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"اسے بابل کا حاکم مقرر کرنے کے لئے میری شرط یہ ہے کہ یہ جب بابل کا حاکم

مقرر ہو جائے تو ہماری غیر موجودگی میں اس کا کام صرف یہ نہیں ہونا چاہئے کہ شہر پر یہ ہماری طرف سے حکومت کرے۔ ہماری غیر موجودگی میں یہ ایک نیا لشکر ترتیب دے اور اس کی بہترین تربیت کا کام بھی سرانجام دے۔ یہاں سے نکلنے کے بعد بابل کی حفاظت کے لئے ہم کوئی لشکر اس کے پاس نہیں چھوڑیں گے۔ ہماری غیر موجودگی میں اس کا کام ہے کہ بابل کے ذرائع آمدنی کو کام میں لاتے ہوئے ایک بہترین لشکر تیار کرے اور ہماری غیر موجودگی میں اگر بابل کا سابق بادشاہ مردک بلدان پہلے کی طرح گمنامی سے نکل کر بابل پر کبھی حملہ آور ہو تو یہ سروب ہماری غیر موجودگی میں بابل کا دفاع کر سکے۔

پہلے سروب نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو ہماری غیر موجودگی میں کبھی بھی مردک بلدان بابل شہر پر قبضہ کر کے اس کو قتل نہ کر دیتا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جب ہم بابل سے نکل کر اپنی کسی دوسری مہم کی طرف روانہ ہوں تو یہ سروب اپنے کام کی ابتدا کر دے۔ بڑی تیزی سے لشکر کی تعداد بڑھاتا رہے۔ اس کی تربیت کرے اور جو کوئی بھی قوت بابل کو اپنا ہدف بنانا چاہے اس کے سامنے شہر کا دفاع کر سکے۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا سناخریب مسکراتا رہا۔ جب وہ خاموش ہو گیا تب اس نے سروب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیز ابن حریم نے کیا کہا۔ یہ میرے اس فیصلے سے تو اتفاق کرتا ہے کہ تمہیں شہر کا حاکم مقرر کیا جائے لیکن جو شرط اس نے رکھی ہے اس شرط پر تمہیں پورا اترنا پڑے گا۔ یاد رکھنا جب تک بابل شہر کے اندر ایک اچھا خاصا مقامی لشکر نہیں ہو گا اس وقت تک بابل کا دفاع نہیں کیا جا سکتا۔ ہم زیادہ دن بابل میں قیام نہیں کریں گے۔ اپنی نئی مہم کی طرف نکلیں گے۔ ہماری غیر موجودگی میں تم پر یہ لازم ہو گا کہ نئے لشکریوں کو بھرتی کرو' ان کی بہترین تربیت کا کام سرانجام دو اور ان کو اس قابل بنا دو کہ وہ بابل کا دفاع کر سکیں۔ میں تمہیں یہی رعایت دیتا ہوں کہ بابل میں جس قدر ذرائع آمدنی ہیں ان میں سے ہمیں کچھ نہیں چاہئے' سب تم بابل کے دفاع پر خرچ کرو۔ بلکہ میں اپنے پاس سے بھی تمہیں معقول رقوم مہیا کرتا رہوں گا۔ اب بولو تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟"

سناخریب جب خاموش ہوا تب سروب بڑی عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ دونوں میری طرف سے مطمئن رہیں' جو کام آپ میرے ذمے لگا رہے ہیں میں اسے احسن طریقے سے انجام دوں گا۔ آپ دونوں کے یہاں سے کوچ کرنے کے بعد

میں نئے لشکری بھرتی کرنے کا کام شروع کر دوں گا اور انہیں بہترین تربیت سے کچھ اس طرح آراستہ کروں گا کہ وہ کسی بھی حملہ آور کے سامنے بابل کا دفاع کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر آپ مجھے رقوم مہیا کرتے ہیں تو میں یہ کام بڑی تیزی سے اور مختصر سے عرصے میں انجام دے لوں گا۔"

سروب کے اس جواب سے حارث بن حریم ہی نہیں سناخریب بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سناخریب بول پڑا۔

"ابن حریم! میرے بیٹے' ایک معاملہ تو طے ہوا۔ باقی دو معاملے میں جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں تین اہم امور پر تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک مسئلہ حل ہوا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ ہم زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن یہاں قیام کریں گے۔ اس کے بعد میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے پہلے ارض فلسطین کا رخ کیا جائے۔ اس سے پہلے میرے باپ نے بھی ارض فلسطین کا رخ کیا تھا' تم ساتھ تھے۔ سامریہ کی یہودی سلطنت کو ہم نے تس نہس کر کے رکھ دیا۔ جبکہ بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت یہودیہ نے ہمارے ساتھ معاملہ طے کر لیا تھا۔ اب ہماری غیر موجودگی میں یہودیہ کی سلطنت نے ایک بار پھر بابل کے سابق بادشاہ مردک بلدان کی مدد کی اور ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ اب بابل پر ہم دوبارہ قبضہ کر چکے ہیں۔ مردک بلدان بھاگ چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ آنے والے دور میں وہ کبھی بھی بابل کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا اور اگر کرے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

یہاں سے نکل کر ہم ارضِ فلسطین کا رخ کریں گے اور یہودیہ کی سلطنت کو وہ سبق سکھائیں گے کہ آنے والے دنوں میں وہ یاد رکھیں گے کہ آشوریوں کے خلاف کسی بھی قوت کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ اب بولو میرے بیٹے اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

حارث بن حریم مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میں آپ کے اس فیصلے سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ بابل میں چند دن قیام کرنے کے بعد ہمیں لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کرنا چاہئے اور ارضِ فلسطین کا رخ کرنا چاہئے۔ یہودیہ کی سلطنت کو سبق سکھانا چاہئے کہ آئندہ وہ ہمارے خلاف سر نہ اٹھائیں لیکن یہاں میرے ذہن میں ایک اور خدشہ بھی اٹھتا ہے وہ یہ کہ اگر ہم ارضِ فلسطین کا رخ کرتے ہیں تو مصر کی سلطنت بھی ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی۔ اس لئے کہ جس متحدہ لشکر کو بابل سے باہر ہم نے شکست دی ہے اس میں مصری لشکر کا بھی ایک حصہ

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

شامل تھا۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس لشکر میں خانہ بدوش آرامی تھے۔ دشت الیپ کے کاسی' عیلامی سلطنت کا لشکر اور مصری بھی تھے۔ لہٰذا یہ ساری قوتیں ہمارے خلاف سر ابھار سکتی ہیں اور میرے اندازے کے مطابق ان سب نے ہمیں باری باری نمٹنا ہو گا۔ ہمیں کوشش یہ کرنا ہو گی کہ کسی بھی موقع پر ان ساری قوتوں کو اپنے خلاف متحد نہ ہونے دیں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان میں سے کوئی بھی طاقت ہمارے سامنے بند نہ باندھ سکے گی۔"

سناخریب مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"میرے عزیز! میں تمہاری اس گفتگو سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں آرامی خانہ بدوشوں کے علاوہ مصر کے حکمران بھی ہمارے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ عیلامیوں کا بادشاہ بھی ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے تاک جھانک کرے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہم ارضِ فلسطین کی طرف بڑھیں تو یہودیہ کی سلطنت کی مدد کے لئے یہ ساری قوتیں ہم پر شب خون مارنے یا ایک بار پھر ہم سے ٹکرانے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں ہم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں گے۔ ایک تمہارے پاس رہے گا' ایک میرے پاس اور ان قوتوں کو یکجا نہیں ہونے دیں گے۔ بہرحال یہ بعد کا معاملہ ہے۔ اس وقت جب یہ قوتیں ہماری طرف بڑھیں۔"

سناخریب رکا اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز! دوسرا موضوع جس پر میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا وہ بھی ختم ہوا۔ اب تیسرا موضوع ان دونوں موضوعات سے زیادہ اہم پیچیدہ اور قابل توجہ ہے۔ تم راحطہ کو جانتے ہو جو ہماری سلطنت کی انتہا درجہ کی خوبصورت' پُرجمال اور بہترین مغنیہ ہے۔ میرے باپ نے اسے اپنی بیٹی کہا ہوا تھا۔ وہ عمر کے لحاظ سے میری بھی بیٹی جیسی ہے لیکن مجھے بھائی کہہ کے پکارتی ہے۔ معاملہ کچھ یوں ہے کہ راحطہ کے ساتھ اچانک کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں اس سے ایسا لگتا ہے اسے کوئی غم' کوئی دکھ' کوئی روگ اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے۔ گانا اس نے بند کر دیا ہے۔ جس وقت نینوا سے نکل کر ہم نے بابل کا رخ کیا تھا تو راستے میں مجھے پتہ چلا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ فتح کے بعد جب لشکر یہاں خیمہ زن ہوا تو میں نے اس سے رابطہ کیا۔ میں چاہتا تھا کہ فتح کی خوشی میں وہ ہمیں کچھ سنائے لیکن اس نے کہہ دیا کہ وہ بیمار ہے۔ فرسان نام کا داستان گو جو تمہارے ساتھ ہی نینوا شہر میں داخل ہوا تھا' اس نے

راحطہ کو اپنی بیٹی بنایا ہوا ہے' فرسان نے بھی میرے پاس آ کر کہا کہ راحطہ کو کوئی روگ لگ گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ کسی انجانے کسی اجنبی تاپ میں مبتلا ہو گئی ہو۔

میں چونکہ راحطہ کو اپنی بہن کہہ چکا ہوں لہٰذا اس سلسلے میں تمہارے ذمے میں ایک کام لگا رہا ہوں۔

تم راحطہ کو جانتے ہو وہ تم سے بھی شناسا ہے۔ تمہارے ذمے یہ کام اس لئے لگا رہا ہوں کہ تمہارا ساتھی فرسان راحطہ کے ساتھ رہتا ہے۔ دونوں ایسے ہی رہتے ہیں جیسے باپ اور بیٹی رہتے ہیں۔ فرسان سے ملو' اس سے راحطہ کا دکھ جاننے کی کوشش کرو۔ اگر فرسان کچھ نہ بتا سکے تو پھر تم براہ راست راحطہ سے ملو اور بڑی شفقت سے اور بڑی مہربانی سے کام لیتے ہوئے اس سے پوچھو کہ کیا معاملہ ہے۔ کیا کسی نے اس کی دل شکنی کی ہے۔ کیا کسی نے اس کی عزتِ نفس کو مجروح کیا ہے یا وہ کسی سے محبت کرنے کے روگ میں مبتلا ہو گئی ہے۔ جو بھی معاملہ ہو مجھ سے کہو۔ اگر وہ کسی سے محبت کرتی ہے اور جس سے محبت کرتی ہے وہ نینوا میں ہے یا بابل کے اندر ہے تو میں کوشش کروں گا کہ راحطہ کو اس کی زندگی کا ساتھی بنا دوں۔ میں ہر صورت میں راحطہ کو خوش اور آسودہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں جو کچھ میں نے کہا ہے تم سمجھ گئے ہو گے۔"

سناخریب کے اس انکشاف پر حارث بن حریم گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ پھر چونکا اور سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں جن موضوعات پر ہم دونوں گفتگو کرنا چاہتے تھے وہ ختم ہوئے۔ میں اب جاتا ہوں۔ پہلے مردک بلدان کی بیوی اور اس کی دونوں بیٹیوں سے کہتا ہوں کہ وہ بابل کے محل میں قیام کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد میں راحطہ سے ملنے کی کوشش کرتا ہوں۔ فرسان سے بھی بات کرتا ہوں اور یہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں کہ آخر راحطہ کو کیا دکھ کیا تکلیف ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر سناخریب نے سروب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سروب! اب تم بھی جاؤ۔ بابل کا نظم و نسق تم نے کس طرح سنبھالنا ہے اس کا لشکر تم نے کیسا تیار کرنا ہے اور اس کی تربیت کیسے کرنی ہے یہ سارے معاملے حارث بن حریم تمہیں تفصیل کے ساتھ بتا دے گا۔" اس کے بعد حارث بن حریم اور سروب دونوں سناخریب کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

Scanned by iqbalkalmati@yahoo.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

☆------☆------☆

حارث بن حریم جب واپس اپنے خیمے میں داخل ہوا تو رویان' دبیس' قندل اور طبیرہ وہیں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ خیمے میں داخل ہوتے ہی رویان کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"خاتون محترم! میں نے سناخریب سے بات کر لی ہے۔ آپ تینوں ماں بیٹیاں اور دبیس بن بشرود چاروں بابل کے شاہی محل میں قیام کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں وہاں تک جانے اور وہاں قیام کرنے میں آپ کو کسی راہبر اور راہنما کی ضرورت نہیں۔ آپ بابل کے گلی کوچوں کے علاوہ محل کے چپے چپے سے واقف ہوں گی۔ پھر بھی میں دبیس سے کہوں گا کہ یہ اپنے ساتھ چند مسلح جوان لے جائے جو وہاں تم لوگوں کی حفاظت کریں گے۔ میرے خیال میں اب تم لوگ جاؤ' محل میں جا کر آرام کرو۔"

اس موقع پر قندل نے بڑے غور سے حارث بن حریم کی طرف دیکھا۔ اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی دبیس بن بشرود بول پڑا۔

"ابن حریم! میرے بھائی' ابھی تم سناخریب کی طرف جانا ہی چاہتے تھے کہ سناخریب کی طرف سے مسلح جوان تمہیں بلانے کے لئے آ گیا۔ کیا کوئی خاص بات تھی؟" اس پر مسکراتے ہوئے حارث بن حریم نے جس قدر گفتگو سناخریب کے ساتھ ہوئی تھی تفصیل کے ساتھ کہہ ڈالی تھی۔

تفصیل سن کر سب لوگ فکرمند اور پریشان ہو گئے تھے۔ اس موقع پر طبیرہ نے حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"حارث میرے بھائی! یہ راہطہ کو کیا ہوا؟ وہ تو بڑی خوش رہنے والی بات بات پر قہقہے لگانے والی لڑکی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسی لڑکیاں بہت کم دیکھی ہیں جو اتنی خوبصورت اور حسین بھی ہوں اور ان کی گفتگو اور ان کا مزاج بھی ان کے حسن جیسا ہو۔ کیا ہوا اسے؟ کیا کسی نے اس کی دل شکنی کی ہے؟"

طبیرہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے حارث بول پڑا۔

"طبیرہ! میری بہن' ابھی تک میں جان نہیں سکا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ اس کی اس کو کیا روگ لگ گیا ہے؟ کسی نے اس کی دل شکنی کی ہے یا توہین کی ہے؟ اس کی عزت نفس کو مجروح کیا ہے یا وہ کسی کی محبت میں مبتلا ہو گئی ہے؟ سناخریب کہہ رہا تھا کہ وہ بیمار ہو گئی ہے۔ اس کی حالت ایسی ہے جیسے اس کو تاپ چڑھ گیا ہو۔ آپ لوگوں کو ذ

دینے کے بعد میں اسی کے پاس جانا چاہتا تھا۔ میرے خیال میں آپ لوگ جا کے آرام کریں' میں راہطہ کے پاس جاؤں گا اور اس سے دریافت کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ کس نے اس کی دل شکنی کی ہے۔ اگر اس نے مجھے کچھ نہ بتایا تو میں فرسان کو کریدنے کی کوشش کروں گا' ہو سکتا ہے وہ جانتا ہو۔ بہرحال راہطہ کا یہ کام چونکہ سناخریب نے میرے ذمے لگایا ہے لہٰذا میں کوشش کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح راہطہ کو اصلیت اگلنے پر مجبور کروں۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو اس بار رویان بول پڑی۔

"بیٹے! یہ تو اچھا ہوا کہ اس سروب کو سناخریب نے بابل کا والی مقرر کیا ہے۔ پہلے سروب سے یہ بہت بہتر اور اچھا انسان ہے۔ گو اس کا عزیز ہی ہے اس کا قریبی رشتہ دار ہے لیکن دونوں کے مزاج اور اخلاق میں بڑا فرق ہے۔ یہ شخص بڑا روادار ہے۔ بڑا خوش اخلاق اور دوسروں کی عزت کرنے والا ہے۔ میرے خیال میں پہلے سروب کی نسبت یہ سروب بابل کے نظم و نسق کو بہتر طور پر چلائے گا۔"

حارث بن حریم کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خاموش رہا۔ اس نے دیکھا قندل بڑی رازداری سے اپنی ماں رویان اور طبیرہ کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی۔ پھر اس نے دبیس بن بشرود کے کان میں بھی کچھ کہا۔ اتنی دیر تک حارث بن حریم چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں اب مجھے راہطہ کے پاس جانا چاہئے اور اس سے بات کرنی چاہئے۔ اس کی بیماری کے علاوہ اصلیت بھی جاننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ابن بشرود میرے بھائی! تم کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لو اور ان کے ساتھ محل میں جا کر آرام کرو۔"

دبیس بن بشرود' رویان' طبیرہ اور قندل اٹھ کھڑی ہوئیں پھر اچانک قندل بولی اور حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اگر آپ تھوڑی دیر خیمے میں رکیں تو میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

حارث بن حریم نے اس کی طرف دیکھا اور سنجیدہ سے لہجے میں کہنے لگا۔

"میں رک گیا ہوں' کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

اس موقع پر دبیس بن بشرود' رویان اور طبیرہ تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ خیمے سے نکل گئے تھے۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے حارث بن حریم نے قندل کو مخاطب کیا۔

”خاتون! تم بھی ان کے ساتھ جاؤ جا کر آرام کرو۔ اگر تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو تو وہ بعد میں کہہ لینا۔ جب سب لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوں۔ تمہارا اس طرح تنہا میرے ساتھ رہنا معیوب ہے۔ جاؤ ان کے ساتھ جاؤ جو کچھ مجھ سے کہنا چاہتی ہو بعد میں کہہ لینا۔“

حارث بن حریم حرکت میں آتے ہوئے خیمے سے نکلنے لگا تھا کہ قندل ایک دم آگے بڑھی‘ اس کا بازو پکڑ کر روک لیا اور کہنے لگی۔

”وہ میرے کہنے پر ہی خیمے سے گئے ہیں‘ میں تنہائی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں اور اپنی نشست پر بیٹھ جائیں۔“ حارث بن حریم چپ چاپ بیٹھ گیا۔ قندل بھی جس جگہ سے اٹھی تھی وہاں ہو بیٹھی۔ کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد قندل نے پھر حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ بابل کے محل میں جا کر رہیں۔“

حارث بن حریم نے تیز نگاہوں سے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

”تم کس قسم کی انہونی گفتگو کر رہی ہو۔ میرا وہاں رہنا عام لوگوں میں نہ سہی تمہاری ماں‘ طبیرہ اور دہیس بن بشرود کی نگاہوں میں بڑا معیوب ہے اور پھر میں وہاں کس ناطے سے رہ سکتا ہوں۔ دہیس بن بشرود طبیرہ کا شوہر ہے اور اس ناطے سے تمہارا بھائی ہے۔ اسی ناطے سے تمہاری ماں رویان کا وہ بیٹا ہے۔ لہٰذا تم چاروں ایک جگہ رہ سکتے ہو لیکن میری حیثیت دوسری ہے۔ میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ..........“

حارث بن حریم کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے قندل بول پڑی۔

”آپ کیوں نہیں ہمارے ساتھ رہ سکتے؟ لوگوں کو تو یہی پتہ ہے کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ اس رشتے کی اصلیت صرف آپ جانتے ہیں۔ میری ماں‘ میری بہن یا بھائی دہیس اس سے آگاہ ہیں۔ پھر جب آپ ہمارے ساتھ جا کر بابل کے محل میں رہیں گے تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ ہم دونوں میاں بیوی ہیں اکٹھے رہ رہے ہیں۔ آشوریوں کے بادشاہ سناخریب تک کو علم نہیں ہے کہ ہم صرف دکھاوے کے میاں بیوی ہیں اور میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ یہ دکھاوا اصلیت میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔“

تلخ سے انداز میں حارث بن حریم مسکرایا‘ پھر کہنے لگا۔

”بی بی! تم اپنی اصل راہ سے ہٹ رہی ہو۔ میرے اور تمہارے درمیان جو دکھاوے کا ناطہ قائم کیا گیا تھا وہ صرف تمہیں سروب سے بچانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اب سروب مارا جا چکا ہے‘ تمہیں کسی سے خطرہ نہیں ہے۔ اب اگر لوگوں پر یہ بھی ظاہر کر دیا جائے کہ ہم حقیقت میں میاں بیوی نہیں ہیں اور یہ رشتہ ہم نے صرف ظاہری طور پر تمہیں سروب سے بچانے کے لئے قائم کیا تھا تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور تم پہلے کی طرح ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی رہو گی اور..........“

حارث بن حریم گفتگو شاید مکمل نہ کر پایا تھا کہ قندل پھر بول پڑی۔

”لیکن میں آزاد لڑکی کی حیثیت سے اگر نہ رہنا چاہوں اور جو رشتہ آپ کے ساتھ میرا قائم ہو چکا ہے اسے میں حقیقت کا رنگ دینا چاہوں تو..........“

حارث بن حریم کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی‘ کہنے لگا۔

”تم اپنی اصلیت سے آنکھیں پھیر رہی ہو۔ تم وقت کی گود میں عروس حیات ہو جب کہ میں پتھروں کی رگوں میں کھولتی آگ ہوں۔ تم چھچھاتی سحر کا نور میں اندھیری ویران کٹیا کا روتا گیت‘ تم فضاؤں میں رقص کرتا سحاب میں خوابوں کا اجڑا کھیت ہوں‘ تم صبا کا لطیف جھونکا ہو جبکہ میں دل کی ویران بستی کا غم آگیں نغمہ۔ تم سمٹتی تیرگی میں پھیلتی شفق جبکہ میں ڈوبتی ہوئی وہ نبض ہوں جس میں ان گنت نشتر کھب گئے ہوں‘ تم زندگی کا دلکش روپ سرسبز و شاداب کھیت ہو جبکہ میں زرگزیدہ ساعت میں بھوکی ننگی حیات کا اجڑا بازار ہوں۔

میری تمہاری راہیں جدا ہیں‘ تمہاری میری زیست کے مقاصد میں بڑا فرق‘ بڑا بعد ہے۔ تمہارے میرے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔“ وہ تھوڑی دیر کے لئے رکا تو قندل فوراً بول پڑی۔

”اگر اس فرق کی بنیاد آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں بتوں کی پوجا کرنے والی ہوں اور آپ ایک خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کرنے والے ہیں تو..........“

حارث بن حریم نے مسکراتے ہوئے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

”یہ معاملہ نہیں ہے۔ دہیس بن بشرود مجھے بتا چکا ہے کہ تم تینوں ماں بیٹیوں نے بت پرستی ترک کر دی ہے اور یہ کہ تم ہم دونوں کی طرح ایک خدا کے ماننے والی بن چکی ہو۔ اس کے باوجود خاتون! میرے اور تمہارے درمیان صدیوں کی طوالت جیسی دوریاں وقت میں بھٹکے سرابوں جیسی نا آشنائیاں‘ بے تعبیر خوابوں سی بے حسی اور خونی محاذ جیسی خوفناکی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حائل ہے۔ جو ظاہری رشتہ حالات اور وقت نے میرے اور تمہارے درمیان قائم کر دیا ہے۔ اسے کسی بھی صورت حقیقت کا روپ نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے کہ جس ظاہری رشتے کو تم حقیقت کا روپ دینا چاہتی ہو اس رشتے کی بنیادوں' اس کی اساس کے اندر وہ زہر جما ہوا ہے جو کسی وقت پگھل کر میرے اور تیرے جیون کو موت کے خونی لمحوں میں ڈبو سکتا ہے۔"

حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد وہ قندل کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی تیزی سے کہہ رہا تھا۔

"مردک بلدان کی بیٹی! لفظوں کے حسین پیکر اگر کاغذ کے محل میں سمیٹ دیئے جائیں' خوبصورت استعارے اور علامتیں سبک رفتار خوشبو میں بھر دیئے جائیں' تب بھی ان کے رویوں میں اس وقت تک ترادت موجزن نہیں ہو سکتی جب تک سخن سازی کا جوہر ان میں نہ بھر دیا جائے۔ تیری میری پہلی ملاقات ہی سنگِ عداوت' نفرت کی طعنہ زنی اور بے گانگی کی سلگتی پیاس پر مبنی ہے' لہٰذا جہاں بنیاد ہی غلط ہو وہاں ظاہری رشتوں کو اگر حقیقت کا روپ دے بھی دیا جائے تب بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب احتجاجی سے انداز میں قندل بول پڑی۔

"پہلے تو میں آپ کے رویے پر احتجاج کرتی ہوں۔ آپ کبھی مجھے مردک بلدان کی بیٹی کہتے ہیں' کبھی بی بی کہہ کر پکارتے ہیں کبھی خاتون کہتے ہیں۔ آپ کو مجھے مخاطب کرنے کے لئے اتنے نام استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا مختصر سا نام ہے قندل' آپ اس سے واقف بھی ہیں' جانتے بھی ہیں۔ آپ قندل کہہ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں قندل کہنے سے نہ آپ کی زبان کا ذائقہ تلخ ہو گا' نہ ہی آپ کے لہجے میں کوئی تبدیلی آئے گی ویسے میں آپ سے کہوں گی کہ بے شک ہماری پہلی ملاقات نفرت اور عداوت پر ہی قائم سہی لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ خزاں کے بعد ہی بہار آتی ہے۔ بے گانگی کے بعد ہی اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ نفرت ہی محبت کو جنم دیتی ہے۔ ابن حریم! اگر طلائی رحل پر سادہ کاغذ رکھ دیئے جائیں تو وہ عمل کے صحیفوں کا روپ نہیں دھار سکتے۔ نقطے نقطے ہی دائرے بن جاتے ہیں اور کبھی کبھی درد گاتی ہوائیں' لہو کی نری کا رجز بن کر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے میں درست تسلیم کرتی ہوں لیکن جس وقت آپ بابل میں داخل ہوئے تھے اس وقت میرے جذبے اور تھے۔

میں مردک پر اندھا اعتقاد رکھتی تھی اور پھر آپ نے مردک کا بت توڑنے کا

اعتراف بھی کیا تھا۔ اس موقع پر میری جگہ کوئی اور لڑکی بھی ہوتی تو اس کا رویہ آپ کے ساتھ مجھ سے ہرگز مختلف نہ ہوتا۔

اور پھر ایک بات کا اور میں آپ پر انکشاف کروں کہ میں نے اپنی زندگی میں محل کے اندر اپنے باپ اور کناس کے علاوہ کسی کو دیکھا ہی نہ تھا۔ ہاں کبھی کبھی میرے باپ سے ملنے سروب ضرور آتا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تھا' اسی بنا پر وہ مجھے پسند کرنے لگا تھا۔ میں کبھی زیادہ باہر بھی نہیں نکلی۔ اس لئے میری محبت کے دائرے صرف کناس ہی کے اردگرد پھیلنے لگے اور اس محبت کی ابتدا میں نے نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے باپ نے چونکہ ازخود کناس سے مجھے منسوب کر دیا تھا لہٰذا اس منسوبیت ہی کی وجہ سے مجھے ایک طرح سے اس کے ساتھ لگاؤ ہو گیا ورنہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اب جبکہ میں بابل سے باہر نکلی تب مجھے اس دنیا کے علاوہ زمین کی وسعت کا پتہ چلا۔ مجھے تلخ تجربہ ہوا کہ کناس تو کچھ بھی نہیں تھا' وہ تو آپ کے سامنے محبت کا ایک چھوٹا سا پیمانہ تھا جس کی کوئی حیثیت' کوئی وقعت ہی نہیں تھی۔"

قندل بے چاری مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دیکھو' وقت ضائع نہ کرو۔ جاؤ دیکھیں' تمہاری ماں اور بڑی بہن بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ ان کے ساتھ محل کی طرف چلی جاؤ۔ میں ذرا راہطہ کی طرف جاتا ہوں اور اس کا احوال پوچھتا ہوں۔"

قندل بھی اپنی جگہ پر اڑ گئی' کہنے لگی۔

"اگر آپ محل کی طرف نہیں جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ وہاں نہیں رہوں گی۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں' لہٰذا بیوی کی حیثیت سے آپ کے خیمے میں رہنا میرا ضروری ہے۔ اگر آپ خیمے میں رہیں گے تو قندل بھی خیمے میں' اگر آپ محل میں رہیں گے تو قندل بھی محل میں۔ اب جبکہ آپ راہطہ کی طرف جا رہے ہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ راہطہ کی طرف چلتی ہوں۔ آپ اس کا احوال پوچھیں گے تو کیا میں اس کا حال نہیں پوچھ سکتی۔"

حارث بن حریم نے قندل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا' چپ چاپ خیمے سے باہر نکلا' قندل بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لی تھی۔

دونوں تھوڑی دیر بعد مغنیہ راہطہ کے خیمے میں داخل ہوئے۔ اس وقت اس خیمے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں راحطہ اور فرسان تھے۔ راحطہ فرش پر بچھے بستر پر دراز تھی۔ جبکہ ایک طرف فرسان اداس اور افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔ خیمے میں داخل ہونے کے بعد حارث بن حریم نے دیکھا راحطہ زرد آندھیوں کے زور' گردش ایام اور بے انت طوفانی لمحوں کی کوکھ میں پھنسے خشک پتے جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ غم و رنج کی قدغن' فرار کے زندان میں گرفتار نوحہ کرتی راتوں کے لمبے تذکروں کا شکار ہو گئی ہو۔ اس کے قریب بیٹھا فرسان بھی دکھ ایسا اداس اور افسردہ تھا جیسے ماضی کی بجتی پازیب نے کسی کے دل میں درد کی انجانی کروٹیں کھڑی کر دی ہوں۔

حارث بن حریم اور قندل جب آگے پیچھے خیمے میں داخل ہوئے تو ان کی طرف دیکھتے ہوئے راحطہ اور فرسان دونوں چونکے تھے۔ فرسان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ حارث بن حریم اور قندل آگے بڑھے اور دونوں راحطہ کے دائیں بائیں بیٹھ گئے پھر راحطہ کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بن حریم نے پوچھ لیا۔

"اے مہربان مغنیہ! تجھے کیا دکھ' کیا تکلیف' کیا روگ ہے جو تُو نے اپنی یہ حالت بنا لی ہے؟"

راحطہ نے حارث بن حریم کی طرف کوئی توجہ نہ کی' نہ ہی اس کی طرف دیکھا بلکہ قندل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی' اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑی اپنائیت اور نرمی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"تُو نے بہت اچھا کیا' اس بن حریم سے شادی کر لی۔ ورنہ جو حالات میں نے تھے ان کے مطابق سروب یقیناً تمہیں اپنے حرم میں داخل کر لیتا لیکن ابن حریم کی وجہ سے وہ تمہارے خلاف سر نہیں اٹھا سکا۔

دیکھ' جب کوئی لڑکی کسی کے پیار' کسی کی چاہت میں ڈوب جاتی ہے تو پھر شہر و بیابان اور موسموں کے تغیر میں اس کی ذات کا ہر نفس محبت کا سائبان بن جاتا ہے۔ ہر بلندی عظمت کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ اس کا ہر پل آگاہی کا ستارہ بن کر اس کے سامنے آ جاتا ہے اور وہ موت کے خوف' وقت کی دائمی تلخیوں اور تکلیف دہ درد کی یلغار کو فراموش کر کے اپنے ساتھی کے ساتھ زندگی کے میدانوں میں بھاگتی چلی جاتی ہے۔

تُو نے بڑے اچھے شخص کا چناؤ کیا ہے۔ میری تمہارے لئے دعا ہے کہ تمہارا چاندنی میں دھلا چندن بدن اور گالوں پر روشن حیا کی سرخ آسودہ دھوپ ہمیشہ قائم رہے۔ میری دعا ہے کہ ہمیشہ تمہاری مسکراتی بلوری آنکھیں رنگ و نکہت اور نورس میں ملبوس رہیں اور

تمہارے مرمریں بازو صبح کے نور اور دھنک کے رنگین ہالوں کی طرح تمہارے شوہر حارث بن حریم کے لئے وقف رہیں۔ میری دعا ہے کہ حارث بن حریم کی بیوی کی حیثیت سے تیری تجسیم کے رنگین خدوخال بربط کی غنایت کے آہنگ اور حسن و بیان کی چاشنی جیسے آسودہ اور پُرسکون رہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راحطہ جب خاموش ہوئی تو حارث بن حریم نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"مغنیہ! میں نے تجھ سے کچھ پوچھا ہے۔ تم اپنے آپ کو قندل کے ساتھ مصروف گفتگو کر کے میرے سوال کا جواب دینے کو ٹال رہی ہو۔ پر میں ایسا نہیں ہونے دوں گا' دیکھو جو کچھ میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ کیا کسی نے تمہاری دل شکنی کی ہے؟"

راحطہ نے حارث بن حریم کی طرف دیکھا منہ سے کچھ نہ بولی' نفی میں گردن ہلا دی۔

"کیا کسی نے تمہاری عزتِ نفس کو مجروح کیا ہے؟"

راحطہ نے پھر نفی میں گردن ہلائی۔

"کیا کسی بیماری کا شکار ہو گئی ہو۔ اگر ایسا ہے تو طبیب کیا کہتا ہے؟"

راحطہ پھر نفی میں گردن ہلا چکی تھی۔

"اگر یہ بھی نہیں ہے تو کیا تم کسی سے محبت' کسی سے چاہت کرنے کے روگ میں مبتلا نہیں ہو گئی ہو؟"

راحطہ نے تھوڑی دیر تک حارث بن حریم کی طرف دیکھا اس سے اس کے لولوئے احمر سے گلاب لبوں کے درمیان بڑے خوش کن انداز میں اس کے دانت چمک رہے تھے۔ شفق کی سرخی سے جگمگاتے اس کے ریشمی رخسار حیادار ہو گئے تھے اور اس کی ناچتی آنکھوں میں لحہ بھر کے لئے نرم و نازک لطیف کرنوں سی تاثیر سخن جیسی مستیاں رقص کر گئی تھیں۔ پھر اچانک وہ سنجیدہ ہو گئی۔ اس کے سرخ ہونٹوں پر مچلتی ان گنت شفق غائب ہو گئی۔ بالکل یوں جیسے سرخ رنگ کہانیاں کسی تکلیف دہ احساس کے ساتھ لپٹ کر خاموش ہو گئی ہوں۔ پھر اس نے غمزدہ سے انداز میں حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"اجنبی! تمہارا کہنا درست ہے۔ مجھے ایسا ہی کوئی روگ' ایسا ہی مرض لاحق ہو گیا ہے۔ سن اجنبی! جب کسی کے من کے کورے کاغذ پر تحریر کی حرمت' چاہت کی عظمت'

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنائیت کی حدت کسی تازہ دانش کی طرح اپنا رنگ دکھاتی ہے تو اس من کی حالت پیار کی اٹھتی خوشبو سے بھی زیادہ خوش کن ہو جاتی ہے۔ پر جب چاہت و پیار کا وہ پنچھی اُڑ کر فراق رُتوں کے بھیانک پن کے دروازے کھول جاتا ہے تب زیست کے گلستان موت کی آہٹوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ احساس و شعور کی مرکزیت پھٹی ہوئی ردا' ناامیدی کی دہلیز اور ٹوٹی بکھری صداؤں سے بھی بدتر ہو کے رہ جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہوا ہے۔"

حارث بن حریم نے بڑی ہمدردی اور مہربانی میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

"مغفیہ! کہو وہ کون تھا جس سے تم نے محبت کی اور وہ روٹھ کر چلا گیا؟ تم مجھے اس کا نام پتہ بتاؤ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر صورت میں اسے تمہارے پاس لے کر آؤں گا۔"

راحلہ کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگی۔

"ایسا ممکن نہیں۔ یوں جانو وہ ہوا کا ایک جھونکا تھا جو گزر گیا۔ فرش فلک پر چمکتا ایک ستارہ تھا جو ڈوب گیا۔ شب بھر کا جلتا دیا تھا جو بجھ چکا۔ نیند کے ریشمی دھوئیں میں شعلہ رنگ ایک خواب تھا جو بغیر کسی تعبیر کے بکھر کر رہ گیا۔ پر یہ حادثہ میری محراب جان میں ظلمتوں کے باب کی سی یادیں' میری فصیلِ ذات میں نوکیلی ناامیدیاں اور میری پیاسی آنکھوں میں دنیا بھر کی ملامتیں بھر گیا ہے۔"

"آخر تم اس کا نام پتہ بتاتے ہوئے ڈرتی کیوں ہو' خوفزدہ کیوں ہوتی ہو؟ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس معاملے کی زیادہ تشہیر نہیں کروں گا لیکن جسے تم نے چاہا ہے اسے پکڑ کر تمہارے پاس ضرور لاؤں گا اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ اسے تمہاری زندگی کا ساتھی بنا دوں گا۔" حارث نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہتا۔ پھر اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔

"مغفیہ! مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کر۔ دیکھ کبھی کبھی چلچلاتی دھوپ کے وار اپنی آغوش میں خوشگوار موسم لئے دستِ نادیدہ کی طرح دکھ کا مرہم بن جاتے ہیں۔ کبھی کبھی زینہ زینہ فضاؤں میں اترتی اندھی ہواؤں کی تلوار فاصلوں کی فصیلوں تک کو گرا دیتی ہے۔ کبھی کبھی ان دیکھے دامنوں کے سائے تلے سسکتے جسم و جان کی حیات کو روح مل جاتی ہے۔"

"اجنبی! جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہی ہو گا مگر میں نے جسے چاہا وہ بے قرار ماہ و سال کے اس پار وجود و امکان کے دائروں سے دور چلا گیا ہے۔ اب خزاں سے لڑنا اور بے منزل راستوں پر بھٹکتے ہوئے سفر کرتے رہنا ہی میرے مقدر میں لکھا جا چکا ہے اور میں اپنے مقدر سے لڑنا نہیں چاہتی۔ اجنبی! اب اس موضوع پر مزید گفتگو نہ کرنا۔ اس لئے کہ جس کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی ہے وہ یہاں نہیں مجھ سے بہت دور جا چکا ہے۔ کون تھا' میری اس کی ملاقات کیسے کس جگہ ہوئی' یہ میں نہیں بتا سکتی۔" حارث بن حریم جان گیا تھا کہ راحلہ اپنے دل کا بھید نہیں بتائے گی۔ مزید کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ راحلہ کو مخاطب کرتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"یہ تم ابن حریم کو اجنبی اور وہ تمہیں مغفیہ کہہ کر کیوں پکارتے ہیں؟"

ہلکا سا تبسم راحلہ کے چہرے پر نمودار ہوا' کہنے لگی۔

"اب یہ طرزِ تخاطب یوں جانو ہم دونوں کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ شخص پہلے پہل جب بابل سے نینوا میں داخل ہوا تو اس نے مجھے مغفیہ کے نام سے مخاطب کیا۔ میں نے اسے اجنبی کہہ کر پکارا۔ اس کے بعد کچھ ایسا معاملہ ہوا کہ نہ اس نے کبھی میرا نام لے کے پکارا نہ ہی میں نے ایسا کرنے کی ہمت کی۔ یہ مغفیہ پکارتا رہا' میں اسے اجنبی کہہ کر مخاطب کرتی رہی۔"

حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے فرسان کو اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا اس کے اس اشارے کو قندل نے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا قندل اپنی جگہ پر بیٹھی رہی حارث بن حریم کے پیچھے پیچھے فرسان خیمے سے باہر نکل گیا۔ خیمے سے ہٹ کر حارث بن حریم رکا اور فرسان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"فرسان! میرے بزرگ' یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ اچانک راحلہ کو کیا ہو گیا۔ اس نے یہ تو تسلیم کیا ہے کہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔ کسی سے محبت کرتی ہے لیکن نہ جانے کیا معاملہ ہے جسے یہ پسند کرتی ہے نہ اس کا نام بتاتی ہے نہ اتہ پتہ۔ اب تم اسے کریدنے کی کوشش کرو ہو سکتا ہے تم پر بھروسہ کرتے ہوئے تمہیں اپنی زندگی کا یہ راز بتا دے۔"

فرسان کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"ابن حریم! گو راحلہ مجھے باپ کا درجہ دے چکی ہے' میں بھی اسے بیٹی کی طرح چاہتا ہوں' پسند کرتا ہوں لیکن یہ جو حادثہ اس کے ساتھ پیش آگیا ہے اس حادثے کے مرکزی کردار سے وہ مجھے بھی نہیں آگاہ کرتی' نہیں بتاتی۔ جسے اس نے چاہا ہے جس سے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس نے محبت کی ہے وہ کون ہے اس کا نام کیا ہے۔ اگر وہ یہاں نہیں تو کن سرزمینوں کی طرف چلا گیا ہے۔ میں نے کئی بار اس سے منت کی کہ مجھے اس کا نام پتہ بتاؤ' میں خود اس کے پاس جاؤں گا' اس کی منت کر کے تمہارے پاس لے آؤں گا لیکن وہ صرف ایک ہی جواب دیتی ہے کہ وہ یہاں نہیں کہیں دور جا چکا ہے۔ جہاں اس کے وجود کو ہم نہیں پا سکتے۔"

حارث بن مریم کچھ دیر گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"در اصل یہ کام ستاخریب نے میرے ذمے لگایا ہے کہ میں راہطہ کا دکھ درد اس کے روگ کی وجہ جاننے کی کوشش کروں لیکن راہطہ تو کچھ بتانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ بہرحال آؤ خیمے میں جاتے ہیں اور میں مغنیہ سے رخصت ہوتا ہوں۔"

ایک بار پھر حارث بن حریم اور فرسان خیمے کے اندر داخل ہوئے پھر راہطہ کو مخاطب کرتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"مغنیہ! تمہاری مرضی اگر تم اپنی ذات کا بھید مجھ پر عیاں نہیں کرنا چاہتی ہو تو نہ سہی' اب میں جاتا ہوں۔"

اس موقع پر قندل نے راہطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"راہطہ میری بہن! تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں' آج رات میں تمہارے پاس ہی رہوں گی۔"

راہطہ نے اس کا شانہ پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟ تم جاؤ اپنے شوہر کے پاس میری نسبت اسے تمہاری ضرورت زیادہ ہے۔" اس پر جھٹ سے حارث بن حریم بھی بول پڑا۔

"نہیں قندل تمہارے پاس ہی رہے گی۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں' تمہاری دیکھ بھال کرے گی اس طرح اس کی یہاں موجودگی تمہارے لئے آسودگی اور ایک طرح کی ڈھارس کا باعث بنے گی۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم خیمے سے نکل گیا۔

☆-------☆-------☆

حارث بن حریم کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی اس کے بعد قندل نے راہطہ کو کریدنا شروع کیا۔ اس نے اپنی طرف سے لاکھ کوشش کی کہ وہ راہطہ سے یہ جان سکے کہ وہ کس کو چاہتی ہے' کس سے محبت کرتی ہے۔ جس کی چاہت کا اس نے روگ لگایا ہے۔ وہ کون ہے کہاں ہے لیکن شاید راہطہ نے بھی عہد کر رکھا تھا کہ کچھ

نہیں اگلے گی۔ لہٰذا قندل کو بھی ناکامی ہوئی۔

رات کے کھانے کے بعد قندل پھر راہطہ کے پاس بیٹھ گئی۔ قریب ہی فرسان بھی ہو بیٹھا۔ وقت گزارنے کے لئے قندل نے فرسان کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"محترم فرسان! آپ ایک اچھے اور عمدہ قسم کے داستان گو ہیں' داستان گوؤں کا علم بہت وسیع اور پختہ ہوتا ہے۔ میں آپ سے چند اقوام کے متعلق تفصیل جاننا پسند کروں گی۔ میرے شوہر کا تعلق چونکہ اموری قوم سے ہے لہٰذا سب سے پہلے میں اموریوں کے متعلق جاننا چاہوں گی۔ اس کے بعد میرے ذہن میں جس قوم کے متعلق تفصیل جاننے کی خواہش ہے وہ آرامی ہیں۔ اس لئے کہ اموریوں کے ساتھ عموماً آرامیوں کا نام بھی آتا ہے۔ کیا آپ مہربانی کر کے مجھے پہلے ان دو اقوام کے متعلق کچھ بتائیں گے؟"

فرسان نے کچھ سوچا' مسکرایا پھر قندل کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"میری بیٹی! جس قدر میں تفصیل جانتا ہوں اس سے متعلق میں تمہیں ضرور آگاہ کروں گا۔ دیکھو جن سرزمینوں میں اس وقت ہم ہیں یہاں پہلے پہل کبھی پرانی قومیں سمیری اور اکادی آباد ہوا کرتی تھیں۔ اب بھی ان اقوام کے افراد زندہ ہیں اور خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہاں سمیریوں اور اکادیوں کی خاصی مضبوط اور مستحکم حکومتیں تھیں۔ اس کے بعد سامی ان علاقوں میں داخل ہونا شروع ہوئے اور جو سب سے پہلا سامی گروہ ان سرزمینوں کی طرف آیا وہ اموری تھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرسان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں قندل بول پڑی۔

"پہلے مجھے یہ بتائیں کہ یہ سامی کیا چیز ہیں؟ اموری تو میں سمجھ گئی ہوں' یہ وہ قوم ہے جو ہجرت کر کے ان علاقوں میں داخل ہوئی اور اپنی حکومت قائم کی اور اسی اموری قوم سے میرے شوہر حارث بن حریم کا تعلق ہے لیکن پہلے مجھے یہ بتائیں کہ سامی کیا ہیں۔"

فرسان مسکرایا اور کہنے لگا۔ "یہ سامی اور اموری ایک ہی چیز ہیں۔ پہلے میں تمہیں سامی کی تشریح کر دیتا ہوں۔

سامی' سام سے نکلا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سامی اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے سام کی اولاد سے تھے۔ علمی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک لسانی اصطلاح ہے اور اس کے مطابق اس شخص کو سامی کہا جاتا ہے جو کوئی نہ کوئی سامی زبان بولتا ہو۔ اب جن زبانوں کو سامی تسلیم کیا جا رہا ہے وہ دوسری زبانوں سے الگ ہیں لیکن باہم ان کا تعلق

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مسلم ہے ان زبانوں میں آشوری' بابلی' اکادی' کنعانی' فونیقی' آرامی' عبرانی اور عربی شامل ہیں۔

سامی زبان بولنے والے گروہوں میں یہ لسانی قرابت نہایت اہم رابطہ ہے اور جو ان سب کو ایک رشتے میں رکھنے کی تصدیق کرتی ہے لیکن یہی ایک رابطہ نہیں ان کے اجتماعی اداروں' ان کے تمدن' نفسیاتی صفات اور طبعی خدوخال میں بھی مشابہت کے خاصے تعلق موجود ہیں۔ نتیجہ بالکل ظاہر ہے یعنی جو لوگ بابلی' آشوری' کنعانی' عبرانی' آرامی' عربی اور اسی نوع کی دوسری زبانیں بولتے ہیں ان کے کم از کم اجداد ایک گروہ کے افراد تھے۔ ایک زبان بولتے تھے اور ایک ماحول میں رہتے تھے۔ بعد میں وہ ایک دوسرے سے الگ الگ ہوئے۔

میں مزید تفصیل بتاؤں گا تاکہ سامیوں سے متعلق تم مجھ سے کوئی اور سوال نہ کر دو۔ اب تمہارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو گا کہ ان سامیوں کا اصل وطن کون سا تھا۔

تو میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ان کا اصل وطن جزیرۃ العرب تھا۔ عرب کے حق میں جو یہ تاویل پیش کی جاتی ہے کہ اس کی سرزمین طبعاً صحرائی ہے اور تین اطراف سے اسے سمندر نے گھیر رکھا ہے۔ اس سرزمین میں ایسے خطے بہت کم ہیں جن میں انسان رہ سکتے ہوں۔ جب آبادی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ یہ خطے باشندوں کی ضرورت کے لئے بقدر کفایت بہم نہیں پہنچا سکتے تو لوگ اِدھر اُدھر نئی زمینوں کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں اور ایسی زمین صرف شمالی جانب ہے۔ جس میں اس وقت ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب جو جو قبیلے بھی صحرائے عرب سے نکل کر شام کی طرف آئے انہیں سامی قبائل کہا جاتا ہے۔ میرے خیال میں سامیوں کے متعلق تمہاری معلومات کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اب جو سامیوں کا سب سے پہلا گروہ صحرائے عرب سے نکل کر شام کی طرف بڑھا یہ اموری تھے۔ وہی اموری جن سے تمہارے شوہر حارث بن حریم کا تعلق ہے۔

صحرائے عرب سے نکل کر یہ اموری شمال کی طرف بڑھے۔ جس وقت وہ شمالی علاقوں میں داخل ہوئے تو اس وقت ان علاقوں میں سمیری اور کادی آباد تھے ان سے لڑ جھگڑ کر اموریوں نے اپنی چھوٹی سی ایک حکومت قائم کر لی اور ایک مرکزی شہر بھی بنالیا اس مرکزی شہر کا نام ماری تھا۔

ماری نام کا یہ شہر دریائے خابور کے دہانے سے تھوڑی دور جنوب میں واقع تھا جو

علاقے اموریوں نے فتح کے ان علاقوں کے نام اپنے نام سے امورو اپنے مرکزی شہر کا نام ماری اور جس سردار کی سرکردگی میں انہوں نے صحرائے عرب سے نکل کر شام کا رخ کیا اور فتوحات حاصل کیں اس سردار کا نام چونکہ مارتو تھا لہٰذا سب سے پہلے اموریوں نے مارتو کا بت بنا کر اسے دیوتا تسلیم کیا اور اپنے ابتدائی اور پہلے اس دیوتا کو انہوں نے جنگ اور شکار کا دیوتا قرار دیا۔

شمال میں اپنے قدم جمانے کے بعد اموریوں نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنا شروع کیا۔ ان کی آمد سے پہلے ان کے شمال میں حوری اور غیر سامی دوسرے گروہ آباد تھے۔ آہستہ آہستہ اموریوں نے ان سے زمین چھینتے ہوئے اور انہیں پیچھے دھکیلتے ہوئے اپنی سلطنت کو وسیع کرنا شروع کر دیا۔ ان کی سلطنت پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ان اموریوں نے شام کے علاوہ پورے دوآبہ' دجلہ اور فرات کو پامال کر ڈالا اور وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرسان رکا کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔

"میری بیٹی! تم نے لبنان' صدام اور عسقلان شہروں کے نام سنے ہوں گے۔ کبھی یہ سارے شہر اموریوں ہی کے ہوا کرتے تھے اور اموریوں نے ہی ان شہروں کو بسایا تھا اس لئے کہ ان شہروں کے اسماء کا آخری حصہ اموری ہے۔

اموریوں نے سب سے پہلے دریائے فرات کے وسطی حصے کے پاس ایک حکومت کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے یا تم یوں کہہ لو کہ ان ہی کے ایک خاندان نے جسے سب سے اہم خاندان قرار دیا جاتا ہے' بابل میں بھی حکومت قائم کر لی۔ اس طرح اموریوں کی دو حکومتیں ہو گئیں۔ ایک کا مرکزی شہر ماری اور دوسرے کا مرکزی شہر بابل تھا۔ بابل شہر میں یہ اموریوں کی پہلی حکومت ہے اور بابل ہی وہ شہر ہے جس سے زمانہ قدیم کا مشہور اور واضح قانون منسوب کیا جا سکتا ہے اور یہ قانون بابل کے بادشاہ حمورابی نے ترتیب دیا تھا۔

اموریوں کا وہ خاندان جس نے بابل میں حکومت قائم کی اس کا پہلا بادشاہ سمورابی' دوسرا سمولا ایلو' تیسرا زابمو' چوتھا افلسن' پانچواں سن سبت اور چھٹا حمورابی تھا۔ اس حمورابی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اپنی سلطنت کو عیلامیوں سے پاک کر دیا اس لئے کہ عیلامی جن کا مرکزی شہر شوش تھا' بابل ان کی زد میں اکثر و بیشتر رہتا تھا۔"

مؤرخین حمورابی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ایک ہی خیال کرتے ہیں۔ کھدائی کے دوران حمورابی کے دور کا جو کتبہ ملا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید حمورابی دنیا کا سب سے پہلا مقنن تھا۔ اس نے بابل کے ایک مینارہ پر وہی قوانین کندہ کرائے تھے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جو توریت کے احکامات سے بہت مشابہ ہیں۔ لہٰذا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ توریت کے احکامات انہی قوانین سے ماخوذ ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہی وہ احکامات ہیں جن کی تبلیغ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حمورابی نے ابراہیم علیہ السلام کے احکامات کو سنا اور انہیں قبول کیا۔ بابل میں آباد ہونے والے اموریوں کے خاندان میں حمورابی کے بعد جو بادشاہ بنے وہ حمورابی جیسی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے۔

یہاں تک کہنے کے بعد فرسان دم لینے کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا تھا۔

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حمورابی نے اپنی سلطنت کو مزید وسیع کیا۔ اموریوں کا دوسرا خاندان جس کا مرکزی شہر ماری تھا اس پر بھی وہ حملہ آور ہوا اور اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ جس وقت بابل کا بادشاہ حمورابی اموریوں کی دوسری سلطنت جس کا مرکزی شہر ماری تھا' حملہ آور ہوا اس وقت وہاں اموریوں کا بادشاہ زمری نیم حکمران تھا۔ زمری نیم کو حمورابی نے شکست دی اور اس کی سلطنت بھی اس نے فتح کر لی۔

اس فتح نے شہر ماری کو قعر گمنامی میں دفن کر دیا۔ (بعد میں جب ماری نام کے اس شہر کی کھدائی کا سلسلہ شروع ہوا تو کھدائی کے دوران ایسا مواد ملا جس سے ماری کے متعلق بہترین معلومات مہیا ہوتی ہیں۔ ماری شہر کے آثار قدیمہ خاص طور سے مشہور ہیں۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ ماری کے آثار قدیمہ سے بیس ہزار کے لگ بھگ تختیاں نکلی ہیں جن پر میخی خط کے کتبے ہیں۔ دنیا میں نینوا کے بعد صرف ماری نام کا شہر آتا ہے جس کی کھدائی کے دوران اس قدر تاریخی مواد میسر ہوا ہے۔ کھدائی کے دوران ملنے والی ان تختیوں سے اموریوں کے علاوہ اکادیوں اور دوسرے سامی قبائل سے متعلق بھی کافی تفصیل ملتی ہے۔ یہ تختیاں زیادہ تر اموریوں کے آخری بادشاہ زمری نیم کے دفتر خانے میں تھیں۔ یہ ماری کا چونکہ آخری بادشاہ تھا لہٰذا اس کے دور تک اموریوں کے متعلق کافی مواد جمع ہو چکا تھا۔ ان تختیوں میں بادشاہ اور سرکاری عہدیداروں کے خطوط ہیں۔ کاروباری' انتظامی' اقتصادی دستاویزات ہیں اور نہایت قیمتی معلومات بھی مہیا ہوئی ہیں۔ ایک تختی سے واضح ہوتا ہے کہ گھوڑوں کے ذریعے چلنے والے رتھ بنانے کا رواج ہو چکا تھا۔ قومی دفاع کے موقع پر آگ جلا کر ایک دوسرے کو آگاہ کر دیا جاتا تھا اور اسی ذریعے سے خطرے کی خبریں دور دور تک پہنچائی جاتی تھیں۔ ان تختیوں کے ذریعے اموری تاریخ کا بہترین نقشہ موجودہ دور میں سامنے آتا ہے)

اموریوں کے چند بڑے بڑے حکمرانوں میں سے ایک کا نام تختیوں میں عبد اشرطہ ملتا ہے۔ جس وقت یہ حکمران تھا اس وقت اموریوں کا واسطہ دو بڑی طاقتوں سے پڑا تھا۔ شمال کی طرف سے حتی' طوفان کی طرح امڈتے چلے آ رہے تھے۔ بابل کا رخ کر رہے تھے۔ جنوب میں مصر کی بڑھتی ہوئی طاقت شمال کی طرف پھیلنا شروع ہو گئی تھی اور ان دو طاقتوں کے درمیان اموری پھنس گئے تھے لیکن اموریوں نے کمال جرأتمندی اور سیاست سے کام لیتے ہوئے ان دونوں بڑی قوتوں کو ان کی حدود تک محدود رکھا۔ بلکہ عبد اشرطہ نے ان دو بڑی قوتوں کی موجودگی میں آس پاس کے چند علاقوں کو فتح کرتے ہوئے اپنی سلطنت میں مزید اضافہ کیا تھا۔

اموریوں کا یہ بادشاہ جس کا نام عبد اشرطہ تھا۔ حتیوں کے ساتھ ایک جنگ میں مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ازیرت اموریوں کا حکمران بنا جس نے اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اموریوں کی طاقت اور قوت کو مزید مستحکم کیا۔

جس وقت اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر ارضِ فلسطین کا رخ کر رہے تھے اور فلسطین میں داخل ہونا چاہتے تھے اور بنی اسرائیل نے کہا تھا وہاں ایک جبار قوم آباد ہے تم اور تمہارا خدا ان سے جا کر لڑو اور جب ان پر غلبہ پا لو گے تو ہم فلسطین میں داخل ہو جائیں گے۔ تو یہ جبار قوم جنہیں جبارین بھی کہتے ہیں اموری ہی تھے۔

اللہ کے ایک اور نبی آموس ان اموریوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ اموری دیوداروں کی طرح بلند اور بلوطوں کی مانند مضبوط تھے۔

اموریوں کی پرانی یادگاروں میں جو مجسمے ملے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے قد لمبے تھے اور وہ خاصے جوانمرد تھے۔ ان کے قد و قامت اور طاقت و قوت سے جنوبی شام کے کوتاہ قد غار نشین قدیم باشندے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اموریوں سے متعلق افسانے تراشنے شروع کر دیئے۔ مثلاً جباروں کی ایک نسل آئی اور اس نے انسانوں کی بیٹیوں سے شادی کر لی۔ یہ افسانے اسرائیلیوں کے پاس پہنچے دوسری قوموں میں بھی اس قسم کے افسانے اموریوں کے متعلق سنے جاتے رہے۔

ایسا اس لئے تھا کہ دوسری قوموں کی نسبت اموریوں نے دھاتوں کا استعمال پہلے سیکھ لیا تھا۔ اموری شروع میں برنج کے اوزار اور آلات استعمال کرتے تھے۔ ابتدائی دور کے اموری اپنی برچھیوں کی انیوں اور تلواروں اور چاقوؤں میں تانبا استعمال کرتے تھے

scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

لیکن انہیں کوٹ کوٹ کر سخت کر لیتے تھے۔ تانبے میں ٹین ملا کر سخت نہیں کرتے تھے۔ فلسطین سے جو ابتدائی برنجی خنجر برآمد ہوئے ہیں انہیں شمالی شام کے خنجروں سے گہری مشابہت ہے۔ فلسطین میں برنج کو ڈھالنے کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے 2500 سال پیشتر شروع ہو چکا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ بڑی قوتوں کے درمیان اموری پستے چلے گئے۔ ان بڑی قوتوں میں حتی بھی تھے، مصری اور اسرائیلی بھی تھے۔ جنہوں نے فلسطین میں قوت حاصل کر لی تھی۔ پھر ان کی سلطنت ختم ہو گئی اور ان کے کچھ قبائل آج تک خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرسان دم لینے کے لئے رکا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"میرے محترم! آپ نے مجھے بیش بہا خزانے سے نواز دیا ہے۔ آپ نے جو مجھے اموریوں سے متعلق باتیں بتائی ہیں انہوں نے میرے علم میں بے حد اضافہ کیا ہے۔ اب اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے اموریوں کے مذہب سے متعلق بھی کچھ باتیں بتائیں۔ اس طرح میں اموریوں کے متعلق مکمل تفصیل جاننے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

قندل کے اس سوال پر لحہ بھر کے لئے فرسان مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"شروع شروع کے اموریوں کا مذہب اپنی ابتدائی شکل میں ان سامیوں سے مختلف نہ تھا جو طبعی قوتوں کی پرستش کرتے تھے۔ یہی پرستش بادیہ شام اور عرب کے قدیم خانہ بدوشوں میں بھی رائج تھی لیکن بعد میں ان اموریوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماننے والے سواحد بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ حارث بن حریم انہی سواحد میں سے ایک ہے۔

قندل میری بٹی! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اموریوں نے اپنے ایک سردار اموری کی سرکردگی میں صحرائے عرب سے نکل کر شمالی علاقوں کا رخ کیا تھا۔ لہٰذا اسی سردار کا انہوں نے بت بنایا اسے دیوتا تسلیم کیا اور اس کو انہوں نے جنگ کا دیوتا مانا۔

اس کے علاوہ بھی اموریوں کے بہت سے دیوتا تھے جن کی صفات مختلف تھیں۔ ان میں سے اکثر بعد ازاں کنعانیوں کے دیوتاؤں میں شامل ہو گئے۔ ان میں سب سے بڑا حدد تھا۔ یہ بت اکادیوں اور سمیریوں کے ہاں بھی پوجا جاتا تھا اور اس کا نام رمانو بھی تھا۔ یعنی رعد کا دیوتا جس کے قبضے میں بارشیں اور آندھیاں تھیں۔ مغربی ایشیا کا یہ اہم دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ اسے بیل اور رعد کی شکل میں نمایاں کیا جاتا تھا۔ آگے چل کر یہی عظیم الشان

دیوتا بعل بن گیا۔

مغربی حصے کے سب سے بڑے دیوتا کی حیثیت میں اس کا نام مارتو تھا۔ ایک اور مشہور دیوتا کا نام رشف تھا جسے آگ سے متعلق سمجھا جاتا تھا۔ مصریوں نے اپنی نئی سلطنت کے زمانے میں اسے کنعانیوں سے لیا تھا۔ ایک اور دیوتا جس کا نام دجن تھا اس کی پوجا خصوصیت کے ساتھ بابل کے فاتح اموری کرتے تھے اور اسے خوراک کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ (موجودہ دور کی کھدائی کے دوران ایک منتر ملا ہے جو اس دیوتا کے لئے بنا تھا۔ فلسطینیوں نے اسے ماہی گیری کا دیوتا بنا لیا۔ چنانچہ غزہ میں اسے حد درجہ احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ماری سے جو آموریوں کی تختیاں دستیاب ہوئی ہیں ان میں ان تمام دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے)

امور دیوتا کی ایک اہلیہ بھی تھی جس کا نام آشرا تھا۔ اسے عیش و نشاط کی دیوی مانا جاتا تھا۔ اس کا نمونہ بھی وہی تھا جو معروف عشتار دیوی کا تھا۔ دیویوں میں اس کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ اسرائیلیوں کی آمد سے پیشتر اموریوں کے ہاں سانپ کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔ یہ پوجا ایک دیوی سے متعلق تھی، ممکن ہے اسے اموریوں نے رواج دیا ہو۔ جنوبی عرب کی دیومالا میں اس دیوی کو چاند کی دیوی بھی کہا جاتا تھا۔ اموری اپنی آشرا دیوی کو مقدس کھمبے یا درخت کے تنے کی صورت میں نمایاں کرتے تھے اور یہ چیز مذہبی رسوم میں استعمال کی جاتی تھی۔

جنوبی ایشیا میں اموریوں نے جو مذہبی رسومات جاری کیں ان میں سب سے نمایاں حیثیت مذہبی ستون کو حاصل تھی۔ یہ ستون قبیلے کے دیوتا کا نمونہ تھا اور اسے کسی ایسی جگہ نصب کیا جاتا تھا جو بہت پاک ہوتی تھی۔ مثلاً کوئی غار جس کے پاس چونے کے پتھر کی قربان گاہ بنا دی جاتی تھی اور جب اموریوں کے ہاں کسی مکان کی بنیاد رکھی جاتی یا عبادت گاہیں تعمیر کی جاتیں یا کوئی اور عمارت بنانے کا کام شروع کیا جاتا تو عمارت کی ابتدا سے پہلے دیوتا کی اس قربان گاہ پر قربانی کی جاتی تھی۔"

اتنا کہنے کے بعد فرسان رک گیا۔ دم لینے کے بعد قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"قندل میری بٹی! اموریوں سے متعلق میں جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب اگر تم کہو تو میں تمہیں جس قدر آرامیوں سے متعلق جانتا ہوں بتا سکتا ہوں۔" قندل سے پہلے ہی راہطہ بول پڑی۔

"اے عم! رات کافی جا چکی ہے۔ آرامیوں کے حالات آپ قندل کو کسی اور موقع

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

پرستا ڈالے گا۔ میرے خیال میں اب اسے آرام کرنا چاہئے۔ آپ ایسا کریں اسے حارث بن حریم کے خیمے میں چھوڑ کر آئیں۔"

جواب میں قندل مسکرائی اور کہنے لگی۔

"راہطہ! میری بہن' میں آج کی شب تمہارے پاس ہی رہوں گی۔ اپنے خیمے میں نہیں جاؤں گی۔ اب فرسان کو مجھے چھوڑ کر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

راہطہ قندل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ہلکے ہلکے اسے دباتے ہوئے اس سے محبت کا اظہار کرنے لگی تھی۔ پھر دھیمے سے لہجے میں قندل نے اسے مخاطب کیا۔

"راہطہ! میری بہن اگر تمہاری حالت ایسی تھی تو پھر تم نے کیوں نہ نینوا میں رہتے ہوئے آرام کیا۔ لشکر میں شامل ہونے کیا ضرورت تھی؟ کیا تم پر کوئی جبر تھا کہ ہر صورت میں تم لشکر میں شامل ہو؟"

راہطہ ہلکے سے مسکرائی' کہنے لگی۔

"قندل! میری بہن' بس یوں جانو لشکر میں رہنے کی ایک عادت سی ہو گئی ہے۔ جب بھی لشکر روانہ ہوتا ہے تو دل نینوا میں رہنے کو مانتا نہیں اور پھر اس لشکر گاہ میں میرے عجیب و غریب رشتے ہیں۔ بناتریب مجھے سگی بہنوں کی طرح سمجھتا ہے اور مجھے ویسا ہی پیار اور شفقت دیتا ہے جبکہ سارگون مجھے بیٹیوں کی طرح چاہتا تھا۔ ایسی محبت مجھے کہیں اور نہیں ملی۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ گرتے پڑتے میں جوان ہو گئی۔ آواز اچھی تھی گانا بھی سیکھ لیا تھا۔ جس کی بنا پر سارگون کے دربار میں ایک مغنیہ کی حیثیت سے مجھے جگہ مل گئی اور میں زندگی کے دن اچھے گزارنے لگی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راہطہ رکی پھر بڑے غور سے قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"تم کہو! ایک شوہر کی حیثیت سے حارث بن حریم کا تمہارے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ تم دونوں جتنی دیر میرے خیمے میں رہے میں نے اندازہ لگایا کہ ابھی تک تم اپنے شوہر سے کسی قدر شرماتی ہو' لجاتی ہو۔ ابھی تک میرے خیال میں کھل کر تم نے اپنے شوہر سے سب کے سامنے گفتگو کرنے کا انداز نہیں اپنایا۔ بہرحال جو طریقہ تم نے اپنایا ہے یہ اچھا بھی ہے اور پسندیدہ بھی۔ میری نگاہ میں تم دو لحاظ سے خوش قسمت ہو۔ پہلے یہ کہ تمہاری ماں تمہاری بہن تمہارے پاس ہے۔ تمہاری دوسری اور سب سے بڑی خوش قسمتی

یہ ہے کہ حارث بن حریم جیسا شوہر تمہیں ملا ہے۔ ایسے جرأت مند دلیر جوان بہت کم لڑکیوں کو نصیب ہوتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راہطہ رکی کچھ سوچا ایک بھرپور اور پیار بھری نگاہ اس نے قندل پر ڈالی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اگر تم واپس اپنے خیمے میں نہیں جانا چاہتی تو پھر آرام کرو۔ رات کافی جا چکی ہے اب بیٹھنے سے کیا فائدہ؟ اگر تم کہو تو میں تمہارے لئے علیحدہ بستر لگوا دیتی ہوں اس لئے کہ.........."

قندل نے فوراً راہطہ کی بات کاٹ دی کہنے لگی۔

"نہیں میں یہیں تمہارے پاس ہی سو رہوں گی۔" قندل کے اس فیصلے پر راہطہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر قندل وہیں راہطہ کے پہلو میں دراز ہو گئی تھی۔ خیمے کے دوسرے کونے میں جو بستر لگا ہوا تھا اس میں فرسان چلا گیا تھا۔

☆------☆------☆

اگلے روز صبح ہی صبح حارث بن حریم اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر قندل نے کھنکارتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ نگاہ اٹھا کر حارث بن حریم نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رخ پھیر لیا تھا۔ قندل مسکراتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئی۔ چپ چاپ حارث بن حریم کے سامنے بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک خیمے میں کاٹ کھانے والی خاموشی طاری رہی پھر اس خاموشی کے قفل کو قندل نے بولتے ہوئے کھولا تھا۔ کہنے لگی۔

"کیا آپ واقعی اپنے دل کی گہرائیوں سے مجھ سے نفرت کرتے ہیں' کیا آپ واقعی مجھے ناپسند کرتے ہیں اور مجھ سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں؟"

قندل کی طرف دیکھے بغیر حارث بن حریم دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

"مجھے نہ کسی کو ناپسند کرنے کی ضرورت ہے نہ کسی سے نفرت کرنے کا حق ہے اور نہ ہی میں کسی سے نفرت کرتا ہوں۔ تاہم جس ماحول میں ساز و آواز ہم آہنگ نہ ہوں میں اس ماحول کو پسند نہیں کرتا۔ جہاں قول کچھ فعل کچھ ہو میں وہاں قیام بھی نہیں کرتا۔ جہاں روپ کچھ ہو اور بہروپ اس کا الٹ ہو میں اسے بھی قبول نہیں کرتا۔ جہاں دل میں دروغ گوئی اور چہرے پر دانش و فرزانگی ہو ان چہروں سے میں منہ پھیر لیتا ہوں۔ کردار کا تضاد مجھے سخت ناپسند ہے۔ جن لوگوں کا دل میری نفرت سے لتھڑا ہو اور جن کے سینے میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

میرے لئے کرودھ کی آگ ہو جن کے ہونٹوں پر ناپسندیدہ تبسم ہو اور جو میرے لئے اپنے کندھوں پر صلیب اٹھائے پھرتے رہے ہوں میں انہیں محبوبہ کی مہک آفرین سانسیں سمجھ کر قبول نہیں کرتا۔ بادِ نسیم سی لطیف و شوخ و شنگ ان کی محبت میرے لئے قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ نشاط و انبساط سا ان کا طربناک رویہ بھی میرے لئے اجنبی ہی رہتا ہے۔ خاتون! برا مت ماننا کبھی تمہارے قلب کی گہرائیوں میں میرے لئے سوائے نفرت اور ناپسندیدگی کے کچھ نہ تھا۔ جس محبت کی پُرخلوص شیرینی کا اب تم مجھ سے اظہار کر رہی ہو اس کے پس منظر میں میرے لئے نفرت کا تلخ مشروب چھپا ہوا ہے۔ خاتون! میرے اور تمہارے رویے مختلف ہیں۔ میری اور تمہاری منزل جدا ہے۔ میری اور تمہاری پسند میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پھر ہم کیسے اور کیونکر یکجا ہو سکتے ہیں؟"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا قندل چپ چاپ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنتی رہی۔ سنجیدگی اختیار کئے رہی جب وہ خاموش ہوا تب اس نے کہنا شروع کیا۔

"ابن حریم! میں پہلے بھی اعتراض کر چکی ہوں اور اب پھر احتجاج کرتی ہوں کہ آپ مجھے خاتون کے نام سے کیوں مخاطب کرتے ہیں؟ آپ میرا نام جانتے ہیں' نہ آپ کو کسی نے میرا نام لینے سے منع کیا ہے اور نہ ہی میرا نام لینا کوئی گناہ ہے۔

میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ کبھی کبھی جذبات کی شگفتگی اور احساسات کی مہک نفرت بھرے قلبِ انسانی کو صداقت و حقیقت سی محبت سے آشنا کر دیتی ہے۔ کبھی کبھی کاندھے پر رکھی صلیبیں بہاروں کے عزم اور حوصلے اور بحرِ محبت اور دریائے شفقت کی طرف راہنمائی کر دیتے ہیں۔ ابن حریم کبھی کبھی پلکوں کے آنسو روح کو محبت کے نقش و نگار سی توانائی اور نفرت بھرے الفاظ کو محبت اور چاہت کے رنگ عطا کر جاتے ہیں۔ کبھی کبھی چہرے پر ظاہر ہونے والے ظاہری جذبات باطن اور سینے کے اندھیروں کو اجالوں کے صحیفوں کی طرح شفاف بنا کر رکھ جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں......." قندل کو بولتے بولتے رک جانا پڑا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اچانک حارث بن حریم بول پڑا تھا۔

"سن خاتون! میرے پاس تمہیں مخاطب کرنے کے لئے صرف دو ہی الفاظ ہیں ایک خاتون دوسرا مردک بلدان کی بیٹی اور یہ خطابات کوئی برے نہیں ہیں۔ میں تم سے یہ بھی کہوں کہ میں اپنی ذات میں تمہارے لئے ایک عجوبہ اور تم ایک قیامت ہو لہٰذا ہم دونوں اکٹھے نہیں چل سکتے۔"

قندل نے اپنے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھیری' پھر کہنے لگی۔

"میں آپ کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتی۔ خاتون اور مردک بلدان کی بیٹی کے علاوہ بھی آپ کئی قسم کے القابات سے مجھے پکار سکتے ہیں مجھے قندل کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ انسانیت کے ناطے سے کوئی پیار بھرا لفظ بھی مجھے پکارنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

ابن حریم! میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ آپ نے دل کھول کر حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ میں آپ سے کہوں گی کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں مَیں نے آپ سے نفرت کی تھی۔ وہ میری بھول تھی۔ میں نے آپ کا خاتمہ کرنے کے لئے بھی کوشش کی تھی' اس وقت میں بت پرستی کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ اب نہ میرے سامنے بت پرستی کی دلدل ہے' نہ شرک پرستی کا ویرانہ۔ اب میں نے اپنے آپ کو آپ کی ذات سے ایسے وابستہ کر لیا ہے جیسے خواب و تعبیر' روشنی اور بصارت' دل اور دھڑکن جیسے پھول اور خوشبو جیسے آواز اور سماعت۔ ابن حریم! اس خدا کی قسم! جس نے بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے اپنے پہلے نبی آدم علیہ السلام سے کعبہ کی تعمیر کرائی' اس ذاتِ محترم کی قسم جس نے اپنے پیغمبر کو آگ کے جلتے الاؤ میں محفوظ رکھا۔ اس خالقِ حقیقی کی قسم جس نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیت کی اذیت سے محفوظ رکھا۔ اب آپ ہی میری وفا کی منزلوں کا عروج' میری محبت کے سفیر' میرے دل کا اجالا' میرے تن کا امرت' میرے دل کی بشارت اور میری محبت کی خوشبو بھری اڑان ہیں۔"

قندل کی اس ساری گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ دبیس بن بشرود' طبیرہ اور رویان خیمے میں داخل ہوئے' آگے بڑھے۔ رویان اور طبیرہ قندل کے پہلو میں ہو بیٹھی تھیں۔ دبیس بن بشرود بھی آگے بڑھ کر حارث بن حریم کے پاس بیٹھ گیا۔ اس موقع پر گفتگو کا آغاز رویان نے کیا تھا۔

"قندل میری بیٹی! تم نے گذشتہ شب مغنیہ راہطہ کے پاس گزاری' شام کو جب تمہیں وہاں چھوڑ کر ابن حریم لوٹا تھا تو ہم نے اس سے تفصیل جانی تھی۔ اس پر راہطہ نے اپنے کسی راز کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیا رات کے وقت تم نے اسے کریدا کہ وہ کس کو چاہتی ہے' کس کو پسند کرتی ہے' کس کا راز اس نے اپنے سینے میں چھپا رکھا ہے اور کون سی گمنام منزل کو اس نے اپنانے کا تہیہ کر لیا ہے؟ جس کی بنا پر اس نے اپنے تن کو لاعلاج سانپ چڑھا لیا ہے۔"

رویان کے خاموش ہونے پر قندل بولی اور کہنے لگی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"مادرِ محترم! میری موجودگی میں ابن حریم نے اسے بڑا کریدا' بڑی شفقت سے بڑے پیار سے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے اس کے تاپ اس کی بیماری کی وجہ جاننا چاہی۔ اس سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ جس کی چاہت نے اس کی یہ حالت بنا دی ہے وہ کون ہے۔ کس بستی میں رہتا ہے کیا کرتا ہے لیکن راہطہ نے کچھ نہیں بتایا۔

ان کے آنے کے بعد میں نے بھی اپنے طور پر راہطہ کو کریدنے کی کوشش کی لیکن نہ وہ کچھ بتاتی ہے نہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔ لہٰذا میں بھی رات اس کے پاس بسر کرنے کے بعد یہاں چلی آئی۔"

دبیس بن بشرود' طبیرہ اور ردیان کے وہاں آ جانے کے باعث گفتگو کا موضوع بدل گیا تھا۔ قندل نے بھی پہلے موضوع کو ان سب کی موجودگی میں چھیڑنا پسند نہ کیا پھر سب اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تھے۔ دو روز بعد لشکر نے وہاں سے ارضِ فلسطین کی طرف کوچ کیا تھا۔

☆======☆======☆

کاسیوں کو شکست دینے کے ساتھ ہی آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کو یہ خبریں مل چکی تھیں کہ اسرائیل کا بادشاہ حزقیاہ اپنی گذشتہ جنگ کا انتقام لینے کے لئے آشوریوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سناخریب کو یہ خبریں بھی مل چکی تھیں کہ جہاں اسرائیل کے بادشاہ حزقیاہ نے اپنے طور پر ایک بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور اپنی جنگی صلاحیتوں میں اس نے بے پناہ اضافہ کر رکھا ہے وہاں اپنی فتح مندی اور کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے اس نے آشوریوں کے خلاف مصر اور ایتھوپیا سے بھی مدد طلب کر لی ہے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مصر اور ایتھوپیا کے حکمرانوں نے آشوریوں کے خلاف اسرائیلیوں کی مدد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

سناخریب نے جب ارضِ فلسطین پر حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کیا تو حزقیاہ کو اس کے مخبر آشوریوں کی ایک ایک پل کی نقل و حرکت سے آگاہ کر رہے تھے۔ حزقیاہ کو جب خبر ہوئی کہ آشوریوں کا بادشاہ سناخریب اسرائیلیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا ہے تو اس نے آشوریوں کے خلاف اپنی آخری تیاری بھی مکمل کر لی۔

اس کے پاس اپنا تو پہلے سے ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ مصر اور ایتھوپیا والے بھی اس کی مدد کے لئے روانہ ہو چکے تھے اور پھر حزقیاہ نے اپنے مرکزی شہر کے علاوہ اپنے چھوٹے بڑے سارے شہروں کی فصیلوں کو مضبوط اور ناقابلِ تسخیر بنا لیا تھا۔ اس نے آشوریوں کے

خلاف جو آخری کارروائی کی وہ یہ تھی کہ بابل کی طرف سے جو شاہراہ اسرائیلی سلطنت کی طرف آتی تھی اس شاہراہ میں جس قدر کنوئیں اور چشمے پڑتے تھے وہ سب اس نے بند کرا دیئے تھے تاکہ ارضِ فلسطین کی طرف بڑھتے ہوئے آشوریوں کو راستے میں کہیں بھی پانی نہ ملے اور آشوری پانی کو ان علاقوں میں نایاب دیکھتے ہوئے جنگ کئے بغیر واپس اپنی سرزمینوں کی طرف لوٹ جانے پر مجبور ہو جائیں۔

لیکن یہ اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی خوش فہمی اور فریب نظر تھا۔ وہ صرف یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے مخبر آشوریوں کی نقل و حرکت کے ایک ایک پل سے اسے آگاہ کر رہے ہیں۔ پر وہ نادان یہ نہ جانتا تھا کہ آشوریوں کے مخبر' ان کے نقیب' ان کے طلایہ گر اسرائیلیوں کے مخبروں سے بھی بڑھ کر کام کر رہے تھے۔ سناخریب کو اس کے طلایہ گروں نے اطلاع کر دی تھی کہ بابل سے جو شاہراہ ارض فلسطین کی طرف جاتی ہے اس کے کنارے دور و نزدیک تک جہاں کہیں بھی کنوئیں اور پانی حاصل کرنے کے ذرائع ہیں وہ سب حزقیاہ نے بند کرا دیئے ہیں۔

لیکن اب سناخریب کی خوش قسمتی کہ یہ اطلاع اس کے مخبروں نے بروقت اس کو کر دی۔ حزقیاہ کی بدبختی کہ اس کا یہ حربہ کامیاب نہ رہا۔ اس لئے کہ یہ اطلاع ملنے کے بعد سناخریب نے ارضِ فلسطین پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنا رخ ہی تبدیل کر لیا۔ اس نے اس شاہراہ پر سفر نہیں کیا جو بابل سے ارضِ فلسطین کی طرف جاتی تھی۔ اپنے لشکر کے ساتھ سناخریب نے رخ بدلا' فلسطین کی طرف جانے کی بجائے اس نے سیدھا مغرب کی طرف سفر شروع کیا۔ اب اسرائیلیوں پر ضرب لگانے سے پہلے سناخریب نے حارث بن حریم سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں سے پہلے صیدون کا رخ کیا جائے۔ صیدون کے بادشاہ پر حملہ آور ہو کر اسے زیر و نگین اور اپنا ماتحت بنایا جائے اس کے بعد صیدون سے ارضِ فلسطین کی طرف بڑھا جائے اور حزقیاہ کو عبرت خیز سبق سکھایا جائے۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے صیدون کی طرف بڑھے تھے۔ صیدون کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ آشوری اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی برق رفتاری سے اس کے مرکزی شہر صیدون کا رخ کئے ہوئے ہیں تو اس نے اپنے قریبی چھوٹے موٹے ہمسایوں کے علاوہ مصر کی عظیم سلطنت سے بھی آشوریوں کے خلاف مدد طلب کی مگر کسی بھی سمت سے صیدون کے بادشاہ کو مدد

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نہ ملی اس لئے کہ مصری اور ایتھوپیا والے تو پہلے ہی اسرائیلیوں کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کر چکے تھے۔ لہٰذا صیدون کے بادشاہ کو کہیں سے بھی مدد کی جھلک جب نظر نہ آئی تب صیدون کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر کے علاوہ دوسرے سارے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے اور اپنے اہل خانہ کی جان بچانے کی خاطر اپنے لواحقین کو لے کر قبرص کی طرف بھاگ گیا تھا۔

سناخریب بھی بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتا ہوا صیدون کی سلطنت میں داخل ہوا۔ کسی شہر‘ کسی بستی‘ کسی میدان‘ کسی کوہستانی سلسلے‘ کسی دشت میں بھی اس کی راہ نہ روکی گئی۔ اپنی مرضی اور اپنی منشا کے مطابق صیدون کی سلطنت کے ہر شہر ہر قصبے کو سناخریب نے خوب لوٹا اور بے شمار مال و متاع اس نے جمع کیا۔

یہ ساری کارروائی مکمل کرنے کے بعد سناخریب اور حارث بن حریم نے اپنے لشکر کے ساتھ چند یوم تک صیدون شہر میں قیام کیا اس قیام کے دوران جس روز حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے ساتھ سناخریب اپنے لشکریوں کے آرام اور ان کی خوراک کا جائزہ لے رہا تھا ان کے پاس وہ آشوری مخبر آئے جنہیں سناخریب نے مصریوں‘ ایتھوپیا والوں اور اسرائیلیوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔

جب وہ مخبران تینوں کے سامنے آئے تو ان کی طرف سے دیکھتے ہوئے سناخریب بول پڑا۔

”میرے پُرخلوص ساتھیو! کیا تم ایتھوپیا یا اسرائیلیوں کی طرف سے ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟“

سناخریب کے اس استفسار پر ایک مخبر بول پڑا۔

”مالک! ہم چند ایسی خبریں لے کر آئے ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم پیش بندی کریں تو جنگ میں ہم اپنے دشمنوں کے خلاف بہترین فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ یہ تو جانتے ہیں کہ ہمارے خلاف اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ نے مصریوں اور ایتھوپیا والوں سے مدد طلب کی ہے۔ مصر اور ایتھوپیا کا ایک متحدہ لشکر اسرائیلیوں کی مدد کے لئے روانہ ہو چکا ہے اور وہ بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اُدھر ہم سے جنگ کرنے اور ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے اسرائیلیوں کا بادشاہ حزقیاہ بھی اپنی ساری تیاریاں مکمل کر چکا ہے۔

اب جو معاملہ حزقیاہ اور مصری و ایتھوپیا کے لشکریوں کے درمیان طے پایا ہے وہ کچھ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ں طرح ہے۔ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے مصر اور ایتھوپیا کا متحدہ لشکر لاخش نام کے سرحدی مصری شہر کو اپنا مرکز بنائیں گے وہاں وہ اپنا مال و متاع جمع رکھیں گے۔ رسد کا سامان بھی وہاں جمع کیا جائے گا۔ متحدہ لشکر کے قیام کا وہیں اہتمام کیا جائے گا اور وہیں سے نکل کر وہ اسرائیلیوں کی مدد کے لئے ہم پر حملہ آور ہوں گے۔

جہاں تک اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ کا تعلق ہے تو اس نے ٹھان رکھی ہے کہ سب سے پہلے وہ کھلے میدانوں میں نکل کر ہمارا مقابلہ کرے گا۔ ہمارے خلاف اسے کامیابی ہوئی تو پھر اس کا ارادہ ہے کہ وہ ہمارا تعاقب کرے گا اور ہمیں بے پناہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اور ہمارے مقابلے میں اگر اسے شکست ہوئی تو پھر اس کا ارادہ ہے کہ وہ یروشلم شہر میں محصور ہو جائے گا۔ آشوریوں کو شہر میں داخل نہیں ہونے دے گا اور باہر سے مصر اور ایتھوپیا کا متحدہ لشکر بھی آشوریوں پر حملہ آور ہو گا۔ اس طرح آشوریوں کو دو طرفہ نقصان اٹھانا پڑے گا اور اپنی ہر چیز کو چھوڑ چھاڑ کر وہ واپس نینوا کی طرف جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مالک! فی الحال اسرائیلیوں‘ مصریوں اور ایتھوپیا والوں کا یہی لائحہ عمل ہے۔“

مخبر خاموش ہو گیا۔ اس موقع پر حارث بن حریم‘ دبیس بن بشرود‘ سناخریب کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگے تھے۔ شاید وہ سناخریب کے ردِعمل کا جائزہ لے رہے تھے۔ دوسری جانب سناخریب کی گردن جھکی ہوئی تھی‘ وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔ کچھ دیر ایسی ہی کیفیت رہی پھر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کی طرف دیکھتے ہوئے سناخریب بول اٹھا۔

”میرے عزیزو! جس صورت حال سے ہمارے مخبروں نے مطلع کیا ہے‘ یہ صورت حال یقیناً ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے والی ہے۔ ان ساری قوتوں سے نپٹنے کے لئے اس وقت میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی ہے۔ وہ میں تم دونوں سے کہتا ہوں۔ اس پر تم دونوں میں سے اگر کسی کو اعتراض ہو تو اس کے مطابق اس میں تبدیلی کی جائے گی۔

میں چاہتا ہوں کہ ایتھوپیا‘ مصر اور اسرائیلیوں کے لشکر کو ملنے اور متحد نہ ہونے دیا جائے۔ علیحدہ علیحدہ ان سے نپٹا جائے۔ اس طرح ہمیں دو محاذ کھولنے ہوں گے۔ ایک اسرائیلیوں کے لئے‘ ایک مصریوں اور ایتھوپیا والوں کے لئے۔ اس لئے کہ مصر اور ایتھوپیا کا لشکر تو پہلے ہی متحد ہو چکا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ہم بھی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصہ میرے پاس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہو‘ میں اسے لے کر بڑی تیزی اور برق رفتاری سے جنوب کا رخ کروں۔ مصری اگر اپنے سرحدی شہر لاخش کو اپنا مرکز بنا کر اسرائیلیوں کی مدد کرتے ہوئے ہمارے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں تو پھر میں ان کے اس لائحہ عمل کو ناکام بنانا چاہتا ہوں۔

میری تجویز یہ ہے کہ میں جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے مصریوں کے سرحدی شہر لاخش پر حملہ آور ہوں اور مصری لشکر کے پہنچنے سے پہلے پہلے لاخش کو فتح کرلوں اور اس پر قبضہ کرلوں اس کے بعد میں لاخش کو اپنا مرکز بنا کر جنوب کی طرف پیش قدمی کروں اور کھلے میدانوں میں مصریوں اور ایتھوپیا والوں کو بدترین شکست دے کر میدانِ جنگ سے بھاگ جانے پر مجبور کردوں۔

حارث بن حریم! میں چاہتا ہوں کہ لشکر کا دوسرا حصہ تمہاری کمانداری میں ہو اور تم اس حصے کے ساتھ یروشلم کا رخ کرو۔ یروشلم کے بادشاہ حزقیاہ سے ٹکراؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم بڑی آسانی سے حزقیاہ کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

اب اگر ہم لشکر کے دو حصے نہیں کرتے اکٹھے ہی رہتے ہیں اور پہلے اسرائیلیوں کی طرف بڑھتے ہیں تو مصر اور ایتھوپیا والے ہمارے اطراف میں حملہ آور ہو کر ہمارے لئے مسائل کھڑے کرسکتے ہیں۔

اور اگر ہم اسرائیلیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے مصریوں کے سرحدی شہر لاخش کی طرف بڑھیں اور مصر اور ایتھوپیا کی قوت سے ٹکرائیں تو یاد رکھنا پشت کی جانب سے اسرائیلی ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہی اندیشوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور دشمن کے لئے دو مختلف محاذ کھولے جائیں۔

حارث بن حریم! میرے عزیز و محترم بیٹے‘ اگر میں مصریوں اور ایتھوپیا کی قوت کو مار بھگانے میں کامیاب ہوگیا اور تم نے یروشلم شہر سے باہر اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ کو شکست دے دی تو یہ دشمن قوتوں کے خلاف ہماری بہترین فوزمندی اور کامیابی ہو گی۔

اس سے پہلے کاسیوں کو ہم پہلے ہی زیر کرچکے ہیں۔ باقی عیلامی رہ جائیں گے ان کے مرکزی شہر کو ہم روند نہیں سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد ہم پھر عیلام کا رخ کریں اور عیلام کے بادشاہ ستروک نخنتدی کو اپنے سامنے جھکنے اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں۔"

لمحہ بھر کے لئے سناخریب رکا پھر ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا۔

"میرے دونوں عزیزو! جو کچھ مجھے کہنا تھا میں کہہ چکا‘ یہ تجویز اس وقت میرے ذہن میں آئی تھی اور وہ میں نے تم دونوں سے کہہ دی ہے۔ اب تم کہو‘ اس معاملے میں تم دونوں کا کیا رد عمل‘ کیا مشورہ ہے لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا کہ جب لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو دبیس بن بشرود کو میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ حارث بن حریم میرے بیٹے! تمہارے ساتھ کچھ دوسرے چھوٹے سالاروں کو رکھا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ تم ان سے خوب کام لو گے۔ تمہاری نسبت میں دبیس بن بشرود کی زیادہ ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ میرے خیال میں تم میری اس تجویز سے بھی اتفاق کرو گے۔"

جواب میں حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود تھوڑی دیر تک کھسر پھسر کرتے ہوئے آپس میں مشورہ کرتے رہے پھر حارث بن حریم سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"محترم سناخریب! جو کچھ آپ نے کہا ہے میں اور دبیس بن بشرود اس سے کلیتاً اور پوری طرح متفق ہیں۔ جہاں تک آپ کی یہ تجویز ہے کہ آپ دبیس بن بشرود کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو میں اس سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ یہ بھی کہوں گا کہ یہیں صیدون شہر میں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دینا چاہئے۔ آپ اپنے حصہ کا لشکر لے کر دبیس بن بشرود کے ساتھ جنوب کا رخ کر جائیں اور مصریوں کے سرحدی شہر لاخش پر حملہ آور ہوں۔ میں بھی یہیں سے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یروشلم کا رخ کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میں اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ کو کھلے میدانوں میں مار بھگانے اور شکست اٹھانے پر مجبور کردوں گا۔"

حارث بن حریم کا جواب سن کر سناخریب خوش ہوگیا۔ پھر بڑے آسودہ اور مطمئن انداز میں وہ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اب تم دونوں جا کے آرام کرو۔ صبح سویرے لشکر کی تقسیم کے بعد اپنی اپنی منزل کی طرف کوچ کیا جائے گا۔ میں اب اپنے خیمے کی طرف جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سناخریب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بھی اپنے خیموں کی طرف جا رہے تھے۔

دبیس بن بشرود اداس اور فکرمند سا اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت ریان‘ قندل اور طبیرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی پریشان کن سی آواز میں قندل نے پوچھ لیا۔

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

”دبیس میرے بھائی! کیا بات ہے آپ پریشان اور فکرمند سے لگتے ہیں۔“

دبیس بن بشرود ان کے قریب آیا۔ ایک جگہ بیٹھ گیا پھر ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

”قندل میری بہن! تمہارا اندازہ درست ہے۔ آج مجھے کچھ فیصلوں نے پریشان اور فکرمند کر دیا ہے۔ دراصل ہمارا لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا۔

لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ سناخریب کے پاس ہو گا اور وہ حصہ بڑی تیزی سے جنوب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے جنوب سے شمال کی طرف بڑھنے والے مصریوں اور ایتھوپیوں کے لشکر کو روکے گا اور ان سے قوت آزمائی کرے گا۔ دوسرا لشکر جو حارث بن حریم کی سرکردگی میں ہو گا‘ وہ یروشلم کا رخ کرے گا اور اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ سے دو دو ہاتھ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اب جس بات نے مجھے فکرمند اور پریشان کر دیا ہے وہ یہ کہ مجھے سناخریب کے حصے میں متعین کیا جا رہا ہے اور حارث بن حریم کے ساتھ جانے کی بجائے مجھے کل سناخریب کے ساتھ مصر کی حدود کی طرف کوچ کرنا ہو گا۔

یہی میری پریشانی کی وجہ ہے۔ دراصل جب سے میرے اور حارث بن حریم کے درمیان دوستانہ پیدا ہوا ہے۔ تب سے میرے دل نے زمین کی بے کراں پنہائیوں میں اور میری آرزومند آنکھوں نے ہمیشہ سنگین سے سنگین لمحوں میں بھی حارث بن حریم کو ہی اپنی وفا کی منزلوں کا عروج جانا ہے۔ جان سوز ساعتوں میں میری دوستی کی پکار نے ہمیشہ اسے ہی زیست کا آدرش جانا۔ اب جو میں اس سے علیحدہ کر کے سناخریب کے لشکر میں شامل کیا گیا ہوں تو میں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ وقت اور حالات نے مجھے گمشدہ زمانے کی صداؤں کا شکار بنا کے رکھ دیا ہو۔“

جب تک دبیس بن بشرود بولتا رہا اس وقت تک قندل بے چاری شاخ زیتون پر بیٹھی اس خاموش فاختہ کی طرح چپ اور پریشان تھی جس کا کوئی پشت بان نہ ہو اور وفا کے کال میں جس کی ہر تمنا کو لہو لہو کرتے ہوئے اس کے بسیرے کو اجاڑ دیا گیا ہو۔ دبیس بن بشرود جب خاموش ہوا تب اس نے روتی اور بین کرتی آواز میں کہنا شروع کیا۔

”دبیس میرے بھائی! آپ اپنی جگہ درست ہیں مگر یہ بھی تو سوچئے کہ میرا کیا بنے گا۔ میرے تو دل کے افکار کی ہر رگ اب حارث بن حریم سے وابستہ ہے۔ وہی اب میری زیست کی مانگ کا تارا‘ میرے تصورات کا ستارہ‘ میری آسودگیوں کا جھومر ہیں۔ ان کے

بغیر میں اس دنیا میں ٹوٹے شیشے کی بکھری کرچیوں‘ شاہراہوں پر سسکتی زندگی اور مفلسی و درماندگی کی غلامی سے بھی بدتر ہو کے رہ جاؤں گی۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں میں نے جس قدر حارث بن حریم سے نفرت کی تھی اب میں اس سے کئی گنا زیادہ انہیں چاہنے لگی ہوں۔ اب وہی شب کی تیرگی اور تنہائی میں میرے لئے جوان راحتوں کا ابر ہیں۔ ان کے بغیر میری آنکھیں صحرا اور ہاتھ کشکول‘ ذہن منجمد ہونٹ پتھر ہو کے رہ جائیں گے۔ ان کے بغیر میری حالت چپ کے شہر میں سلگتے دل جلتے جسم کی بے پردہ سلگتی آرزو سے بھی ذلیل ترین ہو کے رہ جائے گی۔

دبیس میرے بھائی! اب جبکہ آپ سناخریب کے ساتھ مصر کی سرحدوں کا رخ کریں گے تو میرا کیا بنے گا۔ پہلے تو آپ لشکر میں شامل ہوتے تھے تو میں آپ طبیرہ اور اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہوئے حارث بن حریم سے مل سکتی تھی۔ ان کے خیمے میں چلی جاتی تھی‘ اب آپ جب مصر کا رخ کریں گے تو ظاہر ہے طبیرہ اور ماں بھی آپ کے ساتھ جائیں گی لیکن میں تو آپ تینوں کا ساتھ نہ دے سکوں گی۔ میں اسی لشکر میں رہوں گی جس لشکر کا سالارِ اعلیٰ حارث بن حریم ہو گا۔ اس لئے کہ اب اس سے جدا ہونے اور اس سے دور رہنے سے متعلق میں سوچ تک نہیں سکتی۔“

قندل لمحہ بھر کے لئے رکی۔ اس دوران اس کی ماں رویان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”قندل میری بیٹی! جو کچھ تم کہتی ہو اپنی جگہ صحیح اور درست ہے پر تم کیسے حارث بن حریم کے ساتھ اکیلی رہو گی۔ اس میں کوئی شک نہیں سب لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ تم حارث بن حریم کی بیوی ہو لیکن حقیقت تو اس سے مختلف ہے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ حارث بن حریم تمہیں اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہی نہ ہو۔ وہ تمہیں زبردستی بھی میرے طبیرہ اور دبیس بن بشرود کے ساتھ جانے پر مجبور کر سکتا ہے۔“

قندل تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں پڑی رہی پھر اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”میری ماں! آپ کا کہنا درست ہے۔ پر میں حارث بن حریم کے لشکر میں رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ کوئی نہ کوئی حربہ نکالوں گی ضرور۔“ اس کے ساتھ ہی قندل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”میری محترم اور مہربان ماں! میں ذرا مغنیہ راہطہ کی طرف جا رہی ہوں۔ ایک تو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس کی بیمار پرسی کر لوں گی۔ دوسرے جو مسئلہ اب میرے سامنے آیا ہے اس سلسلے میں میں اس سے بات کروں گی۔ مجھے امید ہے کہ اس کے ساتھ مل کر میں حارث بن حریم کے ساتھ رہنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال لوں گی۔"

پھر اپنی ماں کے جواب کا انتظار کئے بغیر بڑی تیزی سے قندل خیمے سے نکل گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ طوفانی انداز میں مغنیہ راہطہ کے خیمے میں داخل ہوئی۔ اس وقت داستان گو فرسان خیمے میں نہیں تھا۔ راہطہ اکیلی بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ قندل کو دیکھتے ہی اس کے لبوں پر تبسم کی شعلہ گوں ایسی تحریریں نمایاں ہوئیں جیسے قندل کے آنے سے اس کی روح آسودگی بھری ضو سے بھر گئی ہو اور اس کے دل کے بجتے ساز کے گیت آپ سے آپ گونج اٹھے ہوں۔ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا پھر اپنے بستر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگی۔ "آؤ یہاں میرے پاس آ کے بیٹھو۔"

قندل آگے بڑھی' چپ چاپ اس کے قریب بیٹھ گئی۔ راہطہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر ہمدردی بھرے لہجے میں اس نے پوچھ لیا۔

"کیا بات ہے؟ تم کچھ اداس اور افسردہ ہو۔"

قندل نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"راہطہ! میری بہن' تم جانتی ہو میرے شوہر حارث بن حریم میرے لئے کڑے موسموں میں شیش آب اور موت کے سایوں میں زیست کے آخری سانسوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ شاید آپ کو یہ خبر پہنچ چکی ہو گی کہ لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گا۔ ایک حصے کو سناخریب لے کر جنوب کی طرف بڑھے گا۔ سنا ہے اس طرف سے مصریوں اور ایتھوپیا والوں کا متحدہ لشکر اسرائیلیوں کی حمایت میں آشوریوں سے جنگ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ میرے شوہر حارث بن حریم کی کمانداری میں یہودیہ نام کی اسرائیلی سلطنت کے مرکزی شہر یروشلم کا رخ کرے گا۔

میرے بھائی دبیں بن بشرود کو چونکہ سناخریب اپنے ساتھ جنوب کی طرف لے جانا چاہتا ہے لہٰذا میری بہن طبیرہ اور میری ماں یقیناً اس کے ساتھ جائیں گی۔ اب لشکر میں جس قدر عورتیں ہیں ان میں سے زیادہ تر سناخریب کے ہی ساتھ جائیں گی۔ لہٰذا میرے شوہر کا یہ حکم ہے کہ میں بھی اپنی ماں اور بہن کے ساتھ چلی جاؤں لیکن میں شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں' اس موقع پر آپ میرے لئے بہت کچھ کر سکتی ہیں۔"

راہطہ نے تیز نگاہوں سے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"یہ تم انوکھی اور نئی سی بات کہہ رہی ہو۔ تمہارے شوہر کو تو کسی بھی صورت تمہارے جیسی حسین و خوبصورت بیوی کو اپنے سے علیحدہ نہیں کرنا چاہئے یقیناً لشکر کے جس حصے کو لے کر وہ یروشلم کی طرف جائے گا اس میں بھی لشکریوں' کمانداروں اور سالاروں کے اہل خانہ ہوں گے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم اپنے شوہر کی ذات کی تہہ داریوں اور قابلِ حرمت لفظوں کے بھید تک نہ پہنچ سکی ہو؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم اس کی انا کی تقویم کو سمجھ نہ پائی ہو۔ دیکھو شوہر تو بیوی کے لئے زدبان اور امنگوں کے بہتے ساگر کا ساحل ہوتا ہے۔ شوہر تو بیوی کے لئے عمر کے ویران راستوں محرومیوں کی وادیوں خیال و فکر کی دنیا میں شہتائی کے اٹھتے جرس سا جاذب نظر' وقت کے ظلمت زندان اور قید تنہائی میں اس کی زندگی کا سب سے بڑا رازدار ساتھی ہوتا ہے۔ مجھے تم دونوں کے تعلقات کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔

جہاں تک حارث بن حریم کا تعلق ہے تو وہ یقیناً ان جوانوں میں سے ہے جو سنگریزوں کی جبین کو کوہساروں کا وقار اور وقت کے سینے پر سیاہ رات کے جال کو سیال نغموں کی ضو تک عطا کر دیتے ہیں۔ وہ یقیناً ان جوانوں میں سے ہے جو سرابوں کے محور میں اندھیرے کی طنابوں کو کرنوں میں تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔ کیا شادی کے بعد کہیں اس سے تمہاری محبت میں کچھ فرق تو نہیں آ گیا؟"

قندل چونک پڑی کہنے لگی۔

"نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ میں انہیں شادی سے پہلے کی نسبت اب زیادہ چاہنے لگی ہوں۔ میری ان سے محبت ماورائے کہکشاں و انجم ہے اور وہ میرے لئے جبل ایمن سے بھی بڑھ کر ہیں۔ پر یہاں حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے۔ میرا دل کہتا ہے کہ کسی نے یا کچھ لوگوں نے میرے شوہر کو میری طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہے۔"

قندل مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے راہطہ بول پڑی۔

"اگر یہ بات ہے تو تم حارث کو اپنے ساتھ لے کر آتیں۔ میں اس موضوع پر اس سے گفتگو کرتی۔ اگر تم اجازت دو تو میں فرسان کو بھیج کر تمہارے جانے کے بعد حارث بن حریم کو یہاں بلاؤں اور اس موضوع پر اس سے گفتگو کروں؟"

راہطہ کے ان الفاظ پر قندل چونک سی پڑی کہنے لگی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اس طرح وہ مجھ سے اور زیادہ ناراض' مجھ سے اور زیادہ دور ہو جائیں گے اور وہ یہ خیال کرنے لگیں گے کہ میں تم سے ان کی شکایات کرنے لگی ہوں۔ بس میں جس مقصد کے لئے آئی ہوں اگر وہ مقصد حل ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں میرے اور میرے شوہر کے درمیان جس قدر غلط فہمیاں ہیں وہ دور اور رفع ہو جائیں گی۔

دراصل میرے شوہر مجھے میری ماں اور طبیرہ کے ساتھ بھجنا چاہتے ہیں جبکہ میں ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ اب اس موقع پر اگر تم مجھ پر ایک احسان کرو تو میری ساری مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ تم سناخریب کے لشکر میں شامل ہونے کی بجائے اس لشکر میں شامل ہو جاؤ جو میرے شوہر حارث بن حریم کی سرکردگی میں یروشلم کا رخ کرے گا اس طرح میں اپنے شوہر سے کہہ دوں گی کہ چونکہ میں راحطہ کا خیال رکھنے لگی ہوں راحطہ چونکہ آپ کے لشکر میں شامل ہو رہی ہے لہٰذا میں اپنی ماں اور بہن کی بجائے آپ کے لشکر میں رہوں گی اور راحطہ کی دیکھ بھال بھی کروں گی۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ میں انہیں منالوں گی اور وہ مجھے اپنے حصے کے لشکر میں رکھنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

راحطہ مسکرائی' پھر بڑے دلفریب انداز میں قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بس اتنی سی بات ہے اگر یہ معاملہ ہے تو پھر تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ جا کر اپنے شوہر سے کہہ دو کہ میں اس حصے میں شامل نہیں ہوں گی جو سناخریب کی سرکردگی میں مصریوں کا رخ کرے گا بلکہ میں اس حصے میں شامل ہوں گی جس کی کمانداری حارث بن حریم کر رہا ہے اور جو یروشلم کی طرف جا رہا ہے۔ اب بولو' تم کیا کہتی ہو؟"

قندل ایسی خوش ہوئی کہ راحطہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا' اسے ایک طویل بوسہ دیا' پھر جست مارنے کے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی' کہنے لگی۔

"آپ نے میری ساری مشکل حل کر دی ہے۔ اب میں حارث کے پاس جاتی ہوں اور اسے پورے حالات سے آگاہ کرتی ہوں۔" اس کے ساتھ ہی راحطہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر قندل بھاگتی ہوئی خیمے سے نکل گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ حارث بن حریم کے خیمے میں داخل ہوئی۔ اس وقت ابن حریم اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ قندل جونہی خیمے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ قندل کی طرف دیکھا اس کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے کسی قدر فکرمند سے انداز میں بول پڑا۔

"مردک کی بیٹی! خیریت تو ہے' تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ تم کچھ فکرمند اور پریشان گھبرائی سی لگتی ہو۔ کیا معاملہ ہے؟"

آگے بڑھتے ہوئے قندل حارث بن حریم کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور اپنے چہرے پر اپنی جوانی اور شباب کا سارا رس' اپنی آواز میں اپنے جسم کی پوری شیرینی سموتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیا آپ مجھے بیٹھنے کے لئے نہیں کہیں گے؟"

ہاتھ کے اشارے سے جب حارث بن حریم نے نشست کی طرف اسے بیٹھنے کے لئے کہا تب قندل مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی۔ حارث بن حریم بھی وہیں ہو بیٹھا جہاں سے وہ اٹھا تھا۔ پھر دوبارہ اس نے قندل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا لیا۔

"اب بولو خاتون! کیا معاملہ ہے؟"

قندل سنجیدہ ہو گئی' غور سے حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر احتجاجی سے انداز میں کہنے لگی۔

"کیا آپ کے پاس میرے لئے مردک بلدان کی بیٹی اور خاتون کے سوا کوئی اور مخاطب کرنے کے لئے اچھے الفاظ نہیں ہیں۔"

حارث بن حریم نے اس کی طرف دیکھے بنا ہی کہنا شروع کیا۔

"اچھا اس طرز تخاطب کو بھول جاؤ اپنا معاملہ کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں آپ سے ایک اجازت لینا چاہتی ہوں۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے قندل نے کہا تھا۔

قندل کے ان الفاظ پر حارث چونک سا گیا' بدک سا اٹھا۔ فوراً بولتے ہوئے کہنے لگا۔

"خاتون! تم بھی عجیب قسم کی باتیں کرتی ہو۔ میرے اور تمہارے درمیان کوئی رشتہ ہی نہیں' کوئی تعلق نہیں پھر تمہیں مجھ سے کسی بھی کام' کسی بھی موضوع کے سلسلے میں اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دیکھ بی بی! جن راہوں پر تو چل رہی ہے ان راہوں پہ میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔ میرے خیال میں تم جس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہو اس کو میں تھوڑا تھوڑا سمجھ رہا ہوں۔ مگر تمہاری راہنمائی کے لئے اتنا بتاتا چلوں کہ میں ایک انتہا درجہ کا احسان ناشناس قسم کا شخص ہوں۔ میں بابل شہر جہاں تم نے پرورش پائی ہے' جہاں تم جوان ہوئی ہو اس کی نظر فریب تہذیب اس کے شاندار تمدن سے بالکل بے بہرہ اور ناآشنا ہوں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں میری ذات سے کیا مل

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جائے گا۔ مجھے بھول جاؤ۔ تمہاری حیرت انگیز خوبصورتی' تمہاری عالی شان شخصیت' تمہاری ذات کی بے انتہا کشش' تمہیں لڑکیوں میں منفرد اور اعلیٰ مقام پر پہنچاتی ہے۔ جہاں تمہیں ایک سے بڑھ کر ایک زندگی کا ساتھی مل سکتا ہے۔

مجھ میں کیا رکھا ہے۔ نہ میری ذات میں اعلیٰ درجہ کا کوئی شریفانہ اخلاقی معیار ہے نہ میرے پاس چھلکتی چمکتی شخصیت ہے۔ میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ اپنے لئے کسی ایسے نوجوان' کسی ایسے امیرزادے کا انتخاب کرو جو تمہیں اطلس و کمخواب میں دلہن بنا کر اپنے دل کے تخت پر بٹھائے۔

دیکھ بی بی! میں عجیب و غریب سا انسان ہوں۔ ویرانے میں کھڑے خشک پیڑ کی طرح تنہا' بے یقینی کے سوا کوئی میرا زادِ سفر بھی نہیں۔ تنہا کرلاتی کونج کی طرح میرا کوئی آگا پیچھا بھی نہیں۔ نہ ہی میری ذات کے خالی پن میں چاہتوں کی کوئی رمق ہے۔ نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا ہنر ہے جس کی بنا پر لوگ یا میں خود اپنے آپ کو کسب کمال کی صف میں کھڑا کر سکوں۔

دیکھ مردک بلدان کی بیٹی! جس طرح بگولوں کی گرد میں پھول جھڑ جاتے ہیں اسی طرح میں بھی معاشرے کی ہتھیلی سے گرا ہوا ایک انتہا درجہ کا مسکین انسان ہوں۔ میں تپک تپک جلتے پاؤں' سر پر برستی آگ اور آسودگی کو ترستی آنکھیں لے کر موجودہ منصب تک پہنچا ہوں۔ اس لئے میں اپنے آپ کو تمہارے قابل نہیں سمجھتا۔ میرے اپنے اندازوں کے مطابق تم بوئے گل کا شرگیں خمار' جب کہ میں تمہارے مقابلے میں آڑی ترچھی زرد لکیر۔ تم اپنے جوبن کے مرکز پر چمکتی ایک کرن ہو' میں خزاں کا مارا سوکھا گل۔ تم تمازتوں میں نہائے بدن کا جمال ہو' میں خاموشی کے انت کا جان لیوا سماں۔ تم چاہ بابل کے خفتہ فرشتوں کا حریری نوشتہ ہو' میں لوہے کے در پر کور چشمی کا داغ۔ بی بی! میری ذات میں تلخیوں اور قہرمانیوں کے سوا کچھ نہیں رکھا۔ میں مسطر آب پر نا آسودگی کا گرم موسم۔ بدحال زمانے کی زہریلی تحریر اور دوشِ امروز پر ماضی کا بدترین غبار ہوں۔ میں ایک بار پھر تمہیں مشورہ دوں گا کہ میرے تعاقب میں لگ کر اپنے آپ کو بربادی کے ویرانوں میں نہ دھکیلو' میری چاہ میں سفر کرتے ہوئے چیختے چلاتے لمحوں کو آواز نہ دو۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا۔ قندل خاموش بیٹھی بڑے غور اور تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوا تب وہ کہنے لگی۔

"بس جو کچھ آپ نے کہنا ہے کہہ چکے یا ابھی مزید کچھ کہنے کو باقی ہے۔ جو کچھ آپ

نے کہا ہے میں نے بڑے غور سے سنا۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے آپ خود ہی بتائیں اسے میں جھوٹ کا ایک پلندہ یا آپ کی عاجزی اور انکساری سمجھ کر فراموش کر دوں۔

آپ کی ذات کا جہاں تک تعلق ہے تو آپ نے اپنی ذات کی بدترین ترجمانی کی ہے اور میں اس سے قطعی اتفاق نہیں رکھتی۔ آپ لاکھ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کریں' لاکھ اپنے طور پر اپنے آپ اور اپنی ذات کی تذلیل کریں لیکن اسے میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ میری نگاہوں میں آپ کوہستانوں کی اونچائیوں پر ایک روشن چراغ' اندھیرے راستوں پر امیدوں کا چمکتا ماہتاب' حالات و وقت کی گردش میں جاں فزا امن کا سایہ اور اس سے بھی بڑھ کر آپ میری زیست کی دھوپ اور میری ذات کا سایہ بن کر رہ گئے۔ اب میں آپ کے بغیر سانس لینے اور جینے کا تصور تک نہیں کر سکتی۔"

حارث بن حریم کے چہرے پر ہلکا سا تبسم پیدا ہوا اور وہ کہنے لگا۔

"کچھ اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے مطلب کی طرف آؤ کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"اپنی ماں اور بہن اور دہیس بن بشرود کے ساتھ سناخریب کے لشکر میں شامل ہونے کے بجائے میں اس لشکر میں شامل ہونا چاہتی ہوں جو آپ کی کمانداری میں یروشلم کا رخ کرے گا۔"

حارث بن حریم نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کسی قدر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم اپنے حواس میں تو ہو' اپنی ماں اور بہن کو چھوڑ کر تم کیسے میرے ساتھ جا سکتی ہو۔ کس رشتے سے کس ناطے سے تم ایسا کرو گی؟"

"اسی ناطے سے جس کے تحت آج تک میں دن کے وقت آپ کے خیمے میں رہتی رہی ہوں۔ کیا میرا دن کے وقت آپ کے خیمے میں رہنا کسی رشتے' کسی ناطے کے بغیر تھا۔ کیا کوئی کنواری لڑکی آپ جیسے جوان اور اعلیٰ شخصیت رکھنے والے شخص کے ساتھ اکیلی رہ سکتی ہے۔ اسی رشتے کے تحت میں آپ کے لشکر میں شامل ہو کر یروشلم کا رخ کروں گی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اگر آپ نے مجھے اس سے روکنے کی کوشش کی تو پھر اس کے بڑے بھیانک نتائج ہوں گے۔"

"کس کے لئے بھیانک نتائج ہوں گے؟" غور سے حارث بن حریم نے قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

"میرے اپنے لئے۔ آپ آخر میری محبت پر اعتماد اور اعتبار کیوں نہیں کرتے۔ جب میں اپنی ماضی کی غلطیاں بھی تسلیم کر چکی ہوں' آپ سے معذرت بھی طلب کر چکی ہوں اگر یہ میرا رویہ آپ کے ہاں قابلِ قبول نہیں تو میں آپ کے پاؤں پڑنے کے لئے تیار ہوں۔" اس کے ساتھ ہی قندل فوراً حرکت میں آئی اور حارث بن حریم کے دونوں پاؤں اس نے پکڑ لئے اور کہنے لگی۔

"اگر آپ میرے ماضی کی وجہ سے مجھ سے نالاں' خفا' بیزار رہتے ہیں تو میں آپ سے اپنے ماضی کی کوتاہیوں کی معافی مانگتی ہوں۔"

حارث بن حریم نے فوراً اپنے پاؤں کھینچ کر پیچھے کر لئے اور احتجاجی انداز میں کہنے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو؟ تمہیں مجھ سے معافی مانگنے یا میرے پاؤں پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بی بی! میں نے تمہیں کہا ہے کہ میں اکیلا ہی اچھا لگتا ہوں۔"

"لیکن میں آپ کو اکیلا نہیں رہنے دوں گی' یہ میرا فیصلہ ہے اور آخری فیصلہ ہے۔"

"کیا تم اپنی محبت کو زبردستی مجھ پر ٹھونسنا چاہتی ہو؟"

"ہاں ایسا ہی سمجھ لیں۔ آپ کو آخر مجھے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے قباحت کیا نظر آتی ہے۔ اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ بظاہر سب لوگ جانتے ہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ لہٰذا آپ کے خیمے میں آ جا سکتی ہوں' رہ سکتی ہوں اور جہاں تک اصلیت ہے تو میں اس اصلیت کو بھی ختم کر کے حقیقی معنوں میں وہ رشتہ قائم کرنا چاہتی ہوں جو اس وقت ظاہری طور پر میرے اور آپ کے درمیان ہے۔"

"اگر میں ایسا رشتہ قائم کرنے سے انکار کر دوں' تب............"

قندل انتہائی بے بسی میں اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی' کہنے لگی۔

"تو پھر میں سمجھوں گی آپ کے ہاں میری زندگی' میری جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جس دن مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو واقعی مجھ سے رشتہ قائم کرنے میں کلیتاً انکار ہے اس روز میں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے میں لمحہ بھر کی دیر بھی نہیں لگاؤں گی۔ بہرحال یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ میں آپ کے لشکر میں شامل ہوں گی۔" اس کے ساتھ ہی بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے قندل خیمے سے نکل گئی تھی۔ اس روز سناخریب اور حارث بن حریم نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ سناخریب اور دبیں بن بشرود مصریوں اور ایتھوپیا والوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جنوب کی طرف بڑھ گئے تھے جبکہ حارث بن حریم

اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یروشلم کا رخ کر رہا تھا اور اس لشکر میں رابطہ کے علاوہ قندل بھی شامل تھی۔

☆------☆------☆

حارث بن حریم جونہی یروشلم کے نواح میں پہنچا اسرائیلیوں کی سلطنت یہودیہ کا بادشاہ حزقیاہ ایک جرار لشکر کے ساتھ اس کی راہ روکے کھڑا ہوا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

حزقیاہ کو خبریں پہنچ چکی تھیں کہ آشوریوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ آشوریوں کا بادشاہ سناخریب لے کر جنوب کی طرف پیش قدمی چکا ہے۔ دوسرے حصے کے ساتھ آشوریوں کا سالار حارث بن حریم اس کا رخ کر رہا ہے۔ لہٰذا لشکر کی اس تقسیم نے حزقیاہ کے ولولوں' اس کے جذبوں کو آشوریوں کے خلاف اور زیادہ برہم اور تیز کر کے رکھ دیا تھا۔ صفیں درست ہوتے ہی حزقیاہ نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا۔ پھر وہ آشوریوں پر مسرت کے بے کراں لمحوں کو یادوں کے بے تکے خونی ہیولوں' معروف گوشوں میں پنہاں خزاؤں کے مہربان رویوں کو پل پل سلگتے' لمحہ لمحہ جلتے حادثوں اور فراز خاک کے خود ساز حلقوں کو دشت بیابان میں تبدیل کر دینے والے رینگتے زہر آگیں اژدھوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کارروائی کرنے کے لئے حارث بن حریم نے بھی تاخیر سے کام نہیں لیا۔ وہ بھی اسرائیلیوں پر شوخ فطرت کی طرح باطن کے جہل کو فنا کر دینے والے قدرت کے قہر' رگ رگ سے بدی کا خون بہا دینے والے عرفان و آگہی کے کہرام' کارگہِ فریب کے اجارہ داروں کے کوچہ و بازار کو ویران کر دینے والی اور کوہساروں کی رگیں تک کاٹ دینے والی ضرب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے میدانِ جنگ کے اندر چنگیز خان کی وحشت' ہلاکو خان کا قتال' تیمور کی وحشت ناکی اور ضمیر کی بدترین پستی ناچ اٹھی تھی۔ جنگ کی سڑاند میں ہر شئے کا ذائقہ تلخ ہونے لگا تھا۔ شور میں لہولہان بڑے بڑے سورما دھتکاری ہوئی لاشوں کی طرح اِدھر اُدھر بکھرنے لگے تھے۔ زمین پر تڑپتی زیست بھوکی مٹی کا بڑی تیزی سے شکار ہونے لگی تھی۔

موت زندگی کا تعاقب کچھ اس طرح کرنے لگی تھی جیسے پیاس کے نوکیلے ارادے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

شبنمی قطروں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جیسے سایہ سائے کا تعاقب کرتا ہے۔ جیسے اندھیرے سسکتے اجالوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کا خیال تھا کہ اس کا لشکر تعداد میں زیادہ ہے۔ آشوری کم ہیں اور آشوریوں کا لشکر دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ بہت جلد آشوریوں پر غلبہ پاکر انہیں مار بھگائے گا لیکن معاملہ اس کے سارے ارادوں' اس کے سارے تخمینوں کے الٹ ہو رہا تھا۔ اس لئے کہ آہستہ آہستہ آشوریوں کے مقابلے میں یہودیوں کی حالت عزاداروں کے ماتمی جلوس' پل بھر کے تھرکتے بلبلوں اور تاریک گرد و غبار میں لپکتے کانپتے خیموں سے بھی بدتر ہو گئی تھی جبکہ ان کے مقابلے میں ان کی حالت دیکھتے ہوئے آشوری ان پر ابلتے جھاگ اڑاتے ساگر۔ گرم شعلوں کی طرح گونجتی آوازوں اور کھیت کھلیانوں کی طرف ہجرت کرنے والے پرندوں کی طرح امڈ امڈ کر حملہ آور ہو رہے تھے اور بڑی تیزی سے ان کی تعداد کو کم کرتے چلے جا رہے تھے۔

یہاں تک کہ حارث بن حریم کے مقابلے میں یہودیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کا بادشاہ حزقیاہ پسپا ہو کر یروشلم شہر میں محصور ہو گیا تھا۔

جنگ کے بعد حارث بن حریم کا لشکر جب شہر کے باہر کھلے میدانوں میں خیمہ زن ہو گیا' زخمیوں کی دیکھ بھال کی جا چکی اور لشکر کے لئے کھانا تیار کیا جا رہا تھا اور حارث بن حریم اور دوسرے سالار سارے امور کی نگرانی کر رہے تھے کہ اس موقع پر ایک طرف سے داستان گو فرسان آیا اور حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"امیر! آپ کو راحطہ نے بلایا ہے۔"

حارث بن حریم نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا' پھر خدشات بھری آواز میں پوچھ لیا:

"خیریت تو ہے' راحطہ کی طبیعت کیسی ہے؟ کہیں وہ............"

ہلکی سی مسکراہٹ فرسان کے چہرے پر نمودار ہوئی' کہنے لگا۔

"میری بچی راحطہ ہے تو خیریت سے لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کو کس سلسلے میں اس نے بلایا ہے۔ ابھی پہلے کی طرح کمزور لاغر ہے۔ چل پھر نہیں سکتی۔ اپنا روگ بھی نہیں بتاتی کہ میں اسے دل شکنی کے غبار سے نکالوں۔"

فرسان کو کہتے کہتے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کے شانے پر حارث بن حریم نے ہاتھ رکھا اور کہنے لگا۔

"چلو میرے ساتھ۔"

حارث بن حریم فرسان کے ساتھ جب راحطہ کے خیمے میں داخل ہوا تو اس وقت راحطہ کے پاس قندل بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ حارث بن حریم جونہی خیمے میں داخل ہوا' قندل اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ مسکراتے ہوئے اس نے حارث بن حریم کا استقبال کیا۔ حارث بن حریم نے صرف ایک سرسری سی نگاہ قندل پر ڈالی پھر راحطہ کے قریب ہو بیٹھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مغنیہ! میرے خیال میں اب تمہیں سنبھل جانا چاہئے۔ نہ تم کسی کو اپنے اس روگ کی وجہ بتاتی ہو' نہ اس کا نام اس کا پتہ بتاتی ہو جس کی خاطر تم نے اپنی جان کو یہ روگ لگا لیا ہے۔ کچھ کہو تاکہ تمہارے اس دکھ' اس تکلیف کا سدباب کیا جا سکے۔"

جب تک حارث بن حریم بولتا رہا راحطہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے خاموش ہونے پر اس کی دھیمی لرزتی کانپتی سی آواز سنائی دی۔

"کچھ عارضے کچھ آزار لاعلاج ہوتے ہیں اور انہی میں میں بھی مبتلا ہو چکی ہوں۔ کچھ بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا علاج سوائے موت و مرگ کے نہیں ہوتا اور ایسی ہی بیماری نے مجھے بھی دبوچ لیا ہے۔ ایسی بیماریاں انسان کی زبان' اس کے نطق کو خاموش کر دیتی ہیں۔ کچھ کہنے کی اجازت نہیں دیتیں۔

اجنبی! میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ فرسان کے بلانے پر تم میرے خیمے میں چلے آئے۔ میں نے تمہیں دو وجہ سے اپنے خیمے میں آنے کی زحمت دی ہے۔ پہلی یہ کہ میں تمہیں مبارکباد پیش کرنا چاہتی تھی کہ تم نے یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کو یروشلم شہر سے بدترین شکست دی اور یہ تمہاری شاندار انفرادی فتح ہے۔ میری کائنات کے مالک سے دعا ہے کہ وہ تمہیں اس سے بھی زیادہ سرخرو کرنے والی کامیابیاں فوزمندیاں عطا کرے۔

تمہیں یہاں زحمت دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو قندل میرے پاس ہے۔ یہ کہہ رہی تھی کہ جب تک لشکر یہاں یروشلم شہر میں ہے یہ رات دن میرے خیمے میں رہا کرے گی۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ تم اپنے شوہر کے پاس جا کے رہو' اس طرح اگر تم زیادہ وقت میرے خیمے میں گزارو گی تو تمہاری یہ حرکت تمہارے شوہر کی ناراضگی کا بھی باعث بن سکتی ہے۔"

راحطہ کو کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا' اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا تھا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"راحطہ! تم فکر مند نہ ہو۔ اگر قندل تمہارے پاس رہتی ہے تو ایسا کر کے یہ تمہاری بہترین دیکھ بھال اور تمہاری نگاہ داری کر سکتی ہے۔ اگر یہ ایسا کرتی ہے تو مغنیہ! میں بالکل ناراض نہیں ہوں گا۔ بلکہ میں خوش ہوں گا کہ قندل تمہارے پاس رہ رہی ہے۔ اس سلسلے میں تم کوئی فکرمندی اور پریشانی کا اظہار مت کرنا۔ اب اگر تم اجازت دو تو میں جاؤں۔"

راحطہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی قندل' حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھی۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ شام کا کھانا ہم تینوں کے ساتھ کھائیں اس میں میری خوشی کے ساتھ ساتھ راحطہ کا سکون بھی شامل ہو جائے گا۔"

حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' کہنے لگا۔

"نہیں! ایسا ممکن نہیں' تم تینوں کھانا کھا لینا۔ اس وقت میرا لشکر میں رہنا بے حد ضروری ہے۔ میں ان لشکریوں میں بیٹھ کے شام کا کھانا کھاؤں گا جو اس جنگ کے دوران زخمی ہوئے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم نے ایک الوداعی سی نگاہ راحطہ پر ڈالی پھر وہ ان تینوں میں سے کسی کے بولنے سے پہلے ہی خیمے سے نکل گیا تھا۔

☆------☆------☆

شام کا کھانا کھانے کے بعد قندل' راحطہ اور فرسان خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قندل نے فرسان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"عم فرسان! بابل کے نواح میں جب آپ نے مجھے اموریوں کے متعلق تفصیل بتائی تھی تو آپ نے وعدہ کیا تھا کہ کسی مناسب موقع پر آپ مجھے آرامیوں کے متعلق تفصیل سے بتائیں گے۔ دیکھو اس وقت ہم تینوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ مجھے آرامیوں سے متعلق کچھ بتائیں تو ہمارا وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ میری بہن راحطہ کے دکھ درد کا بوجھ بھی کسی قدر کم ہو جائے گا اور میرے خیال میں آپ انکار نہیں کریں گے۔"

فرسان سنبھل کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"میری بیٹی! میں کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ میں تم دونوں کو آرامیوں کے حالات' تفصیل سے سناتا ہوں' سنو۔

میری بچیو! شمال کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے آرامی بھی عرب کے دشت میں خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ وہاں سے ہجرت کرنے کے بعد یہ لوگ جب شمال کی

جانب گئے تو انہیں آرامیوں کے نام سے پکارا جانے لگا۔ دوسرے بدوؤں کی طرح جو ان سے پہلے صحرائے عرب سے شمال کی سرزمینوں کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور بعد میں بھی آئے' انہی کی طرح آرامی بھی وقتاً فوقتاً اپنے ہمسایوں بابل اور شام کی قریبی سرزمینوں پر قبضہ جمانے کے لئے دباؤ ڈالتے رہے تھے۔

آہستہ آہستہ طاقت اور قوت پکڑتے ہوئے آرامی وسطی دریائے فرات کے کناروں پر آباد ہو چکے تھے۔ وہیں انہوں نے ایک قوم کی صورت اختیار کی اور ایک زبان کو نشوونما بھی دے دی۔

ان میں ایک طاقتور بادشاہ پیدا ہوا جس کا نام تغلت پلاسر تھا۔ اس سے پہلے یہ آرامی نہیں کہلاتے تھے بلکہ اس بادشاہ کے بعد آرامی کہلائے اور اس وقت تک یہ لوگ وسطی دریائے فرات کے ساتھ ساتھ مغرب میں شام تک پہنچ گئے تھے۔

بعد میں جب حتیوں نے بابل اور شمالی شام پر حملے شروع کر دیئے تو بظاہر آرامیوں پر بھی نقل و حرکت کے دروازے کھل گئے اور صحرا سے آ کر حلبی زندگی اختیار کرنے والے نو آبادکاروں کو اس خطے میں مستقل قدم گاہ مل گئی۔ حتیوں نے ڈیڑھ سو سال بعد میتانی سلطنت تباہ کر ڈالی اور اس سے آرامیوں کے داخلے میں مزید سہولت پیدا ہوئی۔ اموری اور کنعانیوں کے بعد آرامیوں کی یہ ہجرت صحرائی علاقے سے سامی گروہوں کی تیسری حرکت شمار کی جاتی ہے۔

صحرائے عرب سے حرکت متعدد گروہوں کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ اگرچہ اموری چونکہ آرامیوں سے پہلے صحرائے عرب سے نکل کر شمال کی طرف ہجرت کر چکے تھے لہٰذا جس وقت آرامی شمال کی طرف بڑھے تو اموریوں نے اپنی اس ہم وطن قوت کو اخلاموں کا نام دیا۔ جس کے معنی ہیں رفیق اور ساتھی۔

صحرائے عرب سے نکل کر شمال کی طرف بڑھنے کے بعد آرامیوں نے سب سے پہلے جس بڑے شہر پر حملہ کیا یہ حران شہر تھا۔ اس کے بعد اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتے ہوئے آرامی مزید حرکت میں آئے اور دمشق شہر پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور دمشق شہر ہی کو انہوں نے اپنا مرکز حکومت بنا لیا تھا۔

آرامیوں کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زبان کو تبدیل نہیں کیا۔ اسرائیلی اور فلسطینی جو آرامیوں کے جنوب میں آباد ہوئے تھے انہوں نے اپنی بولی بدل لی لیکن آرامیوں نے اپنی بولی بدستور قائم رکھی اور اس کے لئے مغربی ایشیا کی زندگی

Scanned by iqbalkhan@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں اس بولی نے دوررس کردار ادا کیا۔

ہجرت مکمل کرنے بعد آرامی اور اسرائیلی دونوں قومیں نئے وطنوں میں ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو آباد ہو چکی تھیں۔ پہلے آرامی حکومت وسطی فرات کے حلقے میں قائم ہوئی جسے دوآبہ شام کے درمیان گزرگاہ کی حیثیت حاصل ہے۔ شمال کی طرف آنے کے بعد آرامیوں نے جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں بھی قائم کیں لیکن آرامیوں نے جتنی بھی حکومتیں قائم کیں ان میں سب سے زیادہ اہم وہ تھی جس کا مرکز دمشق بنا۔ اس زمانے میں یہودیوں نے بادشاہی کی بنیاد رکھی تھی اور ان کے ساتھ ساتھ آرامیوں کی بھی ایک سلطنت بن گئی اور اس کی حدود ایک طرف دریائے فرات پر تھی تو دوسری طرف دریائے یرموک پر۔ شمالی جانب یہ آشوری علاقوں تک اور جنوب میں یہ یہودیوں کی سلطنت تک پھیلے ہوئے تھے۔ کوہ لبنان کا پورا شامی علاقہ نیز شمالی شام پورے کا پورا آرامیوں کے قبضے میں آچکا تھا۔ عہد نامہ قدیم میں جہاں آرام یا شام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہاں دمشق کا یہی علاقہ مراد ہے۔ کچھ عرصہ تک آرامی اور عبرانی یعنی یہودی باہم مل کر گزر بسر کرتے رہے پر دو سو سال کے بعد شام کے آرامی یہودیوں کے خوفناک ترین دشمن بن گئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا داستان گو فرسان لمحہ بھر کے لئے رکا' دم لیا اور اس کے بعد سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

"آرامیوں اور عبرانیوں میں متعدد جنگیں ہوئیں جن کے نتیجے میں آرامیوں نے یہودیوں کو بدترین شکستیں دیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا دور آیا اور انہوں نے آرامیوں کو شکست دی اور آرامیوں کے قبضے میں جو تانبے کی کانوں کا علاقہ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کے دور میں بھی یہودیوں کے ہاتھوں آرامیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے بادشاہ زوبا کو بھی شکست ہوئی اور زوبا اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کے پورے دور میں یہودیوں کا باج گزار بنا رہا۔

سلیمان علیہ السلام کے بعد یہودیوں کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور یہ آرامیوں کے بادشاہ زوبا کے لئے بڑی سودمند ثابت ہوئی۔ یہودیوں کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہونے کے باعث دمشق کی آرامی سلطنت کو برتری حاصل ہونا شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے سامنے یہودیوں کو پھر سے زیر کرنا شروع کر دیا۔

آرامیوں کے بادشاہ زوبا کے بعد ابن حدد آرامیوں کا بادشاہ بنا اس نے یہودیوں کی

دونوں سلطنتوں کو آپس میں خوب لڑا کے رکھا۔ ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے یہودیوں کے حکمرانوں سے بڑے قیمتی خزائن وصول کئے۔ یہ خزانے یہودیوں کے ہیکلوں سے بھی حاصل کئے اور یروشلم کے شاہی محل سے بھی یہ خزانے یہودیوں کی یہودہ نام کی سلطنت سے حاصل کئے اس کے بعد یہودیوں کی سلطنت کے دوسرے حصے یعنی اسرائیل پر بھی حملہ کر دیا اور مشرق اردن پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی حکومت مکمل طور پر آرامیوں کی باج گزار بن کے رہ گئی۔

لیکن آرامیوں اور یہودیوں کی بدقسمتی کہ اس دوران انہوں نے آشوریوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ آشوری حالات پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ آشوریوں نے اپنے حملوں کی ابتدا کی۔ اس وقت آرامیوں کا بادشاہ بن حدد تھا۔ اس نے اپنے اردگرد کے لگ بھگ گیارہ حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تاکہ آشوریوں کا مقابلہ کیا جائے۔ بن حدد کے پاس اس وقت ایک ہزار دو سو جنگی رتھ ایک ہزار دو سو سوار اور تیس ہزار کے لگ بھگ پیادہ سپاہی تھے۔ دوسرے جو گیارہ حکمران اس کے ساتھ ملے تھے ان کے پاس بھی کافی بڑے لشکر تھے۔ دریائے تاصی کے کنارے قرقر کے میدانوں میں ان بارہ حکمرانوں اور آشوریوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس وقت آشوریوں کا بادشاہ شلم ناصر تھا۔ اس جنگ کا کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا نہ بارہ متحد بادشاہ آشوریوں کو واضح شکست دے سکے نہ آشوری ان پر غالب آسکے نہ ان کے علاقوں پر قابض ہو سکے۔

حدد کے بعد آرامیوں کا ایک طاقتور بادشاہ حزائیل تھا۔ اسے آرامیوں کا سب سے جنگجو اور سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے دور میں بھی آشوریوں کے بادشاہ شلم ناصر نے دو بار حملہ کیا لیکن دونوں بار شلم ناصر کو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور آشوری واپس لوٹ گئے۔

آشوریوں کے واپس لوٹنے کے بعد آرامیوں کے بادشاہ حزائیل نے خود جنوب کی طرف پیش قدمی شروع کی اس نے یہودیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا اور دریائے اردن تک بڑھتا چلا گیا جو بحر لوط میں گرتا ہے۔ اس وقت اسرائیل کا بادشاہ یاہو تھا۔

یاہو کے بعد یوآخز یہودیوں کا بادشاہ بنا اس نے آرامیوں کے مقابلے میں پر پرزے نکالنے کی کوشش کی' آرامی اس پر بھی حملہ آور ہوئے اور اس کے پاس صرف پچاس گھوڑے اور دس جنگی گاڑیاں چھوڑیں باقی سارا مال و متاع اس سے لوٹ لیا اور اس کے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کچھ علاقوں پر اس نے قبضہ بھی کر لیا۔ ایسا آرامیوں کے بادشاہ نے اس لئے کیا کہ مصر اور عرب کے تجارتی راستے اس کے قبضے میں آ جائیں۔

اس مقصد کے پیش نظر اس نے فلسطین کے ساحلی میدان میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا' پھر اس کی حرص و ہوس میں مزید اضافہ ہوا۔ اس نے یروشلم پر حملہ کر دیا اور یروشلم والوں نے ہیکل سے اسے سونا اور قیمتی چیزیں دے کر واپس لوٹا دیا۔ اس دوران آشوری بھی خاموش نہیں رہے۔ برابر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتے رہے۔ حزائیل کے بعد جب ارزین نام کا ایک شخص آرامیوں کا بادشاہ بنا تب آرامیوں کے خلاف آشوریوں نے اپنی طاقت اور قوت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے کام کی ابتدا کی۔ اس وقت آشوریوں کا بادشاہ تغلت پلاسر تھا۔ چنانچہ آشوریوں نے اپنے اس بادشاہ کی سرکردگی میں آرامی سلطنت پر حملہ آور ہونا شروع کیا اور آرامیوں کے سولہ صوبے اور پانچ سو اکیانوے شہر انہوں نے مکمل طور پر پامال کر ڈالے۔

بربادی کا نقشہ ایسے تھا جیسے سیلاب آیا ہو اور آبادیوں کی جگہ ملبے کے انبار چھوڑ گیا ہو۔ آخرکار آشوریوں نے آرامیوں کے سارے صوبوں اور ان کے شہروں کو پامال کرنے کے بعد دمشق کا رخ کیا۔ دمشق کے نواح میں آشوریوں کے بادشاہ تغلت پلاسر اور آرامیوں کے بادشاہ ارزین کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ ارزین کو شکست ہوئی اور اس نے دمشق شہر میں محصور ہو کر آشوریوں سے جنگ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

آخر ارزین زیادہ دیر تک محصور رہ کر جنگ کو طول نہ دے سکا آشوریوں نے دمشق شہر کو فتح کر لیا ارزین کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ تمام پھلدار درخت کاٹ کر باغ ویران کر ڈالے گئے۔ یہ باغات دمشق کے لئے فخر کا خاص سرمایہ تھے۔ ایک بھی درخت باقی نہ چھوڑا گیا۔ باشندوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اس طرح آرامیوں کی سلطنت اپنے انجام کو پہنچی۔ تاہم اب بھی اکثر آرامی اِدھر اُدھر خانہ بدوش قبائل کی صورت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

آرامیوں کی سیاسی اور عسکری پیش قدمیاں تو ختم ہو گئیں لیکن ان کی تجارت اور تہذیب کی پُرامن مداخلت بعد میں بھی جاری رہی۔

یہ تہذیب جس نے نویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح میں انتہائی عروج حاصل کیا' اس کا صحیح اندازہ آج اہل علم کے حلقے بھی نہیں کر رہے۔ موجودہ دور کے شامیوں کو اپنے

آرامی آباؤ اجداد اور میراث کے متعلق کچھ احساس نہیں حالانکہ بہت سے لبنانی اپنے فونیقی الاصل ہونے پر خاص زور دیتے ہیں۔ آرامی تاجروں کے قافلے پورے ہلال زرخیز میں پھرتے تھے اور شمال سمت میں دجلہ کے منبع تک پہنچ جاتے تھے۔ انہوں نے جو برنجی اوزار چھوڑے تھے وہ نینوا کے آثار قدیمہ کی کھدائی میں نکل آئے ہیں۔ صدیوں تک شام کی بڑی تجارت ان کے قبضے میں رہی۔ جس طرح بحری تجارت ان کے کنعانی یا فونیقی بھائیوں اور حریفوں کے ہاتھ میں رہی آرامی دارالحکومت دمشق کو صحرائی علاقہ کے لئے بندرگاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ آرامی تاجر فونیقیہ سے ارغوان اور افریقہ سے کتان' تانبا' آبنوس' ہاتھی دانت وغیرہ خریدتے تھے۔ سمندر کی چیزیں یعنی موتی بھی لیتے تھے۔ جس کے لئے ابتدائی زمانے سے خلیج فارس کو خاص شہرت حاصل تھی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد داستان گو فرسان دم لینے کے لئے رکا کچھ سوچا پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"قندل میری بیٹی! آرامیوں کی زبان شمال و مغربی سامی بولیوں میں سے ایک تھی اور آرامی تاجروں نے اسے ابتدا ہی سے دور دور تک پھیلا دیا تھا۔

آشوریوں کی طرح آرامی جو ان کے بھائی بند ہی تھے آبنوس' ہاتھی دانت اور سونے سے اپنے بادشاہ کا تخت بنایا کرتے تھے اور آرامیوں کا تخت آشوریوں کے تخت جیسی ہی شان اور شوکت رکھتا تھا۔ یہ تخت دیواروں کے مخروطی سہاروں پر بچھتا تھا اور نشست کے چاروں کونوں پر بیلوں کے سر بنا دیئے جاتے تھے۔ پاؤں رکھنے کے لئے ایک نہایت آراستہ پائدان رکھا جاتا تھا۔ بادشاہ بڑے حاشئے والی عبا پہن کر اپنے تخت پر بیٹھتا تھا۔ اس کے سر پر حبشیوں کی وضع قطع کی ٹوپی ہوتی تھی۔ داڑھی اور زلفیں آرامی اور آشوریوں کی ایک جیسی ہی ہوا کرتی تھیں۔

آرامیوں کے سب سے بڑے دیوتا کا نام حدد تھا یہ طوفانوں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ یہ بجلی اور رعد کا بھی دیوتا تھا۔ اس کی ایک صفت مہربانی کی تھی یعنی یہ مینہ برسانے والا دیوتا بھی خیال کیا جاتا تھا اور جس سے زمین میں قوت نمو بڑھتی تھی اس کی ایک صفت قہر کی بھی تھی۔ یہ طوفانوں اور سیلابوں کی شکل میں اپنا رنگ دکھاتا تھا اس کا ایک لقب ریمو بھی تھا یعنی گرجنے اور کڑکنے والا۔

حدد دیوتا کا سب سے بڑا معبد ہیراپولس شہر میں تھا لیکن شام اور لبنان کے دوسرے شہروں میں بھی اس کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی اور اس کے ہیکل تعمیر کئے جاتے تھے۔ شام

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے زراعت پیشہ لوگوں کو اس دیوتا سے بڑی محبت تھی لیکن آگے چل کر اس دیوتا میں سورج کی پوجا ملا دی گئی اور اس کے سر کو کرنوں سے آراستہ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ (یہ صورت حال شاید آرامیوں نے لبنان کے شہر بعلبک سے حاصل کی تھی۔ اس لئے کہ بعلبک میں دیوتا کے پیچھے اسی طرح کرنیں دکھائی جاتی تھیں۔ حدد نام کے دیوتا کو بعلبک کے لوگوں نے جیوپیٹر نام سے مانا اور اس کی پرستش کی۔ رومنوں کے زمانے میں بھی اس دیوتا کو اہمیت حاصل رہی اور رومنوں نے اسے جیوپیٹر دمشق کے نام سے اپنایا)

آرامیوں کی سب سے بڑی دیوی کا نام اتارغاطس تھا۔ یہ سب سے بڑے دیوتا حدد کی بیوی خیال کی جاتی تھی۔ آرامیوں کے مختلف شہروں میں اتارغاطس کے نام پر مندر تعمیر کئے جاتے تھے اور وہاں اس دیوی کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ (بعد کے دور میں یونانی اور رومنوں نے اتارغاطس کو شامی دیوی کا نام دیا۔ آرامیوں کے شہر حیراپولس سے جو موجودہ کھدائی کے دوران سکے برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں اس دیوی کو تاج پہنے دکھایا گیا ہے اور ایک شیر اس کے ساتھ ہے۔ اس دیوی کا خاص نشان ہلال تھا اور اس کے ساتھ قرص خورشید بھی رکھی جاتی تھی۔ بعد میں جب یونانی ارضِ شام پر غالب ہو گئے اور سلوقیوں کے نام سے انہوں نے یونانی حکومت قائم کی تو ان کے دور میں ہی اس دیوی کی پوجا پاٹ یونانیوں میں رواج پا گئی۔ یونانیوں سے ہی یہ دیوی روم پہنچی جہاں اس کے نام پر ایک مندر بھی بنایا گیا تھا۔ رومن یادگاروں میں اس دیوی کو ایک تخت پر بٹھایا گیا ہے اور اس کے دونوں طرف شیر دکھائے گئے ہیں۔ اس کے پروہت عام طور پر خواجہ سرا ہوتے تھے۔ جو وقتاً فوقتاً شام سے یونان اور اٹلی چلے جاتے تھے۔ تاکہ پیش گوئیوں اور وجد و حال سے لبریز رقص کے ذریعے اتارغاطس کی پوجا کو ترقی دیں۔ موجودہ کھدائی کے دوران ایک اور سکہ برآمد ہوا ہے جس پر اتارغاطس کو ایک عجیب و غریب صورت میں پیش کیا گیا ہے یعنی اس نے نقاب پہن رکھا ہے اس کے بعد نقاب پوش اتارغاطس کی اور بھی کئی تماثیل برآمد ہوئی ہیں۔ مؤرخین یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ مشرق میں قدیم زمانے سے نقاب شادی شدہ عورت کے لئے لازم سمجھا جاتا تھا اور یہی اس کا خاص نشان تھا۔ اس کے علاوہ آشوری قوانین جو دوسرے ہزار سال قبل مسیح کے نصف ثانی کے ہیں۔ آزاد خاندانوں کی بیویوں اور بیٹیوں کے لئے لازم تھا کہ بازار میں نکلیں تو سر کو خوب ڈھانپ لیا کریں۔

حدد اور اتارغاطس کے علاوہ بھی آرامیوں کے دارالاصنام میں دوسرے درجے کے اور بھی معبود تھے جن میں سے بعض کی حیثیت مقامی تھی۔ بعض ہمسایوں سے مستعار

لئے گئے تھے۔ ان میں حدد کے بعد ایل ارکاب' ایل شماش' رشوف دیوتا زیادہ مشہور تھے۔ رکاب کا مطلب تھا رتھ چلانے والا۔ یہ آشوریوں کے سورج دیوتا سے لیا گیا تھا۔ جسے شامی اپنے ہاں لے آئے۔ شماش بھی آشوریوں کے سورج دیوتا کا نام ہے۔ آرامیوں نے اسے اپنا لیا اسی طرح رشوف وہی دیوتا ہے جسے فونیقی یعنی کنعانی رشف کے نام سے پوجاپاٹ کرتے تھے۔ یہ عموماً ایک جنگجو سپاہی کی حیثیت سے بنایا جاتا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا داستان گو فرسان رک گیا۔ پھر بڑے شفقت آمیز انداز میں وہ قندل کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"قندل میری بیٹی! گو آرامیوں کی حکومت اب ختم ہو چکی لیکن اب بھی آرامی قبائل خانہ بدوشوں کی طرح اِدھر اُدھر سرگرداں ہیں لیکن انہوں نے اپنی زبان کو ختم نہیں ہونے دیا۔ گو یہ ایک سامی زبان ہی تھی اور اس کے علاوہ آشوری' کلدانی' عبرانی' بابلی اور حتی زبانیں بھی سامی ہی ہیں۔ پر یہ چونکہ ارضِ شام میں بولی جاتی تھی' شام کو دمشق کی خوبصورتی اور زرخیزی کی وجہ سے ارم یعنی بہشت کہا جاتا تھا۔ اسی لئے یہ زبان ارم سے آرامی مشہور ہوئی۔

شمالی علاقوں کی یہ سب سے بڑی زبان گنی جاتی تھی۔ (آٹھویں صدی قبل مسیح میں آرامی زبان مشرق وسطیٰ کی بین الاقوامی زبان بن گئی تھی۔ اس وقت تک یہ زبان فارس کی سرکاری زبان قرار دی گئی تھی۔ اس زبان کی وسعت اور عروج کا زمانہ چوتھی صدی قبل مسیح سے ساتویں صدی عیسوی کا ایک ہزار سالہ دور ہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں اس کی جگہ عربی نے لے لی۔ آرامی زبان کچھ عرصہ کے بعد دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ مشرقی آرامی اور مغربی آرامی' بنیادی آرامی زبان کے ثبوت نوشتوں اور مختلف صورتوں میں ملے ہیں۔ اگرچہ اب یہ زبان عربی' فارسی اور دیگر زبانوں میں تقسیم ہو کر اپنا وجود کھو بیٹھی ہے تاہم آج بھی مغربی آرامی زبان لبنان اور دمشق کے اردگرد اور مشرقی آرامی زبان جھیل ارومیہ اور آشور کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ فرانسیسی' لاطینی' انگریزی اور اہم یورپی زبانیں اسی زبان کی مغربی شاخ سے نکلی ہیں۔ جبکہ فارسی اور کسی حد تک عربی زبانیں اس کی مشرقی آرامی سے نکلی ہیں۔ آرامی زبان کافی حد تک عربی سے ملتی جلتی ہے اور دونوں کے بے شمار لفظ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ جس طرح دوسری زبانوں میں انسان نے پیغام رسانی کے لئے سب سے پہلے مصوری کو چنا تھا جس بات کا اظہار مقصود ہوتا تھا اس کی تصویر بنا لی جاتی تھی لیکن یہ تصویری رسم الخط اظہارِ مطلب

کے لئے بہت محدود تھا۔ مثلاً سر کی تصویر تو بن سکتی تھی لیکن سر کے درد کی تصویر نہیں بن سکتی تھی۔ اس مشکل کا حل سب سے پہلے مشرق وسطیٰ کے ایک فونیقی یعنی کنعانی شخص نے نکالا۔ اس نے مصر کے تصویری رسم الخط کو حروف ابجد میں تبدیل کر دیا۔ فونیقیوں ہی کی طرح آرامیوں نے بھی ایک رسم الخط جاری کیا یہ رسم الخط تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح میں فونیقیوں کے رسم الخط ہی سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس میں بائیس حروف ابجد تھے۔ جن کی صحیح صورت ان کے تصویری معنی نقشے سے واضح کی جاتی تھی۔ اس رسم الخط نے بعد میں ترقی کر کے عربی اور فارسی رسم الخط کی صورت اختیار کر لی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شاہ مقوقس بادشاہ مصر کو جو خط ارسال کیا تھا وہ اسی تبدیل شدہ عربی آرامی رسم الخط میں لکھا گیا تھا۔ اس سے بہت پہلے یہ خط بین الاقوامی تجارت کا ذریعہ بن گیا تھا۔ اس رسم الخط کے کتبے ایشیائے کوچک سے دستیاب ہوئے ہیں۔ مصر سے ملنے والے چمڑے کے نوشتوں کی عبارت بھی اسی رسم الخط میں تحریر ہے۔ ایرانی بادشاہ جمشید کے پایہ سلطنت کے کھنڈرات سے ملنے والی تختیوں' نوشتوں' کتبوں اور برتنوں پر جو عبارت درج ہے وہ اسی رسم الخط میں ہے۔ اس کے قدیم نمونے ہنخامنشی بادشاہ بغرد کے بیٹے بغ داد کے سکوں پر محفوظ ہیں۔ بغ داد کو سکندر اعظم نے تین سو تیس قبل مسیح میں فارس پر تسلط کے بعد اس کے عہدے پر بحال رکھا تھا۔ اس کے دو کتبے ٹیکسلا اور دریائے کابل کے قریب جلال آباد سے بھی ملے ہیں۔ آرامی رسم الخط قدیم ترین اور بنیادی رسم الخط شمار کیا جاتا ہے۔"

فرسان رکا دم لیا پھر مسکراتے ہوئے قندل کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"قندل میری بیٹی! آرامیوں' ان کی زبان' دیوی دیوتاؤں اور ان کی زبان کے رسم الخط سے جس قدر میں تفصیل جانتا تھا میری بیٹی وہ تو میں نے تم سے کہہ دی ہے۔ میرے خیال میں رات کافی جا چکی ہے' اب آرام کرنا چاہئے۔"

قندل نے مسکراتے ہوئے فرسان سے اتفاق کیا۔ اس موقع پر مغفیہ راہطہ بھی بول پڑی۔

"قندل میری بہن! میرے خیال میں اب آرام کرو۔" اس کے ساتھ ہی قندل راہطہ کے پاس دراز ہو گئی تھی جبکہ فرسان بھی اپنے بستر میں گھس گیا تھا۔

☆------☆------☆

مغفیہ راہطہ اپنے بستر پر دراز تھی' قندل اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' دن کافی

ڈھل چکا تھا اور قندل باتیں کرتے ہوئے راہطہ کا دل بہلا رہی تھی۔ اچانک قندل نے موضوع سخن بدلا اور بڑے غور سے راہطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"راہطہ میری بہن! تم اپنی ایسی حالت کب تک بنائے رکھو گی؟ دیکھو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ کسی سے کچھ نہ کہوں گی جو راز تمہارے دل میں ہے اگل دو۔ مجھے بتا دو اس طرح تمہارا دکھ تمہارا غم ہلکا ہو جائے گا۔ تمہارے اس عارضے میں بھی افاقہ ہو جائے گا۔ جسے تم چاہتی ہو' پسند کرتی ہو آخر اس کا نام بتانے میں حرج ہی کیا ہے؟ کیا وہ اتنا برا ہے کہ تم اس کا نام نہیں بتانا چاہتی۔ کیا اس کی ذات میں کوئی ایسا عیب ہے جس کی تم پردہ داری چاہتی ہو؟ کیا وہ کوئی بدنام زمانہ شخصیت ہے۔ جس سے برملا محبت کا اظہار کرتے ہوئے تم اپنے لئے رسوائی محسوس کرتی ہو۔ کچھ تو کہو تاکہ تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو اور تمہاری حالت بگڑنے کی بجائے سنبھلے۔"

راہطہ نے چونک جانے کے انداز میں قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"قندل میری بہن! ایسی باتیں نہیں کرتے' جس سے میں نے محبت کی ہے اگر کوئی اس کی چھب کو دیکھے تو دیکھنے والی آنکھ کو اپنی بصارت پر اعتبار نہ رہے۔ کوئی لڑکی اگر اس کے روپ سروپ کو سوچے تو اپنی ذات کا ادراک تک کھو بیٹھے۔ وہ مردانہ وجاہت اور سج دھج کا ایسا نمونہ ہے کہ درد سمیٹتی صبح کی شفق بھی اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔ وہ سانسوں کی خوشبو جیسا پسندیدہ' جرأتمند ایسا کہ اکھڑے سانسوں کو سنبھالا دے دے۔ دلیر ایسا کہ بڑے بڑے سورما اس کی آواز پا کر اپنی سماعت نچھاور کریں۔ جب کسی کے خلاف اپنی تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے حرکت میں آئے تو جذبات آگ کی طرح چاروں طرف ناچ اٹھیں۔"

راہطہ مزید کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"جس سے تم نے محبت کی ہے' جسے تم چاہتی ہو اگر اس کی شخصیت ایسی ہی ہے اگر وہ ایسا ہی پُرکشش' ایسا ہی دلیر اور شجاع ہے تو برملا اس کا اظہار کرو اس کا پتہ بتاؤ' اس کا نام بتاؤ تاکہ اسے پکڑ کر ہم تمہارے پاس لے کر آئیں۔ دیکھو محبت چھپانے سے کیا حاصل؟ محبت تو پونم کے چاند' پھولوں پر برستی شبنم سے بھی زیادہ کومل ہوتی ہے۔ محبت تو فضاؤں میں اڑتے سفید طیور سے بھی کہیں بڑھ کر پُرکشش ہوتی ہے۔ محبت میں جو طریقہ واردات تم نے اختیار کر رکھا ہے کم از کم میرے لئے یہ انتہا درجہ کا ناپسندیدہ ہے۔ آخر کب تک تم اپنے ریشمی جسم' اپنے پھول چہرے کو چپ کے غبار اور خزاں کے ان مٹ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

نشانات کا نشانہ بناتی رہو گی؟ کب تک اپنے جیون کے جنگل میں خواہشوں کی روتی شہنائیوں کی طرح گزر بسر کرتی رہو گی۔ کب تک اپنی آنکھوں کے منجدھار میں نوحہ گری کا سا انتظار سجا کے رکھو گی۔ کب تک تم اپنے انگ انگ کو پیاسا رکھ کر گمنامی کے آسمان کی پنہائیوں میں کھو جانے کی منتظر رہو گی۔ تم جوان ہو انتہا درجہ کی خوبصورت ہو پھر تمہیں زیب نہیں دیتا کہ تم اپنے شباب' اپنی خوبصورتی' اپنے حسن کو سلگتی ریت پر برہنہ پا مسافر اور اندھی جدائی کی کالی آندھیوں کی طرح ضائع کرتی پھرو۔ سنو' عورت تو اپنی ذات میں گلستان ہے اور اپنی زندگی کے ساتھی کو جسے وہ پسند کرے' جس سے وہ محبت کرے' اپنی عمر کی کل کمائی جان کر اسے اپناتی ہے۔ یاد رکھنا اکیلی عورت تنہائی ہے جبکہ بیاہتا عورت ایک محفل کی مانند ہے۔ اکیلی عورت ہمہ وقت عزت و رسوائی کے دوراہے پر کھڑی رہتی ہے۔ کسی بھی وقت حالات کے بے درد ہاتھ اسے وقت کی قربان گاہوں میں کھڑا کر کے اسے بن موتی کے سیپ کی طرح بے آبرو کر کے رکھ سکتے ہیں۔ یاد رکھنا' مرد عورت کی چوڑی کی کھنک' بستر کی مہک' اس کے نوخیز کلیوں سے مانگ اس کے پھول چہروں کے سے احساسات اس کے شبنم کے قطروں کے سے جذبات کا محافظ اور نگہبان ہوتا ہے۔

میری طرف دیکھو' میں نے حارث بن حریم سے محبت کی ہے اور اپنی اس محبت کو چھپایا نہیں۔ علی الاعلان کہتی ہوں کہ میں نے ابن حریم کو پسند کیا ہے۔ وہ میری زندگی کی کل کمائی' میری زیست کا اثاثہ اور میری ذات کا اندوختہ ہے۔ میں کسی بھی صورت اس کا نام پردہ داری میں رکھنا پسند نہیں کروں گی۔ تم سے بھی کہوں گی کہ جسے تم نے چاہا ہے علی الاعلان اس کا نام بتاؤ تاکہ تمہارے اور اس کے ملاپ اور نکاح کا اہتمام کیا جا سکے۔"

تھوڑی دیر تک راحطہ قندل کی طرف دیکھتی رہی پھر ڈوبتی' بکھرتی اور کسی قدر روتی آواز میں اسے مخاطب کرتے کہہ رہی تھی۔

"قندل میری عزیز بہن! تیری اور میری محبت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وقت نے ازخود تجھے حارث بن حریم کے حوالے کر دیا اور اس نے بھی تیرے لئے دل کے بند دروازے کھول دیئے۔ اس نے تمہیں محبت دے کر تمہاری روح کو یکسوئی دے دی۔ تم خوش قسمت ہو کہ تمہاری محبت خوش رنگ اور نکہت خیز پھولوں اور آنگن میں بارش بھرے بادلوں کی طرح تمہارے دل پر اتر گئی۔ حارث بن حریم تمہارے لئے شفق رنگ صبح کا مژدہ بن کر نمودار ہوا اور تم نے بھی اس پر اپنی محبت اور اپنی چاہت لٹاتے ہوئے اس کی محبت کو ستارے سمجھ کر اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ تم دونوں کی دو طرفہ محبت تم

دونوں کی کامیاب زندگی کی ضمانت بن سکتی ہے لیکن میرا معاملہ مختلف ہے۔ جسے میں نے چاہا' جس سے میں نے محبت کی ہے اس کی کیفیت مجھ جیسی نہیں۔ میری محبت کا جواب اس نے کبھی بھی محبت سے نہیں دیا۔ میں نے کئی بار اس کی آنکھوں میں جھانکا' اس کے دل کو ٹٹولنے کی کوشش کی لیکن اس کی آنکھوں میں اس کے دل کے اندر کبھی بھی میں نے اپنے لئے محبت اور چاہت کے جذبات کھولتے نہیں دیکھے۔ میرے اور اس کے درمیان بے گانگی کی لوہے کی دیوار ہے۔ میرے اور اس کے درمیان اجنبیت کے تیروں کا بستر ہے۔ میرے اور اس کے درمیان درد کی دکھ کی ہزار گھاٹیاں حائل ہیں۔ میں یکطرفہ محبت کر کے زخموں سے چُور اس چوراہے پر آن کھڑی ہوں جس پر صرف صلیبیں ہی نصب ہیں۔

قندل میری بہن! جس سے میں نے محبت کی ہے اگر وہ بھی مجھے چاہتا تو پھر میں کھلے عام اس کا نام بتاتی' اس سے محبت کا اظہار بھی کرتی' اس لئے کہ نہ میں پتھر ہوں نہ کوئی بت کہ اپنی زبان کو حرکت میں نہ لاؤں لیکن اس کے رویے نے اس کی بے گانگی نے اور اجنبی سے سلوک نے مجھ سے واقعی میرا نطق چھین لیا ہے۔ مجھے پتھر اور سنگی بت بنا کے رکھ دیا ہے۔ میں نہ اس کا نام بتا سکتی ہوں' نہ اتا پتہ۔ اس لئے کہ اب میرے دل میں یہ بات پوری طرح بیٹھ چکی ہے کہ وہ میرے لئے نہیں کسی اور کے لئے پیدا ہوا ہے۔ قندل! اس موضوع پر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی۔ تمہاری مہربانی اب میرے ساتھ اس موضوع پر گفتگو نہ کرنا۔"

راحطہ کو دکھی اور افسردہ دیکھ کر قندل بھی غمزدہ سی ہو گئی تھی۔ خاموشی اختیار کر لی تھی۔ عین اسی لمحہ فرسان تقریباً بھاگتا ہوا خیمے میں داخل ہوا۔ وہ بدحواس تھا' پریشان اور فکرمند تھا۔

راحطہ بڑی لاغر اور کمزور ہو چکی تھی۔ بڑی مشکل سے اپنے سر کو موڑتے ہوئے اس نے فرسان کی طرف دیکھا۔ دوسری جانب قندل بھی بے پناہ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور فرسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"عم فرسان! خیریت تو ہے' آپ اس قدر پریشان' فکرمند اور گھبرائے ہوئے کیوں ہیں' حارث بن حریم تو ٹھیک ہے' اسے کچھ ہوا تو نہیں' کیا معاملہ ہے' آپ نے اپنی یہ حالت کیوں بنا لی ہے؟" اس پر فرسان چند لمحوں تک عجیب سے ترس کھانے والے انداز

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں قندل کی طرف دیکھتا رہا پھر غمزدہ سی آواز میں قندل کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میری بیٹی! میں تمہارے لئے ایک انتہا درجہ کی بری خبر لے کر آیا ہوں۔ یہودیوں کا بادشاہ حزقیاہ کھلے میدانوں میں شکست کھانے کے بعد یروشلم شہر میں محصور ہو گیا تھا۔ چند روز تک محصور رہ کر اس نے حالات کا جائزہ لیا جب اس نے اندازہ لگایا کہ وہ حارث بن حریم اور اس کے لشکریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تب اس نے آج اپنے کچھ سفیر حارث بن حریم کی طرف بھجوائے' صلح کی درخواست کی۔ یہ صلح طے پا گئی اور اس صلح کے نتیجے میں یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ نے حارث بن حریم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک مقررہ وزن میں سونا چاندی خراج کے لئے ایک بھاری رقم' گھوڑے جنگ میں کام آنے والا دوسرا سامان اس کے علاوہ بے شمار حسین ترین اسرائیلی لڑکیاں بھی صلح کی شرائط کے طور پر پیش کرے گا۔ ان لڑکیوں میں یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی انتہا درجہ کی خوبصورت اور پرکشش بیٹی بھی شامل ہے جسے وہ حارث بن حریم کے حرم میں داخل کرنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ میری بیٹی بس اسی خبر نے مجھے پریشان اور فکرمند کر دیا ہے۔ اگر یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی حسین و جمیل بیٹی حارث بن حریم کے حرم میں داخل ہو گئی تو میری بیٹی میں یہ سوچتا ہوں کہ تمہارا کیا بنے گا' حارث بن حریم کی نگاہوں میں تمہاری قدر و قیمت گر نہ جائے گی؟"

لمحہ بھر کے لئے قندل بے حد پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور غصے بھری آواز میں کہنے لگی۔

"یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی بیٹی کی ایسی تیسی اس نے اگر میرے شوہر کے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کی تو میں اس کی ٹانگیں کاٹ کے رکھ دوں گی۔ اسے اپنے شوہر کے خیمے کے نزدیک تک نہیں آنے دوں گی۔ ہاں اگر شرائط کے دوسرے سامان کے ساتھ اسے بھی میرے شوہر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو میں کوئی مزاحمت نہیں کروں گی۔ اس میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن میں اسے اپنے شوہر سے کسی بھی صورت شادی نہیں کرنے دوں گی۔"

اس موقع پر راحطہ بھی فکرمند اور پریشان ہو گئی تھی' پھر اسی پریشانی میں وہ اداس سے لہجے میں قندل کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"قندل میری بہن! میں نے ایک بار تم سے حارث بن حریم کو تمہارے متعلق

سمجھانے کے لئے کہا تھا لیکن تم نے مجھے روک دیا تھا۔ تمہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ یہ نہ جانے کہ تم میرے پاس آ کر اس کی شکایتیں کرتی ہو لیکن ایسا معاملہ شکایت خیال نہیں کیا جاتا۔

میں نے ابھی شادی نہیں کی' گھریلو زندگی سے اتنی آشنا بھی نہیں پھر بھی تم سے کہوں کہ شوہر جب اپنی بیوی کے لئے اعتماد بن کر رہے تو اجنبی دیاروں میں بھی وہ اپنی بیوی کے چہرے کو تنویر اور روح کو چاند تاروں کی سی آسودگی عطا کر جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی عورت کے لئے چاہت کے کھیل میں مخلص ہو تو اپنی عورت کو ستاروں سے سجے سپنوں سے بھی زیادہ خوشنما اس کی زندگی کو صبح کے ستاروں سے بھی زیادہ حسین کہکشاؤں سے بھی کہیں بڑھ کر دل آویز بنا دیتا ہے۔

لیکن وہی شوہر اگر اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسروں کے لمس کی کرنیں تلاش کرتا ہے تو اپنی بیوی کے لئے یقیناً دشت و صحرا کا فریب' بے ضمیریوں کی کثافت اور فرقت کا معرکہ ثابت ہوتا ہے۔ شوہر اگر اپنی آنکھوں کے آنگن میں اپنی بیوی کے علاوہ دوسروں کے خواب سجانا شروع کر دے تو پھر اپنی بیوی کے ہاتھوں سے وہ ایسے نکل جاتا ہے جیسے مٹھی سے پھسل جانے والی ریت۔"

راحطہ کے ان الفاظ کو قندل نے بڑے اداس اور سنجیدہ سے لہجے میں سنا' پھر راحطہ جب خاموش ہوئی تب وہ کہہ اٹھی۔ "میں ذرا حارث بن حریم کی طرف جاتی ہوں' دیکھتی ہوں کیا معاملہ ہے۔ معاملے کی اصلیت جاننے کی کوشش کروں گی۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گی۔" اس کے ساتھ ہی قندل بڑی تیزی سے خیمے سے نکل گئی تھی۔

آندھی اور طوفان کی طرح قندل حارث بن حریم کے خیمے میں داخل ہوئی۔ اس وقت وہ اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ خیمے میں داخل ہونے کے بعد انتہائی غصے کے انداز میں قندل نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر جمائے' تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتی رہی' حارث بن حریم نے لمحہ بھر کے لئے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف سے اس نے نظریں ہٹالی تھیں۔

حارث بن حریم نے جب دیکھا کہ قندل اسی طرح اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر جمائے غصے کی حالت میں کھڑی ہے' تب لمحہ بھر کے لئے مسکرایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خاتون! خیریت تو ہے۔ تمہارے انداز بتا رہے ہیں کہ میری کوئی حرکت تمہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ناگوار گزری ہے اور تم مجھ سے لڑنے کے لئے آئی ہو؟"

تیز تیز چلتی ہوئی قندل آگے بڑھی' حارث کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ حارث تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا' کہنے لگا۔

"بی بی! اتنی اپنائیت اور بے باکی کا مظاہرہ نہ کرو' تمہیں یوں میرے ساتھ اس قدر قربت رکھتے ہوئے نہیں بیٹھنا چاہئے' میرے لئے تم نامحرم ہو۔"

حارث بن حریم کو رک جانا پڑا اس لئے کہ قندل بول پڑی۔

"میں نہ خاتون ہوں' نہ بی بی' نہ مردک بلدان کی بیٹی۔ میں صرف آپ کی بیوی ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور آئندہ آپ مہربانی کر کے مجھے میرے نام سے مخاطب کیا کریں۔"

حارث بن حریم پیچھے ہٹ کر دوسری نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر اسے مخاطب کیا۔

"اچھا جس کام کے سلسلے میں آئی ہو اسے بتاؤ' اس لئے کہ تھوڑی دیر تک یہودیوں کا ایک وفد میرے پاس آنے والا ہے۔ میری ان کے ساتھ صلح ہو گئی ہے اور جو صلح کی شرائط میں نے ان کے سامنے پیش کی ہیں انہیں پوری کرنے کے لئے تھوڑی دیر تک ایک وفد میرے پاس آنے والا ہے۔"

حارث بن حریم خاموش ہوا تب قندل نے کہنا شروع کیا۔

"میں آپ سے لڑنے کے لئے آئی ہوں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی کسی بیٹی سے شادی کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو یاد رکھئے گا میں آپ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکوں گی لیکن اپنے آپ کو کسی اندھے کنوئیں یا دریا میں پھینک کر اپنا خاتمہ ضرور کر لوں گی۔

میں جانتی ہوں ابھی تک آپ میرے رویوں کی وجہ سے مجھ سے نالاں' مجھ سے گریزاں اور مجھ سے بے زار ہیں۔ میں اس سے پہلے بھی آپ سے کہہ چکی ہوں اور اب پھر حلفیہ آپ سے کہتی ہوں کہ میں ماضی کے اپنے سارے رویوں کو خمریات کا تلخ ذائقہ سمجھ کر بھلا چکی ہوں۔ اب میرے شعور کی بلند و بالا دیواروں پر صرف آپ کی محبت ہی وحشی لحموں کی طرح نقش ہو چکی ہے۔ بابل میں رہتے ہوئے گھمنڈ کے جو چیختے چنگھاڑتے بغاوت کرتے طوفان میرے ذہن میں اٹھتے تھے وہ آپ سے محبت کے بعد بارش بن کر برستے گھرے بادلوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ میرے وہ ارادے جن کے تحت میں ژالہ باری کے طوفانوں کی طرح دوسروں کو اپنے سے ہیچ در ہیچ سمجھتی تھی ان پر آپ کی

محبت برق بن کر گری اور انہیں جھلسا کر رکھ دیا۔ اب میرے غرور بھرے اعصاب میرے بخار آلود تعصبات کی مانند اکڑے میرے ارادوں' میرے دماغ میں چبھتے منفی خیالات سب کو آپ کی محبت نے میرے جسم کے روئیں روئیں سے نکال کر موم کی طرح نرم کر دیا ہے۔ میں نے خود بھی آپ سے محبت کرنے کے بعد انا کے تماشوں جیسے اپنے ارادوں اور تصنعات کے شور و غل کو بھاڑ میں ڈال کے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب میرے شعور کے سائبان صرف اور صرف آپ کی محبت اور چاہت سے بندھے ہوئے ہیں۔ آپ کی رفاقت ہی اب میری لازوال قوت آپ کی محبت ہی اب طوفانی راتوں میں میرے لئے جلتا چراغ آپ کی چاہت ہی آب میرے رنگین لبوں پر مسکراہٹ کی کلی اور میرے دل کا شیریں آہنگ سا نغمہ ہے۔ میرے جیسی تنگ دل ٹیڑھی اور سخت دل لڑکی آپ سے محبت کرنے کے بعد کسی شیریں مشروب سے بھی زیادہ نرم ہو چکی ہے۔

میں جانتی ہوں آپ ماضی کے میرے رویوں کی وجہ سے مجھ سے ناراض مجھ سے خفا ہیں لیکن آپ سے میں معافی مانگتی ہوں۔ پتہ نہیں آپ کیوں یقین نہیں کرتے کہ میں انتہائی خلوص کے ساتھ آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اس بنا پر آپ کو مجھے معاف کرنا چاہئے۔ بازگشت اور توبہ کا ایک موقع تو خداوند کریم بھی دیتے ہیں اور پھر یہ زندگی تو ایک ڈھلتا سایہ' سسکتی روشنی اور گرتے ستونوں سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ یہ دنیا فانی عبرت سرا سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی اگر آپ میری محبت اور چاہت کا جواب چاہت سے دیں گے تو میری زندگی خوشگوار ہو جائے گی اور اگر نفرت اور بے زاری کا اظہار کریں گے تو بھی زندگی کسی نہ کسی طرح تو گزر ہی جائے گی اور میں صدا دیتے شام کے ستاروں کی طرح اپنے شہر میں بے در اور بے دیوار مسافر کی طرح اپنے جیون کی مسافت کو طے کر جاؤں گی۔ جس طرح زمین کو چھونے کے لئے مچلتی سورج کی کرن مٹی کے خمیر میں اپنے ماہ و سال کے ساتھ گم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنی عمر کے ماہ و سال گزار کر جہاں سے کوچ کر جاتا ہے اور پھر جب مٹی کو بھوک لگتی ہے تو کسی نہ کسی کی قبر بنتی ہے۔ ان قبروں میں مردک بلدان کی بیٹی قندل کی بھی قبر بن جائے گی۔ ہم رہیں یا نہ رہیں یہ وسعت بھرے بے رنگ خلا' روز و شب کے یہ سلسلے اور یہ گلی کوچہ و بازار ایسے ہی رہیں گے۔"

حارث بن حریم نے دیکھا یہ سارے الفاظ ادا کرتے ہوئے پہلے قندل کی آنکھیں بھر آئی تھیں پھر آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس نے اپنی آنکھیں خشک کیں۔ کچھ دیر خاموش رہ کر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہونٹ کاٹتی رہی پھر کہنے لگی۔

"میں ایک بار پھر آپ سے کہتی ہوں کہ میں نے اپنے دل و جان کی گہرائیوں سے آپ سے محبت کی ہے۔ اس وقت میں صرف یہ کہنے کے لئے آئی تھی کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی بیٹی سے شادی نہ کریں' اس لئے کہ آپ میرے ہیں اور میں مردک بلدان کی بیٹی صرف آپ کے لئے پیدا ہوئی ہوں۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ اب میں آپ سے کچھ سننا پسند کروں گی کہ کیا آپ پہلے کی طرح واقعی مجھ سے نفرت کرتے ہیں' مجھ سے بے زار ہیں۔"

قندل کی اس گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ ایک مسلح جوان اندر آیا اور حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"امیر! یہودیوں کا ایک وفد آپ سے ملنے کے لئے آپ کے خیمے کے باہر منتظر ہے اور اس وفد کے ساتھ ملاقات کرنے سے پہلے یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی بیٹی آپ سے علیحدگی میں ملنا چاہتی ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اسے اندر لاؤں؟"

حارث بن حریم نے کچھ سوچا پھر آنے والے جوان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"حزقیاہ کی بیٹی اگر مجھے ملنا چاہتی ہے تو اسے لاؤ میں دیکھتا ہوں کیا کہتی ہے۔ اسے ملنے کے بعد پھر میں جو شرائط کے مطابق سامان آیا ہے اس کا جائزہ لیتا ہوں۔"

مسلح جوان جب باہر نکل گیا تب بڑی عاجزی اور انکساری میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتی ہوئی قندل بول پڑی۔

"میں نے جو آپ سے التماس اور گذارش کی ہے اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

حارث بن حریم نے غور سے قندل کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بی بی! تمہاری اس ساری گفتگو کا جواب میں یہی دے سکتا ہوں کہ میں نہ تم سے نفرت کرتا ہوں نہ بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اور نہ مجھے ایسا کرنے کا کوئی حق ہے۔"

حارث بن حریم کی اس گفتگو کا جواب قندل دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اس لمحہ یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی بیٹی خیمے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ حارث بن حریم کی طرف دیکھتے

ہوئے قندل بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ لڑکی آگے بڑھی پھر کھڑے ہی کھڑے حارث بن حریم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"آشوریوں کے امیر! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم مواحد ہو' بتوں کے بجائے صرف ایک خداوند قدوس کی عبادت اور بندگی کرنے والے ہو۔ اس لحاظ سے تمہارے ساتھ ہمارا ایک رشتہ بنتا ہے۔ اس لئے کہ ہم بھی بتوں سے نفرت کرنے والے ہیں۔ صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں۔ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم صحرائے عرب میں آنے والے ایک رسول کے بھی منتظر ہو اور اس پر ایمان لا چکے ہو اور قسم وحدہ لاشریک کی' میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اس رسول کی آمد کے تو ہم سارے یہودی بھی منتظر ہیں۔

تم سے عقیدے کا یہ جذبہ پیدا کر کے میں کوئی تمہاری ہمدردی حاصل نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے بتا دیا گیا ہے کہ مجھے تمہارے حرم میں داخل ہونا ہے۔ دراصل تم سے علیحدگی میں ملنے کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ میں جاننا چاہتی تھی کہ جس شخص کے حرم میں مجھے داخل کیا جا رہا ہے جس کی مجھے بیوی بنایا جا رہا ہے وہ کیسا ہے۔ مردانہ وجاہت میں کیا وہ میرے معیار پر پورا اترتا ہے۔

اپنے زندگی کے ساتھی کے لئے جو نقشہ اپنے ذہن میں میں نے بنایا تھا' تم اس نقشے سے کہیں زیادہ پرکشش اور خوبصورت نکلے ہو۔ اب میری تم سے ایک گذارش ہے کہ یہ جو کارواں تمہارے خیمے کے باہر کھڑا ہے اور جس میں ہماری سلطنت کے کچھ لوگ بھی شامل ہیں' میں اس کاروان میں رہ کر سفر نہیں کرنا چاہتی۔ میری یہ گذارش ہے کہ اگر آپ واقعی مجھے اپنی بیوی بنانے اور مجھے اپنے حرم میں داخل کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں تو میرے ساتھ شادی کر لیں۔ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد جس منزل کی طرف بھی آپ جانا چاہتے ہیں میں آپ کے ساتھ اس کاروان کے بجائے آپ کی بیوی کی حیثیت سے سفر کرنا زیادہ پسند کروں گی۔"

قندل نے حزقیاہ کی بیٹی کی اس گفتگو کو انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔ بڑی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑے غصے سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ حزقیاہ کی بیٹی کو حارث بن حریم نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"حزقیاہ کی بیٹی! جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے وہ غلط ہے۔ یا تو بتانے والے کو دھوکا ہوا ہے یا تمہیں سننے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا کوئی حرم نہیں جس میں تمہیں داخل کیا جائے گا اور نہ ہی میں تم سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوں۔ ایسے امور ایسے فعل صرف

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

حکمرانوں اور بادشاہوں کو ہی زیب دیتے ہیں۔

خاتون! میں تو لشکر کا ایک سالار ہوں' یوں جانو میں آشوریوں کا ملازم ہوں اور ملازم' ملزم ہوتا ہے۔ جب تک میری کارکردگی لشکر میں اچھی رہے گی' ملازم ہوں۔ جب کارکردگی کے معیار سے گر جاؤں گا تو ملازم سے ملزم بن جاؤں گا۔ لشکر سے علیحدہ کر دیا جاؤں گا۔ بس یہی میری اوقات ہے۔

خاتون! میں صرف رزم گاہوں کی آبشاروں کی صدا اور میدان جنگ کے تال سُر کے پیمانے ترتیب دینے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ دشمنوں کو اپنے سامنے نگوں سر ذالیوں اور گریہ شبنم سایہ مقدر بنا کر ان کی انا کو روند تا جبر بن سکتا ہوں پر کسی حکمران کی بیٹی کو اپنے حرم میں داخل کرنا میرے معیار سے باہر ہے۔

بی بی! جس طرح کبوتر افسردہ مزاروں کی طرف جاتے ہیں' ہوا گمشدہ پانیوں کی تلاش میں نکلتی ہے اور راستے راستوں کی طرف چلے جاتے ہیں اسی طرح میری زیست کے سارے راستے رزم گاہوں اور میدان جنگ ہی کی طرف جاتے ہیں۔ اپنے ذہن میں یہ بات بٹھالو کہ میں تو فقط سرخ ریت کا غیر آباد بے آب و گیاہ صحرا ہوں جس کی سنسان فضا کے سکوت میں ہر وقت زندگی سے الجھنے والے بگولے اٹھتے رہتے ہیں۔ میں اپنی جڑوں سے کٹا ہوا ایک ایسا انسان ہوں جس کا کوئی آگا پیچھا نہیں' کوئی بھائی بند بہن بھائی نہیں۔ وقت کے دھارے میں بہتے ہوئے جو گزرے اسے سہتا ہے' جو آن پڑے اسے نبھاتا ہے۔ تمہارا مقدر میری ذات سے وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ خاتون! میں صحرا کا ایک پیاسا درخت ہوں جس کی قسمت میں دھوپ اور تنہائی کے سوا کچھ نہیں۔

جو شرائط میرے اور تمہارے باپ کے سفیروں کے درمیان طے ہوئی ہیں اس کے مطابق تمہیں آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کے حرم میں داخل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ تمہارے ساتھ جو اور بہت سی یہودی لڑکیاں آئی ہیں ان میں سے بھی کسی کے ساتھ مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ان سب کو بھی آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کے سامنے پیش کیا جائے گا اور ان کی قسمت کا فیصلہ بھی وہی کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ میں کچھ اس طرح بھی کہہ سکتا ہوں کہ میرے اور تمہارے باپ کے سفیروں کے درمیان جو معاملہ طے ہوا ہے ان شرائط کے مطابق جو چیزیں ہمیں دی جا رہی ہیں ان سب کو سناخریب کے سامنے پیش کر دیا جائے گا' وہ جسے اور جس طرح چاہے ان کی تقسیم کا کام سرانجام دے۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو حزقیاہ کی بیٹی پھر بول پڑی۔

"تمہارے خیمے کی طرف آتے ہوئے مجھے تمہاری جرأتمندی اور دلیری سے متعلق بہت کچھ بتایا گیا تھا اور میں اس سے متاثر بھی ہوئی تھیں اب تمہاری شخصیت نے بھی مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ تمہاری گفتگو سے عاجزی اور انکساری ٹپکتی ہے اور ایسے لوگ زندگی میں ناکام نہیں ہوتے۔ تم نے جو حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے سچائی پر مبنی گفتگو کی ہے اس نے بھی مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ اگر مجھے آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کے حرم میں ہی داخل کیا جانا ہے تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں وہ کہاں ہے؟"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"خاتون! وہ اس وقت انتہائی جنوب میں مصریوں کی یلغار روکنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا اور اس کی طرف جاؤں گا اور پھر تمہارے اور تمہارے ساتھ دوسری لڑکیوں کا معاملہ اس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔"

حارث بن حریم رکا پھر کہنے لگا۔

"خاتون! لشکر جب یہاں سے کوچ کرے گا تو دوران سفر تمہارے مرتبے اور تمہارے منصب کا خیال رکھا جائے گا۔ لشکر میں کوئی بھی شخص یہ نہیں بھولے گا کہ تم یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی بیٹی ہو جس تعظیم جس عزت کی حقدار ہو وہ تمہیں ہمارے لشکر میں ملے گی۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لشکر میں تمہاری جان' تمہاری عزت اور تمہارے وقار اور مرتبے کا پوری طرح احساس ہی نہیں اس کی حفاظت بھی کی جائے گی۔ میرے خیال میں اب تم جاؤ جو یہودیوں کا وفد خیمے سے باہر کھڑا ہے میں اس کا جائزہ لیتا ہوں اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ وہ دوران سفر تمہاری حفاظت کے علاوہ تمہاری ضرورت کا خیال رکھیں۔"

حزقیاہ کی بیٹی نے مسکراتے ہوئے حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"بس میں تھوڑی سی گفتگو تم سے کرنا چاہتی ہوں۔ تم نے اپنی گفتگو کے دوران بتایا تھا کہ تمہارا کوئی حرم نہیں ہے۔ کیا تم نے ابھی تک شادی نہیں کی؟"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"یہ سوال میری ذات سے متعلق ہے۔ نہ تم میری ذات کو چھیڑو نہ میں تم سے تمہاری ذات کے متعلق کوئی سوال کرتا ہوں۔"

حارث بن حریم اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے وہ پھر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

بول پڑی۔

"یہ جو لڑکی تمہارے پاس بیٹھی ہے' کون ہے؟ ایسی حسین اور خوبصورت لڑکیاں میں نے اپنی زندگی میں بہت کم دیکھی ہیں۔ میں ایک حقیقت پسند لڑکی ہوں' سچائی سے کام لینے والی ہوں۔ یہ جو لڑکی تمہارے پاس بیٹھی ہے اپنے حسن و جمال' خوبصورتی اور جسمانی کشش میں مجھ سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے' کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حزقیاہ کی بیٹی کے اس اچانک سوال پر حارث بن حریم کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ اس موقع پر قندل بڑے غور اور تجسس آمیز انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ حارث بن حریم نے بھی اس کی طرف دیکھا' مسکرایا پھر حزقیاہ کی بیٹی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ میری بیوی ہے اور تم جانو کہ میری بیوی کے علاوہ اس طرح میرے خیمے میں کوئی عام لڑکی تو نہیں بیٹھ سکتی۔ یہ اخلاقی قدروں کے بالکل خلاف ہے اور ایسی گری ہوئی حرکت میں نہیں کر سکتا۔ یہ صرف میری بیوی ہی نہیں میں تم سے یہ بھی کہوں کہ یہ بابل کے بادشاہ مردک بلدان کی چہیتی بیٹی ہے۔"

حزقیاہ کی بیٹی آگے بڑھی' ایک دم اس نے قندل کو گلے لگا لیا پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے کہنے لگی۔

"تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں اس جیسا شوہر ملا ہے۔" قندل نے بھی اسی کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"تم بھی خوش قسمت ہو کہ تمہیں آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کے حرم میں داخل کیا جاتا ہے۔"

حزقیاہ کی بیٹی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حارث بن حریم بول پڑا۔

"میرے خیال میں اب خیمے سے باہر جاتے ہیں۔ تمہارے باپ کی طرف سے جو سامان اور لڑکیاں آئی ہیں میں ان کا جائزہ لوں۔ اس کے بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم خیمے سے باہر نکل گیا۔ قندل اور حزقیاہ کی بیٹی دونوں اس کے پیچھے پیچھے تھیں۔

اچانک قندل نے آگے بڑھتے ہوئے حارث بن حریم کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ حزقیاہ کی بیٹی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"تم ذرا اسرائیلی کاروان میں چلو میں اپنے شوہر سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو

کرنے کے بعد آتی ہوں۔"

حزقیاہ کی بیٹی نے باری باری بڑے غور سے قندل اور پھر حارث بن حریم کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد وہ خیمے سے نکل گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد تیز نگاہوں سے حارث بن حریم نے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"یہ تم نے کیا کیا' تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

قندل سنجیدہ تھی' کہنے لگی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ حزقیاہ کی بیٹی سے بھی آپ کہہ چکے ہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں' بیوی کی حیثیت سے کیا میں اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ آپ کا ہاتھ تھام سکوں۔ آپ برا نہ مانیئے گا میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کے خیمے میں بیٹھے ہوئے کم از کم آپ نے مجھ سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ حزقیاہ کی بیٹی سے میرا تعارف کراتے ہوئے آپ نے مجھے اپنی بیوی ظاہر کیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کی احسان مند اور شکر گزار ہوں۔ میرے لئے یہی سب سے بڑی نعمت ہے کہ کم از کم آپ اپنے نام کے ساتھ میرے نام کو اُف تو کرنے لگے ہیں۔ مجھ سے نفرت کا اظہار تو نہیں کرتے۔"

حارث بن حریم نے اپنا ہاتھ چھڑایا پھر پہلی بار اس نے اپنا ہاتھ قندل کے شانے پر رکھا۔ اس کی اس حرکت پر خوشی میں قندل پھولی نہ سما رہی تھی۔ پیار بھرے انداز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ حارث بن اسے مخاطب کیا۔

"دیکھو! خاتون میں تم سے نفرت نہیں کرتا۔ کب میں نے تم سے کہا ہے کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ ہاں یہ بات عیاں ہے کہ تم نے ضرور میرے ساتھ نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اب اگر تم اس نفرت کو میرے ساتھ محبت میں تبدیل کر چکی ہو تو اس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

قندل نے فوراً حارث بن حریم کی بات کاٹ دی کہنے لگی۔

"اگر آپ میرے شکر گزار ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ آپ سے جو مجھے نفرت تھی اسے میں نے محبت میں تبدیل کر دیا ہے۔ اگر میری اس تبدیلی کو آپ تسلیم کر چکے ہیں تو پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ مجھے نہ خاتون کہہ کر مخاطب کریں نہ مردک بلدان کی بیٹی۔ جب آپ مجھ سے نفرت نہیں کرتے یہ بھی مانتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں تو پھر اگر آپ میرا نام لے کر مجھے مخاطب کر دیں تو میرے خیال میں آپ کی ذات پر کوئی حرف گیری نہیں آئے گی۔ اگر آپ مجھ سے محبت نہیں کرنا چاہتے۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مجھے اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بنانا چاہتے تو نہ سہی میں کم از کم اسی میں مطمئن ہوں کہ ظاہری طور پر ہی مجھے آپ کی بیوی مانا جا رہا ہے۔ اگر آپ بیوی کی حیثیت سے مجھے اپنے ساتھ نہ بھی رکھنا چاہیں تو میں آپ کے خیمے اور آپ کی حویلی میں آپ کی باندی کی حیثیت سے بھی آپ کے ساتھ رہنے کو تیار ہوں۔ اس لئے کہ میں نے آپ کو اپنی ذات کی اساس' اپنی عمر بھر کی پونجی مان لیا ہے۔ اب اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔"

حارث بن حریم مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اس موضوع پر بات بعد میں کریں گے' آؤ پہلے بنی اسرائیل کے کاروان سے مل لیں۔" قندل خاموش رہی پھر دونوں چپ چاپ خیمے سے نکل گئے۔

دونوں آگے پیچھے کاروان میں داخل ہوئے۔ بنی اسرائیل کے کاروان کے سرکردہ لوگوں نے حارث بن حریم کا بہترین استقبال کیا۔ ان کے بادشاہ نے خراج کے طور پر جو رقم سونا چاندی' حسین و خوبصورت لڑکیاں اور جو دیگر سامان بھجوایا تھا ان سب کا حارث بن حریم نے جائزہ لیا۔ سارے سامان کو اس نے اپنے چند سالاروں کی حفاظت میں دیا اس سارے کام کی تکمیل کے بعد حارث بن حریم جب پیچھے ہٹا تو قندل اس کے پہلو بہ پہلو تھی اچانک بنی اسرائیل کا جو وفد آیا تھا اس میں سے چند جوان بپھر پڑنے والے درندوں کی طرح حرکت میں آئے اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کیں اور وہ قندل کی طرف بڑھے۔

وہ چاہتے تھے کہ تلواریں برسا کر قندل کا خاتمہ کر دیں لیکن ان کے ارادے کو حارث بن حریم نے پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ اپنی تلوار اور ڈھال اس نے سنبھال لی تھی۔ جونہی ان میں سے کچھ نے اپنی تلواریں قندل پر برسائیں حارث بن حریم نے فوراً ان کی تلواروں کو اپنی ڈھال پر روکا ایک کی تلوار آگے حارث بن حریم کے شانے پر لگی تھی۔ خون بہہ نکلا تھا۔ ایک اور جوان نے حارث بن حریم کی طرف سے ہٹتے ہوئے پھر آگے بڑھ کر قندل پر وار کرنا چاہا لیکن تاخیر ہو چکی تھی۔ اس لئے کہ حارث بن حریم نے فوراً اپنی تلوار اور ڈھال حملہ آوروں سے علیحدہ کی اور جو جوان قندل کی طرف بڑھا تھا پیچھے سے اس پر تلوار برسائی اور اس کا خاتمہ کر دیا۔ اتنی دیر تک حارث بن حریم کے محافظ بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ بپھرے ہوئے طوفانوں کی طرح وہ آگے بڑھے' ان میں سے کچھ کو انہوں نے تہہ تیغ کر دیا' دو کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

قندل ابھی تک بدحواس کھڑی تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں وہ امید بھی

نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس طرح اس پر حملہ آور ہو جائے گا۔ وہ ایک طرح سے ممنونیت کے انداز میں حارث بن حریم کی طرف بھی دیکھ رہی تھی جس نے اپنی جان کی بازی لگا کر اسے حملہ آوروں سے محفوظ رکھا تھا۔

اچانک قندل چونک سی پڑی اس نے دیکھا حارث بن حریم کے شانے سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اس کا رنگ ہلدی ہو گیا تھا۔ حارث بن حریم ابھی تک ہکا بکا تلوار ہاتھ میں لئے ڈھال سنبھالے مرنے والوں کی طرف دیکھ رہا تھا کہ قندل وہاں جمع ہونے والے لوگوں کا لحاظ کئے بغیر تیزی سے آگے بڑھی اور حارث بن حریم کا ہاتھ پکڑ کر بڑے پیارے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"آپ زخمی ہیں' ایک حملہ آور کی تلوار آپ کے شانے پر لگی ہے۔ خون بہہ رہا ہے' آپ خیمے میں چلیں' میں طبیب کو بلاتی ہوں۔"

وہاں کھڑے لشکر کے مسلح جوانوں نے جب قندل کی یہ باتیں سنیں تو اچانک وہ حرکت میں آئے۔ حارث بن حریم کو پکڑ کر وہ خیمے میں لے گئے۔ قندل ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ ایک نوجوان طبیب کو بلانے بھاگ گیا تھا۔ خیمے میں جا کر حارث بن حریم ایک نشست پر لیٹ گیا اور اپنے ایک سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جن حملہ آوروں کو زندہ گرفتار کیا ہے انہیں میرے پاس لے کے آؤ۔"

اس سالار نے دکھتے ہوئے لہجے میں حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"امیر! میں آپ کی حکم عدولی نہیں کرتا لیکن پہلے آپ کا زخم دیکھ لوں اس کے بعد ان لوگوں کو بلاتا ہوں۔ آپ لیٹ جائیے۔"

حارث بن حریم نے اس سالار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "میرے زخموں کی تم پرواہ نہ کرو۔ زخم کوئی اتنا گہرا نہیں ہے۔ میں نے لباس کے نیچے زرہ پہنی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں زرہ کی کچھ کڑیاں کٹ گئی ہیں اور زخم آ گیا ہے۔ بہرحال تم میرے زخمی ہونے کی پرواہ نہ کرو۔"

حارث بن حریم کو رک جانا پڑا اس لئے کہ پُر احتجاج انداز میں قندل بول پڑی تھی۔

"پرواہ کیوں نہ کریں۔ جن حملہ آوروں کو زندہ گرفتار کیا گیا ہے ان کو آپ کے سامنے بعد میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ پہلے آپ کے زخم کی دیکھ بھال ہونی چاہئے۔" پھر ایک سالار کو قندل نے تحکمانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔

"امیر کی زرہ اتار دو' زخم کا جائزہ لو۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
اردو ون شکریہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس سالار نے جلدی جلدی اوپر کا لباس اتار کر زرہ بھی علیحدہ کر دی۔ حارث بن حریم کا اندازہ درست تھا۔ زرہ کی کچھ کڑیاں کٹ چکی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہاں تلوار کا زخم آ گیا تھا۔ اس موقع پر ایک اور سالار بول پڑا۔

"امیر! ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ حملہ آوروں کی تلواریں زہر میں ڈوبی ہوئی ہوں۔"

ان الفاظ پر قندل کا چہرہ فق ہو گیا تھا۔ باقی لوگ بھی پریشان ہو گئے تھے۔ ان میں سے کوئی ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ لشکر کے کچھ طبیب خیمے میں داخل ہوئے۔ بڑا طبیب زخم کا جائزہ لینے لگا۔ زخم پر اس نے پٹی باندھ دی پھر کسی قدر پُرسکون انداز میں حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"امیر فکرمندی کی کوئی بات نہیں ہے۔ زخم کوئی اتنا گہرا نہیں دو ایک روز تک ٹھیک ہو جائے گا۔ میرے خیال میں آپ نے جو زرہ پہنی ہوئی تھی اس کی وجہ سے کافی بچت ہو گئی ہے۔" زخم پر جب پٹی باندھ دی گئی اور حارث بن حریم نے دوبارہ لباس پہن لیا تب اس نے پھر ایک سالار کو مخاطب کیا۔

"اب تمہاری خواہش پوری ہو گئی ہے۔ میرے زخم پر پٹی باندھی جا چکی ہے۔ حملہ آوروں میں سے جن دو کو زندہ گرفتار کیا گیا ہے ان کو میرے پاس لے کے آؤ۔"

وہ سالار باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹا اس کے ساتھ کچھ مسلح جوان اور وہ دو حملہ آور تھے جن کو زندہ گرفتار کیا گیا تھا۔ انہیں اس سالار اور مسلح جوانوں نے لا کر حارث بن حریم کے سامنے کھڑا کیا۔

حارث بن حریم کچھ دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک ان کا جائزہ لیتا رہا اس موقع پر اس کے چہرے سے کسی قسم کے جذبات و احساسات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ پھر دھیمے سے لہجے میں اس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"تم دونوں نے میری بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کیوں کی؟"

وہ دونوں خاموش رہے، کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حارث بن حریم نے دوسرا سوال داغ دیا۔

"کیا تم یہودی ہو؟"

اس سوال پر بھی جب وہ دونوں خاموش رہے تب غصے میں بپھرتے طوفانوں کی طرح حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ بے

نیام کر لی۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم جیسے گستاخوں، تم جیسے باغیوں، تم جیسے سرکشوں اور غداروں کو میں زندہ زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے تم سے دو سوال کئے ہیں اور تمہیں جرأت اور جسارت کیسے ہوئی کہ تم میرے سوالوں کا جواب نہ دو۔ وقت ضائع کئے بغیر میرے سوالوں کا جواب دو ورنہ میری تلوار ایک بار ہی بلند ہو گی اور گرتے ہوئے تم دونوں کی گردنیں کاٹ دے گی۔"

وہ دونوں خوفزدہ ہو گئے تھے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آشوریوں کے امیر! ہمیں تم سے کوئی غرض و غایت نہ ہے نہ تھی۔ ہم یہودی نہیں ہیں۔ کلدانی ہیں۔ ہمیں قندل کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے باپ مردک بلدان نے روانہ کیا تھا۔

بابل سے باہر جب مردک بلدان کو شکست ہوئی اور وہ دلدلی علاقوں کی طرف بھاگ گیا تو ان علاقوں کی طرف جانے سے پہلے اس نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم تاک میں رہیں اور کسی مناسب موقع پر قندل پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ قندل تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ رہے۔ اس لئے کہ تم نے دو بار بابل کو فتح کیا۔

آشوریوں کے امیر! ہماری بدقسمتی اور قندل کی خوش قسمتی کہ ہم بھرپور طریقے سے اس پر حملہ آور بھی ہوئے اور اس کے باوجود تمہاری کوشش کی وجہ سے اور تمہارے آڑے آنے کے باعث یہ بچ نکلی۔"

اس موقع پر قندل کی حالت قابل رحم تھی۔ گردن اس کی جھکی ہوئی تھی۔ حارث بن حریم نے ایک نگاہ سے اس کا جائزہ لیا، پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم ایک بھیانک جرم کے مرتکب ہوئے ہو۔ لہٰذا تمہیں زندہ رہنے کا حق نہیں۔"

پھر اپنے ایک سالار کو حارث بن حریم نے قریب بلایا اس کے کان میں سرگوشی کی جس کے جواب میں وہ چند مسلح جوانوں کے ساتھ ان دونوں کو باہر لے گیا تھا اور خیمہ گاہ سے ایک طرف لے جا کر ان دونوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

☆------☆------☆

کچھ دیر تک طبیب اور سارے سالار حارث بن حریم کے خیمے میں بیٹھے رہے۔

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جب رات گہری ہونے لگی تب حارث بن حریم نے سب کو مخاطب کیا۔

"میرے عزیزو! اب تم اپنے اپنے خیموں میں جاکر آرام کرو۔ میرے متعلق فکرمند مت ہونا۔ طبیب میرے زخم دیکھ چکے ہیں۔ زخم کوئی اتنا گہرا نہیں' دو ایک روز میں ٹھیک ہو جائے گا۔ میرے خیال میں چند روز تک ہمیں یہاں قیام کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد سناخریب کی طرف کوچ کیا جائے گا۔ اب تم لوگ اٹھو جاکر آرام کرو۔"

حارث بن حریم کے کہنے پر طبیب اور سارے سالار اٹھ کھڑے ہوئے۔ طبیب اپنی خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے۔ سارے سالار خیمے سے باہر جمع ہوئے۔ پھر ان میں سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے ساتھیو! امیر کو مردک بلدان کی بیٹی قندل کی وجہ سے خطرہ ہے لہٰذا ان کے خیمے کے گرد پہلے کی نسبت زیادہ سخت پہرہ لگا دینا چاہئے۔" باقی سارے سالاروں نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر ایک سالار کو مقرر کیا گیا جو خیمہ گاہ کی حفاظت پر مامور سپاہیوں کی نگرانی پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ سالار بھی وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

سب کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی' انتہائی پریشانی کی حالت میں قندل اپنی جگہ پر گردن جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ حارث بن حریم کو اُس کی اِس حالت پر بڑا رحم آ رہا تھا۔ اچانک اس نے قندل کو مخاطب کیا۔

"قندل! تمہیں فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں تمہیں فکرمندی لاحق ہو گئی ہے کہ تمہارے باپ نے کچھ مسلح جوانوں کو تمہارا خاتمہ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے اور آئندہ بھی وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن یاد رکھنا' میں پہلے کی نسبت زیادہ کڑے انداز میں تمہاری حفاظت کا سامان کروں گا۔ کسی کی جرأت نہیں کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکے۔"

قندل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی' اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی' حارث بن حریم کو دونوں شانوں سے پکڑا پھر انتہائی محبت اور پیار میں کہنے لگی۔

"آپ یہاں لیٹ جائیں' میں آپ کے پاس بیٹھتی ہوں' میں ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

حارث بن حریم کہنے لگا۔

"میں بیٹھتا ہوں' کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"نہیں آپ لیٹیں۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ آپ لیٹیں تو پھر میں گفتگو کا

آغاز کروں گی۔"

حارث بن حریم لیٹ گیا۔ قندل اس کے قریب بیٹھ گئی۔ پھر کچھ دیر کے تفکر کے بعد اس نے حارث بن حریم کی طرف بڑے اداس سے انداز میں دیکھا پھر وہ کہہ رہی تھی۔

"امیر! سب سے پہلے تو میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون اور شکرگزار ہوں کہ آج آپ نے میری جان بچائی۔ اگر آپ ان حملہ آوروں کو نہ روکتے' ان کے اور میرے بیچ حائل نہ ہوتے تو اب تک وہ میرا کام تمام کر چکے ہوتے۔ اس لحاظ سے آپ نے مجھے نئی زندگی دی ہے اور آپ کے اس فعل کی وجہ سے آپ کے اس احسان کی بنا پر اگر میں ایک لونڈی ایک خادمہ کی حیثیت سے ساری عمر آپ کی خدمت کرتی رہوں تب بھی اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔

آپ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جو سوال میں پوچھنا چاہتی ہوں اس سوال سے میری زندگی موت وابستہ ہے۔ آج میں آپ سے فیصلہ کن بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے احساسات و جذبات کو لئے زیادہ عرصہ تک منجدھار میں کھڑی نہیں رہنا چاہتی۔ آپ سے گفتگو کرنے کے بعد میں فیصلہ کروں گی کہ میرے مقدر میں میری قسمت میں کوئی ساحل ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہوا تو پھر میں ایسی زندگی بسر کرنا پسند نہیں کروں گی' اپنے آپ کا خاتمہ کر لوں گی۔"

قندل مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا۔

"بزدل لڑکی مت بنو' جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہو میں سنوں گا اور جو میرا دل چاہے گا اس کا مناسب جواب بھی دوں گا۔ کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

قندل جھٹ سے بول پڑی۔

"کیا آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور مجھے واقعی اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بنانا چاہتے اور کیا آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میں آپ کے دکھوں' آپ کی خوشیوں کی حصہ دار بنوں؟"

جب تک قندل بولتی رہی دھیمے دھیمے' دھیرے دھیرے حارث بن حریم مسکراتا رہا۔ جب خاموش ہوئی تب اس نے کہنا شروع کیا۔

"قندل! اب تک تمہیں مجھے سمجھنے میں غلط فہمی ہوتی رہی ہے۔ اسی بنا پر میں نے کبھی تمہاری محبت کا جواب محبت سے نہیں دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ٹھیک قدم اٹھایا تھا۔ اس لئے کہ میں اس شہرِ درد کا ایک مسافر اور لہو لہو سے موسموں میں ہجر رُتوں

کی مسافتوں کا ایک پتھر ہوں۔ میں صرف دھواں دھواں رزم گاہوں میں نچے جلے بریدہ جسم دیکھنے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ میری زندگی میں دور تک پیار کی کوئی آہٹ نہیں۔ میری زیست میں پریت کی حدت بھری ہوئی آواز نہیں ہے۔ میرا ماضی دھوپ کی شدت میں جلے لوگوں سے بھی بدتر ہے اور میں اپنے اس ماضی کو کیسے اپنے جسم سے کاٹ پھینکوں؟ میرے جیسے لوگ عمر کی کڑی دھوپ کی آگ میں جلنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ جب میں بابل سے نکلا تھا تب میرے پاس تن چھپانے کو خستہ چادر تک نہ تھی۔ آشوریوں نے جو مجھے مقام دیا ہے یہ میری توقعات سے کہیں زیادہ ہے اور میں اس پر مطمئن اور آسودہ ہوں ورنہ میرے جیسے لوگ تو سستے داموں بک جانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔

قندل! تم چمکتے اُڑتے بادلوں میں فطرت کے حسن جیسی خوبصورت ہو' نیلی جھیلوں کے گلابی کنول جیسی پُرکشش' ماہتاب راتوں کے سحر جیسی حسین' صبح کی گل رنگ شفق جیسی جاذب نظر' شوخ رنگوں کی قوس قزح جیسی پُرجمال ہو۔ میرا ساتھ مانگ کر تم کیوں اپنی زندگی کو پُرشور' بے کار حالات کے سپرد کرتی ہو؟ تم برف کی ایک نازک قاش ہو' میرے ساتھ چلو گی تو حدت سے پگھل جاؤ گی۔

میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا آج ہے' شاید کل نہ ہو۔ نہ میری کوئی جائداد ہے' نہ میری کوئی جاگیر' نہ میرا کوئی قریبی عزیز نہ رشتے دار ہے' نہ ہی میرے پاس کوئی سنہری شجرہ نسب ہے جس پر میں فخر کر سکوں۔ بس یوں جانو کہ میں بس ایک گمشدہ سا مسافر ہوں جو سستے داموں بک جانے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ تم مجھے اتنی اہمیت کیوں دیتی ہو؟ تمہیں مجھ سے کہیں بہتر' مجھ سے کہیں زیادہ تابناک مستقبل والے' مجھ سے کہیں زیادہ دولت مند اور مال و دولت کی چمک دمک رکھنے والے زندگی کے ساتھی مل جائیں گے۔ اگر تم میرے اس احسان کو مدِنظر رکھتے ہوئے' میری طرف مائل ہوئی ہو کہ میں نے ظاہری طور پر تمہیں اپنی بیوی ظاہر کر کے سردب سے تمہاری حفاظت کی تو جو کوئی بھی میری جگہ ہوتا انسانیت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے وہ ایسا ہی کرتا۔"

حارث بن حریم دم لینے کے لئے رکا' پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"قندل! یوں جانو میں نے نہ تم پر کوئی احسان کیا ہے اور نہ ہی تمہیں کسی احسان تلے دب کر کوئی فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔"

"آپ میری ذات' میری شخصیت' میرے جذبات' میرے احساسات کا غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ کہوں کہ اگر میں خوبصورت ہوں تو میری خوبصورتی آپ کے

لئے ہے۔ اگر میں پُرجمال ہوں' پُرکشش ہوں تو آپ کے لئے۔ اگر میں حسین ہوں' جاذب نظر ہوں تو میرا حسن میرا جاذب نظر ہونا صرف آپ کے لئے ہے۔ اس لئے کہ اب آپ ہی میرے رازداں اور میرے چارہ گر میرے محرم اسرار میری انا کا چاند' میری ذات کے دھنک رنگ اور میرے لئے بہاروں کی ارغوانی فضاؤں کا گیت ہیں۔

خدا کے واسطے پرانی یادوں اور گزری ہوئی باتوں کو بنیاد بنا کر میرے دل کی سنہری دھنک کو دل کے مدفن میں تبدیل نہ کر دینا۔ میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتی کہ اب آپ ہی میرے احساسات کے مغنی' میرے نغموں کی جلترنگ' میرے ہونٹوں پر دعا میں ڈھلی صدا ہیں۔ میری پرواز اب صرف آپ تک ہے۔ اس لئے کہ آپ ہی میرے مطلع' آپ ہی میرے مقطع' آپ ہی میرے مخرج' آپ ہی میرے منبع ہیں۔

میں نے آپ سے ایسی محبت کی ہے جو بے کراں ہے۔ اپنے دل میں آپ کے لئے میں نے ایسی چاہت سجائی ہے جس کی کوئی اتھاہ نہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اگر آپ واقعی مجھے اچھا نہیں سمجھتے' اپنی ذات کے ساتھ مجھے وابستہ نہیں کرنا چاہتے' مجھے اس قابل خیال نہیں کرتے کہ میں آپ کی بیوی بنوں تو بھی آپ مجھے ظاہری طور پر ہی اپنے ساتھ وابستہ رہنے دیجئے۔ بظاہر تو لوگوں کی نگاہوں میں آپ کی بیوی ہوں ہی حقیقت میں مَیں ایک خادمہ اور لونڈی بن کر ہی آپ کے خیمے میں پڑی رہا کروں گی۔ کم از کم آپ کے خیمے کی صفائی ہی کر دیا کروں گی۔ اب بولیں آپ میری ان باتوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟"

حارث بن حریم گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ خیمے میں گہری خاموشی اور چپ چھا گئی تھی۔ اس خاموشی نے قندل کو برہنہ اشجار اور راہوں جیسا ویران خشک' پتوں کے ڈھیر جیسا افسردہ بنا کے رکھ دیا تھا۔ اس کی نگاہ شوق کے خدوخال میں عجیب سے وسوسے اپنا رنگ جمانے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد حارث بن حریم نے بڑی غور سے اس کی طرف دیکھا' پھر کہنے لگا۔

"قندل! میں نہ پتھر ہوں نہ کوئی نطق سے محروم دیوار' تمہارے احساسات' تمہارے جذبات سے پوری طرح واقفیت اور آگاہی رکھتا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم انتہائی خلوص سے انتہائی جاں نثاری کے ساتھ مجھ سے محبت کرتی ہو۔ مجھے چاہتی ہو' اس کے باوجود اپنی ذات کی طرف دھیان کرتے ہوئے میں تم پر کبھی بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکا۔ تم جانتی ہو کہ میں اجڑے ہوئے مسافر کی طرح بابل سے نکلا تھا اور ایک خانماں برباد

Scanned by iqbalkmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

شخص کی طرح نینوا شہر میں داخل ہوا تھا۔ گو اب میں ایک سالار کے عہدے پر ہوں مگر تم جانتی ہو کہ اس وقت میرا کوئی ذاتی مکان نہیں کوئی آگا پیچھا نہیں ہے۔ آج میں آشوریوں کے لشکر میں سالار ہوں تو مجھے آشوریوں کی طرف سے حویلی بھی ملی ہوئی ہے' عزت وقار اور دبدبہ بھی ہے۔ یہ ساری چیزیں عارضی ہیں اس لئے کہ یہ میری ذاتی ملکیت نہیں۔ کل کو مجھے ان ساری آسائشوں سے محروم بھی کیا جا سکتا ہے۔

یہ مت خیال کرنا کہ میرے دل میں تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے' میں تمہیں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ میں دل و جان سے تمہیں چاہتا ہوں' تم سے محبت کرتا ہوں۔ پر اپنی ذات کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے کبھی تم پر اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا۔"

حارث بن حریم کے یہ الفاظ سن کر قندل شفق کا پیکر ہو کے رہ گئی تھی۔ محبت کی زبان لکھتے ستاروں جیسی وہ خوش کن اور کرامات کے خوبصورت لمحوں جیسی آسودہ ہو کے رہ گئی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ آنکھوں میں چمک گالوں پر لالی اتر آئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ عجیب سے جذبوں میں ڈوبی ہوئی حارث بن حریم کی طرف دیکھتی رہی۔ حارث بن حریم اپنی نشست پر لیٹا ہوا تھا۔ پھر نہ جانے کون سے جذبے بھاری بھرکم بوجھ کے ساتھ قندل پر وارد ہوئے۔ اپنے خوبصورت جسم کو اس نے سمیٹا اور اپنا سر بڑے پیارے انداز میں اس نے حارث بن حریم کی چھاتی پر رکھ دیا۔ پھر مسکراتی ہوئی آواز میں وہ کہہ رہی تھی۔

"آپ کی طرف سے محبت کے اظہار کے بعد اب مجھے کچھ نہیں چاہئے' نہ مجھے کسی حویلی کی ضرورت ہے نہ سونے چاندی کی' نہ شاندار مستقبل کی۔ بس آپ کی ذات ہی میرے لئے کافی ہے۔ مجھ سے محبت کا اظہار کر کے آپ نے مجھے مرنے سے بچا لیا ہے۔ میں چاندنی کے ریزوں کی طرح جگہ جگہ چور چور ہو کر بکھرنے سے بچ گئی ہوں۔ آپ کی محبت ملنے کے بعد میرے لئے سارے الفاظ کے معنی بدل گئے ہیں۔ میرے پاؤں تلے زمین ادھڑنا بند ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے بے ضمیری کی جو کثافتیں میری ساعتوں کی طرف بڑھتی تھیں رک گئی ہیں۔ میری زیست میں کانٹوں کی طرح پیوست ہونے والے ماہ و سال اب تتلیوں کی زماہٹ اختیار کر لیں گے۔ میرے چار سو آپ کی بے گانگی کی وجہ سے بدقسمتی کی بجتی سیٹیاں مدھ بھری صداؤں اور محبت کی چاندنی میں بدل جائیں گی۔ پہلے آپ کی بے گانگی اجنبیت کی وجہ سے میں خار چنتی تھی۔ اب آپ کی محبت کے گیت بنتی رہوں گی۔ پہلے میں آپ کی محبت نہ ملنے کی وجہ سے کسی سودائی کی طرح زخم سہتی رہی' اب آپ کی محبت میں چشمہ بن کر بہتی رہوں گی۔ اب آپ ہی میری آنکھ کی روشنی'

میری زیست کا پیار بھرا لمحہ' میری سانسوں کی مہک' میرے ہونٹوں کی ریشمی مسکراہٹ' میرے دل کی گہری آسودگی ہیں۔ آپ کی محبت ملنے کے بعد میں کسی صوفی کے تصور سے زیادہ پُرکشش' کسی شاعر کے خیالات سے زیادہ خوش کن' کسی بہترین ادیب کے لفظوں کے رنگ و روپ سے زیادہ فسوں ساز اور کسی مصور کے شوخ رنگوں کی نقاشی سے زیادہ مطمئن ہو کے رہ گئی ہوں۔ آپ کی محبت پانے کے بعد اب مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ اب آپ بیوی کی حیثیت سے مجھے گھاس پھونس کے جھونپڑے میں بھی رکھیں گے تب بھی آپ کی خدمت کروں گی اور کبھی حرفِ شکایت لب پر نہ لاؤں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قندل رکی پھر حارث بن حریم کے سینے پر رکھا ہوا سر اس نے اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہنے لگی۔

"اب میں یہیں آپ کے خیمے میں آپ کے قریب لیٹ سکتی ہوں' رات کو آپ کا خیال رکھوں گی۔ اگر آپ درد محسوس کر رہے ہوں تو آپ کو دبا دوں۔"

حارث بن حریم نے ہاتھ بڑھا کر بڑے پیارے انداز میں قندل کا گال تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

"قندل! تم جانتی ہو میرا زخم کوئی گہرا نہیں ہے۔ معمولی سی خراش ہے' ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے چونکہ نیچے زرہ پہنی ہوئی تھی اس لئے حملہ آور کی تلوار نے کچھ زیادہ اثر نہیں کیا۔ اب تم صرف اس خیمے میں رہ نہیں سکتی ہو بلکہ اس خیمے کی مالک ہو' جو کچھ چاہے کرو۔ دیکھو قندل! سب لوگ پہلے سے جانتے ہیں کہ تم میری بیوی ہو' اب تم دن رات میرے خیمے میں رہو گی لیکن ہم دونوں میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد سناخریب سے جا کر ملیں گے وہاں میں دہیں بن بشرود سے بات کروں گا۔ لشکر میں میرے قبیلے کے جو لوگ ہیں ان میں سے دو تین سرکردہ لوگوں کے علاوہ دہیں بن بشرود میرے خیمے میں جمع ہوں گے اور ان کی موجودگی میں میرا تمہارا نکاح ہو گا' اس کے بعد حقیقی معنوں میں ہم دونوں میاں بیوی کی حیثیت اختیار کر جائیں گے۔ بولو' اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

قندل کے چہرے پر دور دور تک آسودگیاں اور خوشیاں بکھر گئی تھیں' کہنے لگی۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں تو جو کچھ چاہتی تھی مجھے مل گیا ہے۔ اب آپ کا ہر فیصلہ میرے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔"

قندل کی اس گفتگو سے حارث بن حریم خوش ہو گیا تھا۔ بڑے پیارے انداز میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

قندل کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا' اس کے ہاتھ کو ایک بوسہ دیا پھر کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو چپ چاپ لیٹ جاؤ اور آرام کرو۔"

قندل مسکرائی جس طرح حارث بن حریم نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا اس سے بھی زیادہ طویل بوسہ اس نے حارث بن حریم کے ہاتھ پر دیا۔ پھر حارث بن حریم کے دائیں طرف جو لمبی نشست گاہ بنی ہوئی تھی اس پر قندل دراز ہو گئی تھی۔ لشکر نے چند یوم تک یروشلم شہر سے باہر ہی قیام رکھا۔ اس کے بعد حارث بن حریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سناخریب سے جا ملنے کے لئے وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

☆------☆------☆

ادھر آشوریوں کا بادشاہ سناخریب بڑی برق رفتاری سے جنوب کا رخ کئے ہوئے تھا۔ اس کا ہدف مصریوں کا سرحدی شہر لاخش تھا۔

سناخریب ابھی مصریوں کے سرحدی شہر لاخش سے چند فرسخ شمال ہی میں تھا کہ ایک بار پھر جنوب کی طرف سے آشوری مخبر اس کے پاس آئے' انہیں دیکھتے ہوئے سناخریب نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ اس کے پہلو میں دبیس بن بشرود اور دوسرے سالار بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ چکے تھے۔ مخبر قریب آئے' سناخریب کو انہوں نے تعظیم دی پھر ان میں سے ایک سناخریب کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ سناخریب نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

"میرے عزیزو! میرا دل کہتا ہے کہ جنوب کی طرف سے مصریوں کے خلاف تم میرے لئے کوئی اچھی خبر لے کے آئے ہو گے؟"

اس پر ان مخبروں میں سے جو اپنے دوسرے ساتھیوں کی نسبت آگے بڑھتے ہوئے سناخریب سے قریب ہوا تھا' کہنے لگا۔

"مالک! آپ کا کہنا درست ہے۔ ہم برابر مصریوں پر کڑی اور گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ایک جرار لشکر ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے شمال کا رخ کر رہا ہے۔ اس لشکر میں مصریوں کے علاوہ ایتھوپیا کے دستے بھی شامل ہیں۔ اس بڑے لشکر کی شمال کی طرف بڑھنے کی رفتار کچھ زیادہ نہیں ہے' آہستہ آہستہ لشکر حرکت کر رہا ہے۔ اس لئے کہ لشکر کے پاس بے شمار مال برداری کے جانور ہیں۔ لشکریوں کی عورتیں بھی ان کے ساتھ ہیں لہذا لشکر کی پیش قدمی کرنے کی رفتار کافی کم ہے۔

مالک یہاں سے صرف چند فرسخ آگے مصریوں کا شہر لاخش ہے۔ اگر آپ لاخش پہنچ کر اس شہر پر حملہ آور ہو جائیں تب بھی مصری لاخش پہنچ کر کوئی مزاحمت کھڑی نہ کر سکیں گے اس لئے کہ لاخش پہنچنے کے لئے انہیں کئی دن درکار ہوں گے۔ جہاں تک ہمیں اڑتی اڑتی خبریں ملی ہیں ان کے مطابق مصری اور ایتھوپیا والوں کا لشکر لاخش شہر کی طرف نہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

آئے گا بلکہ لاخش شہر کے جنوب میں الطاکو نام کے وسیع و عریض میدان ہیں ان کے اندر یہ متحدہ لشکر خیمہ زن ہو گا۔ شاید انہی میدانوں کو مصر اور ایتھوپیا والے رزم گاہ بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہوں۔ بہرحال اگر آپ آگے بڑھ کر لاخش شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں تو شہر کے اندر ایک محافظ لشکر ضرور موجود ہے جو آپ کی راہ روکے گا لیکن باہر سے کوئی ایسی قوت قرب و جوار میں نہیں جو آپ پر شب خون مارے یا آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ جب تک مصر اور ایتھوپیا والوں کا لشکر لاخش شہر پر آپ کے حملے کی خبر پا کر شمال کی طرف بڑھے اس وقت تک میرے خیال میں آپ باآسانی لاخش شہر فتح کر کے دوبارہ جنوب کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھ سکتے ہیں۔"

اس مخبر کے خاموش ہو جانے کے بعد سناخریب تھوڑی دیر تک ان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتا رہا' پھر کہنے لگا۔

"تم پہلے کی طرح اپنے کام میں لگ جاؤ' مجھے امید ہے کہ مصریوں اور ایتھوپیا والوں کے خلاف ہم بہتر انداز میں اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کریں گے۔"

سناخریب کے کہنے پر مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد سناخریب نے اپنے پہلو میں دہیں بن بشرود اور دوسرے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"رفیقانِ دیرینہ! میرے خیال میں مصریوں اور ایتھوپیا والوں کے متحدہ لشکر سے نپٹنے کے لئے ہمارے مخبروں نے ہماری بہترین راہنمائی کی ہے۔ اس موقع پر جو تجویز میرے ذہن میں آتی ہے اس کا میں تم لوگوں سے اظہار کرتا ہوں۔ اس کے بعد اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے۔

جیسا کہ مخبر بتا چکے ہیں' ایتھوپیا اور مصریوں کا متحدہ لشکر ابھی لاخش شہر سے کافی دور ہے اور لاخش شہر کے جنوب میں جو الطاکو نام کے وسیع میدان ہیں وہ لشکر اس سے بھی انتہائی جنوب میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دم لئے بغیر برق رفتاری سے مصریوں کے سرحدی شہر لاخش کا رخ کریں اور اس رفتار سے آگے بڑھیں کہ لاخش شہر کے نواح میں ہم رات کے وقت پہنچیں اور رات کے وقت ہی دم لئے بغیر شہر پر حملہ آور ہو جائیں۔

اگلے روز کا سورج جب طلوع ہو تو شہر مصریوں کا نہیں آشوریوں کا کہلائے اور سورج کی کرنیں شہر کے اندر مصریوں کو نہیں آشوریوں کو حکومت کرتے دیکھیں۔ اس دوران ہمارے مخبر کام کرتے رہیں گے۔ لاخش شہر کو فتح کرنے کے بعد بڑی تیزی سے اس

کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیا جائے گا' وہاں ایک چھوٹا سا لشکر شہر کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ باقی لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف رخ کیا جائے۔ میرے خیال میں اتنی دیر تک مصریوں اور ایتھوپیا کا لشکر الطاکو نام کے وسیع میدانوں میں پہنچ جائے گا اور میرے خیال میں انہی میدانوں کے اندر ہم دونوں ملکوں کے متحدہ لشکر سے ٹکرائیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم انہیں پامال کر کے رکھ دیں گے۔ ہاں اس موقع پر مجھے تشویش ہے تو صرف حارث بن حریم کی طرف سے۔

اس کی طرف سے ابھی تک مجھے کوئی خبر نہیں ملی' میں جانتا ہوں وہ ایک ایسا سالار ہے جو بد سے بدترین حالات میں بھی دشمن پر حاوی ہونے کا ہنر اور گر جانتا ہے۔ یہودیوں کا بادشاہ حزقیاہ اگر شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کرتا ہے تو میرے خیال میں حارث بن حریم بڑی آسانی کے ساتھ اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ بہرحال اس کی طرف سے کسی قاصد کے نہ آنے اور اس کی کارگزاری کی مجھے خبر نہ ہونے کے باعث اس سے متعلق تشویش ضرور ہے۔

بہرحال یہ کوئی اتنی فکرمندی کی بات بھی نہیں ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ کو اپنے سامنے پوری طرح زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اور اس سے اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حریم ہماری طرف کوچ کر آئے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کے آنے سے ہمارے لشکریوں کے حوصلے اور ولولے اور زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو جائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سناخریب رکا پھر دوبارہ وہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیزو! مصریوں کے سرحدی شہر لاخش پہنچنے کے بعد شہر کی فصیل کے باہر فی الفور پڑاؤ کر لیا جائے گا اور پڑاؤ کی تکمیل کے بعد شہر پر حملے شروع ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں سب اپنے اپنے لشکریوں کو یہی بتا دیں کہ لاخش پہنچتے ہی رات کی گہری تاریکی میں شہر پر حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔"

سناخریب کی اس تجویز سے اس کے سارے سالاروں نے اتفاق کیا تھا۔ پھر سناخریب کے کہنے پر سارے سالار اپنے لشکر میں پھیل گئے اور بڑی تیزی سے لشکریوں کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ لشکر اس رفتار سے پیش قدمی کرے گا کہ رات کے وقت مصریوں کے سرحدی شہر لاخش پہنچے اور وہاں پہنچتے ہی شہر پر حملہ آور ہوا جائے گا۔ لشکریوں کو اس حملے سے آگاہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
تشکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

کرنے کے بعد سناخریب ایک بار پھر بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کا رخ کر رہا تھا۔

☆------☆------☆

رات کی گہری تاریکی میں سناخریب اور دبیس بن بشرود اپنے لشکر کے ساتھ اندھیرے دشتِ وحشت میں ظلمات کے تجسس کی طرح مصریوں کے سرحدی شہر لاخش کے قریب نمودار ہوئے۔ لاخش میں جو حفاظتی لشکر تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آشوری اس قدر مسافت طے کر کے ان پر حملہ آور ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی حوصلہ تھا کہ ان کا ایک بہت بڑا لشکر جس میں ایتھوپیا کے دستے بھی شامل ہیں' شمال کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہذا آشوری جنوب کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

تاریکی میں سناخریب کے کہنے پر آشوریوں نے لاخش شہر کی فصیل پر رسیوں کی سیڑھیاں پھینک دیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے آشوری فصیل پر چڑھ گئے تھے۔ اس کے بعد فصیل پر جو محافظ تھے ان پر آشوری انسانیت سے بدگمان نفرتوں کے عہد نو' روشنی بن کر آنکھوں میں دھڑکن بن کر دل میں داخل ہو جانے والی انجانی رُتوں کے عذاب بھرے خوف کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ بولتے اندھیروں میں آشوری خنجر بن کر بے پناہ شور کی طرح خاموشیوں کے سینے میں پیوست ہونے لگے تھے۔

شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس کے سالاروں نے بھی خودشناسی کے شعور کا مظاہرہ کرتے ہوئے کرخت لمحوں تک کو ریزہ ریزہ کر دینے والے مرگ کے اندھے کھیل اور رات کے اندھیرے میں اترتے ستم و بدترین عذات کی طرح آشوریوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے شہر کا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔

اس لئے کہ آشوریوں کا مقابلہ کرنا عفریتوں سے مقابلہ کرنے کے مترادف تھا۔ وہ صحرائی بے کنار پیاس کی طرح پیش قدمی کرتے رہے۔ گہری رات کی ظلمت میں اپنا دائرہ کار بڑھاتے چلے گئے تھے۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا صبح نو کی بشارتوں کی طرح حملہ آور ہونے والے آشوری لاخش شہر پر اس طرح چھانا شروع ہو گئے تھے جیسے کالی کالی بدلیاں بھیگے بھیگے آفاق پر چھا جاتی ہیں۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ آشوریوں نے لاخش شہر کی فصیل پر جس قدر محافظ تھے ان کا قلع قمع کر دیا اس کے بعد وہ شہر میں اتر گئے اور قتلِ عام شروع کر دیا۔ لاخش شہر کی حالت اس حملے سے یوں ہو گئی تھی گویا زنداں قیدیوں کے شور سے گونج اٹھا ہو۔ رات کی گہری

تاریکیوں میں ہی آشوریوں نے مصریوں کے سرحدی شہر لاخش پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر مسلح محافظ اس شہر میں موجود تھے۔ ان کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا اور شہر کا نظم و نسق سناخریب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

آشوریوں نے ابھی لاخش شہر میں چند روز ہی قیام کیا تھا کہ سناخریب کے مخبروں نے اطلاع کی کہ مصریوں کا ایک بہت بڑا لشکر جو پہلے سست رفتاری سے اور جگہ جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد شمال کی طرف بڑھ رہا تھا' اب اس نے اپنی رفتار تیز کر دی ہے اور اس لشکر کو خبر ہو گئی ہے کہ آشوریوں نے ان کے سرحدی شہر لاخش پر قبضہ کر لیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی شہر کا نظم و نسق درست رکھنے کے لئے سناخریب نے آشوریوں کا چھوٹا سا ایک لشکر لاخش شہر میں چھوڑا۔ باقی لشکر کے ساتھ وہ نکلا اور بڑی تیزی سے جنوب کی سمت بڑھا تھا۔

التاکو کے میدان میں آشوریوں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے ایتھوپیا اور مصر کا متحدہ لشکر آ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے التاکو کے وسیع میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر گئے تھے۔

ایتھوپیا اور مصری شاید لاخش شہر ہاتھ سے نکل جانے اور اس پر آشوریوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد بڑے بے صبرے دکھائی دے رہے تھے۔ پڑاؤ کرنے کے بعد وہ جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ جبکہ سناخریب اور دبیس بن بشرود بھی ایسا ہی کر رہے تھے۔

جب دونوں لشکریوں کی صفیں درست ہو چکیں تب جنگ کی ابتدا آشوریوں کے بادشاہ سناخریب نے خود کی۔ سناخریب کے حکم پر آشوری وقت کے سنبھلتے گرتے بکھرتے لمحوں میں ابال پیدا کرتی زیست کی لاانتہا گری کی طرح اپنے وحشی جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے تھے پھر وہ ایتھوپیا اور مصر کے لشکریوں پر نظروں کے ستاروں میں آشوب چشم' تصورات کی دنیا میں سوزِ حیات کے اضطراب برپا کر دینے والی برق کے وحشی کھیل کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مصری اور ایتھوپیا کے لشکریوں نے بھی خونی ردعمل کا اظہار کیا۔ اپنی ساری خود حفاظتی کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا متحدہ لشکر بھی آشوریوں پر خستہ کر دینے والی خزاں کی برفانی ہواؤں' محبت کے حروف نگل جانے والی خوفناک خونی داستانوں اور انسانیت کو فریاد کناں کر دینے والی لازوال اندھی طاقتوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

الطاکو کے میدان میں آشوریوں' مصریوں اور ایتھوپیا کے لشکروں کے ٹکرانے کے باعث عمر کے سانسوں کا تسلسل ٹوٹنے لگا تھا۔ کرگسوں کے رزق کی فراوانی ہونے لگی تھی۔ نغموں کی چنگاریاں بجھنے' ساز گیتی کی امنگ خاموش ہونے لگی تھی۔ آہیں بھرتے شور میں لمحوں کے لباس خون سے تر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

ایتھوپیا اور مصر والوں نے اس سے پہلے آشوریوں کا طریقہ جنگ نہ دیکھا تھا' وہ آشوری عربوں کے نئے ولولوں اور پُرجوش انداز میں حملہ ہونے کے طریقہ کار سے بھی آگاہ نہیں تھے۔ انہیں امید تھی کہ ان کے لشکر کی تعداد زیادہ ہے' لہٰذا وہ بہت جلد آشوریوں کو بھگا ماریں گے لیکن آشوریوں کے سامنے ان کی حالت بہت جلد صحرا میں ستم گزیدہ ہواؤں' پیاسے آبلہ پا سرابوں' صدیوں پر محیط اندھی تحریروں' قدیم تہذیبوں کے کھنڈرات اور بے منزل راستوں کی بدحالی سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

جنگ جب کچھ دیر اور جاری رہی تب مصر اور ایتھوپیا والوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے' آشوری ان کے پیچھے اس طرح لگ گئے تھے جیسے اندوہناک زہریلے لمحے کسی کا پیچھا کرتے ہیں۔ جیسے قانونِ فطرت کے عناصر نارسائی کا خوں رنگ غبار بن کر کسی کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوں۔ بہرحال آشوریوں کے ہاتھوں ایتھوپیا اور مصر کی الطاکو کے میدانوں میں یہ بدترین شکست تھی۔ شکست کھا کر ایتھوپیا اور مصریوں کا وہ متحدہ لشکر بڑی تیزی سے اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر جنوب کی طرف بھاگ گیا تھا۔ سناخریب اور دبیس بن بشرود میدان جنگ میں لوٹنے اور دشمن کی ہر چیز کو سمیٹنے کے علاوہ اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال بھی کرنے لگے تھے۔

الطاکو کے میدانوں میں چند روز قیام کرنے کے بعد سناخریب نے اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا سفر شروع کیا۔ اب اس کا رخ مصریوں اور فلسطینیوں کی سرحد پر فتح کئے جانے والے شہر لاخش کی طرف تھا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کو اپنے سامنے زیر کرنے کے اور اس سے خراج اور دیگر قیمتی تحائف وصول کرنے کے بعد حارث بن حریم بڑی تیزی سے اس سے ملنے کے لئے صرف چند میل کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔

یہ خبر سناخریب اور اس کے لشکریوں کے لئے یقیناً خوش کن تھی اس خبر پر سناخریب نے اپنے لشکر کو وہیں روک دیا اور حارث بن حریم کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔

حارث بن حریم جب اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تب سناخریب اور دبیس بن بشرود

کے علاوہ دیگر سالاروں نے بہترین انداز میں حارث بن حریم اور اس کے چھوٹے سالاروں کا استقبال کیا۔ سناخریب اور دبیس بن بشرود باری باری حارث بن حریم سے گلے ملے۔ حارث بن حریم نے یہودیوں کے بادشاہ حزقیاہ سے جو کچھ ملا تھا وہ سناخریب کو دکھایا۔ اس میں سونے چاندی کے علاوہ بے شمار دوسری قیمتی اشیاء بھی تھیں۔ حزقیاہ کی بیٹی کو بھی سناخریب کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس کو سناخریب نے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ باقی جو یہودیوں نے بہترین لڑکیاں خراج کے طور پر پیش کی تھیں وہ سناخریب نے اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ بیاہ دی تھیں۔ اس ساری کارروائی کے بعد متحدہ لشکر نے لاخش کی طرف کوچ کیا۔

☆------☆------☆

جس روز سناخریب اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ لاخش پہنچا اور شہر سے باہر خیموں کا شہر آباد کیا گیا اسی روز حارث بن حریم جس وقت اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا' خیمے میں رویان' طبیرہ اور قندل داخل ہوئیں۔ قندل کچھ شرمائی سی تھی۔ تینوں جب خیمے میں داخل ہوئیں تو اپنی جگہ سے اٹھ کر حارث بن حریم نے ان کا استقبال کیا۔ رویان اور طبیرہ کے چہروں پر بے پناہ خوشی کے آثار تھے۔ سب سے پہلے رویان آگے بڑھی۔ حارث بن حریم کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس نے اس کی پیشانی چوم لی' پھر کہنے لگی۔

"بیٹے! تم نے میری بیٹی قندل کو اپنانے کا فیصلہ کر کے ہم پر ایک ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ شاید میں زندگی بھر چکا نہ سکوں گی۔"

حارث بن حریم مسکرایا' کہنے لگا۔

"خاتون محترم! آپ کس قسم کی گفتگو کرتی ہیں۔ احسان تو آپ کا مجھ پر ہے' شکریہ تو مجھے آپ کا کرنا چاہئے۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم نے اپنا ہاتھ اپنے پہلو میں کھڑی قندل کے شانے پر رکھا اور اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"خاتون محترم! میں کہہ رہا تھا کہ احسان مند تو مجھے آپ کا ہونا چاہئے کہ میں ایک معمولی خانہ بدوش تھا۔ ایک خانہ بدوش کو اگر قندل جیسی لڑکی بیوی کی صورت میں ملتی ہے تو کیا اس خانہ بدوش کو لڑکی کے لواحقین کا شکر گزار اور احسان مند نہیں ہونا چاہئے۔"

حارث بن حریم کے یہ الفاظ شاید قندل کو گراں گزرے تھے' اپنا گداز ہاتھ اس نے حارث بن حریم کے منہ پر رکھ دیا' پھر اپنی آواز کی پوری شیرینی اور مٹھاس میں حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ایسی باتیں نہیں کرتے، میری ماں جو کچھ کہہ رہی ہے درست وہی ہے۔ اگر آپ میری بہن اور میری ماں اور میری مدد نہ کرتے تو اب تک ہم تینوں نہ جانے کن جہنم زاروں میں دھکے کھا رہی ہوتیں۔ اگر آپ وقتی طور پر ہی مجھے اپنی بیوی بنانے کا اعلان نہ کرتے تو اب تک تو سروب ہم سب کی دھجیاں اُڑا چکا ہوتا۔ بہرحال میری ماں کے علاوہ میں خود بھی آپ کی شکر گزار ہوں، احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی زندگی کی ساتھی بنانے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے اس فیصلے سے میں کس قدر خوش ہوں، اس کا اظہار میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکتی۔"

قندل جب خاموش ہوئی تو کسی قدر تیز نگاہوں سے طبیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے حارث بن حریم بول پڑا۔

"طبیرہ! میری بہن تم خاموش اور چپ ہو، لگتا ہے تم میرے اور قندل کے ایک دوسرے کو زندگی کا ساتھی بنانے کے فیصلہ سے خوش اور مطمئن نہیں ہو۔"

طبیرہ نے ایک قہقہہ لگایا، کہنے لگی۔

"حارث بھائی! اتنی خوشی آپ کو اپنی شادی کی نہیں ہو گی جتنی کہ مجھے ہو رہی ہے کہ میری بہن آپ کی بیوی بن رہی ہے۔ میں دو طرح کی خوشی محسوس کر رہی ہوں۔ جہاں قندل میری بہن ہے، وہاں آپ کے ساتھ میرا بہن بھائی کا رشتہ ہے۔ لہٰذا دو خوشیاں مجھے حاصل ہو رہی ہیں کہ میری بہن کو اس کے لئے اس کی زندگی کا ساتھی رہا ہے اور میرے بھائی کو بھی ایسی بیوی مل رہی ہے جو بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔"

طبیرہ کی اس گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ خیمے میں دبیس بن بشرود داخل ہوا، اس کے ساتھ فرسان بھی تھا۔

دونوں آگے بڑھ کر حارث بن حریم کے قریب بیٹھ گئے، پھر دبیس نے گفتگو کا اظہار کیا۔ وہ حارث بن حریم کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا۔

"ابن حریم! میرے بھائی، سب سے زیادہ خوشی جو مجھے اس وقت ہو رہی ہے وہ یہ کہ تم اور قندل دونوں نے ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں ان تینوں کے ساتھ ہی خیمے میں آتا لیکن میں فرسان کو بلانے چلا گیا تھا۔ جس وقت لشکر الطاکو کے میدانوں سے لاخش شہر کی طرف کوچ کر رہا تھا تو راستے میں بڑی رازداری کے ساتھ میری بہن قندل نے مجھے رویان اور طبیرہ کو پورے حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ بھی بتایا تھا کہ یروشلم سے باہر

اچانک کچھ لوگ تم پر حملہ آور ہوئے اور تمہیں زخمی کر دیا۔ پہلے یہ کہو کہ تمہارا زخم کیسا ہے؟"

دبیس بن بشرود کے اس استفسار پر حارث بن حریم کچھ کہنے ہی والا تھا کہ رویان اور طبیرہ دونوں چونک سی پڑی تھیں، پھر رویان بول پڑی۔

"حارث میرے بیٹے! تم اور قندل نے جو آپس میں ایک دوسرے کو اپنانے کا فیصلہ کیا تھا اس کی وجہ سے میں اتنا خوش، اتنی مطمئن ہوئی کہ میں تمہارے زخمی ہونے کے واقعہ کو فراموش کر گئی۔ بیٹے میں اس کے لئے شرمسار ہوں۔"

رویان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ حارث بن حریم بول پڑا۔

"میرے خیال میں یہ قندل خواہ مخواہ میرے زخمی ہونے کی تشہیر کر رہی ہے۔ کچھ لوگ........"

حارث بن حریم کو بھی رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ دبیس بن بشرود اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

"میں جانتا ہوں، وہ لوگ تم پر نہیں قندل پر حملہ آور ہوئے تھے اور قندل کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ قندل نے مجھے یہ بھی تفصیل بتا دی تھی کہ انہیں اس کے باپ نے قندل کا خاتمہ کرنے کے لئے بھجوایا تھا تاکہ قندل تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ نہ رہے۔ بہرحال میں محترم خاتون رویان اور طبیرہ تینوں ایک طرح سے تمہارے انتہا درجہ کے شکر گزار ہیں کہ تم نے اس وقت قندل کی جان بچائی جس وقت حقیقی معنوں میں اس کے ساتھ تمہارا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ میں فرسان کو لے آیا ہوں، پہلے میرے خیال میں تمہارا اور قندل کا نکاح ہونا چاہئے اس کے بعد کسی دوسرے موضوع پر گفتگو ہونی چاہئے۔ رابطہ کو بھی پتہ چل گیا ہے کہ یروشلم کے باہر تم زخمی ہوئے تھے۔ میرے خیال میں تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع کسی نے اسے دے دی، وہ بڑی فکرمند تھی، اس کے ساتھ ہی آنا چاہتی تھی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ لاغر اور کمزور ہو چکی ہے۔ بڑی مشکل سے چل پھر سکتی ہے۔ میں نے اسے منع کر دیا کہ حارث بن حریم ٹھیک ہے۔ میں اسے کہوں گا کہ وہ خود تمہارے پاس چکر لگائے گا۔ فرسان کو میں نے پوری تفصیل بتا دی ہے۔"

"تم نے اچھا کیا، اس وقت اسے یہاں نہیں آنے دیا۔ اس لئے کہ سب لوگوں کی نگاہوں میں قندل میری بیوی ہے، اب جو اس کے ساتھ میرا نکاح ہو گا تو اس کے اور میرے رشتے کو لوگ شک کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ یہ معاملہ ہمارے علاوہ فرسان تک

Optimized by www.ImageOptimizer.net

محدود رہنا چاہئے۔"

اس کے بعد فرسان نے حارث بن حریم اور قندل کا نکاح پڑھاتے ہوئے انہیں میاں بیوی کے رشتوں میں منسلک کر دیا تھا۔ جب یہ کام ہو چکا تب سب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حارث بن حریم اور قندل دونوں کو مبارک باد دی۔ جس وقت خیمے میں اس مبارکبادی کے باعث قہقہے لگ رہے تھے عین اسی لمحہ خیمے میں مغنیہ راہطہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی داخل ہوئی تھی۔

راہطہ کو خیمے میں داخل ہوتے دیکھ کر حارث بن حریم اور قندل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ قندل تیزی سے آگے بڑھی اور راہطہ کا ہاتھ پکڑ کر خیمے میں لائی۔ اتنی دیر تک باقی لوگ بھی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو چکے تھے۔ ایک نشست پر قندل نے راہطہ کو بٹھا دیا پھر پہلے کی طرح وہ حارث بن حریم کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ راہطہ کمزوری کے باعث ہانپ رہی تھی۔ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اپنی سانسوں کو درست کرتی رہی پھر حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اجنبی! یہ کتنی بدقسمتی ہے کہ یروشلم شہر سے باہر کچھ لوگ تم پر حملہ آور ہوئے‘ تم زخمی ہوئے اور مجھے اتنے بڑے حادثے کی کسی نے اطلاع ہی نہ کی۔ مجھے یہاں آ کر وہیب بن بشرود کی زبانی پتہ چلا کہ یروشلم سے باہر تم زخمی ہوئے تھے اور طبیب تمہارا علاج کرتے رہے ہیں۔ مجھے قندل سے بھی بڑا شکوہ اور گلہ ہے کہ اس نے بھی اس حادثے کی کسی کو خبر نہیں دی۔ مجھے بھی نہیں بتایا۔"

قندل اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے فوراً بول پڑی۔

"راہطہ میری بہن! تمہارا کہنا درست ہے لیکن مجھے میرے شوہر نے منع کر دیا تھا کہ میں ان کے زخمی ہونے کی تشہیر نہ کروں۔ اس بنا پر میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا۔ ابھی تک سناخریب کو بھی علم نہیں ہوا کہ یروشلم کے باہر میرے باپ کے بھیجے ہوئے مسلح جوان حملہ آور ہوئے اور انہیں زخمی کر دیا۔ دراصل وہ میرا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ میرا باپ نہیں چاہتا کہ میں حارث بن حریم کی بیوی کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہوں۔ لہٰذا وہ میرے خاتمے کے درپے تھا لیکن میں اپنے شوہر کی انتہا درجہ شکرگزار ہوں کہ انہوں نے خود زخمی ہو کر ان حملہ آوروں سے میری جان بچائی۔"

اس موقع پر راہطہ نے تیز نگاہوں سے حارث بن حریم کی طرف دیکھا‘ پھر کہنے لگی۔

"میں تو اس لحاظ سے اجنبی تمہاری شکرگزار ہوں کہ تم نے حملہ آوروں کو روکا‘ خود زخمی ہوئے اور اپنی بیوی قندل کو بچا لیا لیکن مجھے تم سے یہ گلہ شکوہ بھی ہے کہ تم اپنی بیوی قندل کو خوش نہیں رکھتے‘ مجھے تمہاری کچھ شکایات بھی ملی ہیں۔"

حارث بن حریم نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا‘ کہنے لگا۔

"یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو؟"

حارث بن حریم اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ بیچ میں راہطہ بول پڑی‘ کہنے لگی۔

"میں ایسی گفتگو کر رہی ہوں جیسی مجھے کرنی چاہئے تھی۔ تم جانتے ہو گزشتہ دنوں اکثر مواقع پر تمہاری بیوی قندل تمہارے خیمے کی بجائے میرے خیمے میں رات بسر کرتی رہی ہے‘ اس کا یہ رویہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا۔ میں اسے زبردستی اپنے خیمے سے نکال کر نہیں بھیج سکتی تھی۔ اس کی دل شکنی ہوتی اور میں ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ ورنہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے پیار کرنے والا ہو تو وہ اس کے خیمے کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے خیمے میں رات بسر کرنا کیسے پسند کرے گی۔"

راہطہ جب خاموش ہوئی تو ایک بھرپور نگاہ قندل نے اپنے پہلو میں بیٹھے حارث بن حریم پر ڈالی‘ مسکرائی اور راہطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"راہطہ! میری بہن‘ میں تمہاری شکرگزار ہوں کہ تم میری طرفداری کر رہی ہو۔ دراصل گزشتہ دنوں میرے اور میرے شوہر کے درمیان کچھ غلط فہمیاں ضرور پیدا ہوئی تھیں اور وہ غلط فہمیاں میرے شوہر نہیں بلکہ میری وجہ سے ہوئی تھیں۔ مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہو چکا ہے۔ میں نے اپنے شوہر سے اپنے رویے کی معافی مانگ لی ہے۔ اب ہمارے درمیان نہ کوئی تلخ کلامی ہے نہ کوئی اختلاف رائے۔"

اپنے لباس کو سمیٹتے ہوئے راہطہ نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگی۔

"تو کیا اب تم اس خیمے کو چھوڑ کر رات میرے پاس نہیں رہا کرو گی؟"

قندل نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔

"نہیں‘ ہرگز نہیں۔ اب میں اپنے شوہر کے خیمے کے علاوہ کہیں نہیں رہوں گی۔ خواہ وہ تمہارا ہی خیمہ کیوں نہ ہو کہ ہمارے درمیان جو غلط فہمیاں تھیں وہ ختم ہو چکیں۔ اب ہمارا رشتہ پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو چکا ہے۔"

قندل جب خاموش ہوئی تب حارث بن حریم نے براہ راست راہطہ کو مخاطب کیا۔

"تم ذرا اپنی صحت پر بھی نگاہ ڈالو‘ میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم میرا اور قندل کا

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس قدر خیال رکھ رہی ہو لیکن سب سے پہلے تمہیں اپنی صحت کا سوچنا چاہئے۔ وہی راہطہ جو لشکر کے اندر کسی ہرنی کی طرح بھاگتی دوڑتی تھی' اب اس قدر لاغر اور کمزور ہو چکی ہے کہ بڑی بوڑھیوں کی طرح مشکل سے چلتی پھرتی ہے۔ یہ جو تم نے محبت اور چاہت کا روگ لگا لیا ہے اسے اپنے دل' اپنے سینے میں تو مت پالو۔ ظاہر کرو اس کا نام بتاؤ جو تمہارے اس روگ' اس محبت کا مرکزی کردار ہے۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اسے کھینچ کر تمہارے پاس ضرور لاؤں گا۔"

راہطہ نے ایک لمبا سانس لیا۔ لمحہ بھر کے لئے آنکھیں بند کر کے سوچا۔ ہلکا سا تبسم اپنے ہونٹوں پر بکھیرا' پھر حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اجنبی! میں تمہاری شکرگزار ہوں کہ تم مجھ سے اس قدر ہمدردی کا اظہار کر رہے ہو لیکن جسے میں نے چاہا ہے' جس سے میں نے محبت کی ہے وہ ابھی مجھ سے بہت دور ہے اور ابھی وقت بھی نہیں آیا کہ میں اس کا نام بتاؤں اسے عیاں کروں۔ جب وہ کہیں آس پاس میرے قریب آئے گا' اس کا نام بھی بتاؤں گی اور یہ بھی بتا دوں گی کہ کب سے میں نے اسے پسند کیا' کب سے میں نے اسے چاہنا شروع کیا۔"

پھر شاید گفتگو کا موضوع بدلنے کے لئے راہطہ نے حارث بن حریم کو مخاطب کیا۔

"اجنبی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آج سب مل کے ہم تمہارے خیمے میں ہی کھانا کھائیں۔"

اس پر حارث بن حریم بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیوں نہیں' میں ابھی اس کا اہتمام کرتا ہوں۔" اس پر دبیس بن بشرود اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

"آپ سب لوگ بیٹھے رہیں' کسی کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں کھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی دبیس بن بشرود خیمے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ کچھ جوان بھی تھے جو کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے۔ کھانا خیمے میں لگا دیا گیا پھر سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

☆------☆------☆

جب وہ کھانا کھا چکے اور دبیس بن بشرود کے کہنے پر کچھ جوان برتن اٹھا کر لے گئے۔ تب قندل اپنی جگہ سے اٹھی' خیمے کے پشتی حصے کی طرف چلی گئی پھر اس نے آواز دے کر حارث بن حریم کو بلایا۔ حارث بن حریم اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ بھی خیمے کی پشتی حصے کی

طرف چلا گیا تھا۔ جب وہ قندل کے پاس گیا تو ہاتھ کے اشارے سے قندل نے اسے قریب آنے کو کہا۔ حارث بن حریم بالکل اس کے پہلو میں جا کھڑا ہوا۔ قندل اپنا منہ بالکل حارث بن حریم کے کان سے مس کرتے ہوئے بڑے پیار سے سرگوشی کرنے لگی۔

"آپ مجھے لوگوں کے سامنے خاتون' بی بی' یا مردک بلدان کی بیٹی کہہ کر مخاطب کرنے کے عادی ہیں۔ اب میں آپ کی منکوحہ بیوی ہوں اس میں سے مجھے کسی نام سے نہ بلایئے گا۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو یاد رکھئے گا' یہاں راہطہ ہی نہیں باقی دوسرے لوگ بھی یہ سمجھیں گے کہ ابھی آپ اور میرے درمیان کوئی میاں بیوی والا سمجھوتہ نہیں ہوا۔"

قندل کی اس ادا پر حارث مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"اب میری کیا مجال کہ میں تمہیں ان ناموں سے پکاروں۔ تم جیسا کہو گی میں ویسے ہی تمہیں مخاطب کروں گا۔ بولو کس نام سے پکاروں' زوجہ کہوں' گھر والی کہوں' اہلیہ کہوں' زال کہوں' زنانی کہوں' کہو کس نام سے تمہیں پکاروں۔"

ضبط کرنے کے باوجود قندل کا قہقہہ نکل گیا۔ حارث بن حریم بھی مسکرانے لگا تھا' پھر حارث بن سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

"قندل تم فکرمند مت ہو۔ اب تم میری بیوی ہو' میں تمہیں تمہارے نام سے پکاروں گا۔ تمہیں اس سلسلے میں کسی قسم کی پریشانی یا فکرمندی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔"

اس کے ساتھ ہی اپنے لباس کے اندر سے حارث بن حریم نے ایک چابی نکالی اور اسے قندل کو تھماتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ سامنے دیکھو جو لکڑی کا چھوٹا سا صندوقچہ ہے اس میں میری کل متاع اور پونجی ہے۔ اب تم اس خیمے کی اس خیمے کے مالک کی اور اس خیمے میں جو کچھ ہے اس کی مالک ہو۔ لہٰذا چابی بھی تمہارے ہی پاس رہنی چاہئے۔"

قندل نے مسکراتے ہوئے چابی لے لی' کہنے لگی۔

"میرے خیال میں چلیں' اب چل کے سب کے ساتھ بیٹھیں۔ لوگ خواہ مخواہ میں شک کریں گے۔" اس پر دونوں پھر سامنے والے حصے میں آئے۔ جب وہ دوبارہ اپنی نشستوں پر آ کے بیٹھے تو تب راہطہ نے از راہِ تفنن پوچھ لیا۔

"ہم سے چوری چوری کیا کھسر پھسر اور رازدارانہ گفتگو ہو رہی تھی؟ کچھ ہمیں بھی بتائیں۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حارث بن حریم مسکرا دیا۔ قندل بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہم دونوں میاں بیوی نے کیا کھسر پھسر کرنی ہے۔ دراصل میرے پاس کچھ نقدی تھی، وہ میں سنبھال کر صندوق میں رکھنا چاہتی تھی، اس کی چابی چونکہ ان کے پاس ہوتی ہے لہٰذا میں نے انہیں بلایا تاکہ میں وہ نقدی صندوق میں رکھ سکوں۔"

قندل کا بہانہ چل گیا، سب مطمئن ہو گئے۔ اس موقع پر فرسان کی طرف دیکھتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"عم فرسان! آج میں جتنی خوش ہوں، پوری زندگی میں کبھی میں اتنی خوش نہیں ہوئی۔ اسی خوشی میں آپ سے میں کچھ کام لینا چاہتی ہوں۔ آپ نے مجھے اس سے قبل یروشلم شہر کے نواح میں آرامیوں کے حالات بتائے تھے۔ اب ہم سب اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں آرامیوں کے حالات کے دوران آپ نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کنعانیوں اور فلسطینیوں کا ذکر کیا تھا۔ ساتھ ہی از خود اسرائیلیوں اور یہودیوں کا بھی ذکر آ گیا تھا۔ اب میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ مجھے یہاں سب کی موجودگی میں کنعانیوں، فلسطینیوں اور اسرائیلیوں سے متعلق بھی کچھ بتائیں کہ یہ کون لوگ تھے۔ کہاں سے اٹھے کیسے انہوں نے عروج حاصل کیا۔"

قندل جب خاموش ہوئی تو فرسان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری بیٹی، میری بچی! میں تمہاری خواہش کو رد نہیں کر سکتا لیکن ان تینوں اقوام کے حالات سنانے کے لئے میری ایک شرط ہے۔"

قندل نے غور سے فرسان کی طرف دیکھا۔

"کیسی شرط؟"

"میری بیٹی! تمہارا، تمہاری ماں، تمہاری بہن کا تعلق بابل سے ہے اور بابل میں کلدانی آباد تھے گویا تم لوگوں کا تعلق کلدانیوں سے ہے۔ میری شرط یہ ہے کہ جہاں میں تم لوگوں کو کنعانیوں، فلسطینیوں اور اسرائیلیوں سے متعلق تفصیل بتاؤں وہاں تم بھی مجھے کلدانیوں اور بابل شہر سے متعلق تفصیل سناؤ گی۔"

قندل کی بجائے اس بار اس کی ماں رویان بول پڑی۔

"فرسان میرے بھائی! یہ بابل اور کلدانیوں سے متعلق آپ کو کیا تفصیل بتائے گی، جن اقوام کی آپ تفصیل بتانے لگے ہیں وہ آپ بتائیں، شروع کریں۔ کلدانیوں اور بابل سے متعلق میں آپ کو بتاؤں گی۔ یہ کام میں اپنی بیٹی قندل اور طبیرہ دونوں سے بہتر کر سکتی

ہوں۔"

اس موقع پر راہطہ بول پڑی اور کہنے لگی۔

"کیا میں بھی یہاں بیٹھ کر یہ ساری تفصیل سن سکتی ہوں۔"

قندل نے ہاتھ بڑھا کر راہطہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا کہنے لگی۔

"میری بہن! تم کس قسم کی گفتگو کرتی ہو۔ اگر تم جانا بھی چاہو تب بھی میں تمہیں جانے نہ دوں گی۔ تم یہیں ہمارے پاس بیٹھ کر ساری تفصیل سنو گی۔"

راہطہ نے غور سے قندل کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیا یہ ساری تفصیل سننے کے بعد تم میرے ساتھ میرے خیمے میں چلو گی اور رات میرے پاس ہی رہو گی۔"

تیز نگاہوں سے قندل نے راہطہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"اب ایسا کبھی ممکن نہیں ہو گا۔ میں اپنے شوہر کے خیمے کے علاوہ کیسے تمہارے خیمے میں رہ سکتی ہوں اور جا سکتی ہوں۔ پہلے معاملہ اور تھا، ہم دونوں میاں بیوی میں کچھ غلط فہمیاں تھیں۔ وہ غلط فہمیاں بھی عجیب و غریب تھیں جن کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عجیب و غریب غلط فہمیاں دور ہو چکی ہیں۔ اب یہ خیمہ ہی میرا گھر، یہ خیمہ ہی میری آماجگاہ یہ خیمہ ہی میری کل دولت اور اس خیمے کے اندر میرا شوہر میرے لئے دنیا کی سب سے قیمتی متاع ہے۔"

راہطہ مسکرائی اور عجیب سے انداز میں قندل کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"تم دونوں میاں بیوی میں کچھ زیادہ ہی گہرا سمجھوتہ ہو گیا ہے جو تم اس قدر اپنے شوہر کے لئے نچھاور ہونا شروع ہو گئی ہو۔ بہرحال تم میری باتوں کا برا نہ ماننا، میرے لئے یہ سب سے بڑی خوشی ہے کہ تم دونوں میاں بیوی میں جو اختلافات تھے وہ رفع ہو گئے ہیں۔ عم فرسان! اب جو تفصیل آپ بتانا چاہتے ہیں وہ شروع کریں۔ اس سے ہمارے علم میں اضافہ ہو گا۔"

جواب میں فرسان مسکرایا۔ کھنکار کر گلا صاف کیا اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے بچو! سب سے پہلے میں تمہیں کنعانیوں سے متعلق اس کے بعد فلسطینیوں اور عبرانیوں کے متعلق تھوڑی بہت تفصیل بتاؤں گا۔

کنعانی بنیادی طور پر عرب ہی ہیں، صحرائے عرب ہی سے اٹھ کر انہوں نے شمال کا رخ کیا۔ یونانیوں نے انہیں فونیقی کا نام دے دیا۔ اموریوں کے بعد یہ سامی نسل کا سب

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

سے بڑا گروہ ہیں۔

کنعانی اور اموری ایک ہی دور میں صحرائے عرب سے ہجرت کرتے ہوئے شمال کی طرف بڑھے۔ ان کی زبان بھی ایک تھی' ان میں کوئی بنیادی اختلاف بھی نہیں تھا لیکن اموری چونکہ صحرا سے نکل کر شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ارضِ شام کے وسطی حصوں میں آباد ہوئے۔ جہاں ان سے پہلے سمیری' حوری اور اکادی رہتے تھے۔ لہٰذا اموریوں نے ان کے رسم و رواج کو اپنے اندر جذب کر لیا۔

کنعانی چونکہ بحرِ روم کے ساحل پر جا کے آباد ہو گئے تھے' وہاں انہوں نے مختلف شہر آباد کر لئے تھے اور ان کا تعلق واسطہ اور رابطہ مصریوں سے رہتا تھا لہٰذا کچھ مصری روایات اور رواج ان میں شامل ہو گئے لیکن اس دوری اور بُعد کے باوجود کنعانی اور اموریوں کی زبان اور ان کے رسم و رواج ایک حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہی رہے۔

کنعانی چونکہ بحرِ روم کے کنارے پر جا کے آباد ہوئے تھے' یہ تجارت کے بڑے شوقین تھے۔ لہٰذا انہوں نے ساحل ہی کو پسند کیا لیکن ساحل پر آباد ہونے کے بعد شروع میں ان کی حیثیت عجیب و غریب تھی' اس لئے کہ یہ تین بڑی قوتوں کے درمیان گھر گئے تھے۔ ان کے جنوب میں وادی نیل کی مصری قوت تھی جو بہت طاقتور تھی۔ ان کے مشرق میں وادی دجلہ کی طاقت تھی جو قوت میں کسی بھی طور مصریوں سے کم نہ تھے۔ ان کے شمال میں طاقتور حتی تھے۔ ان تین بڑی طاقتوں کے درمیان گھرے ہونے کی وجہ سے کنعانی زیادہ پھیل نہ سکے اور انہوں نے اپنی طاقت اور قوت اور اپنی آبادی کو ساحل تک ہی محدود رکھا تاہم انہوں نے دوسری سرزمینوں کا رخ کیا اس کے لئے انہوں نے اپنی بحری قوت بنائی۔

آمد و رفت کو بین الاقوامی پیمانے پر ترقی دینے میں جس قدر کنعانیوں کی کوشش ہے کسی اور قوم کی ایسی جدوجہد نہیں ہے۔ کنعانی جہاں جہاز اور کشتیاں بنانے میں مہارت حاصل کر چکے تھے وہاں سمندر کے اندر وہ قطب ستارے کی مدد سے سفر کرنے کا علم بھی جان چکے تھے۔ اسی ستارے کی بنا پر وہ رات کے وقت بھی جہاز چلانے لگے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے شمال کے دو ستاروں کا مطالعہ کیا اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے وہ رات کے وقت اپنے راستے کا تعین کر لیتے تھے۔ (بعد کے دور میں یونانیوں نے ان کنعانیوں سے ہی قطب ستارے کا علم سیکھا اور اس کے ذریعے انہوں نے سمندر کے اندر جہازوں کے

ذریعے سفر کرنا شروع کیا)۔

کنعانی دیودار کے بڑے بڑے شہتیر طغیانیوں کے موسم میں ندیوں کے اندر ڈال دیتے تھے تاکہ قریب ترین بندرگاہ پہنچ جائیں۔ وہاں سے وہ ان لکڑیوں سے جہاز سازی کا کام لیتے تھے۔ فونیقیوں کے جہاز مصریوں کے نمونے پر بنتے تھے۔ یعنی ہلال کی وضع کے۔ اگلا حصہ اونچا سامنے دو بڑے چپوار جو جہاز کو سیدھا رکھتے تھے اور مستول کے بالائی حصے سے ایک مربع بادبان وابستہ ہوتا تھا۔ کھدائی کے دوران جو کنعانیوں کے جہازوں کے نمونے ملے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ بادبان اور چپوار دونوں انہیں چلانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ جہاز خاصے چوڑے ہوتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ سامان ان میں سما سکے۔ آخری دور میں فونیقیوں کے جو تجارتی جنگی جہاز تھے ان کی تصویریں یادگاروں میں بنی ہوئی ہیں ان کے بھی اگلے حصے اونچے ہوتے تھے اور آخری سرا بڑا نوکدار بنایا جاتا تھا تاکہ اسے لڑائی میں بخوبی استعمال کیا جا سکے۔ ان کے عرشے دوہرے ہوتے تھے۔ یعنی ایک نیچے' دوسرا اوپر۔ فونیقی جہاز سازوں نے ہی سب سے پہلے ملاحوں کی دو یا زیادہ قطاروں والے جہاز بنائے۔ ایک گروہ نیچے ہوتا' دوسرا اس کے اوپر۔ عرشہ زیریں میں عام طور پر چار یا پانچ ملاحوں کی قطاریں ہوتی تھیں۔ گویا کل سولہ یا بیس آدمی جہاز کو کھینچنے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ بعد میں جہاز کھینچنے والوں کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔ مسافر جہاز کے بالائی طبقے میں رہا کرتے تھے۔ بادبان کو سنبھالنے کے لئے مستول کے ساتھ صرف ایک بلی لگائی جاتی تھی۔ جہاز لنگر انداز ہوتا یا موسم ناخوشگوار ہوتا تو بادبان لپیٹ دیا جاتا۔ کھدائی کے دوران ملنے والے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ یہی نمونہ ابتدائی دور کے یونانیوں نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ان ملاحوں نے ایسے ہی جہاز بنائے تھے جو سمندر سے واقف تھے۔ یہ ملاح سلیمان علیہ السلام کے دور کے کنعانی بادشاہ حیرام نے بھیجے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جہاز ایلہ میں لنگر انداز ہوتے تھے۔ یہی مقام آج کل اسرائیل کی بندرگاہ ہے اور یہ خلیج عقبہ میں واقع ہے اسی راستے لکڑی اور تانبا باہر بھیجا جاتا تھا اور اس کے بدلے میں دیارِ غیر سے کنعانی سونا' خوشبو اور مصالحے عرب کے دوسرے حصوں سے حاصل کرتے تھے)۔

کنعانی جہاز راں جہاں بھی گئے انہوں نے وہاں نو آبادیاں قائم کر لیں ان کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔ (کنعانیوں کا عظیم ترین بحری کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے افریقہ کے اردگرد سمندر کے راستے چکر لگایا اور یہ واقعہ پرتگیزیوں کے ایسے ہی دعوئی سے دو ہزار

Optimized by www.ImageOptimizer.net

سال قبل پیش آیا تھا۔

کنعانی چونکہ اپنے بحری جہازوں کے ذریعے جگہ جگہ اور ملک ملک پھرتے تھے لہٰذا نہوں نے لگ بھگ ہر جگہ اپنی نو آبادیاں قائم کیں۔ جزیرہ منار کر دار الحکومت کا نام کنعانیوں کے ایک سپہ سالار کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اسی طرح جزیرہ کارسیکا اور سارڈینیا میں بھی کنعانیوں نے اپنی چوکیاں قائم کی تھیں۔ سسلی کا مرکز حکومت پلرو بھی ابتدائی طور پر کنعانیوں کا ہی شہر تھا۔ یونان میں بھی مختلف مقامات کے نام نیز مختلف دیوتاؤں کے نام سامی ہیں۔ جن کے ساتھ افسانے اور اساطیر بھی رائج ہو گئے ہیں۔ یہ اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہاں بھی کنعانیوں کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ کارنتھ کی بنیاد غالباً کنعانیوں نے ہی رکھی تھی۔ ایک افسانے میں اسے کنعانیوں کے ایک دیوتا کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ یونان کے دوسرے جزیروں کے علاوہ ساموس 'کریٹ' قرص وغیرہ کنعانی تہذیب کے مرکز بنے تھے۔ کریٹ کی سرزمین یورپ سے بھی پہلے تہذیب کا مرکز بن گئی تھی اور یہ صرف کنعانیوں ہی کے باعث تھا۔

دیوتاؤں کی قدیم اور پرانی داستانوں کے مطابق مصر کے بڑے دیوتا زیئس نے کریٹ ہی میں سانڈ کی شکل اختیار کر کے کنعانیوں کے بادشاہ اجینور کی حسین و جمیل بیٹی یوروپا کو اٹھا لیا تھا۔ اس لئے کہ زیئس اس حسین و جمیل لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور زیئس اسے اٹھا کر کریٹ لے گیا اور وہاں پہنچ کر زیئس نے اپنی اصلی صورت اختیار کر کے یوروپا سے شادی کر لی۔ اس شادی سے کریٹ کا مشہور حکمران اور قانون ساز میلوس پیدا ہوا اور اسی کنعانی لڑکی ہی کے نام پر براعظم یورپ کا نام رکھا گیا۔ مالٹا بھی کنعانی نام ہے۔ مشہور مؤرخ ڈیوڈورس کے نزدیک یہاں کی آبادی بھی کنعانی تھی۔ اس جزیرے کی بندرگاہیں پورے بحرِ روم میں بہترین تھیں لہٰذا اگر اس کا نام جائے پناہ رکھا جائے تو اس پر تعجب نہ ہونا چاہئے تھریس یونان کے شمالی خطے کا نام ہے۔ یہاں سونے کی کانیں تھیں۔ افسانوی روایت یہ ہے کہ ان کانوں سے سونا نکالنے کا کام سب سے پہلے کنعانیوں کے حکمران قدموس نے شروع کیا تھا۔ جو یوروپا کا بھائی تھا اور اس کے باپ نے اسے اس کی بہن یوروپا کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ کنعانی کان کنوں نے ساتویں صدی قبل مسیح میں یہاں سونے کی تلاش شروع کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قدموس نے ہی شہر تھیوبس کی بنیاد رکھی جس کے بالا حصار کا نام قدمیہ اسی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام الیرس رکھا گیا اور اس کے نام پر ایک علاقے کا نام الیریا مشہور ہوا۔ یہ وہی

علاقہ ہے جسے آج کل البانیہ کہا جاتا ہے۔"

بوڑھا فرسان کچھ دیر دم لینے کے لئے رکا۔ کچھ سوچا اس کے بعد وہ اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کنعانیوں کا نیز پوری سامی دنیا کا مذہب قوائے طبعی کی پرستش کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان کے دو معبودوں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور ان کے نام مختلف اوقات میں تبدیل ہوتے رہے مگر معبودیت کی بنیادی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ان میں سے ایک دیوتا آسمان تھا۔ جسے باپ سمجھا جاتا تھا۔ دوسری دیوی زمین تھی جسے ماں کی حیثیت دی جاتی تھی۔

آسمان کو کنعانی ایل کہتے تھے اور جو دیوی ماں سمجھی جاتی تھی اسے آشرا کہہ کر پکارتے تھے۔ ایل کنعانیوں کا سب سے بڑا دیوتا تھا اور اس کا لقب یا عرف الیان تھا۔ اسی ایل یا الیان کی ایک دوسری حیثیت بھی تھی اور اس حیثیت میں اس دیوتا کو بعل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بعل کی حیثیت میں وہ شہروں کا محافظ قرار دیا جاتا تھا۔ بعل دیوتا آشوریوں' اموریوں اور دیگر سامی قبائل بلکہ آرامیوں میں بھی اس کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ بارش اور فصلیں اسی کے قبضے میں خیال کی جاتی تھیں۔

اس دیوتا کی کوئی خاص صورت نہ تھی بلکہ ایک ستون یا پتھر کو اس کا نشان بنا لیا جاتا تھا۔ ایل کی رفیقہ حیات آشرا خیال کی جاتی تھی اور بعل کے روپ میں اس کی بیوی کا نام عشار تھا اور یہ عشار تقریباً سبھی سامی قبائل میں پوجی جاتی تھی۔

(یہودیوں نے بھی اس دیوی کو اپنا لیا اور اس کا نام انہوں نے عشتوریت رکھا اسی عشتوریت کو یونانیوں نے بھی اپنایا اور انہوں نے اس کا نام آستارت رکھا بعد میں یہی آستارت بگڑ کر یونانیوں کے ہاں افرودیت دیوی کا روپ دھار گیا)۔

اس بعل دیوتا کی ایک بہن بھی خیال کی جاتی تھی اس کا نام علیان تھا اور اسے سجدہ آسمان کہا جاتا تھا۔ اسے عذرا کا بھی لقب دیا گیا تھا۔ اسے زندگی کے علاوہ تباہی اور محبت کی دیوی بھی خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ایک دیوتا کا نام اشف بھی تھا اور یہ موت اور بار آوری کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔"

داستان گو فرسان پھر لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد وہ پھر کہہ رہا تھا۔

"کنعانیوں کے ہاں عبادت گاہیں اور مندر بنانے کا رواج بھی تھا اور ایسی عمارتیں بنانے کا مدعا یہ تھا کہ دیوی اور دیوتاؤں کے لئے رکھنے کی جگہ مہیا ہو جائے۔ مندروں میں

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com
شکریہ ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیوتا اسی طرح رہتے تھے جس طرح عام انسان اپنے گھروں میں رہتے تھے۔ مندر انسان اور دیوتا کے درمیان ربط و ضبط پیدا کرنے کا ایک خاص ذریعہ خیال کیا جاتا تھا۔ یعنی انسان مندر میں پہنچ کر خدا کے ساتھ ذاتی ربط و ضبط پیدا کر لیتا تھا۔ (کھدائی کے بعد جن قدیم کنعانی مندروں کا پتہ چل سکا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر تیسرے ہزار سال کے شروع میں بنے تھے اور یہ معبد اریحا اور مجدو شہر میں تھے۔ ان پرانے معبدوں کا نمونہ یہ تھا کہ ایک کمرہ ہوتا اور دروازہ اس سمت رکھا جاتا جو زیادہ لمبا ہوتا۔ دوسرے ہزار سال ق م کے وسط میں زیادہ اچھی عمارتیں بننے لگیں۔ ایسے معبدوں کے خاص خدوخال یہ تھے کہ مذبح چٹان کی شکل میں ہوتے۔ ایک مقدس ستون رکھا جاتا۔ ایک مقدس کھمبا ہوتا۔ زمین دوز کمرے یا حجرے ہوتے تھے۔ چنانچہ کھدائی کے دوران مختلف مقامات سے کنعانیوں کے جو آثار ملے ہیں ان میں مذبح کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ ایسے مذبح پر دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانیاں دی جاتی تھیں۔ جو کمرے یا حجرے زمین کے نیچے بنائے جاتے تھے ان کا مقصد غالباً یہ تھا کہ مختلف امور کے لئے کام دیں۔ چڑھاوے کی شراب کے ذخیروں اور پیالوں پر سانپوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ ان کے پاس ہی بخوردانیاں ہوتی تھیں اور ان کے رکھنے کے لئے سہارے بنائے جاتے تھے۔ ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ چیزیں کس غرض سے استعمال ہوتی تھیں۔ ایسے مندروں کے باقیات بھی ملے ہیں جن کے ساتھ چبوترے تھے اور ان پر عبادت گزار اپنے پاؤں دھوتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہودیوں اور مسلمانوں کے ہاں نماز سے پیشتر وضو کا جو دستور ہے کنعانی اس سے ناواقف نہ تھے)۔

یہاں تک کہنے کے بعد داستان گو فرسان رک گیا۔ پھر کہنے لگا۔

"کنعانیوں سے متعلق میں اسی قدر جانتا تھا سو میں نے آپ لوگوں کو بتا دیا۔ اب میں تھوڑی سی تفصیل آپ لوگوں کو عبرانیوں یعنی یہودیوں اور اسرائیلیوں سے متعلق بتاتا ہوں۔

اسرائیلی جنہیں عبرانی بھی کہتے ہیں' یہ بھی صحرائے عرب سے ہی اٹھ کر شمال کی طرف بڑھے تھے۔ روایت یہ ہے کہ یہ تین ادوار میں صحرائے عرب سے اٹھ کر شمال کی طرف آئے۔ پہلی ہجرت دریائے دجلہ و فرات سے شروع ہوئی تھی۔ دوسری ہجرت آرامیوں کے ساتھ ہوئی اور تیسری وہ ہے جو مصر سے ہوئی۔ نیز جنوب مشرق سے اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام کے زیر قیادت تیرہویں صدی ق م کے

اواخر میں ہوئی۔ اس کے متعلق بہت کچھ معلوم ہے۔ جب عبرانیوں کے بزرگ دوآب سے پیشرو بن کر آئے تو اس وقت ساحلی علاقے میں کنعانیوں کو اکثریت حاصل تھی۔ سطح مرتفع پر اموری آباد تھے لیکن یہ آبادی راحت پسند اور تن آسان تھی اور زیادہ گھنی نہ تھی۔ لہٰذا نو واردوں کو آبادکاری کا اچھا موقع مل گیا۔ چھوٹے گروہوں نے ان مقامات پر قبضہ جما رکھا جو دور افتادہ تھے۔ ہر ایک کے وہاں پہنچنے کا امکان نہ تھا۔ نو واردوں نے ان سب سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے اس طرح عبرانی وجود میں آئے ان کی اصل نسل میں سامیوں ہی کا خون ہے۔

صحرائے عرب سے عبرانیوں کی شمال کی طرف ہجرت پر تقریباً پردہ پڑا ہوا ہے اور ان سے متعلق جو بھی دستاویز ملتی ہیں ان کا اسلوب تحریر افسانوی اور روایاتی ہے۔ عبرانی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام یا وہ قبیلہ جس سے ان کا تعلق تھا دوآبہ دجلہ و فرات کے شہر اُر سے چلے اور حران کے راستے فلسطین پہنچ کر عارضی طور پر حبرون میں مقیم ہوئے۔

ان کے جانشین حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے۔ اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ یعقوب علیہ السلام کئی سال تک حاران میں رہے پھر وہ اپنے بڑے بھائی عیسو کے مقابلے میں صاحب فضیلت قرار پائے اور انہوں نے اپنا نام بدل کر اسرائیل رکھ لیا۔

عیسو کا دوسرا نام عدوم یعنی سرخ تھا۔ اس کے اخلاف نے انجام کار کوہ سعیر کے مقامی باشندوں سے زمینیں چھین لیں اور خود عدومیوں کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یوں عیسو عبرانیوں کی زندگی اور فکر کے دائرے سے باہر نکل گیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کے مقابلے میں الگ کر دیا گیا تھا۔

میرے خیال میں یہودیوں اور عبرانیوں سے متعلق اتنی تفصیل کافی ہے۔ اب میں تھوڑی سی تفصیل جس قدر جانتا ہوں فلسطینیوں سے متعلق بتاتا ہوں۔

عبرانی جب ان علاقوں میں داخل ہوئے جنہیں فلسطین کہتے ہیں تو ان علاقوں پر قبضہ و تسلط کرنے کے لئے انہیں فلسطینیوں کے خلاف کشمکش کرنا پڑی۔ یہ فلسطینی سب سے زیادہ خوفناک تھے۔ یہ بحری قزاقوں کے ان پانچ گروہوں میں سے ایک تھے جو بحیرۂ ایجا کے حلقے سے آئے تھے۔ عبرانی گروہ وسطی سطح مرتفع پر قابض ہو گئے تو اس سے تھوڑی دیر بعد فلسطینیوں نے ساحلی علاقے پر تصرف جما لیا۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

(ایشیائے کوچک اور بحیرۂ ایجا کے حلقے میں تیرہویں صدی کے اواخر یا بارہویں صدی کے اوائل میں کچھ ایسی غیر واضح نقل و حرکت شروع ہوئی جس کے نتیجے میں پورے قبیلوں کو جگہ چھوڑنا پڑی اور وہ نئی قیام گاہوں کی تلاش میں نسبتاً کم اضطراب علاقوں کی طرف نکل پڑے۔ مہاجرین کے بڑے بڑے گروہ جن میں فلسطینی قبائل بھی شامل تھے، خشکی اور تری کے راستے شام پہنچ گئے اور وہ بہت سی حکومتوں کو پامال کرتے ہوئے مصری ساحل تک پہنچ گئے۔ مصر میں ان دنوں رعمسیس ثالث کی حکومت تھی۔ اس نے ان وحشی فلسطینیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس طرح یہ فلسطینی اس زمین تک محدود ہو گئے جسے آج کل فلسطین کہہ کر پکارا جاتا ہے)۔

ان وحشی فلسطینی قبائل نے پانچ بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا جن میں غزہ، عسقلان، اشدود، عقرون اور جست شامل ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ وحشی فلسطینی لوہا پگھلا کر اس سے کام لینے کا علم جانتے تھے اور اس فن میں وہ یگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ عبرانی یعنی اسرائیلی اپنے آلات زراعت، نیزے، بھالے، کلہاڑیاں، کدال انہی فلسطینی لوہاروں ہی سے تیز کرایا کرتے تھے۔ چونکہ عبرانی یعنی اسرائیلی لوہے کے استعمال سے واقف نہ تھے لہٰذا جنگ کے دوران انہیں بڑی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ہتھیار حاصل کرنے کے لئے انہیں فلسطینیوں کا ہی مرہون منت رہنا پڑتا تھا۔"

(فلسطینیوں کی آمد سے پیشتر حتیوں نے تیرہویں صدی کے اوائل میں لوہے کا شاذ ہی استعمال کیا تھا۔ اس وقت تک لوہا بحر اسود کے کنارے کی بعض کانوں سے نکالا جاتا تھا۔ شام میں اس دھات کا عام استعمال فلسطینیوں کی آمد سے پیشتر شروع نہ ہو سکا۔ لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کا علم حتیوں کی طرح فلسطینی بڑے اہتمام سے مخفی رکھتے تھے۔ کنعانیوں نے فلسطینیوں سے آہنی رتھوں کا استعمال سیکھ لیا تھا۔ اس کی وجہ سے انہیں حملہ آور اسرائیلیوں پر فوقیت رہتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے تک غیر فلسطینی عناصر کو لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کے پر پیچ عمل سے آگاہی حاصل نہ ہو سکی۔ اس وقت تک فلسطین پر فلسطینی گرفت ڈھیلی ہو چکی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے فلسطینیوں کو مسخر کرنے کے علاوہ عدوم کو بھی فتح کر لیا جو خام لوہے کا بہت بڑا مرکز تھا۔ لبنان میں بھی یہ دھات موجود تھی۔ جہاں کنعانیوں نے اس سے جہاز سازی کا کام لیا۔ یوں فلسطینیوں نے شامی علاقوں کو برنجی دور سے اٹھا کر اعلیٰ آہنی دور میں پہنچا دیا)۔

یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد داستان گو فرسان رک گیا پھر سب کو مخاطب کر کے

کہنے لگا۔

"میرے عزیزو! کنعانیوں، عبرانیوں اور فلسطینیوں سے متعلق جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے۔ اب میری بہن رویان کی باری ہے کہ یہ ہمیں بابل، اس کے کلدانی حکمرانوں سے متعلق بھی کچھ بتائیں۔"

رویان اس موقع پر بولنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی قندل تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرے خیال میں بابل اور کلدانیوں سے متعلق تفصیل بعد میں کسی موقع پر سن لیں گے۔ عم فرسان! اس وقت میں تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں۔ اگر آپ برا نہ مانیں............"

قندل کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ فرسان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"قندل میری بیٹی! میں دیکھتا ہوں تم تھکاوٹ محسوس کر رہی ہو۔ تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ ہم اب جاتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی فرسان کی طرف دیکھتے ہوئے راحطہ، طبیرہ، دبیس بن بشرود اور رویان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ آہستہ آہستہ خیمے کے دروازے کی طرف جاتے ہوئے راحطہ نے مڑ کے قندل کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے قندل کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"کیا تم میرے خیمے میں رات بسر کرنے کے لئے میرے ساتھ نہیں چلو گی؟"

اس پر قندل نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور منہ سے بولے بغیر اس نے نفی میں گردن ہلا دی تھی۔ پھر سب خیمے سے نکل گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

سروب نام کے جس شخص کو سناخریب نے بابل کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا تھا اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے۔ اس نے جب دیکھا کہ آشوری بابل سے بہت دور یہودیوں اور مصریوں کے علاوہ ایتھوپیا کی سلطنت سے بھی الجھ چکے ہیں تب اس کو یقین ہو گیا کہ ان تینوں قوتوں کے مقابلے میں آشوریوں کو ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ شکست اٹھا کر بابل کی طرف آنے کی بجائے اپنی جانیں بچا کر نینوا کی طرف جانا پسند کریں گے۔

سروب کو علم تھا کہ مصری سلطنت ایک بہت بڑی طاقت ہے اور ایتھوپیا والے بھی بہترین قوت رکھتے تھے اور پھر مزید یہ کہ اسرائیلیوں کی سلطنت یہودیہ کا بادشاہ حزقیاہ بھی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے لشکر میں اضافہ کر چکا تھا اور مصر اور ایتھوپیا کے حکمران بھی اس کی مدد کے لئے تیار تھے۔ ان حالات میں سروب کو یقین تھا کہ آشوریوں کو شاید نینوا کی طرف لوٹنا بھی نصیب نہ ہو۔

اس ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے سروب نے ایک خودمختار حکمران بننے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کا اعلان کرنے سے قبل اس نے خلیج فارس کے کچھ خانہ بدوش اور دیگر جنگجو قبائل سے مشورہ کیا۔ ان سے رابطہ قائم کیا۔ انہیں لوبھ اور لالچ دیا۔ وہ قبائل آشوریوں کے خلاف سروب کی مدد کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ساتھ ہی اس نے عیلامیوں سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس وقت تک عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تختندی مر چکا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا خذور تختندی عیلامیوں کا بادشاہ بنا۔ یہ شخص بھی مختصر سی حکمرانی کے بعد چل بسا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امان یتان عیلامیوں کا بادشاہ بنا تھا۔ اس سے سروب نے رابطہ قائم کیا اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اگر وہ آشوریوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے خودمختاری کا اعلان کر دے اور بابل کا ایک آزاد بادشاہ بن بیٹھے اس صورت میں آشوری اگر اس پر حملہ آور ہوں تو وہ آشوریوں کے مقابلے میں اس کی مدد کرے گا۔

ساتھ ہی سروب نے امان یتان کو یہ بھی یقین دلایا کہ آنے والے دنوں میں اگر کسی بھی قوت نے عیلامیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو جس طرح عیلامی آشوریوں کے خلاف اس کی مدد کریں گے اس سے بھی کہیں بڑھ کر سروب عیلامیوں کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرے گا۔ یہ معاہدہ عیلامیوں کے بادشاہ امان یتان کو پسند آیا اور اس نے سروب کے ساتھ تعاون کرنے کی ہامی بھر لی تھی۔

سروب کو جب دریائے فرات پر خلیج فارس تک بسنے والے خانہ بدوش قبائل کی طرف سے مدد کرنے کی یقین دہانی مل گئی۔ جب عیلامیوں کے بادشاہ امان یتان نے بھی اسے حوصلہ دیا کہ اگر وہ آشوریوں کے خلاف بغاوت کر دے اور آشوری اس کے خلاف حرکت میں آئیں گے تو وہ ان کے خلاف اس کی پوری مدد کرے گا۔ اس حوصلہ افزائی کے نتیجے میں سروب نے آشوریوں کے خلاف علم بغاوت کھڑا کر دیا' اس نے انہیں خراج دینے سے انکار کر دیا اور بابل کا خودمختار حکمران ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

دوسری جانب آشوریوں کے بادشاہ سناخریب نے التاکو کے میدان میں ایتھوپیا اور مصر کے متحدہ لشکر کو شکست دینے کے بعد لاخش شہر میں چند روز قیام کیا اپنے لشکر کو اس نے آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس کے بعد بحرِ روم کے کنارے کنارے اس نے شمال

کی طرف کوچ کیا۔

سناخریب کا ارادہ تھا کہ وہ کنعانیوں کے شہر صیدون تک جائے گا وہاں سے اپنا رخ تبدیل کرے گا اور دائیں جانب بڑھتا ہوا نینوا کی طرف چلا جائے گا۔ سناخریب خوش اور مطمئن تھا کہ عیلامیوں کو اس نے اپنے سامنے زیر کر دیا تھا' بابل کو دوبارہ فتح کر کے وہاں اپنا والی مقرر کیا تھا جس نے اسے خراج دینا قبول کر لیا تھا۔ مصر جیسی بڑی سلطنت اور ایتھوپیا کے متحدہ لشکر کو بھی اس نے بدترین شکست دی اور ان کے سرحدی شہر لاخش پر قبضہ کر لیا۔ کنعانیوں کا بادشاہ بھی اس کی آمد کی خبر سن کر اپنا مرکزی شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ ان حالات میں سناخریب یہ خیال کرتا تھا کہ آئندہ کسی بھی قوم کو آشوریوں کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو گی۔ لہٰذا اب سناخریب چاہتا تھا کہ واپس اپنے مرکزی شہر نینوا جائے اور وہاں حکومت کرتے ہوئے اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے کام سرانجام دے۔

سناخریب ابھی بحرِ روم کے کنارے کنارے شمال کی طرف سفر کر رہا تھا کہ یہاں اس کے مخبروں نے اسے سروب کے خراج ادا کرنے سے انکار' اس کے بغاوت کرنے' عیلامیوں کے علاوہ خلیج فارس کے وحشی خونخوار خانہ بدوش قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی خبریں تفصیل کے ساتھ سنا ڈالی تھیں۔

یہ خبر سن کر فی الفور سناخریب نے اپنے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ وہ کنعانیوں کے شہر صیدون جا پہنچا۔ یہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا۔ جب خیمے نصب کئے گئے تب سب سے پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ کہ اس نے اپنے سارے لشکر کے سالاروں کو اپنے خیمے میں طلب کر لیا تھا۔

جب سب چھوٹے بڑے سالار خیمے میں حاضر ہو گئے۔ تب سروب کی بغاوت' خلیج فارس سے لے کر دجلہ کے دوآبہ تک بسنے والے خانہ بدوشوں اور عیلامی سلطنت کو اپنے ساتھ ملا کر بابل کے حاکم سروب کی بغاوت کی تفصیل کہہ سنائی تھی۔

جب سروب کی بغاوت کے سارے حالات سناخریب تفصیل سے کہہ چکا تب اس نے حارث بن حریم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"ابن حریم میرے بیٹے! میں نے تم سب سے تفصیل کہہ دی ہے۔ اب تم اپنے سارے سالاروں سے مشورہ کرو اور پھر جو معاملہ تم طے کرتے ہو اس سے مجھے آگاہ کرو کہ سروب' عیلامی اور خلیج فارس تک پھیلے ہوئے خانہ بدوشوں کے خلاف ہمیں کس طرح حرکت میں آنا چاہئے۔ یہاں میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ آنے والے مخبروں نے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مجھے یہ بھی اطلاع کر دی ہے کہ خلیج فارس تک پھیلے ہوئے خانہ بدوش زیادہ تر دریائے فرات کے اندر کشتیوں کے ذریعے نقل و حرکت کرتے ہیں۔ یہ بات بھی فیصلہ کرتے وقت اپنی نگاہ میں رکھنا۔"

اس ساری تفصیل کے بعد سناخریب خاموش ہو گیا۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اپنے سارے سالاروں سے مشورہ کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر تک کھسر پھسر ہوتی رہی۔ ایک دوسرے کے خیالات جاننے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پھر شاید سب کسی فیصلہ پر متفق ہو گئے اس کے بعد حارث بن حریم نے سناخریب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سب سے پہلی بات یہ کہ سروب نے ہمارے خلاف بغاوت اور سرکشی اختیار کر کے انتہا درجہ کا احمقانہ قدم اٹھایا ہے اور اسے اس کی کڑی سزا دی جانی چاہئے۔ اسے گمنامی سے اٹھا کر بابل کا والی بنایا گیا' اب اس نے جو خراج دینے سے انکار کر دیا اور بغاوت پر اترا ہوا ہے تو لگتا ہے اس کی موت اس کی قضا اسے آوازیں دینے لگی ہے۔

جو معاملہ ہم نے طے کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ ہمیں براہ راست بابل پر حملہ آور نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ہم اگر بابل کا محاصرہ کرتے ہیں تو سروب شہر کے اندر محصور ہو جائے گا۔ باہر سے خانہ بدوش قبیلے اور عیلامی سلطنت کے لشکری ہم پر حملہ آور ہو کر چیل کوؤں کی مانند ہماری دھجیاں اڑانے کی کوشش کریں گے لیکن ہم انہیں ایسا موقع فراہم نہیں کریں گے۔

میرے اکثر ساتھیوں کی صلاح یہی تھی کہ یہاں سے سیدھا بابل کا رخ کیا جائے۔ اگر سروب شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرتا ہے تو اسے بدترین شکست دی جائے۔ اگر وہ محصور ہو جاتا ہے تو ہر صورت میں شہر کی ناکہ بندی کر دی جائے اور اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جائے لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پہلے ہمیں خلیج فارس تک سے آنے والے خانہ بدوش قبائل سے نپٹنا ہو گا۔ اگر ان کو ہم اپنے سامنے زیر کر لیں تو پھر بابل کو راہِ راست پر لانا ہمارے لئے اتنا بڑا معرکہ نہیں رہے گا۔ اگر ہم خانہ بدوشوں کا قلع قمع کرنے کے بعد بابل کی طرف بڑھتے ہیں تو پھر محاصرہ کے دوران باہر سے صرف ایک ہی قوت ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے باقی رہ جاتی ہے وہ عیلامیوں کی سلطنت ہے۔

یہاں میں نے یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ خانہ بدوشوں سے نپٹنے کے بعد ہمیں عیلامیوں سے نپٹنا چاہئے۔ ان دونوں بیرونی قوتوں کو تاراج کرنے' انہیں اپنے سامنے زیر کرنے کے

بعد ہمیں بابل کا رخ کرنا چاہئے۔ اگر ان دونوں قوتوں کو ہم دبانے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھئے گا جب ان قوتوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد ہم بابل کا رخ کریں گے تو ہماری پیش قدمی کی خبر سن کر ہی سروب کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے گی۔

ہم نے جو آخری فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ پہلے خانہ بدوشوں سے نپٹا جائے اس کے بعد عیلامیوں سے اور آخر میں سروب پر کاری ضرب لگائی جائے۔"

حارث بن حریم لمحہ بھر کے لئے رکا' کچھ سوچا پھر وہ سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں ایک اور بات کا بھی اضافہ کرتا چلا جاؤں اور وہ یہ کہ خانہ بدوشوں سے نمٹتے ہوئے ہمیں کچھ دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ آپ بتا چکے ہیں کہ وہ کشتیوں کے اندر دریائے فرات میں نقل و حرکت کرتے ہیں اگر ہم انہیں خشکی پر شکست دیتے ہیں تو پھر وہ کشتیوں کے ذریعے خلیج فارس کی طرف بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں بھی اپنے لئے کشتیاں اور چھوٹے چھوٹے جہاز تیار کرنا ہوں گے اور ان کے ذریعے سب سے پہلے ان خانہ بدوشوں کو پامال کرنا چاہئے پھر عیلامیوں کا رخ کرنا چاہئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حریم خاموش ہو گیا۔ جب تک وہ بولتا رہا سناخریب مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ باقی سالار بھی چپ چاپ اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ خاموش ہونے پر سناخریب بولا' کہنے لگا۔

"ابن حریم! جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن تم نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ ہم کن کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے خانہ بدوش قبائل کی ناکہ بندی کریں گے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو خشکی پر ہمارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد خانہ بدوش بہ آسانی اپنی کشتیوں کے ذریعے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور میں انہیں ایسا نہیں کرنے دینا چاہتا۔"

حارث بن حریم نے بڑے غور سے سناخریب کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"دراصل کشتیوں سے متعلق میں اس لئے کوئی وضاحت نہیں کر سکا اس لئے کہ ہمارے پاس پہلے سے نہ کوئی بحری بیڑہ ہے اور نہ آج تک ہم نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے نہ ہی نینوا میں کشتیاں تیار کرنے کی کوئی صناعی اور صنعت ہے۔ اسی بنا پر میں خاموش رہا ہوں لیکن خانہ بدوشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بہرطور ہمیں کشتیوں کی

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ضرورت پیش آئے گی۔ اگر ہم نے کشتیوں کا اہتمام نہ کیا تو پھر خانہ بدوش بہ آسانی اپنی جانیں بچا کر خلیج فارس کی طرف نکل جائیں گے اور ان کا ایسا کرنا آنے والے دور میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے اور وہ اپنی قوت اور طاقت میں اضافہ کر کے پھر ہم پر ضرب لگانے کے قابل ہو جائیں گے۔"

حارث بن حریم کے خاموش ہونے پر سناخریب نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"ابن حریم! جو تجویز تم نے پیش کی ہے اس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں' تمہاری تعریف بھی کرتا ہوں لیکن میرے ذہن میں کشتیاں تیار کرنے کا ایک لائحہ عمل ہے۔ تم سب لوگ جانتے ہو کہ کنعانی پوری دنیا میں کشتیاں اور جہاز تیار کرنے میں سب سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ خانہ بدوشوں' عیلامیوں اور سروب سے نمٹنے کا جو لائحہ عمل میں نے تیار کیا ہے وہ وہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے لیکن کشتیوں کے معاملے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جو لائحہ عمل میرے ذہن میں ہے وہ اس طرح کہ اس مجلس کے بعد کنعانی صناعوں اور کاریگروں کو طلب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ ہمارے لئے کشتیاں تیار کریں۔ انہیں ہم ایک مقررہ تعداد بتا دیں گے جس قدر وہ کشتیاں تیار کریں گے ساتھ انہیں یہ بھی بتائیں گے کہ کشتیاں وہ کچھ اس طرح تیار کریں کہ انہیں مختلف ٹکڑوں میں علیحدہ بھی کیا جا سکے اور پھر انہیں جوڑ کر کشتی کی شکل دے دی جائے۔

جب وہ ان کشتیوں کو مختلف حصوں میں تیار کریں گے تو ان کشتیوں کو ہم اپنے باربرداری کے جانوروں پر لاد کر صیدون سے کوچ کریں گے اور دریائے فرات کے بالکل نچلے حصے میں خلیج فارس کی طرف چلے جائیں گے۔

وہاں جا کر کشتیاں جوڑی جائیں گی۔ انہیں دریائے فرات میں رکھا جائے گا۔ لشکر کا ایک حصہ ان کشتیوں میں بٹھایا جائے گا اور ان کشتیوں میں لشکر کا وہ حصہ دریائے فرات کے اندر شمال کی طرف کوچ کرے گا جبکہ ہم باقی لشکر کو لے کر خشکی کے راستے آگے بڑھیں گے۔

ظاہر ہے خانہ بدوش ہم سے خشکی پر ٹکرائیں گے جس جگہ ٹکرائیں گے اپنی کشتیوں کو ہم اس سے ذرا پیچھے رکھیں گے۔ ہم سے ٹکرانے کے بعد مجھے امید ہے کہ ہم انہیں بدترین شکست دیں گے۔ شکست کھانے کے بعد وہ اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر واپس ہونے کی جب کوشش کریں گے تو کشتیوں میں ہمارا جو لشکر کا حصہ ہوگا وہ انہیں روکے گا۔ جب یہ صورت حال پیش آئے گی تو ہم بھی پیچھے ہوں گے۔ جب ہماری کشتیوں سے وہ ٹکرائیں گے تو ان کی پشت کی طرف سے ہم ایسی تیراندازی کریں گے کہ انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ اس طرح خانہ بدوشوں کو ہم اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر بھاگ جانے کا موقع نہیں دیں گے۔

خانہ بدوشوں کا خاتمہ کرنے کے بعد عیلامیوں کا رخ کیا جائے گا ان کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد بابل پر فیصلہ کن ضرب لگائی جائے گی۔ اب بولو اس معاملے میں تم کیا کہتے ہو؟"

سناخریب کے اس انکشاف پر حارث بن حریم خوش ہو گیا۔ فوراً بول اٹھا۔

"اس معاملے میں ہم میں سے کسی کو کچھ نہیں کہنا جو لائحہ عمل آپ نے تیار کیا ہے اس کو اگر عملی صورت دے دی جائے تو میرے خیال میں یہ ہمارے لئے بڑا سودمند ہو گا۔"

سناخریب مطمئن انداز میں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میرے خیال میں اب سب اٹھو۔ اپنے خیموں میں جا کے آرام کرو۔ شام کو کنعانیوں سے اس سلسلے میں بات کریں گے اور مجھے امید ہے کہ جس قسم کی کشتیاں ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیں تیار کر کے دے دیں گے۔" اس کے ساتھ ہی سناخریب کے کہنے پر سارے سالار اس کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

☆------☆------☆

حارث بن حریم اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ دبیس بن بشرود بھی اس کے ساتھ تھا۔ خیمے میں اس وقت قندل کے ساتھ ردیان' طبیرہ' راحطہ اور بوڑھا فرسان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی وہ دونوں خیمے میں داخل ہوئے قندل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑی بے چینی اور کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے حارث بن حریم سے پوچھ لیا۔

"خیریت تو ہے' سناخریب نے سارے سالاروں کو کیوں بلایا تھا؟ کیا کسی نئی مہم کا آغاز ہونے لگا ہے یا کسی کے حملہ آور ہونے کا خدشہ ہے؟"

حارث بن حریم آگے بڑھ کر قندل کے پاس ہو بیٹھا۔ دبیس بن بشرود اپنی بیوی طبیرہ کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر قندل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"قندل تمہارے خدشات درست ہیں۔ نئی مہم کا بھی آغاز ہونے والا ہے اور آشوریوں کے لئے کچھ سمتوں سے خطرات بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔" اس کے بعد

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حارث بن حریم نے بابل کے والی سروب کی بغاوت اور اس بغاوت کو کامیاب کرنے کے لئے خلیج فارس تک پھیلے خانہ بدوشوں اور عیلامیوں کو اپنے ساتھ ملانے کی تفصیل بھی سنا ڈالی تھی۔

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر راہطہ نے کسی قدر دکھ' افسوس اور نحیف سی آواز میں حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"لگتا ہے قدیم شہر بابل کے مقدر اور اس کی قسمت میں ابھی سکون اور امن نہیں لکھا ہوا۔ یہ سروب بڑا نمک حرام ثابت ہوا۔ اسے آشوریوں کا وفادار رہنا چاہئے تھا لیکن اس نے جو بغاوت کرنے کی ٹھانی ہے تو لگتا ہے قضا اس کے سر پہ چیلوں کی طرح منڈلانے لگی ہے۔"

راہطہ رکی پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"لگتا ہے یہ مہم خاصی لمبی ہو گی' چند دن یہاں کشتیاں تیار کرنے میں لگیں گے پھر لشکر انتہائی جنوب میں خلیج فارس کی طرف جائے گا وہاں سے دریائے فرات کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھے گا اور باغیوں سے ٹکرائے گا اب وہ خانہ بدوش نہ جانے کتنی تعداد میں ہیں کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ سروب نے ان کے ساتھ کیا گٹھ جوڑ کیا ہے اور آشوریوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے انہیں کون کون سی مراعات دینے کا وعدہ کیا ہے اور پھر ان خانہ بدوشوں سے نمٹنے کے بعد عیلامیوں سے نمٹنا پڑے گا عیلامیوں کا صفایا کرنے کے بعد پھر بابل میں سروب کا نمبر آئے گا۔"

راہطہ کی اس گفتگو کا جواب حارث بن حریم دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی دوران اسے مخاطب کرتے ہوئے قندل بول پڑی۔

"آپ کی غیر موجودگی میں آپ سے مشورہ کئے بغیر میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔"

چونکنے کے انداز میں حارث بن حریم نے قندل کی طرف دیکھا۔

"کیسا فیصلہ؟"

قندل کچھ کہنے ہی والی تھی کہ راہطہ بیچ میں بول پڑی۔

"ابھی فیصلہ ہی نہیں ہوا۔ اس نے صرف پیشکش کی ہے اور میں نے اس پیشکش کو جسے یہ فیصلہ کہہ رہی ہے ابھی تک قبول نہیں کیا۔"

حارث بن حریم نے باری باری قندل اور راہطہ کی طرف دیکھا پھر جستجو بھرے انداز

میں کہنے لگا۔

"پہیلیاں مت بجھواؤ' میں تم دونوں کی گفتگو نہیں سمجھا۔ کھل کر کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔"

اس پر قندل مسکراتے ہوئے بول اٹھی۔

"دراصل میں نے راہطہ سے متعلق ایک فیصلہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں اس سے پہلے چند راتیں میں راہطہ کے پاس اس کے خیمے میں گزار چکی ہوں' یہ اکیلی وہاں کڑھتی رہتی ہے۔ تنہائی اور اکیلاپن محسوس کرتی ہے اگر یہ اسی طرح علیحدہ اپنے خیمے میں پڑی رہی تو اس کی صحت پہلے سے بھی زیادہ ابتر اور خراب ہو کے رہ جائے گی۔ ہمارا اتنا بڑا خیمہ ہے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک حصے میں یہ فرسان کے ساتھ رہے گی دوسرا حصہ ہم دونوں میاں بیوی کے لئے ہو گا۔ دن کے وقت سب اکٹھے رہیں گے۔ رات کو اپنے اپنے حصے میں چلے جائیں گے۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ میرے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں کریں گے۔"

حارث بن حریم نے ایک لمبا سانس لیا مسکرایا کہنے لگا۔

"میں سمجھا تھا نہ جانے کون سا بڑا فیصلہ تم دونوں مل کے کر رہی ہو۔ یہ تو معمولی معاملہ ہے۔ راہطہ نادانی کا ثبوت دے رہی ہے جو اکیلی اپنے خیمے میں پڑی رہتی ہے۔ قندل ٹھیک کہتی ہے۔ اسے یہیں رہنا چاہئے۔ اس طرح دن کے وقت کم از کم قندل کے ساتھ اس کا دل لگا رہے گا۔ تنہائی محسوس نہیں کرے گی۔ دیکھو مغنیہ! قندل میری بیوی ہے' میرے لئے دنیا کی سب سے قیمتی متاع اور میرا انتہا درجہ کا قیمتی اثاثۃ البیت ہے۔ اس کا فیصلہ میرا فیصلہ ہے' جو فیصلہ قندل نے کیا ہے میرے خیال میں مغنیہ تم اس سے اختلاف نہیں کرو گی۔ اس کی بات مان جاؤ گی۔ ورنہ اس کی دل شکنی ہو گی۔ اگر اس کی دل شکنی ہوتی تو یوں جانو میری بھی دل شکنی ہو گی۔"

راہطہ مسکرائی' کہنے لگی۔

"اجنبی! آپ لوگوں سے تو میرے بڑے اچھے اور بڑے خوشگوار تعلقات ہیں۔ میں نے تو کسی ناآشنا کا دل بھی کبھی نہیں توڑا۔ بہرحال اگر دونوں میاں بیوی ایک چاہت اور محبت سے یہ فیصلہ کرتے ہیں تو مجھے یہ فیصلہ منظور ہے۔ میں آئندہ اسی خیمے میں رہا کروں گی۔"

راہطہ کے ان الفاظ نے سب کو خوش کر دیا تھا۔ اس کے بعد چہکنے کے انداز میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے قندل پھر بول پڑی۔

"آپ کی غیر موجودگی میں ہم چاروں نے مل کر ایک اور فیصلہ بھی کیا تھا۔"

حارث بن حریم نے تیز نگاہوں سے قندل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"تو کیا آج فیصلوں کا دن ہے؟"

سب کھلکھلا کر ہنس دیئے' قندل پھر بول پڑی۔

"ہم سب نے جو مل کر فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ اس وقت ہم چونکہ کنعانیوں کے شہر صیدون کے پاس پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ ہم سب کو صیدون کے بازار میں لے کے چلیں؟ کنعانیوں کے شہر کو دیکھنے کے علاوہ یہاں کوئی چیز ہماری ضرورت کے مطابق ہوئی تو اسے خرید بھی لیں گے۔"

حارث بن حریم اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر وقت ضائع نہ کرو' اٹھو صیدون کے بازار میں چلتے ہیں میں خود کنعانیوں کا یہ شہر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

حارث کے ان الفاظ پر سب خوش ہو گئے تھے۔ قندل' طبیرہ' راہطہ' دبیس بن بشرود' رویان' فرسان سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر خیمے سے نکل کر وہ کنعانیوں کے شہر صیدون کا رخ کر رہے تھے۔

☆------☆------☆

آشوریوں کے بادشاہ سناخریب کے کہنے پر کنعانی صناعوں اور کاریگروں نے بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز کچھ اس طرح تیار کرنے شروع کئے کہ انہیں کہیں بھی لے جا کر جوڑ کر کشتیاں اور جہاز تیار کر لئے جائیں۔ یہ کام بڑی تیزی سے صیدون شہر میں ہوتا رہا۔ سناخریب' حارث بن حریم' دبیس بن بشرود خود اس کام کی نگرانی کرتے رہے۔

جب کافی تعداد میں کشتیاں اور چھوٹے جہاز تیار ہو گئے۔ تب جن کنعانی صناعوں اور کاریگروں نے یہ کشتیاں تیار کی تھیں انہیں سناخریب نے اپنے ساتھ لیا پھر وہ صیدون شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر گیا تھا۔

کشتیوں اور جہازوں کے ٹکڑے جنہیں جوڑ کر کشتیاں اور جہاز بنائے جانے تھے انہیں اونٹوں اور باربرداری کے دیگر جانوروں پر لاد کر کوچ کیا گیا۔ سناخریب نے بڑی تیزی سے خلیج فارس کا رخ کیا تھا۔ اس لئے کہ اس کے مخبر اسے بتا چکے تھے کہ دریائے فرات کے ساتھ ساتھ خلیج فارس تک پھیلے ہوئے خانہ بدوشوں کو سروب نے اپنے ساتھ ملا لیا

ہے اور وہ خلیج فارس سے سمٹ کر بابل کی طرف چلے گئے ہیں تاکہ سروب' کلدانیوں اور ان کے حمایتیوں کے ساتھ مل کر آشوریوں کا مقابلہ کریں۔

دریائے فرات کے کنارے پہنچ کر سناخریب نے اپنے لشکر کو وہاں خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس نے ان کنعانی صناعوں کو جنہیں وہ صیدون شہر سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ ٹکڑے جوڑ کر کشتیاں اور جہاز تیار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ بس اس کے کہنے پر کنعانی صناع حرکت میں آئے اور دریائے فرات کے اندر ٹکڑے جوڑ کر وہ بڑی تیزی سے جہاز اور کشتیاں بنانا شروع ہو گئے تھے۔

سناخریب نے جو دوسرا بڑا کام کیا وہ یہ کہ اس نے اطراف میں اپنے تیز رفتار مخبر پھیلا دیئے تھے تاکہ وہ خانہ بدوشوں کے علاوہ کلدانیوں اور عیلامیوں کی قوت کی نقل و حرکت سے بھی آگاہ کریں۔ دوسری جانب کلدانی' عیلامی اور خانہ بدوش بھی یونہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہیں بیٹھے ہوئے تھے' ان کے طلایہ گر اور نقیب بھی بھوکے گدھوں کی طرح اِدھر اُدھر منڈلاتے ہوئے آشوریوں سے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

چند ہی روز بعد سناخریب کے طلایہ گر اور مخبر بہترین اور سودمند خبریں لے کر آئے۔ انہوں نے سناخریب پر انکشاف کیا کہ خانہ بدوشوں' کلدانیوں اور عیلامیوں کے علاوہ کوہستان زاگروس اور دشت الیب کے کاسی بھی عیلامیوں کے ساتھ آشوریوں کے خلاف حرکت میں آ چکے ہیں۔ دراصل کاسی شاید اپنی ان شکستوں اور ہزیمتوں کا بدلہ لینا چاہتے تھے جو اس سے پہلے جبل زاگروس اور دشت الیپ میں آشوریوں نے انہیں دی تھیں۔

اس کے علاوہ سناخریب کو مخبروں نے یہ بھی اطلاع دی کہ بابل کا والی سروب بابل شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ نکل چکا ہے۔ عیلامی بھی اس سے مل چکے ہیں' عیلامیوں کے ساتھ کاسی بھی اس سے آن ملے ہیں اور سب اس جگہ آ کے پڑاؤ کر گئے ہیں جہاں خانہ بدوشوں نے ان سے پہلے ہی پڑاؤ کر رکھا تھا۔

اپنے مخبروں کی ان سودمند اطلاعات کے بعد سناخریب نے فی الفور اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ یہ اجلاس کھلے آسمان تلے دریائے فرات کی ریت پر طلب کیا گیا تھا۔ جب سارے سالار آ گئے تو جو اطلاعات مخبروں نے سناخریب کو دی تھیں وہ تفصیل سے اس نے اپنے سارے سالاروں سے کہہ دی تھیں۔

سناخریب جب خاموش ہوا تب حارث بن حریم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

شروع کیا۔

"سناخریب! میرے محترم' یہ جو کلدانی' عیلامی' کاسی اور خلیج فارس تک پھیلے ہوئے خانہ بدوش دریائے فرات کے کنارے اکٹھے ہو کر ہمارا مقابلہ کرنے کی ٹھان چکے ہیں۔ یہ ہمارے حق میں بہتر ہے۔ اگر یہ مختلف جگہوں پر ہم سے ٹکرانے کے لئے جمع ہوتے تب ہمارے لئے دشواریاں کھڑی ہو سکتی تھیں۔ ہمیں اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا پڑتا اس طرح ہماری طاقت کمزور ہونے کا خطرہ تھا۔ اب جہاں تک میں سمجھا ہوں اس کے مطابق خانہ بدوشوں نے اپنے جہازوں اور کشتیوں کو کسی محفوظ مقام پر کھڑا کر دیا ہو گا ان پر محافظ بھی مقرر کر دیئے ہوں گے اور خود کلدانیوں کے لشکر میں شامل ہو چکے ہوں گے۔ اب چونکہ ہماری کشتیاں اور جہاز تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہیں لہٰذا ہم نے ان سے بھی کام لینا ہے۔ اس وقت جو بات میرے ذہن میں آئی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ جب جہاز اور کشتیاں تیار ہو جائیں تو اپنے لشکر کا ایک حصہ چند چھوٹے سالاروں کی سرکردگی میں ان کشتیوں اور جہازوں کے اندر مقرر کیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ وہ دریائے فرات کے اندر شمال کی طرف کوچ کرے۔

ہم سے ٹکرانے والی قوتیں چونکہ دریائے فرات کے دائیں کنارے پر جمع ہو چکی ہیں لہٰذا جو لشکر ہماری کشتیوں اور جہازوں میں ہو گا وہ دریائے فرات کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھے گا جبکہ ہم اپنے لشکر کو لے کر دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ شمال کا رخ کریں گے۔ ایسا کرنے میں ایک مصلحت بھی ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اگر خانہ بدوش اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر واپس جنوب کی طرف خلیج فارس کا رخ کریں تو دریائے فرات کے اندر جو ہمارا بحری بیڑہ اور اس کے اندر جو لشکر ہو گا۔ انہیں روکیں گے' ظاہر ہے دریائے فرات کے بائیں کنارے پر ان خانہ بدوشوں اور ہمارے بحری بیڑے کے لشکریوں میں ٹکراؤ ہو گا۔ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں بھی خانہ بدوش کوشش کریں گے کہ وہ دریائے فرات کے دائیں طرف سے ہو کر آگے بڑھ جائیں۔ اب ہم نے اس موقع پر یہ کام کرنا ہے کہ جب خانہ بدوشوں کا ہمارے بحری بیڑے سے ٹکراؤ ہو گا تو ہم بھی لشکر کو لے کر دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ جونہی ہمارے بحری جوانوں سے ٹکرانے کے بعد دائیں طرف سے ہو کر خانہ بدوش بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ ساحل پر سے ہم ایسی تیراندازی کریں گے کہ ان میں سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس طرح خانہ بدوشوں کا مکمل صفایا کیا جا سکتا ہے اور خانہ

بدوشوں کا صفایا کرنے کے بعد میرے خیال میں عیلامیوں' کاسیوں اور کلدانیوں کی ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ ان سے ہم ایسا نپٹیں گے کہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی کہ آشوریوں نے اپنے دشمنوں سے کیسا بھیانک انتقام لیا تھا۔

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تو اس کی طرف تعریفی انداز میں دیکھتے ہوئے سناخریب کہنے لگا۔

"ابن حریم میرے بیٹے! جو کچھ تم نے کہا ہے میں اسے پسند کرتا ہوں۔ اپنے لشکر کے کچھ دستے کشتیوں اور جہازوں میں مقرر کرنے کے بعد میرے خیال میں باقی لشکر کے چار حصے ہمیں کرنے چاہئیں۔ تین حصے بڑے ہونے چاہئیں۔ جبکہ چوتھا حصہ چھوٹا ہونا چاہئے اور چھوٹے حصے کو لشکر کے پڑاؤ اور لشکر کے اندر جو خواتین اور ضرورت کا سامان ہے اس کی حفاظت پر مقرر کئے جائیں۔ باقی لشکریوں میں سے ایک میرے پاس جبکہ دوسرا ابن حریم تمہارے اس اور تیسرا دبیس بن بشرود کے پاس ہو گا۔ حسب سابق چھوٹے سالار ہم تینوں کے ساتھ پہلے کی طرح کام کریں گے۔

جو مخبر دشمن سے متعلق اطلاع لے کر آئے تھے انہیں میں نے واپس بھجوا دیا ہے اور انہیں میں نے تاکید کر دی ہے کہ دشمن کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا کوئی حصہ یا ان کے کچھ دستے گھات میں بیٹھ جائیں اور جب ہمارا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہو تو وہ گھات سے نکل کر اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے مخبر اس بات کا بہترین انداز میں خیال رکھیں گے اور اگر کسی موقع پر یا کہیں دشمن ہمارے خلاف گھات لگاتا ہے تو اس کی ہمارے مخبر ہمیں بروقت اطلاع کریں گے۔"

سناخریب رکا اس کے بعد وہ اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھے ہوئے تھا۔

"جونہی کنعانی صناع کشتیاں اور جہازوں کے ٹکڑے جوڑنے کا کام مکمل کرتے ہیں۔ کچھ دستوں کو کشتیوں اور جہازوں میں منتقل کر دیا جائے گا اور اس کے بعد لشکر یہاں سے ان حصوں کے مطابق کوچ کرے گا جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود تم دونوں میرے پاس رکو باقی سارے سالار جا کر آرام کریں۔" اس کے ساتھ ہی سارے سالار حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے سوا وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد کچھ دیر سناخریب خاموش رہا پھر انتہائی سنجیدہ اور جذباتی سے انداز میں وہ حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ابن حریم! میرے بیٹے' میں نے سنا ہے راہطہ کی طبیعت پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی ہے اور وہ زیادہ چلنے پھرنے کے قابل بھی نہیں رہی۔ انتہا درجہ کی لاغر ہو گئی ہے۔ میں نے تمہارے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ تم اس کا روگ جاننے کی کوشش کرو لیکن تم نے اس سے متعلق مجھے کچھ بتایا ہی نہیں اور جہاں تک مجھے تھوڑی دیر قبل خبر دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی حالت دن بدن ابتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔"

سناخریب کے ان الفاظ نے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود دونوں کو دکھی اور غمزدہ سا کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے حارث بن حریم کی گردن جھکی رہی پھر سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"سناخریب! میرے محترم' میں نے مغفیہ کو کریدنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وہ کچھ بتاتی ہی نہیں۔ میں نے اسے یہاں تک یقین دلایا کہ جسے تم چاہتی ہو' جسے تم پسند کرتی ہو اس کا نام بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ کہاں ہے۔ میں اسے پکڑ کر تمہارے پاس لے آؤں گا لیکن وہ کچھ کہنے سے گریز کرتی ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس نے کسی کو چاہا ہے کسی سے محبت کی ہے اور اس کی چاہت اور محبت ہی نے اس کی یہ حالت کر دی ہے لیکن اس کا اتہ پتہ اس کا نام نہیں بتاتی۔

صرف میں نے نہیں دبیس بن بشرود نے بھی اسے کریدا لیکن اس نے کچھ نہیں اگلا۔ میری بیوی کئی راتیں اس کے پاس اس کے خیمے میں رہی' اسے ٹٹولتی رہی۔ اس سے کچھ جاننے کی کوشش کرتی رہی لیکن مغفیہ نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ اب آپ ہی بتائیں میں اس سلسلے میں کیا قدم اٹھاؤں۔"

حارث بن حریم جب خاموش ہوا تب سناخریب پہلے سے بھی زیادہ دکھیا سے انداز میں کہنے لگا۔

"راہطہ کو میں نے اپنی بہن کہا تھا اس کی یہ حالت میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ اس وقت وہ کہاں ہے؟ میں اس سے ملنا پسند کروں گا۔"

حارث بن حریم اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دبیس بن بشرود بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر حارث بن حریم نے سناخریب کو مخاطب کیا۔

"آپ ہمارے ساتھ چلیں' راہطہ اب داستان گو فرسان کے ساتھ میرے ہی خیمے میں قیام کرتی ہے۔ اس کی حالت چونکہ بگڑ رہی تھی لہٰذا میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا وہ اکیلی اور تنہا اپنے خیمے میں پڑی رہتی ہے۔ اس طرح اس کی صحت اور گر جانے کا اندیشہ ہے۔

اکیلے رہنے کی وجہ سے وہ ہر وقت سوچوں میں غرق رہتی ہے اس سے اس کے روگ میں بھی مزید اضافہ ہو کے رہ جائے گا۔ انہی حالات کو دیکھتے ہوئے میری بیوی قندل اسے اپنے خیمے میں لے آئی ہے۔ اب وہ اور داستان گو فرسان جس نے راہطہ کو اپنی بیٹی بنا رکھا ہے دونوں میرے ہی خیمے میں قیام کرتے ہیں۔

اس قیام کے دوران بھی میری بیوی کے علاوہ اس کی ماں اور بہن نے راہطہ کو بہت کریدا۔ اس سے اس کے روگ کا حال جاننا چاہا لیکن نہیں بتاتی۔ اس بات کو تو تسلیم کرتی ہے کہ وہ کسی کو چاہتی ہے' کسی سے اس نے محبت کی ہے' کس سے کی ہے نہ اس کا نام بتاتی ہے نہ اتہ پتہ اور مزید یہ کہ............"

حارث بن حریم کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ سناخریب اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"چلو میں تم دونوں کے ساتھ چلتا ہوں' میں راہطہ کو دیکھنا چاہتا ہوں' میں اسے اپنی بہن کہہ چکا ہوں اس لحاظ سے وہ رشتے میں میری بہن ہی ہے۔ میرا باپ اسے سگی بیٹیوں جیسا پیار کرتا تھا۔ اس کی بگڑتی ہوئی صحت اور اس کی گرتی ہوئی جسمانی حالت یقیناً ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔"

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود پہل ہی اپنی جگہ کھڑے تھے پھر خیمے سے نکل گئے تھے۔

سناخریب' حارث بن حریم کے خیمے میں داخل ہوا' اس کے پیچھے پیچھے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود تھے۔ خیمے میں اس وقت قندل' طبیرہ' ردیان اور فرسان بیٹھے ہوئے تھے اور فرش پر لگے ایک بستر پر لاغر سی حالت میں راہطہ نیم دراز تھی۔

سناخریب جب خیمے میں داخل ہوا تو سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ راہطہ نے بھی اٹھنا چاہا پر سناخریب بڑی تیزی سے آگے بڑھا اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسی حالت میں لے گیا جس طرح وہ اس کی آمد کے وقت نیم دراز تھی۔ ایک خالی نشست پر سناخریب ہو بیٹھا اس کے ساتھ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود بھی بیٹھ گئے تھے پھر سناخریب نے راہطہ کو مخاطب کیا۔

"راہطہ! میری بہن کب تک اپنی یہ حالت بنائے رکھو گی' کب تک اس شخص کا نام نہیں بتاؤ گی جس کی خاطر تم نے اپنی جان کو روگ لگا لیا ہے اور دن بدن کڑھتے ہوئے اپنی صحت کی بربادی کا سامان کر رہی ہو۔ میں تمہیں پہلے کی طرح خوش و خرم دیکھنا چاہتا

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہوں اور تمہاری یہ حالت میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

راہطہ کچھ دیر عجیب سے اپنائیت کے جذبے میں سناخریب کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"سناخریب میرے عزیز بھائی! دنیا عجائبات کی ایک آماجگاہ ہے یہاں کوئی اداسی کے پیلے جنگل میں ان کے زرد دریچوں کے اندر دشت بے کراں میں بھٹکتی تتلیوں اور قرن ہا قرن سے خوشبو کے منتظر جنگلی بے باس پھولوں کی طرح زندگی گزار دیتے ہیں کچھ ہابیل کے خون سے لتھڑی زمین پر ہراساں ماہ و سال کی نفسیات میں بھی دھنک کے گہرے رقصاں رنگوں اور لہر لہر کھیلتی شادابیوں کی سی زندگی بسر کر جاتے ہیں۔ کچھ لوگ گھمبیر راستوں کے مسافر کی طرح شعورِ غم گنواتے گنواتے گزر جاتے ہیں۔ کچھ عداوتوں کے شہر میں رہتے ہوئے بھی پتھروں کو آئینہ کر دیتے ہیں اور ان کے سنورنے سے آئینے سنور جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی ساری عمر نیلام ہوتے ہوئے بکتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ کچھ لوگ رنگین خوابوں کے جزیروں میں بیٹھ کر زندگی کے آخری لمحوں کو چھو لیتے ہیں۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا ہے۔ میری زندگی میں پیار کی برکھا لئے ساون ضرور آیا لیکن وہ ساون ایسا مصلحت اندیش فرزانہ تھا کہ میری ذات پر برسا نہیں جس سے میں نے محبت کی ہے وہ دوسروں سے اسرار آفرینش میں مخفی حقائق کی طرح پوشیدہ ہے میں جب بھی اس کے سامنے آئی یکطرفہ محبت کے ساتھ نہیں آؤں گی۔ جب تک وہ میرے ساتھ باوقار اور خوشگوار محبت کا اظہار نہیں کرتا اس وقت تک میں نہ کسی سے اس کا نام کہوں گی نہ اس کا اتہ پتہ بتاؤں گی۔ سناخریب میرے بھائی! جس طرح........"

راہطہ کو کہتے کہتے رک جانا پڑا' اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے سناخریب بول پڑا تھا۔

"راہطہ! میری بہن' یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو۔ کب تک تم ریگ آلودہ ہواؤں کی طرح بیچ صحرا تشنہ لب پڑی رہو گی۔ کب تک درد کے سایوں میں درد رُتوں کے عفریت سے لڑتے ہوئے اس کا انتظار کرتی رہو گی۔ کب تک برفباریوں کی رُتوں میں آتش چنار کی طرح کسی کے لئے جلتی رہو گی؟"

راہطہ نے ایک آہ بھرتے ہوئے لمبا سانس لیا کہنے لگی۔

"جسے میں نے چاہا ہے وہ میری پناہ گاہ' میرے لئے فصیل اور میری ذات کا آخری

حصار ہے۔ سناخریب میرے بھائی! جس طرح میں یادوں کے چندا کی شیشل آنکھ میں محبت کی کتھائیں نہیں بھر سکتی جس طرح میں تیز ہواؤں کو اپنی مٹھی میں نہیں بھر سکتی اور جس طرح میں سوچوں کی راکھ کو اُڑنے سے روک نہیں سکتی۔ اسی طرح فی الحال میں اس کا نام نہیں بتا سکتی۔ اس کے اتے پتے سے بھی آگاہ نہیں کر سکتی۔ پر میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب وہ لمحہ' وہ وقت وہ سماں آنے والا ہے کہ میں سب پر اس کا نام بھی ظاہر کروں گی اور اس کا اتہ پتہ بھی بتاؤں گی کہ وہ کہاں ہے۔ میری سب سے التماس ہے کہ اس وقت کا انتظار کریں جب میں آپ سے اس کا نام کہوں اور اس کا پتہ بھی سب سے کہوں۔"

راہطہ کی اس گفتگو کے بعد سناخریب کو مزید کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کچھ دیر اس کی دلجوئی کے لئے وہاں بیٹھا رہا اس کی ڈھارس بندھاتا رہا پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ دو دن کے بعد لشکر نے وہاں سے دریائے فرات کے کنارے کنارے شمال کی طرف کوچ کیا تھا۔ کشتیاں اور جہاز بھی ان کے ساتھ ساتھ شمال کا رخ کر رہے تھے۔

☆------☆------☆

چند میل آگے جانے کے بعد سناخریب نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ دریائے فرات کے اندر اس نے شمال کی طرف بڑھنے والے اپنے بحری بیڑے کو بھی رک جانے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لئے کہ اس کے مخبروں نے اطلاع کر دی تھی کہ تھوڑا سا آگے بابلی' عیلامی اور کاسی ایک متحدہ لشکر کی صورت میں آشوریوں کے منتظر ہیں۔

یہ اطلاع ملنے کے بعد سناخریب نے حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود سے مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کی ترتیب درست کر دی۔ پھر تینوں نے بڑی رازدارانہ سی گفتگو' کشتیوں اور جہازوں میں سوار اپنے سالاروں سے کی اس کے بعد اپنی کشتیوں اور جہازوں اور ان میں سوار لشکریوں کو وہیں رکنے کا حکم دیا۔ باقی لشکر کو لے کر وہ آگے بڑھے تھے۔

تھوڑا سا آگے جا کر دشمن کا متحدہ لشکر ان کی راہ روک کر کھڑا ہوا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی سناخریب نے اپنے لشکر کو صفیں درست کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ درمیان میں سناخریب خود رہا دائیں جانب حارث بن حریم کو رکھا۔ بائیں جانب دبیس بن بشرود کو۔ ان کے سامنے دشمن کے متحدہ لشکر کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ درمیان میں خانہ بدوش اور بابل کا لشکر تھا اور ان کی کمانداری بابل کا حکمران سروب بذات خود کر رہا تھا۔ بائیں جانب خونخوار وحشی کاسیوں کا لشکر تھا۔ دائیں جانب عیلامیوں کا ایک خاصا بڑا اور جرار لشکر تھا۔ جنگ کی ابتدا خود بابل کے حکمران سروب نے کی۔ اپنے لشکر کو اس نے

scanned by iqbalmt@oneurdu.com
ون اردو
Optimized by www.ImageOptimizer.net

آگے بڑھایا' پھر آشوریوں پر وقت کی رفتار کو تہ و بالا کر کے مٹی کا لمس پانی کا ذائقہ تک تبدیل کر دینے والے کمالات فکر و فن' صورت و معانی کے رابطوں کو زمانے کی دوریوں میں سمیٹتے ہوئے بے راہ کر دینے والے طلسم وہم و گماں کی منزلوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

خانہ بدوشوں' بابلیوں' عیلامیوں اور کاسیوں کے حملوں سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ ماضی کا ہر انتظام آشوریوں سے لینے پر تُل گئے ہوں۔ ان کے حملوں میں ایسی تیزی' ایسی سختی تھی جیسے وہ افق کے دل میں لمحوں کو منجمد کر دیں گے۔ بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے ہر مقدس نقش پر جوان خواہش اور شگرفی حرمتوں تک کو پامال کر دینے والی رقص کرتی خونی گونجوں کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

لیکن ان کے مقابلے میں آشوری عرب بھی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ترکتاز کرنے میں بھی وہ لاثانی تھے۔ جب بابلی' عیلامی اور کاسی پوری طرح حملہ آور ہو گئے اور ان کے حملوں کو آشوریوں نے روک دیا تب آشوریوں نے اپنے متحدہ دشمن کو اپنا رنگ دکھانا شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سناخریب' حارث بن حریم اور دجیس بن بشرود کی سرکردگی میں آشوریوں نے دفاع کے لبادے اتار پھینکے' پھر وہ موت تک کو ہراساں اور پسینے پسینے کر دینے والے تشنگی کے کھولتے بھنور انا کے برف زاروں کو لہو لپٹے انگاروں اور گلاب رُتوں کے شباب کو خزاں کے بدترین آزار میں تبدیل کر دینے والے ہنرگر اور محرم اسرار کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ میدانِ جنگ میں موت کا رقص شروع ہو گیا تھا۔ دشمن کے متحدہ لشکر میں سے بائیں طرف سے کاسی قہر و ظلمت کے تسلسل کی طرح آشوریوں پر ضرب لگا رہے تھے۔ دائیں جانب سے عیلامی حلقہ در حلقہ مرگ کی جھلک کی طرح اپنا رنگ دکھاتے چلے جا رہے تھے اور بیچ میں سے بابلی کف خیال تک کو آبلہ پا کر دینے والے طوفانوں کی طرح آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن میدانِ جنگ میں آشوری تو دیوار اور کوہستانوں کی طرح جم جانے والے تھے۔ ان تینوں قوتوں کے سامنے بھی آشوری خود شناسائی کی معراج پر کھڑے ہو کر غم و اندوہ کی حکایتیں تحریر کرنے لگے تھے۔ میدانِ جنگ میں اپنے جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے وہ دشمن کی صفوں میں اس طرح گھسنا شروع ہو گئے تھے جیسے چٹانوں کو غبارِ راہ میں تبدیل کر دینے والے شکست و ریخت کے بے روک سلسلوں نے اپنے کام کی ابتدا کر دی ہو۔

میدانِ جنگ کے حصارِ ذات میں قضا کے دائرے رقص کرنے لگے تھے۔ موسموں

کے ذائقے تبدیل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ رونقیں اور زیست کے زمزمے جلتے دھاروں میں تبدیل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ خیالات کی طلب پر دھوپ اترنے لگی تھی۔ بے کیفی کی بلاخیزیاں بربادیوں کے بھنور کی طرح میدانِ جنگ میں بڑی تیزی سے چار سُو پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔

بابلی' عیلامی اور کاسی یہ امید رکھتے تھے کہ ان کے مقابلے میں آشوری مصریوں' اسرائیلیوں اور کنعانیوں سے ٹکرانے کے ساتھ ساتھ لمبا سفر کرتے ہوئے تھکے ہارے ہوں گے' بدحالی کا شکار ہوں گے لہٰذا ان پر انہیں قابو پانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا لیکن جب ان کے حملوں کے جواب میں اپنا دفاع مکمل کرنے کے بعد آشوری جارحیت پر اترے اور اپنے حملوں میں انہوں نے بابلیوں' عیلامیوں اور کاسیوں سے بھی زیادہ خونخواری اور شکست و ریخت کے جذبات بھرے تب آہستہ آہستہ بابلیوں' عیلامیوں اور کاسیوں پر ایک طرح کی ناامیدیوں کی بدلیاں چھانے لگی تھیں۔

اس سے پہلے بھی یہ تینوں قومیں کئی بار آشوریوں سے ٹکرا چکی تھیں اور ہر بار آشوریون نے انہیں تباہی اور بربادی کے آئینے دکھا کے رکھ دیئے تھے۔ اس بار یہ دریائے فرات کے کنارے پہلی بار آشوریوں کے خلاف متحد ہو کر اور ایک مضبوط و مستحکم قوت کی صورت میں آشوریوں سے ٹکرائے تھے۔ اسی بنا پر وہ امید رکھتے تھے کہ یہ جنگ آشوریوں کے لئے بدبختی اور بدقسمتی کے دروازے کھول دے گی لیکن جو حقائق سامنے آ رہے تھے وہ اس بات کی آہستہ آہستہ نشان دہی کرنے لگے تھے کہ آشوری بذاتِ خود ان تینوں کے لئے بدبختیوں اور شکستوں کے دروازے کھولنے کی ابتدا کر چکے تھے۔

جنگ کو طول پکڑتے دیکھ کر بابلی' عیلامی اور کاسی آہستہ آہستہ ناامید ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جب کہ ان کے مقابلے میں آشوری لحہ بہ لحہ تند لحموں سے کھولتے طوفانوں کی صورت اختیار کرتے چلے جا رہے تھے۔ اس کے بعد آسمان کی آنکھ' وقت کی بصارت اور زمین کے خون آلود ضمیر نے دیکھا' آشوریوں کے مقابلے میں بابلیوں' عیلامیوں اور کاسیوں کی حالت بڑی تیزی سے سینوں کے خالی پن اور زہریلی تنہائیوں کے بھٹکتے خیال سے بھی بدتر' رات کے بے کراں سلسلوں میں اپنے ہونے نہ ہونے کی سرحدوں پر کھڑی بوسیدہ پرانی کتھاؤں سے بھی ابتر اور تمناؤں کے ہولناک سرابوں میں امن کے ایک ایک قطرے کو ترستی نشیبی راستوں پر تلملاتی پیاس سے بھی بری ہونا شروع ہو چکی تھی۔

دوسری طرف آشوریوں کے حملے میں پہلے سے بھی زیادہ تیزی آ چکی تھی اور وہ

زمین پر جمی برف کی تہوں تک کو پگھلا دینے والی شعلہ زن نفرتوں‘ آسمان سے برستی نوکِ خنجر جیسی چپ کی وحشتوں کی طرح ایک صف سے دوسری صف کی طرف جست و خیز کرتے ہوئے دشمن کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرنے لگے تھے۔ آشوری عرب جو صبحوں کو اپنا ندیم شاموں کو اپنے لئے کریم بنانے کا ہنر اور صناعی جانتے تھے۔ میدانِ جنگ میں آرزوؤں اور تمناؤں کے عکس سجاتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے دشمن کے لئے شکست دل کا جواز پیدا کرتے جا رہے تھے۔ بابلیوں‘ عیلامیوں اور کاسیوں کے علاوہ خلیج فارس تک پھیلے خانہ بدوشوں نے جب دیکھا کہ آشوری ایک صف کے بعد دوسری صف کا صفایا کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کی تمناؤں کے بادبانوں کے چیتھڑے اور لہو کے پھریرے بڑی تیزی سے اڑانے لگے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ میدانِ جنگ میں خوف بھری آوازوں کے اندر آشوریوں نے چاروں طرف شکست و ریخت کی تلخی گھول کے رکھ دی ہے۔ تب چاروں گروہوں نے آپس میں فیصلہ کیا اس کے بعد میدانِ جنگ سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

لیکن دشمن کا یہ بھاگنا بھی ایک خاص ترتیب کے تحت تھا۔ کلدانی اپنے حاکم سروب کی سرکردگی میں بابل کی طرف بھاگے تھے۔ خانہ بدوش شمال کی طرف جاتے ہوئے تھوڑا سا مغرب کی طرف ہٹ گئے تھے۔ کاسی بالکل مغرب کی طرف اور عیلامی جنوب مغرب کی طرف بھاگ کر میدان جنگ خالی کر گئے تھے۔

سناخریب اور حارث بن حریم نے دشمن کا تعاقب نہیں کیا بلکہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے ان کے پیچھے اپنے مخبر لگا دیئے تھے۔ ساتھ ہی میدان جنگ میں دشمن جو کچھ چھوڑ کر بھاگا تھا اس پر قبضہ کرنے کے علاوہ اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال ہونے لگی تھی۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے جس وقت سناخریب‘ حارث بن حریم‘ دبیس بن بشرود اور دیگر سالار ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے‘ تب ان کے بھیجے ہوئے مخبروں نے اطلاع دی کہ میدانِ جنگ سے شکست اٹھانے کے بعد کلدانی‘ کاسی اور عیلامی اور وحشی خانہ بدوش بھاگ کر اپنی منزلوں کی طرف نہیں گئے بلکہ وہ میدان جنگ سے دور ہٹ کر پڑاؤ کر گئے ہیں اور ایسا انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد کیا ہے اور مقررہ وقت پر وہ پھر آشوریوں کے خلاف ردعمل کا اظہار کریں گے۔

یہ اطلاع دینے کے بعد مخبر جب ہٹ گئے تب تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر

سناخریب نے حارث بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

”حارث بن حریم! میرے بیٹے‘ اب بولو دشمن کے اس طرح میدانِ جنگ سے ہٹ جانے کے بعد تمہارا کیا ردعمل ہے۔“

حارث بن حریم نے کچھ سوچا پھر اس کے بعد سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”سناخریب میرے محترم! ہماری دشمن قوتوں کا میدانِ جنگ سے ہٹ کر پیچھے ہو جانا ایسے ہی ہے جیسے کہیں مردار پڑا ہو اور چیلیں اس پر جھپٹ پڑی ہوں اور بیچ میں جب کوئی بڑی قوت آ جائے تو چیلیں پھر وار کرنے کے لئے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو جائیں۔ یہی حالت اس وقت بابلیوں‘ عیلامیوں‘ کاسیوں اور خانہ بدوشوں کی ہے۔ وہ ضرور ہم پر ضرب لگائیں گے۔

میرے خیال میں ان کے ایک وار کو تو ہم نے ناکام بنا دیا ہے۔ وہ میرے اندازے کے مطابق مختلف سمتوں میں اس لئے بھاگے ہیں کہ شاید ہم ان میں سے کسی ایک قوت کا تعاقب کریں اور باقی قوتیں پشت کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہماری فتح کو ہماری یقینی شکست میں تبدیل کر دیں۔ لیکن ہم نے دشمن کا تعاقب نہ کر کے دانشمندی کا اظہار کیا ہے۔ اب یہ قوتیں اپنے دوسرے ردعمل کا اظہار کریں گی۔

جہاں تک میرا اندازہ ہے اب یہ چاروں قوتیں ہمارے ساتھ چھاپہ مار جنگ کی ابتدا کریں گے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنی کارروائی کو یہ آنے والی رات کو ہی شروع کر دیں۔ چاروں طرف سے کسی مقررہ وقت پر ہم پر شب خون مارنے کی کوشش کریں۔ ان کا میدانِ جنگ سے ہٹ کر دائیں بائیں پیچھے ہٹ کر پڑاؤ کر لینا ہمارے لئے انتہا درجہ کا خطرناک اور ہولناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر یہ رات کی تاریکی میں چار مختلف گروہوں کی شکل میں ہمارے ساتھ چھاپہ مار جنگ کی ابتدا کرتے ہوئے شب خون کا کھیل کھیلتے ہیں تو موجودہ جنگ میں ہمارا اتنا نقصان نہیں ہوا ہو گا جتنا نقصان اس وقت ہو گا جب یہ چاروں قوتیں ہمارے ساتھ شب خون کا کھیل کھیلیں گی۔

ان چاروں قوتوں کی چھاپہ مار جنگ‘ ان کے شب خون اور ان کے ہاتھوں ممکنہ نقصان سے بچنے کے لئے اس وقت میرے ذہن میں ایک تجویز ہے‘ وہ میں آپ سب لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں۔“ اس کے بعد حارث بن حریم نے تھوڑی دیر رک کر گلا صاف کیا‘ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"عزیزانِ من! جس وقت سورج غروب ہو جائے اور فضاؤں کے اندر تاریکی پھیل جائے تب سب سے پہلے ہمیں یہ کام کرنا چاہئے کہ جس جگہ اس وقت ہمارا پڑاؤ ہے اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی خندقیں اور مورچے کھود لینے چاہئیں اور ان کے اندر تھوڑے تھوڑے تیرانداز بٹھا دینے چاہئیں۔ سورج غروب ہونے کے بعد چاروں طرف اپنے مخبر پھیلا دیئے جائیں کسی سمت سے بھی اگر دشمن شب خون مارنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ مخبر پہلے سے ہمیں اطلاع کر دیں گے۔ جونہی وہ قریب آئیں گے خندقوں میں بیٹھے ہمارے تیرانداز ان پر تیز تیراندازی کریں گے' اس کے ساتھ ہی اونچی آوازوں میں جنگی نعرے بھی بلند کریں گے۔ ان کے ایسا کرنے سے دو فوائد حاصل ہوں گے۔

ایک تو یہ کہ دشمن پر واضح ہو جائے گا کہ ہم بیدار ہیں' ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور دوسرا جب تیراندازی سے ان کا نقصان ہو گا تو میرے خیال میں وہ شب خون مارے بنا جانیں بچا کر بھاگ جائیں گے اور اگر وہ شب خون کی تکمیل کرتے بھی ہیں تو جب تک ہمارے تیراندازوں کے پاس سے گزر کر ہمارے پڑاؤ کے قریب آئیں گے اس وقت تک ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم بالکل مستعد ہو چکے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو بچ کر بھاگنے نہ دیں گے۔

یہ ترکیب ہم صرف ایک دن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ دشمن کے خلاف ہر روز اس پر عمل کرتے ہوئے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ دشمن کو جب پتہ چلے گا ہم نے اپنے چاروں طرف خندقیں کھود کر ان کے اندر تیرانداز بٹھا دیئے ہیں تو ان تیراندازوں سے نمٹنے کے لئے ہماری دشمن قوتیں کوئی طریقہ کار بھی استعمال کر سکتی ہیں۔ رات کی گہری تاریکی اور خاموشی میں ان کے کچھ آدمی زمین پر لیٹتے ہوئے تیراندازوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ طریقہ کار صرف ایک رات کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

یہ میری تجویز کے مطابق پہلی کارروائی ہے اور اسی رات دوسری کارروائی کی بھی ابتدا کی جائے گی۔ دوسری کارروائی کی ابتدا میں اور دبیس بن بشرود کریں گے۔ جہاں ہم دشمن کی طرف سے شب خون مارنے کی امید رکھتے ہیں وہاں ہمیں بھی دشمن کے ساتھ ایسا ہی کھیل کھیلنا چاہئے۔

رات جب گہری ہو جائے تب لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ میرے پاس' ایک دبیس بن بشرود کی کمانداری میں رہے گا اور باقی دو حصے محترم سناخریب

آپ اپنے پاس رکھیں گے۔ میں رات کی گہری تاریکی میں خانہ بدوشوں کا رخ کروں گا اور ان پر شب خون مار کر انہیں یا تو میدان جنگ اور ان آس پاس کی زمینوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا یا مکمل طور پر ان کا صفایا کر دوں گا۔

خانہ بدوش اگر مجھ سے شکست اٹھانے کے بعد بھاگتے ہیں تو یقیناً وہ اپنی کشتیوں کی طرف آئیں گے میں ان کے پیچھے پیچھے ہوں گا۔ وہ کشتیوں میں بیٹھ کر جنوب کا رخ کریں گے اور جو طریقہ کار اس سے پہلے ان کے ساتھ نپٹنے کے لئے وضع کیا گیا ہے میں اس پر عمل کروں گا۔ ساتھ ہی اس وقت ہمارے جہازوں اور کشتیوں میں جو مسلح جوان ہیں ان کو بھی مستعد کر دیا جائے گا۔

دبیس بن بشرود کاسیوں کا رخ کرے گا اور ان پر ایسا ہولناک اور جان لیوا شب خون مارے گا کہ وہ جبل زاگروس اور دشت الیپ کی طرف بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اگر آنے والی شب کو ہم یہ تین کام کر لیں تو باقی صرف دو قوتیں رہ جائیں گی۔ بابل کے کلدانی اور عیلامی اس کے بعد ان دونوں قوتوں سے ہم ایسا نپٹیں گے کہ کسی کو سر اٹھانے کی مہلت ہی نہ دیں گے۔

میرے خیال میں آنے والی شب کو عیلامی اور کلدانی یقیناً شب خون مارنے کے لئے کاسیوں اور خانہ بدوشوں کو ہی استعمال کریں گے اس لئے کہ خانہ بدوش اور کاسی ہی شب خون مارنے کے ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ جب رات کی تاریکی میں ان دونوں قوتوں کو ہم مار بھگائیں تو پھر کلدانیوں اور عیلامیوں سے نپٹنا ہمارے لئے بڑا آسان اور سہل ہو کے رہ جائے گا۔"

سناخریب اور دیگر سارے سالاروں نے حارث بن حریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر اس پر عمل کرنے کے لئے تیاریوں کی ابتدا کر دی گئی تھی۔

☆------☆------☆

اپنے گھوڑے کی باگ تھامے حارث بن حریم اپنے خیمے کے سامنے آیا' گھوڑا اس نے وہاں کھڑا کیا۔ خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت لاغر اور کمزور رابطہ اپنے بستر پر نیم دراز تھی۔ حارث بن حریم کے خیمے میں داخل ہونے پر دھیمے سے لہجے میں وہ مسکرائی۔ حارث بن حریم نے اسے سلام کیا۔ بہترین انداز میں اس نے جواب دیا۔

"قندل کہاں ہے؟" رابطہ کے قریب ہوتے ہوئے بڑی نرمی' بڑی شفقت میں حارث بن حریم نے پوچھا تھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"وہ طبیرہ اور اپنی ماں کے خیمے میں گئی ہے۔ میرے خیال میں جلد آ جائے گی۔ فرسان بھی اس کے ساتھ گیا ہے۔" راہطہ کی آواز میں کپکپاہٹ اور لرزش تھی۔

حارث آگے بڑھ گیا اور چمڑے کی خرجین میں اپنی ضرورت کا سامان ڈالنے لگا تھا۔ راہطہ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دوبارہ اس کو مخاطب کیا۔

"اجنبی! لگتا ہے لشکر یہاں سے کوچ کرنے والا ہے یا تم خود کسی مہم پر جا رہے ہو؟"

حارث بن حریم مڑا راہطہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"مغنیہ! تیرا اندازہ کسی حد تک درست ہے۔ لشکر یہاں سے کوچ نہیں کر رہا' میں ہی ایک مہم پر نکل رہا ہوں۔ یوں جانو آنے والی شب کو دو مہمات کی ابتدا ہو رہی ہے۔ ایک میری سرکردگی میں دوسری دبیس بن بشرود کی سالاری میں۔"

کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد راہطہ کی آواز خیمے میں گونجی تھی۔

"اجنبی! اگر تم مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرو' سچائی سے کام لو تو میں ایک بات تم سے پوچھوں؟"

خرجین ہاتھ میں پکڑے حارث بن حریم اس کے قریب آیا۔ کہنے لگا۔

"پوچھو' مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔ جو سوال تم کرو گی سچائی پر رہتے ہوئے اس کا جواب دوں گا۔"

راہطہ مسکرائی کہنے لگی۔

"اجنبی! قندل ایک ایسی خوبصورت اور پُرکشش لڑکی ہے کم از کم میں نے اپنی زندگی میں ایسی پُرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تم اس سے لاتعلقی کا اظہار کیوں کرتے رہے ہو اور وہ کیوں تمہیں چھوڑ کر میرے خیمے میں رات بسر کرتی رہی ہے۔ ایسی بیوی' زندگی کی ایسی ساتھی تو بہت کم لوگوں بلکہ میں کہوں گی خوش قسمت لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ کیا تم واقعی اس سے بے زار ہو۔ یا تمہارے دل میں ابھی تک اس کی محبت نے گہرائی کی جڑیں نہیں پکڑیں۔ کیا تم ابھی تک اسے وہ درجہ دینے میں کامیاب نہیں ہوئے ہو جو ایک اچھے شوہر کو اپنی پسندیدہ بیوی کو دینا چاہیے۔

اجنبی! مختصر زیست کے قرینوں میں ایسی بیوی' ایسی ساتھی کے ساتھ خزاں رسیدہ پھولوں کا سا سلوک نہیں کرنا چاہیے وہ تو ایک برگِ نوخیز ہے تمہارا اس کے ساتھ کہنہ شجر کی شاخوں جیسا سلوک کم از کم میری نگاہوں میں ناروا ہے۔ ایسی لڑکیاں اپنی زندگی کے ساتھی کے لئے زیست کے اندھے غبار میں نوائے حیات ہوتی ہیں۔ اندھیرے میں نہائی

ملگجی راتوں اور بے گانگی کے وسیع صحراؤں میں پیار کی خوشبو' چاہت کی آرزو اور نغموں کی کھر میں گل رنگ صدا ثابت ہوتی ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کیوں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں؟ وہ تو کسی کی دل شکنی کرنے والی لڑکی نہیں ہے۔ پھر تم نے اس کی دل شکنی کیوں کی؟"

راہطہ بولتی رہی حارث بن حریم مسکراتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوئی تب اس نے ہلکے ہلکے تبسم میں کہنا شروع کیا۔

"مغنیہ! میرے اور قندل کے معاملے میں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ قندل میرے لئے گلابی جاڑوں کی چاندنی' بہاروں کی سکوں ریزی' سلگتے پھولوں کی باس اور برف زاروں میں صبح کی پھیلتی روشنی سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ جب وہ میری زندگی کا ساتھی نہ تھی تب میری حالت درد کے نادیدہ ساحل' اشکوں سے تر دیدہ و دامن سے بھی بُری' منزلوں کے راستوں کی کثافت سے بدتر اور روشنی سے الجھتے نادیدہ لمحوں سے بھی ابتر تھی۔ اب جبکہ وہ میری بیوی ہے تو میرے لئے وہ سیم گوں چاندنی' شگرفی پھول رنگین آنچلوں کے شبنمی سایاں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ میرے لئے وہ حطیم حسن میں طلب کا ایک حسین لمحہ ہے۔ اُڑتے لمحوں کی رفتار میں وہ میرے دل کا مہکتا کاشانہ ہے۔ اس کا تمتماتا حسین چہرہ اس کی نگاہوں کا سحر اس کے گلابی لبوں کا تبسم میری رفعتوں' میری استقامت' میری ریاضت اور میرے استقلال کے راہنما ہیں۔

مغنیہ! قندل کے متعلق میں اس سے بھی زیادہ الفاظ کہوں تب بھی میں اس کی ذات کی صحیح عکاسی نہیں کر سکتا۔ اس نے جو راحت' جو سکون' جو آسودگی مجھے دی ہے اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مختصر تمہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں قندل کے بغیر ادھورا ہوں جبکہ اس جیسی لڑکی میرے بغیر بالکل مکمل ہوتی ہے۔"

حارث بن حریم مزید شاید کچھ کہتا لیکن اسے رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی لمحہ قندل مسکراتے' کھل کھلاتے' تالی بجاتے کمرے میں داخل ہوئی پھر حارث بن حریم کے قریب آئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"خیمے سے باہر کھڑے ہو کر میں آپ دونوں کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ میری زندگی کے نایاب ساتھی میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ ایسے عمدہ' بہترین اور پُرکشش الفاظ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ میں تو سمجھتی تھی آپ رزم گاہ کے راہنما اور جنگلوں کا ایک نایاب لمحہ ہیں لیکن جو گفتگو ابھی آپ نے راہطہ سے کی اسے سن کر تو میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حیران رہ گئی ہوں کہ آپ ایسے عمدہ عمدہ جملے اور الفاظ بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن مجھے آپ کے ان جملوں میں سے ایک پر سخت اعتراض ہے۔ آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ میرے بغیر ادھورے ہیں اور میں اکیلی بھی مکمل۔ ہرگز نہیں اگر آپ میرے بغیر ادھورے ہیں تو پھر میں آپ کے بغیر تقریباً نہ ہونے کے برابر ہوں۔"

قندل کی اس گفتگو سے حارث بن حریم خوش ہو گیا تھا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر راہطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مغنیہ! میں تم سے کہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی میں کبھی کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوئی۔ وہ جو قندل تمہارے خیمے میں چند راتیں رہتی رہی ہے تو اس وقت ہم دونوں کے درمیان میاں بیوی کا رشتہ نہ تھا۔" اس کے بعد حارث بن حریم نے تفصیل کے ساتھ بابل کے فتح ہونے کے بعد سروب کے ڈر سے قندل کو ظاہری طور پر بیوی کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھنے کی ساری تفصیل سنا ڈالی تھی۔

یہ تفصیل سن کر راہطہ مسکرائی اور کہنے لگی۔

"سارا معاملہ میری سمجھ میں آ گیا ہے۔ بہرحال ابن حریم! جہاں تم نے قندل پر یہ احسان کیا ہے کہ اسے سروب کے ظلم وستم سے بچایا اور اسے بیوی کا ظاہری روپ دے کر اس کی حفاظت کی' عزت افزائی کی وہاں قندل کے بھی تم پر بڑے احسانات ہیں ایسی بیوی اگر تم جگہ جگہ' ملک ملک' شہر شہر ڈھونڈتے تو تمہیں نہ ملتی۔ قندل کا سب سے بڑا احسان تم پر یہ ہے کہ یہ تم سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ ایسی محبت جو زندگی میں تمہیں کہیں سے نہ ملتی۔"

قندل بڑے غور سے راہطہ کی طرف دیکھتی رہی اس کے خاموش ہونے پر اسے مخاطب کیا۔

"راہطہ! ان پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔ بلکہ ان کا مجھ پر احسان ہے کہ انہوں نے مجھے اپنایا' اپنی زندگی کا ساتھی بنایا۔ ان کا مجھ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ میں شروع میں ان کی زندگی کے درپے ہوئی تھی اس کے باوجود بھی میری غلطیوں کو فراموش کرتے ہوئے انہوں نے مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنا کر سینے سے لگایا۔ یہ ایک ایسا احسان ہے جسے میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گی۔"

پھر قندل راہطہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر حرکت میں آئی۔ حارث بن حریم نے جو چڑے کی خرجین اپنے ہاتھ میں پکڑی تھی وہ چھیننے کے انداز میں اس سے لے لی اور

شکووں بھرے انداز میں کہنے لگی۔

"یہ کام آپ کا نہیں جو کام میرے کرنے کے ہیں وہ آپ مجھ تک ہی محدود رہنے دیں۔ آپ کی تیاری کرنا میرا کام ہے۔" پھر وہ خرجین لے کر خیمے کے پشتی حصے کی طرف چلی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی اس کے پاس کچھ اور سامان بھی تھا۔ خرجین میں کچھ سامان حارث بن حریم نے ڈالا تھا کچھ قندل ڈال لائی تھی۔ خرجین اس نے فرش پر رکھ دی۔ اپنے کندھے پر رکھا ہوا اس نے چرمی پٹکا اتارا اور حارث بن حریم کو دکھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"آج کے بعد آپ کمر پر یہ پٹکا باندھا کریں گے۔" اس کے ساتھ ہی قندل نے وہ پٹکا حارث بن حریم کی کمر پر خود باندھ دیا تھا۔ راہطہ نے دیکھا وہ کمر کا بھاری چرمی پٹکا تھا جس پر چاندی اور زردوزی کا کام ہوا تھا۔ راہطہ مسکرائی پھر حارث بن حریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ابن حریم! میں نے پہلے کبھی تمہیں یہ پٹکا باندھے ہوئے نہیں دیکھا' کیا تم نے نیا لیا ہے؟"

حارث مسکرایا کہنے لگا۔

"میں غریب ایسا پٹکا کہاں سے خریدوں گا نہ میری اتنی استطاعت ہے نہ......"

قندل نے تڑپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور راہطہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"جس روز ان کا اور میرا نکاح ہوا تھا یہ میری ماں نے انہیں دیا تھا۔ اگر میری اور ان کی شادی بابل شہر میں ہوتی تو پھر میری ماں انہیں نہ جانے کیسے نوازتی۔ ہماری شادی چونکہ کسمپرسی کی حالت میں خیمے کے اندر ہوئی تھی لہٰذا ہم دونوں کی شادی کے موقع پر اس پٹکے کے علاوہ میری ماں نے انہیں سنہری روپہلی کام کا جبہ دیا ایسا ہی ایک جبہ انہوں نے میرے لئے بھی بنایا تھا۔ ایک طلائی ٹوپی دی جس پر ریشمی پھول ٹکے ہوئے ہیں۔"

راہطہ مسکرائی اور کہنے لگی۔

"اور جواب میں حارث بن حریم نے تمہیں کیا دیا؟"

قندل مسکرائی کہنے لگی۔

یہ مجھے کچھ بھی نہ دیتے تب بھی میں سمجھتی کہ انہوں نے پوری کائنات کی دولت میری جھولی میں ڈال دی ہے۔ اس کے باوجود جس دن میرا اور ان کا نکاح ہوا انہوں نے مجھے زمرد کا گلوبند' کانوں کے آویزے' عرق گلاب' روغن گنجد اور بہت سی اشیاء جو ان

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کے پاس تھیں مجھے دیں بلکہ جس قدر اثاثہ ان کے پاس تھا اس کی چابی بھی انہوں نے میرے حوالے کر دی۔"

راہطہ مسکرائی اور کہنے لگی۔

"قندل میری بہن! یہ حریر و دیبا یہ چاندی و سونا اگر میاں بیوی محبت کرنے والے ہوں تو ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اس لئے کہ لڑکی کے لئے سہاگ رات ہی اس کی زندگی کا پہلا دن ہوتا ہے۔ اگر اس کی زندگی کا ساتھی اس سے خوش ہے تو پھر سونا چاندی اور دیگر اشیاء اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔"

راہطہ کے خاموش ہونے پر قندل نے جلدی جلدی حارث بن حریم کو تیار کروایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میں طبیرہ بہن اور ماں کے پاس گئی ہوئی تھی۔ وہیں دبیس بھائی سے پتہ چلا کہ وہ اور آپ کس مہم پر کوچ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا میں بھاگی بھاگی ادھر آئی۔" پھر حارث بن حریم کا ہاتھ پکڑ کر وہ باہر لائی۔ حارث گھوڑے پر سوار ہوا۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے اسے الوداع کہا اور اپنے لشکریوں کے سکونتی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

☆------☆------☆

بے روک وقت' زمین سے رفعتوں کی طرف اٹھتے دھوئیں کی طرح بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ ازل سے اپنے چکر پر رواں دواں رات پرانے درد کی اقدار کہنہ اپنے کندھوں پر لئے ہر شئے کے اوپر اپنی بساط کھول چکی تھی۔ بے چاند رات میں شب تیرہ کی اندھی فضاؤں کے اندر جھلمل کرتے ستارے اپنی ننھی کرنوں سے روشنی کے باب رقم کرنے لگے تھے۔ کائنات کی ہر شئے طلوع صبح کی امید میں بے رحم سکوت کے اندر دبک سی گئی تھی۔ برفیلی ٹھٹھری یخ بستہ ہوائیں اشجار سے ٹکرا کر عجیب طرح کی خوفناک آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ ایسے میں حارث بن حریم اپنے طلایہ گروں کی راہنمائی میں خلیج فارس کے خانہ بدوشوں کے پڑاؤ کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا حارث بن حریم شب خون مارنے کے لئے دشمن پر بے منزل و بے ہدف کر دینے والی پرانی دکھتی چوٹوں' سکھ چین کی برکھا میں انگاروں کا کھیل کھیلنے والے عناصر' لمحوں کے جنگل میں رات کے خونخوار واہموں اور بوسیدہ رسموں کی اونچی فصیلوں اور تعصب کے پرانے زندانوں میں گھس جانے والے خونی لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

خانہ بدوش گہری نیند سو رہے تھے تاہم ان کے لشکر کا ایک چھوٹا سا حصہ جاگتے

ہوئے پہرہ دے رہا تھا اور جونہی حارث بن حریم حملہ آور ہوا انہوں نے شور کرتے ہوئے اپنے سوئے لشکریوں کو اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ اتنی دیر تک حارث بن حریم اپنے لشکر کے ساتھ ہراس و وحشت کی افزونی اور زیادتی بن کر خانہ بدوشوں کے اندر موت کا رقص شروع کر چکا تھا۔ حارث بن حریم کے یوں اچانک حملہ آور ہونے سے صورت حال کچھ ایسا رنگ اختیار کر گئی تھی جیسے سرابوں کے امید افزا ماحول کے اندر اچانک صداؤں کے تلاطم اٹھ کھڑے ہوں۔ حارث بن حریم نے خانہ بدوشوں کی حالت کو بڑی تیزی سے سوچ میں ڈوبے بوڑھے برگد بے وقعت کتھا کہانیوں اور غلامی کے جبر تلے لہو میں ڈوبی اداس شام سے بھی بدتر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اپنے تیز اور جان لیوا حملوں کے باعث اس نے ہر شئے کے ہونٹ کڑوے چہرہ پیلا آنکھیں غم آگیں کرنا شروع کر دی تھیں۔ چاروں سمت اور ہر طرف درد و کرب ملی چیخیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

خانہ بدوشوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حملہ آوروں کے سامنے وہ سنبھل سکیں' جوابی کارروائی کر سکیں لیکن حارث بن حریم کے تیز حملوں کے سامنے نہ تو انہیں ڈٹ کر کوئی محاذ کھولنے کا موقع مل رہا تھا نہ ہی وہ اس کے سامنے کہیں قدم جما کر اسے روکنے میں کامیاب ہو رہے تھے۔ جبکہ حارث بن حریم ستاروں کی مدھم روشنی اور بھاگتی رات میں اپنے سامنے ہر شئے کو خون کا غسل دیتا چلا گیا تھا۔

خانہ بدوشوں نے کچھ دیر کوشش کی کہ وہ کہیں جم کر شب خون مارنے والوں کا حملہ روکیں اور پھر جوابی کارروائی کرتے ہوئے اسے پسپا کرنے کی کوشش کریں لیکن کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ شب خون مارنے والوں کے سامنے جم نہیں سکتے نہ ان کی راہ روک سکتے ہیں' لہٰذا اپنے جنگجوؤں کا کافی نقصان اٹھانے کے بعد وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

دوسری جانب دبیس بن بشرود بھی بڑی تیزی سے خونخوار کاسیوں کا رخ کر رہا تھا لیکن حارث بن حریم اس سے پہلے خانہ بدوشوں پر حملہ آور ہوا تھا لہٰذا آس پاس کے علاقوں میں کاسیوں نے جو اپنے مخبر پھیلائے ہوئے تھے انہوں نے انہیں اطلاع کر دی کہ آشوریوں کا ایک لشکر خلیج فارس کے خانہ بدوشوں پر شب خون مار چکا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی کاسی بڑی تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے خلیج فارس کے خانہ بدوشوں کا رخ کیا تھا۔ اتنی دیر تک حارث بن حریم خانہ بدوشوں کو شکست دے چکا تھا اور خانہ بدوش شکست تسلیم کرنے کے بعد میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے جبکہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

حارث بن حریم ان کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ کاسی اب خانہ بدوشوں پر مارے جانے والے شب خون کا انتقام لینے کے لئے حارث بن حریم کے پیچھے لگ گئے تھے۔

دبیس بن بشرود کو راستے ہی میں مخبروں نے اطلاع کر دی تھی کہ حارث بن حریم خانہ بدوشوں پر حملہ کر چکا ہے۔ انہیں شکست دے چکا ہے۔ خانہ بدوش اس کے آگے آگے بھاگ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی اطلاع کر دی کہ کاسی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر حارث بن حریم کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی دبیس بن بشرود آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔ اپنا رخ اس نے بدلا اور وہ کاسیوں کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ رات کی گہری تاریکی میں خانہ بدوش دریائے فرات کی طرف بھاگ رہے تھے، حارث بن حریم ان کے تعاقب میں تھا اس کے پیچھے کاسی لگے ہوئے تھے اور کاسیوں کے تعاقب میں دبیس بن بشرود لگ چکا تھا۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے طلایہ گر بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے۔ جس وقت وہ خانہ بدوشوں کا تعاقب کر رہا تھا تو مخبروں نے اسے اطلاع کر دی تھی کہ وحشی اور خونخوار کاسی اس کے تعاقب میں لگ گئے ہیں۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی اطلاع مل چکی تھی کہ اپنے لشکر کے ساتھ دبیس بن بشرود کاسیوں کے پیچھے لگ چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مخبر یہ بھی اطلاع کر چکے تھے کہ حارث بن حریم اور کاسیوں کے درمیان ابھی کافی فاصلہ ہے۔

دوسری جانب کاسیوں کو بھی ان کے مخبر اطلاع کر چکے تھے کہ وہ حارث بن حریم کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں جبکہ ان کے تعاقب میں دبیس بن بشرود لگ چکا ہے۔ لہٰذا پشتی حملے سے بچنے کے لئے انہوں نے فی الفور یہ قدم اٹھایا کہ تعاقب جاری رکھتے ہوئے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جو لشکر پشتی جانب تھا اسے احکامات جاری کر دیئے کہ جونہی ان کی پشت کی طرف سے آشوری جرنیل دبیس بن بشرود داخل ہو وہ حصہ فوراً واپس مڑے اور جوابی حملہ کرتے ہوئے تعاقب کرنے والوں کو مار بھگائے۔ اس طرح اپنی حالت درست کرنے اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد کاسیوں نے حارث بن حریم کا تعاقب جاری رکھا۔

ادھر حارث بن حریم کو خبر ہو چکی تھی کہ اس کے پیچھے کاسی لگ چکے ہیں اس نے بھی خانہ بدوشوں کا تعاقب کرتے ہوئے ایک عمدہ چال چلی اس نے اپنی رفتار کم کر دی تاکہ اس کے اور خانہ بدوشوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جائے اور کاسی اس کے نزدیک

پہنچتے چلے جائیں۔

حارث بن حریم کو اطمینان ہو چکا تھا کہ خانہ بدوش دریائے فرات کی طرف بھاگ رہے ہیں اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر خلیج فارس کا رخ کریں گے۔ راستے میں آشوریوں کا بحری بیڑہ اور اس کے اندر جو لشکری ہیں وہ ان کی راہ روکیں گے اور ان کو اپنے ساتھ الجھالیں گے۔

حارث بن حریم یہ چاہتا تھا کہ جتنی دیر تک اس کے بحری نوجوان ان خانہ بدوشوں کو اپنے ساتھ الجھائے رکھیں گے اتنی دیر تک ایک طرف سے وہ اور پشت کی طرف سے دبیس بن بشرود کاسیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے دوبارہ دریائے فرات کا رخ کریں گے اور کنارے پر رہتے ہوئے خانہ بدوشوں پر تیراندازی کریں گے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی کشتیوں میں خلیج فارس کی طرف جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حریم رفاقت کی پرچھائیوں کو بادلوں کے اُڑتے غبار میں تبدیل کر دینے والے فرقتوں کے بے روک طوفانوں اور غلاموں کے غول کے غول ہانک دینے والے قاتلوں کے قبیلے کی طرح مڑا اور وہ اپنے پیچھے آنے والے کاسیوں پر زرخیزیوں کو پیاس میں تبدیل کر دینے والے بھوک پھیلاتے قہر، روز و شب کے کشادہ دامن میں پھیلتی نوائے وقت کی اڈتی گونجوں اور بھید کے دریچے وا کر کے نظروں کے پردے سمیٹ کر دلوں کے اسرار تک کو عیاں کر دینے والی وقت کی خونی گردش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی پشت کی جانب سے کاسیوں پر دبیس بن بشرود بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رنگین وعدوں کو سنگین مذاق، جان و دل کی فتوحات کو سلگتے جلتے روحانی کرب، قبروں کی طرف پکارتے درد بھرے قہر، زہر بن کر رات کی تہوں میں ناچتی فضا اور بارونق گزرگاہوں تک کو انجانا بنا دینے والے زمین کی تہہ سے ابھرتے شراروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

کاسی یہ تو جانتے تھے کہ پشت پر دبیس بن بشرود لگا ہوا ہے اور وہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہو گا لہٰذا انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے پشتی حصے کو ایک طرح سے محفوظ کر لیا تھا اور اپنے لشکر کے پچھلے حصے کو انہوں نے ہدایات جاری کر دی تھیں کہ جونہی پشت کی جانب سے دبیس بن بشرود حملہ آور ہو وہ اس کے حملے کو روک کر جارحیت اختیار کر جائیں لیکن سامنے کی طرف سے وہ حارث بن حریم کے پلٹ کر حملہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

آور ہونے کی امید نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ وہ تو بڑی تندہی سے حارث بن حریم کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ انہیں یہ یقین تھا کہ خانہ بدوشوں کا تعاقب ترک کر کے حارث بن حریم پلٹ کر ان پر حملہ آور نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ اس کے اس اقدام کے جواب میں خانہ بدوش بھی پلٹ کے حملہ آور ہو سکتے تھے۔

لیکن یہاں حارث بن حریم نے بہترین دانشمندی کا ثبوت دیا۔ پلٹ کر کاسیوں پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس نے اپنے اور خانہ بدوشوں کے درمیان فاصلوں کو بڑھا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ کاسیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔

دریائے فرات کے قرب و جوار میں کاسی بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے تاریخ کے آسمان پر ہر شئے کو حقارت کے نشے سے دوچار کرتے ٹکولوں' خواہشوں کی رنگین کتب تک کوئی خوردہ روی انبار اور جسموں کو روح سے جدا کرتی جھلسا دینے والی محرومیوں کی دلدل کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

رات کی گہری تاریکی میں ہر ایک دوسرے کو کاٹنے کی فکر میں لگ گیا تھا۔ دلوں کی سطح پر پُرسوز لرزاں اندیشے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ خواہشوں کے بالا آسمان پست ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جیتی جاگتی آرزوئیں بے جسم ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ پیاسی زمین خون مانگنے لگی تھی۔ موت اپنے سیاہ دروازے کھول کر ہر شئے کو اندھے گردابوں کی نذر کرنے لگی تھی۔ دل کی فصیلوں پر رنگا رنگ انداز میں آتشی بھنور میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جب کہ فضا امیدوں کی فصل کاٹ کر ناامیدیوں کے بیج بونے لگ گئی تھی۔

بھاگتی رات کے دامن میں کچھ دیر تک دونوں لشکر انتہائی خوفناک انداز میں ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے۔ تلواریں ڈھالیں ٹکرانے سے خوفناک آوازیں ابھرتی رہیں' فضا میں چاروں طرف خوف و ہراس پھیلتا رہا۔ پھر حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد کے سامنے بڑی تیزی سے کاسیوں کی حالت تنگدستی کے تشنج سے بھی بدتر' دھند بھرے نیالے ساحلوں سے بھی بری' بین کرتی اندوہناک فضاؤں اور پیاس کی اسیر شبنم سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی شکست کو تسلیم کیا اور ایک طرف سے اپنی جانیں بچاتے ہوئے بھاگ نکلے۔ رات کی گہری تاریکی میں تھوڑی دیر تک حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد نے ان کا اس طرح تعاقب کیا جس طرح بھیڑیے گورخر کا تعاقب کرتے ہیں۔ جس طرح آدرش کے بے چین اور بے قرار لمحے دلوں کے اجالوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

کچھ دور تک حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد نے اپنے آگے بھاگتے کاسیوں کا تعاقب کیا جب انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی تعداد اس قدر کم ہو گئی ہے کہ وہ دوبارہ مڑ کر ان کے پیچھے لگ کر ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کریں گے تب حارث بن حریم اور دبیس بن بردد دونوں اپنے لشکریوں کو لے کر خلیج فارس کے وحشی خانہ بدوشوں کی طرف ہو لئے تھے۔

اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد ابھی دریائے فرات سے دور ہی تھے کہ مشرق سے سورج طلوع ہوا تھا اور ہر چیز کو اس نے روشن اور منور کر کے رکھ دیا تھا۔ اپنی رفتار تیز کرتے ہوئے جب وہ دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو انہوں نے دیکھا خلیج فارس کے خانہ بدوش جنہوں نے اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر خلیج فارس کی طرف بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ جہازوں اور کشتیوں میں بیٹھے آشوریوں نے ان کی راہ روک لی تھی۔ دونوں طرف سے کشتیوں کی آڑ میں رہتے ہوئے ایک دوسرے پر تیراندازی ہونے لگی تھی۔

خانہ بدوش دریائے فرات کے اندر اپنی کشتیوں کو رواں کرتے ہوئے خلیج فارس کی طرف جانا چاہتے تھے جبکہ بھاگنے کے لئے آشوری انہیں رستہ نہ دے رہے تھے۔

حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد جونہی موقعۂ واردات پر پہنچے عین اسی لمحہ دریا کے دوسرے کنارے پر سناخریب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور آتے ہی اس نے خانہ بدوشوں پر تیز تیراندازی کرا دی تھی۔

یہ تیراندازی ان خانہ بدوشوں کے لئے انتہا درجہ کی غیر متوقع تھی لہٰذا دریا کی دوسری سمت آ کر انہوں نے ایک طرف سے ہو کر جب نکلنے کی کوشش کی تو اس طرف سے حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد نے پہنچ کر ان پر تیروں کی بارش کرا دی تھی۔ اب خانہ بدوشوں کے لئے صورت حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ نہ وہ سامنے بھاگ سکتے تھے۔ آشوری اپنے جہازوں اور کشتیوں میں بیٹھے ان پر تیراندازی کرتے ہوئے ان کی راہ روکے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں ہو کر وہ ساحل پر بھی نہیں جا سکتے تھے اس لئے کہ دونوں اطراف سے سناخریب اور حارث بن حریم ان پر تیز تیراندازی کراتے ہوئے ان کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ دریائے فرات میں کشتیوں اور جہازوں کے اندر ہی ان خانہ بدوشوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ ان کے سارے جہازوں اور کشتیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد دریائے فرات کو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

عبور کر کے سناخریب کی طرف آنے لگے تھے۔

جس وقت حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود اپنے لشکریوں کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر رہے تھے اور دوسرے کنارے پر سناخریب اور ان کے لشکری ان کا انتظار کر رہے تھے۔ عین اسی لمحہ سناخریب کے حصہ کے لشکر کے تھوڑے فاصلے پر پیچھے جو اس نے اپنا پڑاؤ قائم کیا تھا اس پڑاؤ کے اندر جو حارث بن حریم کا خیمہ تھا اس خیمے میں قندل اور طبیرہ دونوں بہنوں کا اتالیق فطروس داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت قندل' طبیرہ اور ان کی ماں رویان کے علاوہ راہطہ اور داستان گو فرسان بھی بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔

فطروس کو وہاں دیکھتے ہوئے جہاں قندل' طبیرہ اور رویان فکرمند اور پریشان تھے وہاں داستان گو فرسان اور مغنیہ راہطہ بھی اس کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھنے لگے تھے۔

فطروس سب سے بڑے خوش کن انداز میں ملا۔ پھر رویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"خاتون محترم! میں ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی پسند کروں گا کہ یہ گفتگو میں آپ' قندل اور طبیرہ سے علیحدگی میں کروں۔"

رویان' فطروس کے ان الفاظ پر مسکرائی' ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیٹھنے کے لئے کہا۔ فطروس جب بیٹھ گیا تب بڑی خوش طبعی میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے رویان بول پڑی۔

"فطروس! میرے عزیز' جو بات تم مجھے' میری بیٹی طبیرہ اور قندل سے کہنا چاہتے ہو یہیں کہو۔ ہم دونوں کے علاوہ اس خیمے میں داستان گو فرسان اور راہطہ ہے۔ ایک بات اپنے ذہن میں رکھنا راہطہ کی حیثیت میرے نزدیک میری بیٹی طبیرہ اور قندل جیسی ہے اور میں اسے بیٹیوں جیسا ہی چاہتی اور پسند کرتی ہوں۔ داستان گو فرسان میرے بھائی کی طرح ہے۔ ایک انتہائی مخلص انسان ہے جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ چاہے کتنے راز کی بات کیوں نہ ہو ان دونوں کے سامنے کہو۔ جو بات تم کہنا چاہتے ہو وہ کہنے سے پہلے میری طرف سے یہ بات بھی سن لو کہ میری بیٹی قندل اب حقیقی معنوں میں حارث بن حریم کی بیوی ہے۔ شاید تمہیں یہی خبر ہو گی کہ قندل حارث بن حریم کو ناپسند کرتی ہے۔ یاد رکھنا جس قدر یہ حارث بن حریم کو ناپسند کرتی تھی اس سے کئی گنا زیادہ اب یہ اس سے محبت کرتی ہے۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

فطروس مسکرایا' معذرت طلب انداز میں ایک بار اس نے راہطہ اور فرسان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"فرسان! میرے عزیز' راہطہ میری بیٹی' میں اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوں معذرت خواہ ہوں دراصل جس موضوع پر میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ انتہائی اہم موضوع ہے۔"

فطروس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے رویان بول پڑی۔

"فطروس! اب وقت ضائع نہ کرو جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کہو۔ تمہاری ان باتوں نے مجھے ایک طرح کی الجھن میں مبتلا کر دیا ہے۔"

اس پر فطروس سنبھلا اور کہنے لگا۔

"محترم خاتون! چند روز پہلے کچھ مسلح جوان نینوا شہر میں حارث بن حریم کی حویلی میں داخل ہوئے۔ آپ جانتی ہیں حویلی میں مَیں اکیلا ہی تھا۔ جو لوگ آئے ان میں سے ایک کو میں پہچان گیا وہ آپ کے شوہر مردک بلدان کے حفاظتی دستوں کا سالار اعلیٰ تھا۔ وہ میرے پاس آئے' پہلے میں یہ سمجھا کہ شاید وہ میرے قتل کے درپے ہیں کہ میں نے کیوں آشوریوں کے شہر نینوا میں رہائش اختیار کر لی ہے۔ میں نے بہرحال ان کی خوب آؤ بھگت کی۔ رات کو ان کے قیام کا بھی اعلیٰ بندوبست کیا لیکن سونے سے پہلے ان سب نے مجھے اپنے پاس بلایا اور میرے پاس آنے کا مدعا بیان کیا۔

آپ کے شوہر مردک بلدان کو یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ قندل نے حارث بن حریم سے شادی کر لی ہے۔ وہ ہر صورت میں حارث بن حریم بلکہ اس کے ساتھ قندل کا بھی خاتمہ کرانا چاہتا ہے۔ حارث بن حریم کو وہ اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے دو بار بابل کو فتح کیا۔ پہلی بار کی فتح پر وہ ابن حریم کے اتنا خلاف نہ تھا بلکہ چاہتا تھا کہ قندل اس کی بیوی بن جائے لیکن دوسری بار کی فتح نے اسے ابن حریم کا بدترین دشمن بنا دیا ہے۔

آپ کا شوہر مردک بلدان سمجھتا ہے کہ اس کی ساری بدقسمتی اس کی ساری بدبختیوں کا ذمہ دار یہ حارث بن حریم ہی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اسے یہ دکھ ہے کہ قندل نے اس کے دشمن حارث بن حریم سے شادی کر لی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو میرے پاس ملنے آئے انہوں نے صاف اور واضح طور پر مجھے مردک بلدان کا یہ پیغام دیا کہ وہ ہر صورت میں حارث بن حریم اور قندل کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔

جو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے ایک بھاری رقم کی پیشکش کی جو مردک بلدان

Scanned by iqbalkalmati@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نے انہیں دی تھی۔ مردک بلدان کہیں دلدلی علاقوں میں روپوش ہے اور اب بھی امید رکھتا ہے کہ بابل کی حکومت وہ واپس لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ آنے والوں نے وہ رقم مجھے پیش کی اور یہ مطالبہ کیا کہ میں انہیں کوئی ایسا موقع فراہم کروں جس سے فائدہ اٹھا کر وہ حارث بن حریم اور قندل دونوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اور دونوں کے سر کاٹ کر مردک بلدان کے پاس لے جائیں۔

میں اس پیشکش کو ٹھکرا دیتا جو کام وہ میرے ذمے لگا رہے تھے انکار کر دیتا تو وہ لوگ رات ہی کو میری گردن کاٹ کر چلے جاتے اور پھر کسی نہ کسی طریقے سے حارث بن حریم اور قندل کا کام تمام کرنے کی کوشش کرتے۔

میں نے یہ سوچتے ہوئے ان سے تعاون کی ہامی بھر لی کہ کم از کم اس طرح میں حارث بن حریم کو مطلع کر دوں گا کہ کچھ لوگ اس کے اور اس کی بیوی قندل کے خاتمے کے درپے ہیں۔

جب انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کوئی ایسا موقع فراہم کروں جس سے وہ فائدہ اٹھا کر حارث بن حریم اور قندل کو قتل کر دیں تو میں نے بتایا کہ میں اپنے بادشاہ مردک بلدان کا پرانا نمک خوار ہوں اور اس سے غداری نہیں کر سکتا۔ میں نے ان پر یہ انکشاف بھی کیا کہ اب بھی میری ہمدردیاں آقا مردک بلدان کے ساتھ ہیں۔ میری اس گفتگو سے وہ خوش ہو گئے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ پر پورا اعتماد اور بھروسہ کر رہے ہیں تب میں نے انہیں یہ پیشکش کی کہ یہاں نینوا شہر میں اگر وہ حارث بن حریم اور قندل کا خاتمہ کرتے ہیں تو یہ کام جہاں بہت مشکل ہے وہاں ان کے وہاں سے بھاگ کر واپس جانے کے سارے راستے مسدود کر دیئے جائیں گے اور حارث بن حریم اور قندل کے خاتمے پر وہ بھی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور کوئی بھی مردک بلدان کو بتانے والا اور اسے یہ اطلاع دینے والا نہ ہو گا کہ حارث بن حریم اور قندل کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

میں نے انہیں یہ پیشکش کی کہ وہ میرے ساتھ کل سناخریب کے لشکر کی طرف روانہ ہوں' میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں لشکرگاہ میں شامل ہو کر قندل' طبیرہ اور ردیان کے خیمے میں قیام کروں گا اور کوئی ایسا طریقہ اختیار کروں گا کہ انہیں حارث بن حریم اور قندل کے خاتمے کا موقع مل جائے۔

ویسے راستے میں آپ کے شوہر مردک بلدان کے مشیر نے مجھے یہ تجویز دی تھی کہ سناخریب کی خیمہ گاہ میں داخل ہونے کے بعد میں قندل اور طبیرہ دونوں کو اس بات پر

آمادہ کروں کہ وہ لشکرگاہ سے نکل کر گھڑدوڑ کے لئے اس کے ساتھ شامل ہوں۔ وہ جانتے ہیں کہ میں کبھی شہسوار رہا ہوں لہٰذا انہوں نے کہا کہ میں قندل اور طبیرہ کو اس بات پر آمادہ کروں کہ جب تک پڑاؤ کے اندر میرا قیام ہے وہ ہر روز شام کے وقت میرے ساتھ گھڑدوڑ میں حصہ لیا کریں۔

اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگر قندل اور طبیرہ گھڑدوڑ پر اس کے ساتھ جانے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو پھر وہ لشکرگاہ سے ذرا فاصلے پر گھڑدوڑ کے لئے نکلے مگر گھڑدوڑ سے پہلے انہیں بتلا دیا جائے کہ گھڑدوڑ کے لئے کس سمت نکلا جائے گا تاکہ وہ اسی سمت آ کر قندل کا خاتمہ کر دیں۔ وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ قندل کے ساتھ طبیرہ کا بھی خاتمہ کر دیا جائے تو اور بہت ہو گا۔ انہوں نے مجھے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر گھڑدوڑ کے لئے میں حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد کو بھی اپنے ساتھ لا سکوں تو اس سے بہتر اور کوئی کام نہ ہو گا۔ ویسے انہوں نے ان خدشات کا بھی اظہار کیا تھا کہ قندل اور طبیرہ دونوں میرے ساتھ گھڑدوڑ کے لئے نکل سکتی ہیں لیکن حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد ایسا نہیں کریں گے لہٰذا انہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ پڑاؤ میں رہتے ہوئے میں کوئی ایسا طریقہ کار بھی نکالوں جس کے ذریعے وہ حارث بن حریم کا خاتمہ کر دیں۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ حارث بن حریم کے ساتھ اگر دبیس بن بشردد کا بھی کام تمام کر دیا جائے تو یہ بات مردک بلدان کے لئے اور زیادہ خوشی کی ہو گی۔ اب آپ لوگ بولیں مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

فطروس جب خاموش ہوا تو پہلی بار قندل بولتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"محترم فطروس! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے سارے حالات سے ہمیں آگاہ کیا۔ فی الوقت ہمیں کچھ نہیں کرنا۔ پہلے میرے شوہر حارث بن حریم اور بھائی دبیس بن بشردد کو آنے دو یہ سارا معاملہ ان سے کہتے ہیں۔ اس کے بعد جیسا وہ کہیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔"

قندل جب خاموش ہوئی تو ردیان بول پڑی۔

"فطروس! جو کچھ میری بیٹی قندل نے کہا ہے' درست یہی ہے۔ تم آرام کرو۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک حارث بن حریم اور دبیس بن بشردد بھی آ جائیں گے اس لئے کہ وہ دونوں خلیج فارس کے وحشی خانہ بدوش قبائل اور کاسیوں کے خلاف شب خون

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مارنے کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ اب خبریں آئی ہیں کہ انہوں نے کاسیوں کو بھی شکست دے کر بھگا دیا ہے اور خلیج فارس کے خانہ بدوشوں پر کامیاب شب خون مارتے ہوئے انہیں شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ خانہ بدوشوں نے دریائے فرات کے ذریعے کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔ ان کی پسپائی کی خبر سناخریب کو پہنچ چکی تھی لہٰذا سناخریب نے جہاں پہلے لشکر کا پڑاؤ تھا وہاں سے کوچ کیا اور دریائے فرات کے اس سمت آیا۔ یہاں اس نے پڑاؤ کر لیا اور کنارے پر اس نے اپنے لشکریوں کو استوار کرتے ہوئے خانہ بدوشوں پر تیراندازی کی۔ دوسرے کنارے پر حارث بن حریم اور دہیں بن بشرود بھی پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے بھی تیراندازی کر کے ایک طرح سے خانہ بدوشوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ سنا ہے حارث بن حریم اور دہیں بن بشرود کا لشکر دریائے فرات کو پار کر کے اسی سمت آ رہا ہے۔ تم انتظار کرو پھر دیکھتے ہیں وہ دونوں بھائی کیا فیصلہ کرتے ہیں۔"

رویان جب خاموش ہوئی تو راہطہ نے پہلی بار بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بیٹیاں تو عمومیت کے ساتھ اپنے اہل خانہ اور خصوصیت کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لئے تاروں کی ٹولیوں اور چمکتی بل کھاتی ندیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ جس طرح طیور اڑ جاتے ہیں یہ بھی بے چاریاں گھر چھوڑ کر دوسروں کی طرف سدھار جاتی ہیں اور جس طرح ندیاں ایک سرزمین سے دوسری سرزمین کی طرف چلی جاتی ہیں اسی طرح یہ بے چاری بیٹیاں بھی کوچ کر جاتی ہیں۔ یہ بے چاریاں تو اپنے باپ کے لئے وفا کا کنج چمن' محبت بھری وفاؤں اور سنہری پیار کا نگر ہوتی ہیں جبکہ باپ اپنی بیٹیوں کے لئے چاہت کے نغمات کا امین ہوتا ہے۔ بیٹیاں اپنے باپ کے لئے دلوں میں الفت بھر دینے والے پیار کی مہک ہوتی ہیں اور باپ ان کے لئے سرکشیدہ چوٹیوں سا رفعت خیز محافظ ہوتا ہے۔ بیٹیاں بے چاری گاتے چشموں گنگناتے امرت' خوشبو کے تازہ جھونکے کی مانند ہوتی ہیں اور اپنے ماں باپ کو سب سے مالوف اور عزیز سمجھتی ہیں۔ جبکہ باپ کو اپنی بیٹیوں کے لئے ان کے گالوں پر روشن حیا کی سرخی کا پاسبان اور ان کے چندن بدن کا رکھوالا ہونا چاہئے۔ یہ کیسا باپ ہے جو جبر کا رنج گراں اور بے حمیتی کا گونجتا سنسان لمحہ بن کر اپنی ہی بیٹیوں کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے۔

اگر وہ زندہ ہے تو اسے تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرنا چاہئے کہ بابل کی سلطنت اس سے چھن گئی ہے لیکن اس کی بیٹیاں خوار نہیں ہوئیں۔ اس کو مطمئن ہونا چاہئے کہ اس

کی دونوں بیٹیاں دو اچھے اور دو شریف انسانوں کی بیویاں بن چکی ہیں اور یہ امر اس کے لئے انتہا درجہ کا باعث آسودگی ہونا چاہئے۔ حیرت ہے وہ خود تو اپنی جان بچانے کے لئے چھپتا پھرتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ چلو اس کی بیٹیاں اس کی بیوی تو خوش ہیں۔ بلکہ خوش ہونے کی بجائے وہ ان کا خاتمہ کرا کے اپنی رپوشی کی زندگی کو نوحوں سے بھرنا چاہتا ہے۔"

راہطہ جب خاموش ہوئی تو تھوڑی دیر کی سوچ و بچار کے بعد رویان بول پڑی تھی۔

"نہ جانے ان کا باپ کیوں روپ کا اجلا ہو کر اپنی بیٹیوں کے لئے من کا کالا ہو چکا ہے۔ کیوں ان کے امرت میں زہر گھولنے کا تہیہ کر چکا ہے۔ لگتا ہے ذلت اور مجبوریوں نے اسے چڑچڑا اور ایک منحنی شخص بنا دیا ہو گا۔ اس بنا پر وہ بیٹیوں کے ساغر ہستی کو توڑنے کے درپے ہے۔ پر میری بیٹیاں اور ان کے شوہر ہی اب میرے لئے طلسم جہاں نما اور نور صبح کے جلووں سے شفاف آئینوں کی طرح ہیں۔ ویسے بھی اب میرے اور میرے شوہر کے عقیدوں کے درمیان ایسے فاصلے حائل ہو چکے ہیں جنہیں پاٹا' جنہیں عبور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس نے میری بیٹیوں اور ان کے شوہروں کی جانوں کے درپے ہونے کی کوشش کی تو میں اسے سایہ ابلیس اور گندہ کدورت سمجھ کر دھتکار دوں گی۔"

رویان جب خاموش ہوئی تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے فطروس بول پڑا۔

"خاتون! اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

رویان مسکرائی اور کہنے لگی۔

"فطروس! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آرام سے بیٹھے رہو۔ جب تک حارث بن حریم اور دہیں بن بشرود نہیں آتے اس وقت تک ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔"

اس کے بعد سب آپس میں وقت گزارنے کے لئے گفتگو کرنے لگے تھے۔

☆======☆======☆

سورج غروب ہونے کے بعد پڑاؤ میں خوب اندھیرا پھیل گیا تھا وہ ابھی تک باتوں میں مصروف رہے۔ حارث بن حریم اور دہیں بن بشرود نہ لوٹے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے قندل کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ابھی تک وہ آئے نہیں۔ نہ جانے کیا معاملہ ہے؟" اس پر راہطہ بول پڑی۔

"قندل میری بہن! یہ خبریں تو ہم تک پہنچ چکی ہیں کہ کاسیوں اور خانہ بدوشوں کو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

شکست دی جا چکی ہے۔ اگر حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کسی دوسری مہم پر نکلتے تو یقیناً تم لوگوں سے مل کر جاتے۔ میرے خیال میں وہ لشکر گاہ کے اندر ہی ہیں اور ہو سکتا ہے سناخریب ان کے ساتھ مستقبل کے متعلق کوئی صلاح مشورہ کر رہا ہو۔"

راہطہ کے ان الفاظ کا جواب قندل دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود داخل ہوئے ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی فطروس کھڑا ہو گیا تھا۔ رویان' قندل اور طبیرہ بھی اسے دیکھتے ہوئے کسی قدر تجسس اور حیرت کا شکار تھیں۔ خیمے میں داخل ہونے کے بعد حارث بن حریم نے رویان کی طرف دیکھا پھر اس شخص کی طرف اشارہ کیا جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"خاتون محترم! آپ اس شخص کو جانتی ہیں؟"

رویان مسکرائی اور کہنے لگی۔

"ابن حریم' میرے بیٹے! یہ میرے شوہر کے محافظ دستوں کا سالارِ اعلیٰ تھا پر یہ تو ایک انتہائی خطرناک کام کے سلسلے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سرزمینوں کی طرف آیا تھا تم نے اسے کیسے کس جگہ اور کہاں پکڑ لیا۔"

حارث بن حریم' مردک بلدان کے مشیر کے قریب آیا اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور پھر رویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "محترم خاتون! اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک خطرناک کھیل کھیلنے کی کوشش کی تھی۔ یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نینوا شہر میں داخل ہوا۔ اس نے کوشش کی کہ فطروس کو اپنے ساتھ ملا کر میرا' قندل' طبیرہ اور دبیس بن بشرود کا خاتمہ کرائے۔ فطروس نے بظاہر بڑی دانشمندی سے کام لیا کہ ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور ان کا کہا مانتے ہوئے اس طرف چلا آیا لیکن ان ظالموں کو یہ نہیں پتہ تھا کہ نینوا شہر میں میری حویلی کی حفاظت پر بھی کچھ لوگ مقرر ہیں اور ان لوگوں کو سناخریب نے مقرر کیا تھا۔

جس وقت مردک بلدان کا یہ سفیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ نینوا شہر میں میری حویلی میں داخل ہوا اور فطروس کو اپنے ساتھ ملانے کی گفتگو کی اس وقت میری حویلی کے محافظوں نے چھپ کر ان کی ساری گفتگو سن لی تھی۔ پھر جب فطروس نے بظاہر ان کا ساتھ دیتے ہوئے اور ان سے مخلص رہتے ہوئے ان کا ساتھ دینے کے لئے اس طرف کوچ کیا تو میری حویلی کے محافظوں میں سے بھی ایک ان کے پیچھے لگ گیا اور ان کے یہاں

پہنچنے سے پہلے ہی اس نے مجھے پورے حالات سے آگاہ کر دیا۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ شخص فطروس کو لے کر ادھر آیا۔ فطروس کو اس نے پڑاؤ میں بھیجا اور خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ بابل شہر کے شمال میں ایک سرائے کے اندر قیام کر لیا۔ مجھے ان کے سارے محل وقوع سے اس وقت آگاہ کر دیا گیا جس وقت میں دریائے فرات کو اپنے لشکر کے ساتھ عبور کر رہا تھا۔ مجھے یہ بھی خبر دے دی گئی تھی کہ فطروس اب کوئی کارروائی کرنے کے لئے ہم سے رابطہ قائم کرنے کی خاطر یہاں پہنچ چکا ہے۔

میں اور دبیس بن بشرود نے اس واقعہ کی اطلاع کسی کو نہیں کی اپنے چند رازدار سالاروں کو ہم نے اپنے ساتھ لیا اس سرائے میں داخل ہوئے انہوں نے ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔ اس کو تو ہم نے زندہ گرفتار کر لیا اس کے ساتھیوں کو ہم نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسے بھی میں شاید وہاں ختم کر دیتا لیکن میں اسے پکڑ کر یہاں اس لئے لایا ہوں کہ اسے یہ احساس دلاؤں کہ میں اور قندل دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ کہ ہم نے اپنی مرضی سے اپنی رضامندی سے ایک دوسرے کو اپنی زندگی کا ساتھی بنایا ہے اور یہ جو مردک بلدان ہمارے خلاف کارروائیاں کر رہا ہے یہ سب اس کے غلط فیصلوں پر منحصر ہیں۔ میں اسے چھوڑ رہا ہوں تاکہ یہ واپس مردک بلدان کے پاس جائے اور اسے جا کے اطلاع دے کر نینوا شہر میں حارث بن حریم کی حویلی میں داخل ہو کر کسی کا خاتمہ کرنا یا کوئی سازباز کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔" حارث بن حریم کو رک جانا پڑا اس لئے کہ قندل فوراً پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"نہیں' اس شخص کو ہرگز زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اس کے ساتھیوں کی طرح اس کی گردن بھی کاٹ دینی چاہئے۔ تاکہ میرے باپ کو احساس ہو کہ جو کوئی بھی وہ گروہ ہمارے خاتمے کے لئے بھیجے گا ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ گا۔"

حارث بن حریم مسکرایا کہنے لگا۔

"قندل! میں تمہارے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اگر اسے بھی ہم نے قتل کر دیا تو واپس جا کر حقیقت حال سے تمہارے باپ کو کون آگاہ کرے گا۔ اس کا واپس جانا ضروری ہے تاکہ آئندہ کوئی ایسا قدم اٹھانے کے لئے یہ مردک بلدان سو بار سوچے۔ میرے خیال میں تم میرے فیصلے سے اتفاق کرو گی۔"

اس موقع پر رویان نے قندل اور طبیرہ اپنی دونوں بیٹیوں سے مشورہ کیا پھر حارث

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بن حریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرے بیٹے! جو فیصلہ تم کر رہے ہو ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ یہی فیصلہ بہتر ہے۔"

رویان کے ان الفاظ کے جواب میں حارث بن حریم مسکرایا۔ مردک بلدان کے محافظ دستوں کے سالار کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم ایک بار مجھے میری بیوی قندل میری بہن طبیرہ اور میرے بھائی دبیس بن بشرود کو قتل کرنے کی سازش کر چکے ہو۔ اب دوبارہ تم نے، تمہارے کسی ساتھی یا مردک بلدان کے کسی بھی حواری نے ہم میں سے کسی پر بھی حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو مردک بلدان سے کہہ دینا کہ جن دلدلی علاقوں میں وہ چھپا ہوا ہے، پناہ لی ہے میں وہاں بھی طوفانوں کی طرح ان دلدلی علاقوں میں داخل ہوں گا اور ہر صورت میں اسے وہاں سے نکال کر موت کے گھاٹ اتار کے رکھ دوں گا۔"

حارث بن حریم رکا پھر دبیس بن بشرود کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو۔"

دبیس بن بشرود نے پشت پر بندھے ہوئے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔ حارث بن حریم نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"واپس مردک بلدان کے پاس جاؤ۔ اسے ساری صورت حال سے آگاہ کرنا اور میری طرف سے اسے آخری دھمکی بھی دینا کہ آئندہ اس قسم کی کوئی بھی کارروائی اس نے کرنے کی کوشش کی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔" اس کے ساتھ ہی وہ خیمے سے نکل گیا تھا۔ قندل کی طرف دیکھتے ہوئے حارث بن حریم کہنے لگا۔

"قندل! میں اور دبیس بن بشرود دونوں لشکریوں کے ساتھ کھانا کھا چکے ہیں۔ تم دونوں بہنیں برا مت ماننا۔ ابھی ہمیں سناخریب نے بلایا ہے میرے خیال میں اگلی مہم کی ابتدا ہونے والی ہے اور شاید یہ مہم ہماری آخری مہم ہو اس لئے کہ کاسیوں اور خلیج فارس کے خانہ بدوشوں کو مغلوب کرنے کے بعد اب ہمارے سامنے صرف عیلامی اور بابل کا سروب رہتے ہیں۔ ان کو زیر کرنے کے بعد میرے خیال میں لشکر واپس نینوا کی طرف جائے گا۔"

حارث بن حریم مزید کچھ کہتا مگر قندل بول پڑی۔

"سب سے پہلے میں آپ اور اپنے بھائی دبیس بن بشرود کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ

آپ نے.........."

حارث بن حریم نے آگے بڑھ کر قندل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ قندل مسکراتے ہوئے خاموش ہو گئی۔ حارث بن حریم بول پڑا۔

"قندل! اس قسم کی گفتگو نہیں کرتے۔ اب تم میرا شکریہ ادا کرو گی کہ میں نے اس شخص کو پکڑا ہے اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس لئے کہ یہ مجھے اور تم کو قتل کرنے کے درپے تھا۔ دیکھو، تم میری بیوی ہو ہر موقع پر تمہاری حفاظت کرنا میرے اولین فرائض میں شامل ہے۔ اب قندل جہاں تم میری بیوی ہو وہاں طبیرہ میری بہن، دبیس بن بشرود میرا بھائی ہے۔ ان کی نگہبانی بھی میرے فرائض میں شامل ہے۔"

حارث بن حریم رکا پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"قندل! یہ جو لوگ ہمیں قتل کرنے کے لئے آئے تھے انہیں تمہارے باپ نے بھیجا تھا۔ اس لئے میں درگزر کر گیا۔ کوئی آخری قدم نہیں اٹھایا۔ ایسا اگر کوئی اور کرتا تو کرنے والے تک میں پہنچتا اور اسے موت کے گھاٹ اتارے بغیر واپس نہ آتا۔ بہرحال یہ جو ہم نے تمہارے باپ کے محافظ دستوں کے سالار کو واپس بھیجا ہے تو یہ جا کے تمہارے باپ کو تنبیہہ ضرور کرے گا کہ وہ ایسی کوئی حرکت نہ کرے ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اب آپ سب لوگ آرام سے بیٹھیں پرسکون رہیں، میرے خیمے سے باہر بھی مسلح محافظ ہیں اور کوئی بھی غلط نیت سے اس خیمے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ میں اور ابن بشرود جاتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حارث بن حریم نے دبیس بن بشرود کا ہاتھ پکڑا پھر وہ خیمے سے نکل گئے تھے۔

☆------☆------☆

جتنے دن سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود خلیج فارس کے خانہ بدوشوں اور کاسیوں کے ساتھ مصروف رہے اس سے عیلامیوں کے بادشاہ امان میتان اور بابل کے حکمران سروب نے فائدہ اٹھایا۔ سروب نے تیز رفتار قاصد بابل کی طرف بھجوائے اور وہاں سے آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک اور لشکر اس نے طلب کر لیا۔ یہی کارروائی عیلامیوں کے بادشاہ امان میتان نے بھی کی۔ اس نے بھی اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف قاصد بھجوا کر ایک اور خاصا بڑا لشکر منگوا لیا تھا۔ دونوں نے باہم مشورہ کیا اس کے بعد دونوں متحدہ لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں میں اسی جگہ خیمہ زن ہوئے جہاں کچھ عرصہ قبل سناخریب کے باپ سارگون کو عیلامیوں کے مقابلے میں پشت کی جانب سے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اسرائیلیوں کے حملہ آور ہونے کے باعث پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔

سناخریب کو بھی اس کے نقیب اور طلایہ گر عیلامیوں اور بابلیوں کی ان حرکات سے آگاہ کر رہے تھے۔ لہٰذا خانہ بدوشوں اور کاسیوں کا خاتمہ کرنے اور ان کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد چند روز تک دریائے فرات کے کنارے قیام کر کے اس نے اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کیا۔ اس کے بعد اس نے کوچ کیا۔ اب اس کا رخ انہی کوہستانی سلسلوں کی طرف تھا جہاں بابل اور شوش کا متحدہ لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

کوہستانی سلسلوں کے اندر ایک بار پھر آشوری، بابلی اور عیلامی آمنے سامنے ہوئے عیلامیوں اور بابلیوں کے لشکر کے سامنے آتے ہی سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ پھر وہ طوفانوں کے دوش پر نغموں کو نالوں، آسودگی کو حادثوں، عالی کو اسفل، آنکھوں کے اجالوں کو دل کے کہرام، اسرار ہستی کے عرفان اور عقل وشعور کی تونگری کو بے جان مناظر اور قضا کے اثاثے میں تبدیل کر دینے والے تقدیر کے بدترین دھارے کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے عیلامیوں کا بادشاہ امان میتان اور بابل کا حاکم سروب بھی تاریخ کے تلخ قصوں کی قہرمانی، کائنات کی گہرائیوں تک اتر جانے والے زہر آلود لمحوں اور حسد کے عمیق میدانوں میں مستی کے لمحوں اور شبنم و ابر کی زمانتوں کو بیکار کھردرے خیالات میں تبدیل کر دینے والے عناصر کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر گھمسان کا رن پڑ گیا تھا۔

لڑائی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی۔ پہلے ہی ہلوں میں آشوریوں نے عیلامیوں اور بابلیوں کو بدترین شکست دی دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔ دونوں کی بدقسمتی کہ دونوں پہلے ایک سمت بھاگے پھر انہوں نے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوئے علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کئے۔ سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود نے باہم فیصلہ کرتے ہوئے عیلامیوں کا تعاقب کیا اور کوہستانی سلسلے کے اندر ان کا کچھ اس طرح تیزی اور سفاکی سے قتل عام کیا کہ بہت کم عیلامیوں کو اپنی جانیں بچا کر اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف بھاگنا نصیب ہوا۔ اس طرح سے آشوریوں نے تقریباً عیلامیوں کے لشکر کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا۔ ایسا کرنے کے بعد سناخریب، حارث بن حریم، دبیس بن بشرود بابلیوں کے پیچھے لگ گئے تھے۔

سروب کا خیال تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر بابل شہر میں جا کر محصور ہو

جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آشوریوں نے اس قدر مختصر راستے اختیار کرتے ہوئے اور اپنے پڑاؤ کے باربرداری جانور اور عورتوں، بچوں کو پیچھے لشکر کے ایک حصے کی حفاظت میں چھوڑتے ہوئے ایسے راستے اختیار کئے کہ وہ کچھ دور آگے جا کر سروب اور اس کے لشکریوں کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ ایک بار پھر آشوری سروب اور اس کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔ سروب کو اس جنگ کے دوران زندہ گرفتار کر لیا گیا اور اس کے لشکر کا لگ بھگ مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

سناخریب کے کہنے پر آشوریوں نے وہیں پڑاؤ کر لیا تھا۔

شام تک سناخریب، حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود جنگ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ اتنی دیر تک ان کے پڑاؤ کی ہر چیز، لشکر کی عورتیں اور بچے بھی وہاں پہنچ گئے اور سب کے لئے وہاں خیمے نصب کر دیئے گئے تھے پھر ایک کھلی جگہ سناخریب بیٹھ گیا اور اس نے سروب کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔

جب سروب کو لا کر اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تب سناخریب تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر قہر بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بدبخت انسان تو اندھے آئینوں، گیلے ایندھن جیسی مایوس زندگی بسر کر رہا تھا۔ رات کے اندھے کنوئیں سی خوفزدگی اور متروک کچی گلیوں سے نکال کر میں نے تجھے ایسی عزت ایسی عظمت دی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ پھر بھی تو نے میرے خلاف بغاوت کی گناہ کا مرتکب ہوا۔"

سروب نے ہاتھ جوڑ دیئے کہنے لگا۔

"مالک! مجھ سے غلطی ہوئی۔ حرص و ہوس نے مجھ سے یہ کام کروایا اور میں گناہ کی دلدل میں ڈوب گیا۔"

سناخریب نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"میں گناہ کو عریانی کی لذت سے زیادہ عرصہ تک لطف اندوز ہونے کی چھٹی نہیں دیتا۔ تیرے جیسے گناہگار جو گناہ کرتے ہیں اس گناہ کو ننگا ہی نیست و نابود کر دینا چاہئے۔ ظالم! میں نے تو تجھے دار کے کناروں سے نکال کر اجالوں کے آنگنوں میں کھڑا کیا۔ تنگ و تاریک راستوں سے نکال کر تجھے آسودگی کی شاہراہوں پر لا کھڑا کیا لیکن تجھے یہ آسودگی، تجھے یہ راحت و آرام راس نہ آیا اور میرے خلاف بغاوت کرنے میں ہی تو نے شاید اپنی آسودگی پنہاں سمجھی۔ تیرے جیسے ہی لوگ راحت کے شبنمی جزیروں کو لات مار کر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

زہر آلود فضاؤں میں سانس لینا پسند کرتے ہیں۔ تیرے جیسے لوگوں کو میں نہ معاف کرتا ہوں نہ انہیں زیادہ دیر اس زمین پر چلنے دیتا ہوں۔"

پھر ہاتھ کے اشارے سے اپنے دو سالاروں کو سناخریب نے اپنے قریب بلایا انہیں کچھ ہدایات دیں جس کے جواب میں وہ دونوں سروب کو پکڑ کر ایک طرف لے گئے تھے اور اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ لشکریوں کے آرام اور دیکھ بھال کی خاطر چند روز کے لئے سناخریب نے وہیں اپنے لشکر کا پڑاؤ رہنے دیا تھا۔

سروب کا خاتمہ کرنے کے بعد حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور دیگر سالاروں کو سناخریب نے اپنے خیمے میں طلب کیا جب سب وہاں جمع ہو گئے تب سناخریب نے راہطہ کو بلایا۔

گرتی پڑتی لاغر اور انتہا درجہ کی کمزور ہو جانے والی راہطہ فرسان کے سہارے سناخریب کے خیمے میں داخل ہوئی۔ سناخریب کے علاوہ دیگر سب لوگوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ سناخریب نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا وہاں دونوں بیٹھ گئے۔ پھر سناخریب نے راہطہ کو مخاطب کیا۔

"راہطہ! میری بہن' آج میں اپنی ساری مہموں کی تکمیل کر چکا ہوں۔ آج میری خواہش یہی ہے کہ تم مجھے اچھا سا کوئی نغمہ سناؤ جو میری ان ساری فتوحات کے سلسلے میں میری خوشی کا باعث بن جائے۔ میں جانتا ہوں تُو بیمار ہے' لاغر ہے' تُو نے اپنا راز تو کسی سے نہیں کہا مگر میں نے تم سے التماس کر دی ہے کہ آج ہمیں کوئی ایسا نغمہ سناؤ جو محفل میں خوشی کے رنگ بکھیر دے۔"

راہطہ مسکرائی' اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگی۔

"سناخریب! میرے بھائی' ضرور' ایسے مواقع بار بار نہیں آتے میرے خیال میں تم نے اپنی فتوحات کا سلسلہ مکمل کر لیا ہے۔ اس موقع پر میں ضرور گاؤں گی۔ شاید میرا یہ گیت میری زندگی کا آخری گیت ہو اور تم لوگوں کو پسند بھی آئے۔" اس کے ساتھ ہی راہطہ نے عجیب سے انداز میں فرسان کی طرف دیکھا جس پر فرسان نے بربط سنبھال لیا۔ اس کی انگلیاں بربط کے تاروں سے کھیلنے لگی تھیں۔ جبکہ راہطہ کے ہاتھ دف پر ضرب لگانا شروع ہو گئے تھے۔ کچھ دیر تک دونوں لے درست کرتے رہے پھر راہطہ نے گانا شروع کیا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:

"انسان وہ ہے جو سروں کو اوجِ تقدیس دے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دوشیزاؤں کو سودائے شب سے نجات دے
گھر کے بجھتے دیوں کو روشن کرے
ہر سانس کو نئی زندگی کی خوشبو سے بھر دے
بے چین جسموں کو روح کی شادابیت عطا کرے
ننھے منے بچوں کے نو بہار ذہنوں کو
نئی خوشبو اور امن کی کہانیاں دے
راہگیروں کو ٹھنڈی چھاؤں کا رس پلائے
نیم کڑوے ذائقوں میں مہکی خوشبو بھرے
اداس خستہ روحوں کو گدگدائے
کھردرے کرخت الفاظ کو لب و لہجہ کی حیران کن نرمی دے
درد کی بارش میں شنگرفی آنسوؤں کو
قہقہوں کے کاروان' نغموں کے قافلے عطا کرے
دیدہ ورو! دانش ورو!
ہم آشوریوں نے وہ دہلیز پار کر لی ہے جو غلامی کی طرف جاتی ہے
ہم نے وہ راہ بدل لی ہے جو آزادی کو مسمار کرتی ہے
ہم نے بلند پہاڑ سی قوموں کو سرنگوں کیا
گھمنڈ' غرور اور تعصب رکھنے والوں کے لئے
دلوں میں زخم' پاؤں میں چھالے سجائے
تن کی بولتی زمین پر
انوکھے بدمزہ خواب سجانے والوں کی پلکوں میں
تباہی اور بربادی کے گھنے جنگل استوار کئے
ان کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ بارش کی صدا ابھاری
اور ان کے تعصب کی آگ کے شور کو
دھوپ میں لت پت منظر جیسا کیا
ہائے حیف میرا مخاطب مجھ سے پوچھتا ہے
میرے لہجے کی حرارت میرا الاپ بے کار بے سود ہو گیا ہے
کاش کوئی اسے بتائے کہ زندگی کی لذت سفر میں ہے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں نے کسی کی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں جیسی محبت کو گلے سے لگا لیا تھا
اس کی ایک نیم نگاہ اس کی ایک جنبش لب کی منتظر رہی
ہائے افسوس پر وہ کسی اور کے بام کا چمکتا ماہتاب تھا
میں نے اس کی محبت کو سمندر کی وحشی آوازوں دھرتی کے تپتے سینے پر تلاش کیا
میں نے اس کی چاہت کو حیرتوں کی شام و سحر میں ڈھونڈا
اس کی محبت کو سنہری ابر خار زار فضاؤں
کتابوں میں لکھی نرم علامتوں
الفاظ کے الجھے پیچیدہ ریشم میں تلاش کیا
پر ناامیدیوں کی کانٹے دار ٹہنیوں نے میرا تمسخر اُڑایا'
اوہام کی دیواروں' ناکامی کے سرابوں نے میرا مذاق اُڑایا
میں نے اسے کھیتوں میں تلاش کیا' پانیوں میں ڈھونڈا
پر جدائی رُتوں' مجبوری اور دکھ کے سوا کچھ نہ ملا
میں نے سوچا تھا کروٹیں لیتی مایوسی میں
اس کے سینے پر سر رکھ کر زیست کا آخری گیت گاؤں گی
پر میرے مقدر' میرے بخت' میری قسمت میں
بند کمروں کے اندھے گوشوں میں
آنسوؤں کی چمکدار ڈوروں کے سوا کچھ نہ تھا
اے مخاطب سن' حادثات منزل دکھا کر لوٹ جاتے ہیں
پھر کسی کو اتنی فرصت کہاں کہ اوروں کے متعلق سوچے
کسی کے پاس اتنا وقت کہاں کہ برستی نفرتوں پر
اوروں کے لئے چاہت کی نئی نویلی رُتوں کے رنگ بکھیرے
ہائے حیف میں نے خزاں کے کرب سے اس کی محبت کا انتظار کیا پر حالات محتاج انتظار نہیں ہوتے
حروفِ حقیقت تو خود ہی چمک اٹھتے ہیں
حالات محبت کی ناکامی اور بخت کی بے چارگی نے
مجھے ایسی کچی راہوں ایسی بستی کے دوراہوں پر کھڑا کر دیا ہے
جہاں سے میں گلاب رُتوں سی زیست کی طرف پلٹ نہیں سکتی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راہطہ خاموش ہو گئی تھی۔ اونچے اونچے سانس لینے لگی تھی اس کی طبیعت لگتا تھا انتہا درجہ کی خراب ہونا شروع ہو گئی۔ کچھ دیر اپنی حالت درست کرتی رہی سناخریب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی حالت پر بے چینی سے حارث بن حریم اپنی جگہ پر اٹھ کر اس کی طرف لپکا اس کے سامنے بیٹھ گیا کہنے لگا۔

"مغنیہ تو ٹھیک تو ہے؟"

ایک اداس نگاہ راہطہ نے حارث بن حریم پر ڈالی پھر کہنے لگی

"مجھے میرے بستر تک پہنچا دیں۔"

حارث بن حریم نے ہاتھ آگے بڑھا کر جب مغنیہ کو سہارا دینا چاہا تو اس نے اپنا ہاتھ سامنے کیا اور کہنے لگی۔

"نہیں' میرا بوڑھا باپ فرسان مجھے سہارا دے کر خیمے میں لے جائے گا۔" پھر اپنا ہاتھ فرسان کی طرف اس نے بڑھایا۔ فرسان نے اسے اٹھایا۔ اس موقع پر سناخریب کہنے لگا۔

"میری بہن! تم جاؤ' خیمے میں جا کر آرام کرو۔"

اس کے ساتھ ہی راہطہ فرسان کے ساتھ نکل گئی تھی۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک بالکل خاموشی رہی' کوئی بالکل کچھ نہ بولا۔ پھر خیمے میں سناخریب کی آواز سنائی دی۔

"میرے صاحبو! پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں چند روز یہاں پڑاؤ کیے رکھوں گا لشکریوں کو سستانے' آرام کرنے کا موقع فراہم کروں گا لیکن راہطہ کی حالت دیکھتے ہوئے میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔

تم سب لوگ جانتے ہو راہطہ کی حیثیت میرے ہاں ایک بہن کی سی ہے۔ آج اس کی حالت دیکھتے ہوئے میرے دل میں ایک عجیب سی ہوک اٹھی ہے کہ یہ کیوں اپنے دل کا راز نہیں بتاتی۔ میں اسے فی الفور نینوا لے جانا چاہتا ہوں اس کا قیام اپنے محل میں رکھوں گا۔ اپنے بیوی بچوں سے کہوں گا کہ دن رات اس کے ساتھ رہیں اور ہر صورت میں اس سے جاننے کی کوشش کریں کہ وہ کون ہے جس سے اس نے محبت کی ہے۔ وہ کون ہے جو اسے نہیں مل سکا۔

یہاں سے نکلنے کے بعد فوراً کوچ کی تیاری کرو' تھوڑی دیر تک لشکر یہاں سے نینوا کی طرف کوچ کرے گا۔ میں یہاں قیام کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔"

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com
Optimized by www.ImageOptimizer.net

یہاں تک کہتے کہتے سناخریب کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بوڑھا فرسان بھاگتا ہوا خیمے میں داخل ہوا اور سناخریب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مالک! میری بیٹی راہطہ کی حالت انتہا درجہ کی خراب ہو گئی ہے۔ بستر پر گری پڑی ہے اکھڑے اکھڑے سانس لے رہی ہے۔ لگتا ہے زیادہ دیر جی نہیں سکے گی۔ اسے دیکھیں۔"

ان الفاظ پر سناخریب بے چین ہو کر اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سارے سالاروں کو اس نے حکم دیا کہ فوراً اپنے کوچ کی تیاری کریں۔ پھر وہ حارث بن حریم اور دبیس بن بشرود کے ساتھ حارث کے خیمے کی طرف بھاگ رہا تھا۔

سناخریب' حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اور ان کے پیچھے جب فرسان خیمے میں داخل ہوئے تو ردیان' قندل' طبیرہ اس کے بستر پر بیٹھی رو رہی تھیں۔ ایک طرف اداس گم صم فطروس کھڑا تھا۔ سناخریب' حارث بن حریم' دبیس بن بشرود اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ ایک کمزور سی نگاہ اس نے تینوں پر ڈالی پھر سناخریب بولا۔

"میری بہن! کچھ تو بولو' تجھے کیا ہوا' تیری یہ حالت تیرے بھائی کے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

راہطہ نے اپنی ساری قوت کو جمع کیا بڑی مشکل بڑی اذیت کا اظہار کرتے ہوئے وہ ٹوٹتے پھوٹتے الفاظ میں کہہ رہی تھی۔

"میں ایک بدقسمت لڑکی' موت کے شکستہ نحیف اور ٹوٹے تختوں پر پاؤں رکھ چکی ہوں۔ زندگی کے سیاہ گہرے گھاؤ' میرے سامنے رقص کرنے لگے ہیں۔ زیست کی پونجی میں قضا قطرے ٹپکانے لگی ہے اور پھر پنچھیوں کی ڈاروں کو تو اپنے آشیانوں کی طرف جانا ہی ہوتا ہے۔ میں بدقسمت لڑکی کانٹوں میں الجھنے کے لئے پیدا ہوئی تھی سو الجھ کر ایک ستم رسیدہ لڑکی کی حیثیت سے ختم ہو رہی ہوں۔"

سناخریب نے اس موقع پر راہطہ کو کچھ کہنا چاہا مگر ہاتھ کے اشارے سے راہطہ نے قندل کو قریب بلایا۔ قندل اپنا منہ اس کے قریب لے گئی۔ موت کی سی مسکراہٹ راہطہ کے چہرے پر نمودار ہوئی پھر ہلکی سی آواز میں کہنے لگی۔

"تم سب لوگ پوچھتے تھے وہ کون ہے جسے میں نے پسند کیا۔ وہ کون ہے جس کی محبت میرے لئے روگ بن گئی۔ وہ کون ہے جس کے لئے میں چربی کی طرح پگھلتی رہی۔ وہ حارث بن حریم ہے۔ جسے میں اجنبی کہہ کر پکارتی رہی اس کی طرف سے انتظار کرتی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

رہی کہ کبھی یہ میرا ہاتھ تھام کر کہے "تم میری ہو" اور میں اپنی طرف سے محبت کا اظہار نہ کر سکی کہ میرے ایسا کرنے سے قندل کی دل شکنی ہوتی اور......."

اس سے آگے راہطہ کچھ نہ کہہ سکی ایک لمبی سسکی لی پھر ختم ہو گئی۔ موت اس پر وارد ہو چکی تھی۔ وہاں جمع سب لوگ سسک سسک کر رونے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لشکر نے وہاں سے کوچ کیا۔ اس حالت میں کہ راہطہ کا تابوت بھی لشکر کے ساتھ نینوا کی طرف جا رہا تھا۔

☆====== ختم شد ======☆

Optimized by www.ImageOptimizer.net